محاسبۂ قادیانیت

- جناب کے۔ ایم سلیم راولپنڈی
- مولانا محمد اسماعیل ثانی
- مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی
- مولینا محمد مدنی
- جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم اے)
- جناب رائے محمد کمال
- مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری
- جناب سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی
- مولانا عبدالکریم مباہلہ
- جناب سیف الرحمن خان نذیر
- جناب منظور احمد بھٹی
- جناب امجد القادری
- حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ
- مولینا محمد اللہ داد
- جناب میر عباس علی صوفی لدھیانوی
- مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ

جلد ۴

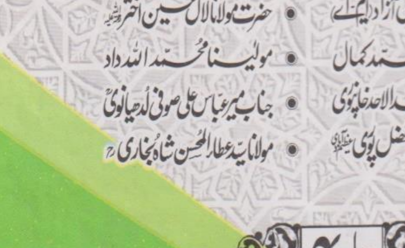

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد چہارم (۴)

مصنّفین : جناب کے.ایم سلیم راولپنڈی

مولانا عبدالکریم مباہلہ

مولانا محمد اسماعیل ثانی

جناب سیف الرحمٰن خان نذیر

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی

جناب منظور احمد بھٹی

مولانا محمد مدنی

جناب امجد القادری

جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم.اے)

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

جناب رائے محمد کمال

مولانا محمد اللہ داد

مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری

جناب میر عباس علی صوفی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی

مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۵۴۴

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : جنوری ۲۰۱۵ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ......محاسبہ قادیانیت جلد۴

☆......	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱......	یوم نامہ	جناب کے.ایم سلیم راولپنڈی	۹
۲......	ایک ظالمہ وسفا کانہ قتل اور خلیفہ قادیان	مولانا عبدالکریم مباہلہ	۴۵
۳......	نشان محمدی کلاں	مولانا محمد اسماعیل ثانی	۵۱
۴......	مرزا قادیانی کی عملی زندگی	جناب سیف الرحمٰن خان نذیر	۶۳
۵......	التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح	مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی	۹۱
۶......	حقیقت مرزائیت	جناب منظور احمد بھٹی	۹۹
۷......	مرزائی کافر کیوں؟	مولانا محمد مدنی	۱۲۳
۸......	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عقیدہ ختم نبوت	جناب امجد القادری	۱۳۷
۹......	مرزائیوں کا المیہ (علامہ اقبال کے مقالہ کی روشنی میں)	جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم.اے)	۱۶۵
۱۰......	مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور ان کے متعلق خدائی فیصلے	حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۵
۱۱......	قادیانی امت اور پاکستان	جناب رائے محمد کمال	۱۹۷
۱۲......	الاحسان والکرم، بیان قادیانی دھرم، المسمّٰی بہ کڑک آسمانی، بردجال قادیانی	مولانا محمد اللہ داد	۲۵۷
۱۳......	اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پولس ثانی، الملقب به، کشف الغشاء عن ابصار الاعمٰی	مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری	۲۶۷
۱۴......	السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول، الملقب به، سوط الابرار علیٰ متن الاشرار	// // //	۲۹۱
۱۵......	عجالہ المسمّٰی به، اغاثة الملهوف المسجون فی مصائد القادیانی المجنون، الملقب به، الفتح المبین علیٰ معتقدی المهین	// // //	۳۴۱
۱۶......	نیاز نامہ میر عباس علی صوفی لدھیانوی بجانب میاں افتخار احمد حواری، مرزا غلام احمد قادیانی	جناب میر عباس علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۱
۱۷......	الخلافة فی خیر الامة رداً علیٰ النبوة فی خیر الامة	مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی	۴۱۹
۱۸......	مضامین ختم نبوت	مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۵۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۰ امابعد!

لیجئے! محض اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے ''محاسبہ قادیانیت'' کی چوتھی جلد پیش خدمت ہے۔

۞...... جناب کے.ایم سلیم صاحب راولپنڈی کے رہنے والے حضرت تھانویؒ کے حلقہ سے تعلق تھا۔ خاندانی نواب تھے۔ تصوف کی لائن اختیار کی تو نوابی کو بھی مشرف بہ سنت نبویؐ کر دیا۔ زہے نصیب۔ خوب پڑھے لکھے آدمی تھے۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے محبت بھرا تعلق تھا۔ چنانچہ آپ نے ختم نبوت کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت لدھیانویؒ کی ردقادیانیت پر تصانیف کے انگلش سے تراجم کئے۔ قومی اسمبلی کی کارروائی کی جو کاپی افریقی سفر سے ملی اس کی تمام فائلوں پر انگریزی کو اردو کے سانچہ میں آپ نے ڈھالا تھا۔ قادیانی گروہ کے چیف گرو مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج دیا تو جناب کے ایم سلیم صاحب نے ''بوم نامہ'' کے نام پر مباہلہ کا جواب تحریر فرمایا۔ مکمل نام ہے: مرزا طاہر قادیانی کی تحریر مباہلہ کے جواب میں ''بوم نامہ'' مرزا طاہر (پوتا) اور مرزا غلام احمد (دادا) کے ارشادات میں دلچسپ تقابل، اور ٹائٹل پر فارسی میں یہ تعارف تحریر فرمایا۔

''مقام حیرت است کہ بوم بزرگ چہ آواز کردہ بود واکنوں چغ بچہ اش چہ مے سرائید بنابریں مناسبت ایں کتابچہ موسوم بہ ''بوم نامہ'' کہ فرمودات ہر دو مہتر وکہتر احاطہ می کند دال است برضلالت خوانوادہ گم گشتہ ایشاں۔ واللہ الموفق'' یہ پمفلٹ محاسبہ قادیانیت کی جلد ہذا (چہارم) میں شامل اشاعت ہے۔

۞...... مولانا عبدالکریم مباہلہ نے چھوٹے بڑے کئی رسائل و پمفلٹ قادیانی گروہ کے رد میں تحریر فرمائے۔ جو جیسے ملتے رہے احتساب قادیانیت میں ہم شائع کرتے رہے۔ اب ان کا چہار ورقی ایک اور رسالہ ملا ہے۔ ''ایک ظالمانہ وسفا کانہ قتل اور خلیفہ قادیان'' مؤلف رسالہ مولانا عبدالکریم مباہلہ قادیانیت ترک کر کے اسلام لائے۔ مرزا محمود کے کرتوت الم نشرح کرنے شروع کئے۔ مرزا محمود ان کی جان کا دشمن ہوگیا۔ محمد علی سرحدی قادیانی کو مولانا عبدالکریم مباہلہ کے قتل کے لئے مامور کیا۔ اس نے حملہ کیا۔ مولانا عبدالکریم مباہلہ کے ہمراہی حاجی محمد حسین بے دردی

سے شہید کر دیئے گئے۔ یہ واقعہ ۳۰؍اپریل ۱۹۳۰ء کو پیش آیا۔ کیس چلا، مرزامحمود نے سر کی چوٹی سے پاؤں تک کا زور لگا کر قاتل کو بچانا چاہا۔ مگر وہ گورداسپور میں پھانسی پر لٹک گیا اور قادیان میں مرزامحمود کی زبان لٹک گئی۔ مرزامحمود نے قاتل محمد علی کی وکالت پر جھوٹا بیان دیا۔ جسے مولانا عبدالکریم مباہلہ نے چیلنج کیا۔ اسی چیلنج کی تفصیل یہ رسالہ ہے۔ جو محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شریک اشاعت ہے۔

۞...... مولانا محمد اسماعیل ثانی نے ۱۳۱۴ھ میں ’’نشان محمدی کلاں‘‘ کے نام سے پنجابی میں ایک کتاب دربیان نصاریٰ، ورد آریہ ورد شرک ودربیان ردمرزا قادیانی شائع کی۔ جو مطبع محمدی لاہور سے شائع ہوئی۔ ردقادیانیت کا حصہ اصل کتاب کے ص۳۰ سے شروع ہوکر ص۴۰ پر ختم ہوتا ہے۔ کتاب کا ایڈیشن ثانی ۸۴ پر مشتمل ہے۔ اس سے ہم نے ردقادیانیت کا دس صفحات کا حصہ لے کر محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شامل اشاعت کیا ہے۔

۞...... جناب سیف الرحمٰن خان نذیر جامع اہل حدیث چک ۲۲۷ گ.ب تحصیل سمندری کے تھے۔ انہوں نے فروری ۱۹۵۵ء میں قادیانیوں کے رد میں رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام ’’مرزا قادیانی کی عملی زندگی‘‘ رکھا۔ اس جلد میں وہ بھی شامل ہے۔

۞...... مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی نے ۱۳۱۴ھ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ’’التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح‘‘ ہے۔ ایک سوتیس سال بعد دوبارہ اس جلد میں شریک اشاعت ہے۔

۞...... جناب منظور احمد بھٹی نے لاہور سرکلر روڈ پر ادارہ ملیہ قائم کیا۔ ’’حقیقت مرزائیت‘‘ (قادیانی لٹریچر کے آئینہ میں) پمفلٹ شائع کیا جو اس جلد میں شامل کیا ہے۔

۞...... مولانا محمد مدنی نے ایک رسالہ ’’مرزائی کافر کیوں؟‘‘ تحریر فرمایا جسے انجمن تبلیغ اسلام جامع مسجد محمدی (رونٹی والی) گجرات نے شائع کیا۔ اس جلد میں وہ بھی شامل ہے۔

۞...... جناب امجد القادری صاحب نے ایک رسالہ بنام ’’مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا عقیدہ ختم نبوت‘‘ تحریر فرمایا جو مکتبہ اخوان محلہ عثمان آباد چکوال سے شائع ہوا۔ یہ فروری ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اب محاسبہ کی اس جلد میں شریک اشاعت کیا ہے۔

۞...... جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم.اے) نے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ ’’مرزائیوں کا المیہ‘‘ (علامہ اقبال کے مقالہ کی روشنی میں) اسے بھی اس جلد میں سمویا گیا ہے۔

۞...... لاہور سے عرصہ ہوا ایک رسالہ شائع ہوا تھا۔ ’’مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اوران کے متعلق خدائی فیصلے‘‘ اس میں (۱) عبداللہ آتھم۔ (۲) ڈاکٹر عبدالحکیم۔ (۳) مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ (۴) محمدی بیگم سے متعلق مرزا کی چار پیش گوئیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس جلد میں یہ رسالہ بھی شامل اشاعت ہے۔ یہ رسالہ میرے استاذ محترم مولانا لال حسین اخترؒ کا مرتب کردہ ہے۔ جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۞...... جناب رائے محمد کمال صاحب نے فروری ۱۹۸۹ء میں ’’قادیانی امت اور پاکستان‘‘ کے نام سے کتاب مرتب فرمائی جو مکتبہ ضیاء القرآن لاہور سے شائع ہوئی۔ محاسبہ کی اس جلد میں اسے بھی شامل کیا ہے۔

۞...... مولانا محمد اللہ داد صاحب مدرسہ حقانیہ عربیہ اسلامیہ میلسی ضلع ملتان میں مدرس ہوتے تھے۔ آپ نے رسالہ تحریر فرمایا۔ ’’الاحسان والکرم...... بیان قادیانی دھرم‘‘ المسمّٰی بہ ’’کڑک آسمانی...... بردجال قادیانی‘‘ اسے محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ یہ کتابچہ یکم راگست ۱۹۳۵ء کو پہلی بار شائع ہوا تھا۔ اکیاسی سال بعد دوبارہ اس کتاب میں شامل اشاعت ہورہا ہے۔

۞...... مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری (وفات ۸ردسمبر ۱۹۲۸ء) ہری پور ضلع میں ایک معروف قدیمی قصبہ خان پور ہے۔ اس میں اہل حدیث مکتب فکر کے اہل علم کا قاضی خاندان ہے۔ اس کے ایک فرد مولانا عبدالاحد خانپوریؒ تھے۔ آپ نے ایک ردقادیانیت پر متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ ہمیں ان میں سے صرف تین رسائل ملے۔

۱...... ’’اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پولس ثانی، الملقب بہ، کشف الغشاء عن ابصار الاعمٰی ‘‘مرزا قادیانی نے ’’الصلح خیر ‘‘ کے نام پر ایک اشتہار ۵رمارچ ۱۹۰۱ء کو شائع کیا جس کا جواب یہ کتابچہ ہے۔ ۱۹۰۱ء کے بعد اب ۲۰۱۶ء میں اس کی اشاعت پر ہمیں کتنی خوشی ہوگی کوئی بندۂ خدا اس کا اندازہ کرسکتا ہے؟ فلحمدللہ!

۲...... ’’السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول ‘‘ الملقب بہ ’’سوط الابرار علیٰ متن الاشرار ‘‘راولپنڈی کے قادیانیوں کے اشتہار کے جواب میں مولانا عبدالاحد نے یہ رسالہ تحریر کیا۔

۳...... رسالہ ’’عجالہ المسمّٰی بہ اغاثۃ الملھوف المسجون فی مصائد القادیانی المجنون‘‘ الملقب بہ ’’الفتح المبین علیٰ معتقدی المھین‘‘ یادرہے کہ مولانا قاضی عبدالاحد خانپوریؒ مولانا عبداللہ غزنوی کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کے صاحبزادہ مولانا عبدالواحد غزنویؒ سے ایک قادیانی نے تحریراً چند سوالات پوچھے۔ چنانچہ مولانا عبدالواحد غزنوی نے یہ سوالات اپنے والدگرامی مولانا عبداللہ غزنویؒ کے شاگرد رشید مولانا عبدالاحد خانپوری کو جواب کے لئے ارسال فرمائے۔ آپ نے ان کا جواب تحریر فرمایا تو یہ کتاب تیار ہوگئی۔ یہ تینوں رسائل محاسبہ کی اس چوتھی جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی مرحوم نے اپنی کتاب چمنستان حدیث میں مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری کے احوال بیان کرتے ہوئے ’’تذکرہ علماء خانپور‘‘ کے حوالہ سے قاضی صاحب کے ردقادیانیت پر رسائل کی تعداد چار لکھی ہے۔ ہمیں یہ تین ملے۔ بھٹی صاحب نے افسوس کہ رسائل کے نام نہیں لکھے۔ ورنہ تلاش سے شاید اس کو بھی پالیتے۔ چلیں اس میں خیر ہوگی۔

۞...... جناب میر عباس علی لدھیانویؒ سرکاری ملازم تھے۔ مرزا قادیانی کے نہ صرف دجل کا شکار ہوئے بلکہ اس کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص۷۹۰، خزائن ج۳ ص۵۲۸ پران کے متعلق اپنا الہام شائع کیا۔ ’’اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء‘‘ بعد میں میر عباس علی لدھیانویؒ کو اللہ رب العزت نے ہدایت دی اور یہ مرزا قادیانی پر چار حرف بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ مرزا قادیانی کا ایک گرویدہ بدنصیب قادیانی جس کا نام میاں افتخار احمد تھا۔ اس کے نام میر عباس علی لدھیانویؒ نے ۱۰؍جنوری ۱۸۹۲ء کو خط لکھا۔ اس کا نام رکھا ’’نیازنامہ میر عباس علی صوفی لدھیانوی بجانب میاں افتخار احمد حواری مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ پھر اسے شائع کردیا۔ ایک سوپچیس سال بعد دوبارہ محاسبہ کی اسی جلد میں ہم شائع کررہے ہیں۔

۞...... مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی نے دسمبر ۱۹۱۴ء میں ایک کتاب ردقادیانیت پر تحریر فرمائی۔ ہوا یہ کہ پشاور کے ایک قادیانی میر قاسم علی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا ’’النبوۃ فی خیر الامۃ‘‘ اس کے جواب میں مولانا سید محمد عبداللہ نے کتاب تحریر فرمائی۔ ’’الخلافۃ فی خیر الامۃ رداً علیٰ النبوۃ فی خیر الامۃ‘‘ ایک سودوسال بعد دوبارہ محاسبہ کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۞...... مولانا سید حافظ عطاء المحسن شاہ بخاری (وفات:۱۱؍نومبر ۱۹۹۹ء) ہمارے مخدوم

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ بیک وقت حافظ، قاری، عالم، ادیب وخطیب، شاعر اور صحافی تھے۔ آپ نے ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان اور اخبار ’’خبریں‘‘ ملتان میں ردقادیانیت پر چھ مضامین تحریر کئے۔ جنہیں جناب سید محمد کفیل شاہ بخاری نے ’’مضامین ختم نبوت‘‘ کے نام سے شائع کر دیا۔ جسے ہم حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ محاسبہ کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

غرض یہ کہ ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلد ہذا (۴) میں:

۱......	جناب کے. ایم سلیم راولپنڈی	کا	۱	رسالہ
۲......	مولانا عبدالکریم مباہلہ	کا	۱	رسالہ
۳......	مولانا محمد اسماعیل ثانی	کا	۱	رسالہ
۴......	جناب سیف الرحمٰن خان نذیر	کا	۱	رسالہ
۵......	مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی	کا	۱	رسالہ
۶......	جناب منظور احمد بھٹی	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا محمد مدنی	کا	۱	رسالہ
۸......	جناب امجد القادری	کا	۱	رسالہ
۹......	جناب محمد اسماعیل آزاد ایم. اے	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب رائے محمد کمال	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا محمد اللہ داد	کا	۱	رسالہ
۱۳......	مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری	کے	۳	رسائل
۱۴......	جناب میر عباس علی صوفی لدھیانویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۵......	مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی	کا	۱	رسالہ
۱۶......	مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ	کا	۱	رسالہ

گویا سولہ حضرات کے کل ۱۸ رسائل وکتب محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۵؍ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ، مطابق ۱۶؍جنوری ۲۰۱۶ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

بوم نامہ

جناب کے. ایم سلیم صاحب (راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

’’اذا جآءک المنفقون قالوا نشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسوله واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون ‘‘ ﴿جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسولؐ ہے اللہ کا، اور اللہ جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسولؐ ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے یہ منافق جھوٹے ہیں۔﴾

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزاطاہر احمد نے ایک پمفلٹ موسوم ’’مباہلہ‘‘ مورخہ ۱۰/جون ۱۹۸۸ء ربوہ (چناب نگر) سے شائع کر کے تقسیم کروایا۔ جس کی کاپیاں راولپنڈی میں رات کے اندھیرے میں مسلمانوں کے گھروں میں پھینک دی گئیں۔ اس پمفلٹ سے مسلمانوں کو ایک مقصد حاصل ہوا کہ قادیانیوں کے تمام کافرانہ عقائد ایک جگہ مجتمع مختصر شکل میں مل گئے جوان کے موجودہ سربراہ نے ایک ایک کر کے خود اگل دیئے۔ انکاری انداز میں اقرار کرلیا۔ علمائے دین متین کے لئے جواب برمحل ہوگیا۔ سبحان اللہ والحمدللہ!

راقم الحروف جواب کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہ ثبوت پیش کرتا ہے جو مرزاطاہر احمد کے دادا مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ چند تحریریں مرزاطاہر احمد کے والد مرزابشیرالدین محمود کی اور دیگر بھی ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہر مسلمان پر انشاءاللہ واضح ہو جائے گا کہ:

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی جھوٹا، مکار، عیار، دھوکہ باز، دجال، مفسد، کذاب، مفتری اور لعنتی شخص تھا۔

۲...... مرزائی جماعت کافر، منافق، مرتد، زندیق ہے۔

اس زیرنظر کتابچہ کے مندرجات وہی سب کچھ ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء اکابر نے مباہلہ کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں۔ بالخصوص از حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب، جناب مولانا اللہ وسایا صاحب، جناب مولانا نذیر احمد صاحب، جناب مولانا منظور احمد الحسینی صاحب بشمول کتاب ’’قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ‘‘ مؤلفہ پروفیسر محمد الیاس برنی۔ راقم الحروف نے انہیں سے استفادہ حاصل کر کے اس کتابچہ میں ایک خصوصی طرز اختیار کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ پہلے وہ باتیں درج کی ہیں جن کے لئے مرزاطاہر احمد نے اپنے ’’مباہلہ‘‘ کے پمفلٹ میں غلط ہونے کا ثبوت مانگا ہے جب کہ ثبوت ان

کے دادا غلام احمد کی تحریر معہ حوالہ کے نیچے درج کر دیا ہے۔ جب دادا جان خود ارشاد فرما چکے ہیں تو پوتے طولعمرہ کو اور کیا ثبوت چاہئے؟

مسلمان ذیل میں درج قادیانی خرافات پڑھیں اور اس کے ہر ہر حرف پر لعنت بھیجتے جائیں۔ ’’**لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ**‘‘

(۱)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد خدا تھے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۹)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں واقعتاً خدا ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۰۳، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

(۲) ’’زمین وآسمان کو بھی میں نے بنایا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۰۳، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

(۳) ’’ظہورک ظہوری (تیرا ظہور میرا ظہور ہے)‘‘

(کتاب وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات، تذکرہ طبع سوم ص۷۰۴)

(۲)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کے بیٹے تھے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۹)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’خدا تعالیٰ نے مجھ سے کہا: (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی سے) **اسمع یا ولدی** (اے میرے بیٹے سن)‘‘ (کتاب البشریٰ مجموعہ الہامات ص۴۹)

(۲) ’’مجھ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) سے خدا نے کہا: **انت منی بمنزلۃ ولدی** (تو یعنی اے مرزا غلام احمد میرے فرزند کی مانند ہے)‘‘

(کتاب حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

(۳) ’’**انت من ماء نا** (تو یعنی اے مرزا غلام احمد ہمارے پانی میں سے ہے)‘‘

(کتاب انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

(۳)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا باپ تھے۔‘‘

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱)''انت منی وانا منک (تو یعنی مرزاغلام احمد مجھ سے (یعنی خدا سے) اور میں (یعنی خدا) تجھ سے (یعنی غلام احمد سے) ہوں)'' (تذکرہ وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات ص ۶۵۰)

(۲)''میں نے (یعنی خدا نے) تجھ سے (یعنی مرزاغلام احمد سے) ایک خرید وفروخت کی ہے۔ یعنی ایک چیز میری تھی (یعنی خدا کی تھی) جس کا تو (یعنی مرزاغلام احمد) مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی (یعنی مرزاغلام احمد کی) جس کا میں (یعنی خدا) مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ میں سے ہے میں تجھ میں سے ہوں۔''

(کتاب دافع البلاء ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۲۸)

(۳)''حضرت مسیح موعود (مرزاغلام احمد) نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت اس طرح آپ پر طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ (نعوذ باللہ یعنی خدا نے وہ کام کیا جو مرد اپنی عورت کے ساتھ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ!)'' (کتاب مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

(۴)''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

(۵)''میری کتاب اربعین نمبر۴ ص۱۹ میں بابو الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہے۔ یعنی ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

(نوٹ: نعوذ باللہ! اپنے بیٹے کو مثل اللہ کا بیٹا بنادیا)

(۴)

مرزاطاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزاغلام احمد تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے افضل وبرتر تھے۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص۹)

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱)''اگرچہ دنیا میں بہت سارے نبی تھے۔ مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔'' (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(۲) کتاب (درثمین) میں مرزا غلام احمد قادیانی کا شعر ہے ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین)

(۳)''اس (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے لئے (صرف) چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، کیا تو انکار کرے گا؟'' (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

(۴)''اس نے (یعنی خدا نے) اس قدر (میرے) معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ص۵۷۴)

(۵)''خدا نے اس کثرت سے میرے لئے نشان دکھلایا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ص۵۷۵)

(۶)''اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷۶، خزائن ج۲۱ص۹۹)

(۷)''اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں زندہ ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ص۱۵۲)

(۸)''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

(۹)''میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشانات دکھلائے ہیں کہ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ص۷۰)

(۱۰)''مجھے الہام ہوا کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۹۲، خزائن ج۲۲ص۹۲)

(۱۱)''اتانی مالم یوت احد من العالمین (ترجمہ: مجھ کو وہ چیز دی گئی جو دونوں جہانوں میں کسی کو نہیں دی گئی)'' (الاستفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ص۷۱۵)

(۱۲) قادیانی شاعر اکمل نے مرزا غلام احمد کی موجودگی میں یہ قصیدہ پڑھا ۔

”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں“

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۵)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ”ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد کی وحی کے مقابلہ میں حدیث محمد ﷺ کوئی شئے نہیں ہے۔“ (مباہلہ کا چیلنج ص ۹)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ہے اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

(۲) ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت منکشف نہ ہوئی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت ظاہر فرمائی گئی...... تو وہ زمانہ روحانیت کی ترقیات کا انتہاء نہ تھا۔ اس روحانیت نے اس وقت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے وقت) میں پوری طرح سے تجلی فرمائی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

(۳) ”آنحضرت ﷺ کے وقت میں قرآن شریف کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور ہمارے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ حاشیہ)

(۴) ”جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱ حاشیہ)

(۵) ”قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود (مرزا غلام احمد) دونوں خدا کے کلام ہیں۔ حدیثیں تو بیسیوں راویوں کے توسط سے ہمیں ملی ہیں اور الہام براہ راست، اس لئے مرزا قادیانی کا الہام مقدم ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۳، مورخہ ۲۹/ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۶)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ہماری عبادت کی جگہ بیت الذکر عزت واحترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۹)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جس کے لئے فقرہ مذکورہ بالا ’’ومن دخلہ کان اٰمنا ‘‘ (جو اس خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ امن میں ہوا) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ نے)‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص۵۵۹، خزائن ج۱ ص۶۶۶)

(۲) ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ اس معراج میں آنحضرت ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں واقع ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ج، خزائن ج۱۶ ص۲۱)

(۷)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔‘‘

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص ث، خزائن ج۱۶ ص۲۰ حاشیہ)

(۲) ’’اور یہ بھی مدت سے (مجھے) الہام ہو چکا ہے کہ: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان ‘‘میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان۔ یہ کشف تھا کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۵ تا ۷۷، خزائن ج۳ ص۱۳۸، ۱۳۹)

(۳) ’’زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے‘‘

(درثمین اردو ص۵۲)

(۸)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سال میں ایک دفعہ قادیان جانا بخشش کا موجب بن جاتا ہے۔‘‘

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا، اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو‘‘ (منصب خلافت ص۳۳، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

(۲) ’’حضرت مسیح موعود (یعنی مرزاغلام احمد قادیانی) نے ایمان کی سلامتی اور خداتعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے بار بار قادیان آنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کے لئے بتاکید ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو بشری کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث دوران سال میں اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ انہیں جلسہ سالانہ کے موقع کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرنا چاہئے اور ہر قیمت ادا کر کے جلسہ میں شریک ہوں۔‘‘ (اخبار الفضل ج۱۸ ص۱۷، مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۹)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسے میں شمولیت ہی حج ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۰)

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’اس میں (قادیان کے جلسہ کی شمولیت میں) نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲)

(۲) ’’آج جلسہ (قادیان) کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔‘‘

(برکات خلافت ص د)

(۳) ’’قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو ظلی حج کہنا کوئی ناجائز بات نہیں۔‘‘

(تقریر سالانہ جلسہ مرزا بشیر احمد محمود والد مرزا طاہر مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۵رجنوری ۱۹۳۳ء)

(۱۰)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’مرزاغلام احمد قادیانی نے ختم نبوت سے صریح انکار نہیں کیا۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۰)

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا نبی بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

(۲) ’’خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

(۳) ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۶۸،خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

(۴) ''جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور ہم کلامی کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں ہم پر ظاہر کرتا ہے...... اور انہیں امور کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں۔''

(خط مورخہ ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء، بنام اخبار عام لاہور، از مرزا غلام احمد قادیانی)

(۵) ''حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
جب محمد مصطفیٰ میرزا بن کر آیا''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۱۴، مورخہ ۲۸/مئی ۱۹۲۸ء)

(۱۱)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن مجید میں لفظی اور معنوی تحریف نہیں کی۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ''واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہ'' (تحریف شدہ آیت)

''فاجعل افئدۃ الناس تھوی الیھم (ابراھیم:۳۷)''

(روحانی خزائن کی جلد میں پہلی کتاب ''فتح اسلام'' میں تحریف شدہ آیت)

(۲) ''وافوض امری الیٰ اللہ ان اللہ بصیر بالعباد (مؤمن:۴۴)''

''وافوض امری الیٰ اللہ واللہ بصیرۃ بالعباد'' (تحریف شدہ آیت)

(۳) ''وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ (توبہ:۴۱)''

''ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم'' (تحریف شدہ آیت)

(۴) ''وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطٰن فی امنیۃ (حج:۵۲)''

''وما ارسلنا من رسول ولا نبی اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ''

(تحریف شدہ آیت)

’’اس (آیت) میں ’’یا اٰدم اسکن انت وزوجک الجنۃ‘‘ جو جنت کا لفظ ہے۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ (توام) پیدا ہوئی اس کا نام جنت ہے اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک رہ کر فوت ہوگئی تھی۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵۶، ۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

(۱۲)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’میرے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں کی۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے (غار حرا میں) ایک ایسی جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۹، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵ حاشیہ)

(۲) ’’کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر یہ الہام ہوا۔ ’’کل مقابر الارض لا تقابل ھذا الارض‘‘ (یعنی روئے زمین کی تمام قبریں اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں)‘‘

(مرزا غلام احمد قادیانی کے مکاشفات ص۵۹، مؤلفہ محمد منظور الٰہی قادیانی)

(۱۳)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’میرے دادا مرزا غلام احمد نے حضرت امام حسینؓ کی توہین نہیں کی اور ان کے ذکر کو گوہ یعنی ٹٹی کا ڈھیر قرار نہیں دیا۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’تم نے (یعنی اے شیعہ قوم) خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کہ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (گندگی) کا ڈھیر ہے۔ (یعنی پاخانہ کا ڈھیر ہے)‘‘

(ضمیمہ نزول المسیح اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

(۲) ’’اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا نجات دہندہ ہے۔ کیونکہ میں

سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا غلام احمد قادیانی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘
(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(۳) ’’کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔‘‘
(نزول المسیح ص۴۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷، ۲۲۸)

(۴) ’’اور بخدا اس کو (یعنی حضرت امام حسینؓ) کو مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔‘‘ (ضمیمہ نزول المسیح اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

(۱۴)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’مرزا غلام احمد نے جھوٹے مدعیان نبوت کا مطالعہ کر کے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۱)

(۱) ’’جھوٹا مدعی نبوت طلیحہ اسدی اور جھوٹا مدعی مرزا غلام احمد میں مماثلت طلیحہ اسدی ایک چادر اوڑھے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے الگ ایک طرف بیٹھ کر کہتا تھا کہ: ’’میرے پاس جبرائیل آیا تھا اور وہ یہ کہہ کر گیا ہے......‘‘

اسی طرح مرزا غلام احمد نے کہا:

آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را اشارہ کرد خدا ترا از دشمناں نگہ خواہد داشت۔ (ترجمہ: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا تجھے دشمنوں سے حفاظت میں رکھے گا)

(کتاب وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات ص۴۲۶)

(۲) ’’جھوٹی مدعیہ نبوت سجاع بنت الحرث اور جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد میں مماثلت، سجاع بنت الحرث نے اپنی شریعت میں شراب پینا جائز کر دیا۔ اس لئے بہت سے لوگ اس کی جماعت میں شامل ہو گئے۔‘‘

اسی طرح مرزا غلام احمد بحوالہ اخبار پیغام صلح ج۲۳ ص۱۵، مورخہ ۴/ مارچ ۱۹۳۵ء، ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی۔

’’اگر حضرت شیخ (مرزا غلام احمد) برانڈی اور رم کا استعمال کر لیتے تھے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔‘‘

خط مرزا غلام احمد از مکتوبات مرزا غلام احمد

’’محبی اخویم حکیم حسین صاحب...... ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔‘‘

’’سودائے مرزا ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی امرتسر۔‘‘

’’پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب ملا کہ ’’ٹانک وائن‘‘ ایک طاقت ور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے۔‘‘

(۳) جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی۔

مسیلمہ کذاب کا تمام سلسلہ مرزا غلام احمد قادیانی میں نظر آتا ہے اور وہ مسیلمہ کی حرکات کا مطالعہ کر کے اس کے نقش قدم پر چلا، مماثلت کے چند پہلو یہ ہیں۔

مماثلت

مسیلمہ کذاب	مرزا قادیانی کذاب
(الف) قبائل میں سربرآوردہ بننے کی خواہش میں نبوت کا دعویٰ کیا۔	علاقہ میں معزز بننے کی خواہش میں نبوت کا دعویٰ کیا۔
(ب) مسیلمہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ پر عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کے لئے آیت نازل ہوئی۔	غلام احمد نے بھی مباہلہ کی نقل شروع کر دی اور کئی مباہلے کئے اور بالخصوص ایک عیسائی پادری بنام آتھم کے ساتھ۔
(ج) فرض نمازوں میں مشروعیت ہٹا کر وجوب نماز عشاء اور فجر کی رخصت اپنی شریعت میں پیدا کر دی۔	غلام احمد نے بھی اپنی شریعت میں نمازیں جمع کر کے پڑھیں تاکہ بار بار نماز پڑھنے میں وقت ضائع نہ ہو۔
(د) منکرات فواحشات کا مرتکب ہوا۔	افیون، شراب، وائن، برانڈی، رم کا مرتکب ہوا۔ (سیرۃ المہدی ج۳ ص۳۰۲)
(ق) رسول اللہ ﷺ کی چاپلوسی کی اور بنو حنیفہ کے وفد کے ہمراہ مدینہ آ کر قرآن مجید سیکھا۔	حاکم وقت انگریزوں کی چاپلوسی کی اور حریت پسند مسلمانوں کی انگریز حکومت کو نشاندہی کی۔

(ص) جب جنگ یمامہ میں ہارنے لگا تو اس سے لوگوں نے پوچھا: ''وہ وعدہ فتح کا کب پورا ہوگا جو تیرا خدا تجھ سے کر چکا ہے۔''	جب محمدی بیگم کا خاوند سلطان محمد مقررہ میعاد ڈھائی برس میں نہ مرا تو اس کی میعاد میں توسیع کرتے ہوئے کہا: ''باشمارا ایں نہ گفتہ ام کہ ایں مقدمہ برہمیں قدر بہ اتمام رسید...... اصل امر بہر حال خود قائم است...... وایں تقدیر از خدا بزرگ تقدیر مبرم است۔'' (انجام آتھم ص۳۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

(۱۵)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''میرے دادا نے انگریزوں کے ایماء پر اسلامی طریقہ جہاد کو منسوخ نہیں کیا۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ''میں نے سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیرخواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔''

(اشتہار منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۲۴)

(۲) ''اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور بعض کم فہم لوگوں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں۔''

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ، مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۱)

(۳) ''میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس انگریزی سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دل کو خراب کرتے ہیں ان کے دل سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵، ۱۵۶)

(۴) ''میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۶۶)

(۵) ’’یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔

(’’اقتباس معروضہ‘‘ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش کیا، مندرجہ رسالہ ریویو ۱۹۰۲ء)

(۶) ’’ہمارے امام مرزا غلام احمد قادیانی نے عمر کا ایک بڑا حصہ جو ۲۲ برس ہیں اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے۔‘‘ (قادیانی رسالہ ریویو بابت ۱۹۰۲ء ج۱)

(۷) ’’مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر کیا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں ہے...... یہ مبارک فرقہ نہ ظاہرہ طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۸۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۵۷)

(۸) ’’میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر، بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ انگریزیہ کی تائید میں شائع کی ہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۴ ص۴۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۸۰)

(۱۶)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’میرے دادا نے تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔‘‘

(مباہلہ کا چیلنج ص۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا۔ وہ صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔‘‘

(اربعین ج۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

(۲) ’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے...... خدا نے میری وحی اور میری تعلیم کو تمام انسانوں کے لئے معیار نجات قرار دیا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔‘‘ (اربعین ج۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵ حاشیہ)

(۳)

مطلع قادیان پر تو چمکا ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک

مہدی عہد و عیسیٰ موعود اے احمد مجتبےٰ سلام علیک
مانتے ہیں تیری رسالت کو اے رسول خدا سلام علیک

(اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۱۰۰، مورخہ یکم/ جولائی ۱۹۲۰ء)

(۴) ’’یہاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے فرمایا ہے: ’’خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دے کر مسیح موعود کو (مرزا غلام احمد قادیانی کو) ایک اہم رنگ میں تشریعی نبی قرار دیا ہے۔‘‘ یہ بھی حضرت صاحب کی مرزا غلام احمد قادیانی کو صاحب شریعت منوانے کی ایک ابتداء ہے۔‘‘

(کتاب المہدی نمبر ۴ ۵۰ ص ۱۴۴)

(۵) ’’ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ (یعنی خاتم النّبیین) بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح ص ۵۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶۰،۶۱)

(۶)

اے میرے پیارے میری جان رسول قدنی — تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
انت منی او انا منک خدا فرمائے — میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی
عرش پر تیری حمد خدا کرتا ہے — ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تیری مسلوں پر کرے — اللہ اللہ تیری یہ شان رسول قدنی
آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے — تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے — تجھ پہ اترا ہے پھر قرآن رسول قدنی
سرمہ چشم تیری خاک قدم بنوائے — غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۰، مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۱۷)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہماری کتاب ’’تذکرہ‘‘ کی قرآن کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں ہے اور ہم اپنی کتاب (وحی والہامات غلام احمد کو) قرآن شریف کے ہم مرتبہ قرار نہیں دیتے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’میں اپنی وحی کو قرآن مجید کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھتا ہوں۔‘‘

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(۲) ’’قرآن شریف کی طرح میں اپنی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔‘‘

(کتاب حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

(۳) ’’تورات، انجیل، قرآن کی طرح اپنی وحی پر بھی ایسا ہی ایمان ہے۔‘‘

(کتاب اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

(۴) جلال الدین شمس مرزائی نے کہا: ’’حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان الہامات کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن مجید۔‘‘

(۵) مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب کا نام قرآن نہیں رکھا۔ بلکہ قرآن مجید کا دوسرا غیر معروف نام ’’تذکرہ‘‘ رکھ دیا۔ ’’کلا انھا تذکرۃ‘‘ تاکہ یہ دھوکہ دے سکیں کہ ہماری کتاب بھی قرآن ہے۔

(۱۸)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’میرے دادا جان بے ایمان اور دھوکہ باز آدمی نہیں تھے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’پچاس کتابیں لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر ۵۰ اور ۵ میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔ لہٰذا پچاس کا وعدہ پانچ میں پورا ہو گیا (یعنی پینتالیس کتابوں کی قیمت ہضم کر لی)‘‘

(دیباچہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

(۲) ’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ، السلام علیکم

چند ہفتے ہوئے مجھے الہام ہوا جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ کوئی شخص بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ مجھے بھجوائے گا...... طبیعت نے یہی چاہا کہ اس کے مصداق آپ ہی ہوں...... کیا لاکھ دو لاکھ روپیہ بڑی بات ہے۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ اوّل ص ۲۰)

(۳) ’’لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی کے سامنے کہا کہ جماعت (قادیانی کے افراد) مقروض ہو کر اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ

بھیجتے ہیں۔ مگر یہاں (قادیان میں) بیوی صاحبہ کے (مرزا غلام احمد کی بیوی کے) زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۱/ اگست ۱۹۳۸ء ج ۲۶ ش ۲۰۰)

(۴) ''خواجہ کمال الدین (قادیانی) نے مجھ سے (یعنی سرور شاہ سے) کہا میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں......

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے۔ اس طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر قادیان بھیجتے تھے۔ لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں تو واپس آ کر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے خود قادیان میں جا کر انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام اور تعیش کی زندگی وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں ہے۔ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو۔ جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ پس اب عورتیں ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔'' (کشف الاختلاف ص ۱۳)

(۵) ''مولوی محمد حسین بٹالوی...... نے کہا کہ تم قادیان جاتے ہو، میرا ایک پیغام مرزا غلام احمد قادیانی کو دے دینا کہ مجھے وہ (غلام احمد) اپنی آمدنی کا حساب دیں اور میں کئی خط لکھ چکا ہوں۔ جواب نہیں دیتے۔ پبلک کا روپیہ فضول خرچ ہو رہا ہے۔ میں قادیان پہنچا۔ مولوی صاحب کا پیغام بھی سنا دیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی نے) فرمایا کہ ہم نے مولوی صاحب کو جواب دے دیا ہے۔ ہم نے کوئی حساب نہیں رکھا۔ نہ ہماری مولوی صاحب سے شراکت ہے۔ مولوی صاحب زر پرست دنیا دار ہیں اور اسے دنیا اور زر پرستی کے سوائے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔'' (قادیانی روایات مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۰۱ ج ۳۴، مورخہ ۲۸/ اگست ۱۹۲۶ء)

(۶) ''خواجہ (کمال الدین) صاحب نے آنکھیں سرخ کر لیں......قوم پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتی ہے اور وہ (روپیہ) شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے۔''

(کشف اختلاف ص ۱۵، مصنفہ سید سرور شاہ قادیانی)

(۷) ''مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے کاروبار پر......اعتراض کرنا، موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں کوئی تاجر نہیں ہوں کہ

کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔ جب خدا میرے مصارف پر کبھی اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھ پر اعتراض کرے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۰۵ء)

(۸) مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے۔ باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے...... پھر خواجہ احب نے کہا حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) آپ تو خوب عیش سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنا خرچ گھٹا کر چندہ دو۔''

(خط میاں مرزا محمود بنام مولوی نور الدین خلیفہ الاوّل مندرجہ حقیقت اختلاف ص ۵۰)

(۹) ''حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں۔ ایسا نہ کرنا چاہئے ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔''

(خط میاں محمود احمد بنام مولوی نور الدین خلیفہ اوّل مندرجہ حقیقت اختلاف)

(۱۹)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''میرے دادا مرزا غلام احمد کے لئے غلط بات ہے کہ انہیں گھر کا مال غبن کرنے کی پاداش میں والد نے گھر سے نکال دیا تھا۔''

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

''مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے اور پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ان کو ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا، سات سو روپیہ سالانہ انگریزوں کی طرف سے اعزازی پنشن تھی تو وہ (امام دین) آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ (۱۵/روپیہ ماہوار) پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۳۶)

(۲۰)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''میرے دادا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیاں اور مبینہ وحی کبھی جھوٹ کا پلندہ نہیں تھیں۔''

(مباہلہ کا چیلنج ص ۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’اس قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (یعنی محمدی بیگم) سے سلسلہ جنبانی کر...... اگر اس نے (یعنی احمد بیگ) نے نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا اور جس دوسرے اشخاص سے بیاہی جائے گی وہ شخص روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسے ہی والد دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷)

(نوٹ: از مؤلف، احمد بیگ نے اپنی لڑکی کا نکاح اپریل ۱۸۹۲ء میں سلطان محمد ساکن موضع پٹی ضلع لاہور سے کیا)

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم کا سہاگ ۱۸۹۴ء میں لٹ جانا چاہئے تھا۔ مگر وہ ۵۷ برس تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی۔ (سولہ برس مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور ۴۱ برس مرزا قادیانی کی موت کے بعد) اس کی کل عمر نوے برس کی ہوئی اور پاکستان بننے کے بعد ۱۹۶۶ء میں اس کا انتقال ہوا۔ بمطابق پیش گوئی اس کے خاوند سلطان محمد کو اپنے خسر کے سامنے مرنا تھا۔ مگر وہ اپنے خسر کے بعد تک زندہ رہا۔ احمد بیگ والد محمدی بیگم کو اپنے داماد کی موت اور اپنی بیٹی کی بیوگی اور بے بسی دیکھ کر مرنا تھا۔ مگر وہ ان سب کو خوش وخرم چھوڑ کر مرا۔

(۲) ’’خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتوب الہٰیہ (یعنی احمد بیگ) کی دختر کلاں (یعنی محمدی بیگم) کو...... اس ناچیز کے نکاح میں لائے گا۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷)

(نوٹ: از مؤلف: خدا کو اس خاتون کو مرزا قادیانی کے نکاح میں لانا منظور نہیں تھا۔ مرزا قادیانی بالآخر ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء ناکامی ومحرومی کا داغ لے کر مر گئے)

(۳) ’’یاد رکھو اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو (یعنی سلطان محمد، مرزا غلام احمد کی زندگی میں نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں ہے۔ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

(نوٹ از مؤلف: چونکہ سلطان محمد کا انتقال مرزا غلام احمد کی زندگی میں نہیں ہوا۔

اس لئے مرزا غلام احمد بقول خود بد سے بدتر ٹھہرا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی بقول مرزا غلام احمد قادیانی ایک انسان کا افتراء اور کسی خبیث مفتری کا کاروبار تھا۔ اگر یہ خدا کا سچا وعدہ تھا تو ناممکن تھا کہ ٹل جاتا)

(۴) ''میں بار بار کہتا ہوں کہ...... اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

(نوٹ از مؤلف: مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نکلا۔ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور وہ مرگیا۔ سلطان محمد اس کی موت کے بعد اکتالیس برس زندہ رہا)

(۵) ''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے (یعنی پادری آتھم کی موت نہ واقع ہو) یعنی وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ (دوزخ) میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔''

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

(نوٹ از مؤلف: پیش گوئی کی تاریخ ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء آخری تھی۔ مگر آتھم نہ مرا اور نہ بسزائے موت ہاویہ میں گرا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے مارنے کے لئے جادوٹونے اور ٹوٹکے بھی کئے۔ (دیکھو کتاب سیرۃ المہدی ج۱ ص۱۷۸) اور میعاد کے آخری دن یعنی ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو قادیان میں ''یا اللہ آتھم مر جائے، یا اللہ آتھم مر جائے۔'' کی دعائیں بھی کرائیں۔ (اخبار الفضل مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۲۰ء) مگر سب بے کار نہ آتھم پر جادو چلا، نہ نوحہ و ماتم کام آیا۔ نہ بددعا لگی۔ آتھم زندہ رہا)

(۶) ''میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی (یعنی آتھم کی موت واقع نہ ہو) جھوٹی نکلی...... اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔'' (جنگ مقدس ص۱۹۰، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

(۷) ''میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اور اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہوں۔'' (اشتہار مورخہ ۲۷؍اکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۶)

(نوٹ ازمؤلف: نہ آتھم مہلک عذاب میں گرفتار ہوا، نہ محمدی بیگم سے نکاح ہوا تو بقول مرزا ’’خود خدا کی نظر میں مردود وملعون ودجال تھا‘‘)

(۸) ’’اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ (مولوی ثناء اللہ) اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں فوت ہو جاؤں گا......تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۷۸)

(نوٹ ازمؤلف: مرزا غلام احمد قادیانی، مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں بتاریخ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ پس خود مرزا قادیانی کے قول کی تصدیق ہوگئی کہ میں مفتری اور کذاب ہوں......میں خدا کی طرف سے نہیں)

(۹) ’’......دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کریں۔ پس مباہلہ کے بعد میری بددعاء کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۰،۲۱، خزائن ج۱۱ص ۳۰۴،۳۰۵)

(نوٹ ازمؤلف: اس کے مطابق مولانا عبدالحق غزنوی کا مرزا غلام احمد سے مباہلہ ہو چکا۔ اثر یہ ہوا کہ مباہلہ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی مولانا صاحب کے سامنے مرگیا۔ جس سے مرزا قادیانی کے اس قول واقرار کی تصدیق ہوگئی کہ ’’میں جھوٹا ہوں‘‘)

(۱۰) مرزا غلام احمد کی شادی نومبر ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی۔ ۲۰/فروری ۱۸۸۵ء کو مرزا نے اشتہار شائع کیا اور پیش گوئی کی کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے بعد بعض بابرکت عورتیں تیرے نکاح میں آئیں گی۔ (اس کے برعکس مرتے دم تک مرزا کے نکاح میں ایک عورت بھی نہ آئی)

(۱۱) ’’میرے چار لڑکے ہیں۔ اب خدا نے مجھے پانچویں کی بشارت دی ہے۔‘‘

(کتاب مواہب الرحمٰن ص۱۳۹، خزائن ج۱۹ص ۳۶۰)

(لیکن، مرزا قادیانی کے ہاں لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی۔ مرزا قادیانی کے یہاں مرزا کی وفات تک کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا)

(۱۲) ’’میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے لئے ۸۰ برس کی زندگی کی پیش گوئی ہے۔‘‘ (تحفہ ندوہ ص۲، خزائن ج۱۹ص ۹۳)

(نوٹ ازمؤلف: اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی ۷۰ برس سے پہلے ہی موت کا شکار ہوگیا۔ پیش گوئی غلط نکلی)

(۱۳) الہام درج ہے۔ ’’بکر وثیب‘‘ میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاؤں گا۔ ایک کنواری ہوگی، دوسری بیوہ۔‘‘ (کتاب تذکرہ، طبع اوّل ص ۳۸)

(نوٹ از مؤلف: مرزا قادیانی کا زندگی بھر کسی بیوہ سے کوئی نکاح نہیں ہوا)

(۱۴) مرزا غلام احمد نے کہا کہ محمد حسین بٹالوی مجھ پر ایمان لائے گا۔ لیکن مولوی محمد حسین نے مرتے دم تک بیعت نہ کی۔ پیش گوئی غلط نکلی۔

(۱۵) ’’مجھے میرے خدا نے خبر دی ہے کہ ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا اور مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ یہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔‘‘

(اشتہار ۲ر مارچ ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۸)

’’وہ زلزلہ میرے زندگی میں آئے گا...... اگر میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۳)

(نوٹ از مؤلف: مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ زلزلہ آنا تھا اور نہ آیا)

نوٹ...... یہ مندرجہ بالا پندرہ مثالیں نمونہ کے طور پر ہیں۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیش گوئیاں اور مبینہ جھوٹی وحی والہامات پر ایک کتاب ضخیم مرتب ہو سکتی ہے۔

(۲۱)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’انگریزوں نے قادیانیوں کو زمینیں نہیں بخشیں۔‘‘

(مباہلہ کا چیلنج ص ۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کے پوتے کیا کہتے ہیں؟

کیا ربوہ کی زمین انگریز گورنر سر موڈی نے قادیانیوں کو نہیں بخشی اور سندھ میں تھرپارکر اور دیگر جگہ اراضی الاٹ نہیں ہوئی؟

(۲۲)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہم پر یہ الزام غلط ہے کہ جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ...... سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر

تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔'' (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ، منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰، ۲۱، مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء)

(۲) ''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصہ ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کرے، دوسرے اس سلطنت کی اطاعت کرے جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ کی ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام، خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (شہادۃ القرآن ارشاد مرزا ''گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'' ص۳، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

(۳) ''سو اس نے (خدا نے) مجھے بھیجا اور میں اس کا (خدا کا) شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آسانی سے اپنا کام، نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔'' (تحفہ قیصریہ ص۳۱، خزائن ج۱۲ ص۲۸۳)

(۴) ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے (یعنی والد نے) اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے اور پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا...... سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔''

(کتاب البریہ ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴، اشتہار مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۶ء)

(۵) ''میں سرکار انگریزی کا بہ دل و جان خیر خواہ ہوں...... اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔'' (ضمیمہ کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰)

(۶) ''اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔'' (ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۴۶)

(۷) ’’وہ (یعنی اللہ) اس (میرے) الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور دعا کا اثر ہے اور اس (حکومت) کی فتوحات تیرے سبب سے ہے۔ جدھر تیرا منہ ہے ادھر خدا کا منہ ہے۔‘‘ (ارشاد مرزا قادیانی مورخہ ۲۲/مارچ ۱۸۹۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۹، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۷۰،۳۷۱ حاشیہ)

(۸) ’’قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔‘‘

’’چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر...... مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہیں...... اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر مسلمان لوگوں کے نام ضبط (لکھے) جائیں۔ جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں...... ہم باادب اطلاع کرتے ہیں کہ...... ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔ ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام نہیں ہے۔ فقط یہی مضمون درج ہے۔ ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے۔ (اشتہار نمبر ۱۴۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷،۲۲۸، جنوری ۱۸۹۶ء)

نمبر شمار + نام معہ لقب وعہدہ + سکونت + ضلع + کیفیت۔

(مطبع ضیاء الاسلام قادیان)

(۹) ’’اگر حضور ملکہ معظّمہ (یعنی برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ) کے لئے کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظّمہ کے پائے تخت کے سامنے پھانسی دیا جاؤں۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۲۴، خزائن ج۱۲ ص۲۷۶)

(۱۰) ’’رویا دیکھا (مرزا غلام احمد نے خواب دیکھا) کہ گویا حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں رونق افروز ہیں...... حضرت ملکہ معظّمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد مندرجہ مکاشفات ص۱۷)

(۱۱) ’’سب سے پہلے کہ میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں، جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان (یعنی خاندان مرزا غلام احمد قادیانی) اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے...... میرے والد صاحب، اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بہ دل جان، ہوا خواہ اور وفادار ہے۔'' (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب مرزا غلام احمد مورخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷)

(۱۲)''گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں...... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔'' (برکات خلافت ص ۶۵)

(۱۳)''گورنمنٹ برطانیہ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو...... ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے تحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔''

(انوار خلافت ص ۹۵،۹۶)

(۱۴)''یہ تو سوچو (اے جماعت قادیان) اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ، تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے...... تم یقیناً سمجھ لو کہ خداتعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے...... سنو! انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس دل وجان سے اس سپر کی قدر کرو۔'' (اشتہار منجانب مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴، مورخہ ۷؍مئی ۱۹۰۷ء)

(۱۵)''استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ کہ ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے ہیں اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے کہ اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے سلطنت انگریزی کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔''

(عاجزانہ درخواست منجانب مرزا غلام احمد بحضور گورنمنٹ عالیہ، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۸)

(۱۶)''ہم امید رکھتے ہیں کہ حضور اس صوبہ کی حکومت سے سبکدوش ہونے سے پہلے کوئی وقت قادیان میں تشریف آوری کے لئے ضرور نکال لیں گے اور آپ کا جانشین بھی گا ہے بگاہے۔'' (قادیانی فرقہ کا ایڈریس بخدمت گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۶؍نومبر ۱۹۲۳ء)

(۱۷)’’وہ اسی دن ۶/بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزامحمود والد مرزاطاہر) کے لئے حضور وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔مع چوہدری ظفراللہ خان صاحب بی.اے بیرسٹرایٹ لاء جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۵ ص۲۱، مورخہ ۲۰/نومبر ۱۹۱۷ء)

(۱۸)’’حضور عالی ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے...... حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔‘‘ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہزرائل ہائینس پرنس آف ریلز مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۶/مارچ ۱۹۲۴ء)

(۲۳)

مرزاطاہر (پوتا) کہتے ہیں:’’ہماری قادیانی جماعت ملت اسلامیہ کی دشمن نہیں ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۲)

مرزاغلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱)’’ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے......اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے، گو وہ مسلمان ہے، مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے، وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔‘‘

(تحفہ ندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۵)

(۲)’’کفر دو طرح پر ہے۔ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنخضرت ﷺ کو رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو (یعنی مجھے) نہیں مانتا......تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ص۱۸۵)

(۳)’’جو شخص تیری (مرزاغلام محمد کی) پیروی نہیں کرتے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(الہام مرزاغلام احمد اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹)

(۴)’’خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘

(ارشاد مرزاغلام احمد مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر۴ ص۲۴، تذکرہ ص۶۰۷، طبع چہارم)

(۵)’’ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں

مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمتہ الفصل ص۱۱۰، مصنفہ بشیر احمد قادیانی، چچا مرزا طاہر مندرجہ رسالہ ریویو، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۶) ''تمام مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی نے کنجریوں کی اولاد کہا۔''

(کتاب آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ص ایضاً)

نوٹ...... یہ الزامات نہیں ہیں، بلکہ حقیقت ہیں۔

(۲۴)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''یہ غلط ہے کہ قادیانی جماعت عالم اسلام کے لئے ایک سرطان ہے۔ انگریزوں اور یہودیوں کی اسلام دشمن سازش ہے۔ اسرائیل اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے۔ اسرائیلی فوج میں مرزائی جماعت کا وجود ہے۔ قادیانی جماعت کے لوگ شرپسندی کے لئے اسرائیل میں تربیت لیتے ہیں۔ قادیانی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہیں۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ۱۹۵۲ء کی انکوائری میں ہائیکورٹ کے جج صاحبان کے سامنے پاکستان کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے یہ تسلیم کیا تھا کہ اگر میں مسلمانوں کے مطالبہ پر چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیتا تو امریکہ ایک دانہ گندم کا پاکستان کو نہ دیتا۔

(۲) آج کل امریکہ کی سینٹ کی وہ کمیٹی جو پاکستان کو امداد کی بندش کی رپورٹیں کر رہی ہے۔ کہتی ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس لئے انسانی حقوق کو پامال کرنے کی پاداش میں پاکستان کو امداد نہ دی جائے۔

(۳) اسرائیل میں مرزائی مشن باقاعدہ کام کر رہا ہے اور اخبارات میں وہ فوٹو چھپے جب مرزائی مشن کا ایک سربراہ اسرائیل میں اپنی مدت ختم کر کے جانے لگا تو اپنے بعد آنے والے کو تعارف کے لئے اسرائیل کے وزیراعظم سے ملوایا۔

(۴) یہ حقیقت ہے چار ہزار قادیانی پاکستان میں تخریب کاری کے لئے جرمنی میں گوریلہ تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

(۲۵)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''یہ غلط ہے کہ جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ ''لا الٰہ الا

اللہ محمد رسول اللہ ’’پڑھتے ہیں تو وہ دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمد ﷺ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’مجھے وحی ہوئی ہے کہ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ ’’محمد رسول اللہ، والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم محمد رسول ‘‘سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

(۲) ’’ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔‘‘

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸، مندرجہ رسالہ ریویو، بابت اپریل 1915ء)

(۲۶)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’احمدیوں کا کلمہ الگ نہیں ہے اور وہ مسلمانوں والا کلمہ ہی ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں: ’’مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول اللہ کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے...... کلمہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب...... صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی اور بس...... رسول مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسے کہ وہ (مرزا غلام احمد) خود فرماتا ہے: ’’من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارأیٰ‘‘ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸، مندرجہ ریویو قادیان مارچ/اپریل 1915ء)

(نوٹ از مؤلف...... جب مسلمان کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں تو ان کی مراد آپ ﷺ ہوتے ہیں اور جب مرزائی کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور، اور مرزائیوں کا کلمہ اور ہے)

(۲۷)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''ہم پر یہ الزام غلط ہے کہ احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم کا خدا ہے۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ''ربنا عاج'' ہمارا رب عاج ہے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ ص۵۵۴، خزائن ج۱ ص۶۶۲ حاشیہ)

(نوٹ از مؤلف...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اس لفظ عاج کا ترجمہ نہیں کیا۔ جب کہ لغت میں عاج کے معنی ہاتھی کے دانت یا گوبر ہے۔ اس الہام سے اس معنی میں یہ ظاہر ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا ہاتھی دانت کا بنا ہے یا گوبر سے بنا ہے۔ (نعوذ باللہ)

پس یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کا نہ محمد رسول اللہ کا ہے اور نہ قرآن مجید کا ہے۔ صرف احمدیوں کا ہے۔

(۲) ''انی انا الصاعقة'' مرزا قادیانی کا یہ الہام سن کر مولوی عبدالکریم قادیانی نے کہا کہ اللہ کا یہ نیا، اسم ہے۔ حضرت نے فرمایا: بے شک!

(وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا غلام احمد ص۴۱۴)

(نوٹ از مؤلف...... خدا تعالیٰ کا یہ نام نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور نہ قرآن کریم میں ہے)

(۳) ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ''یلاش'' خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت میں دیکھا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۶۹، خزائن ج۱۷ ص۲۰۳)

(۴) خدا کے انگریزی زبان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو الہامات ہوئے:

''میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' **I Love you.**

''میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' **I am with you.**

''ہاں! میں خوش ہوں۔'' **Yes! I am Happy.**

''میں تمہاری مدد کروں گا۔'' **I shall Help you.**

''میں دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہوں۔''

He is with you to Kill Enemy.

’’میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔‘‘ I can what I will do.

(حقیقت الوحی ص۳۰۳،۳۰۴، خزائن ج۲۲ ص۳۱۶،۳۱۷)

’’تم کو امرتسر جانا پڑے گا۔‘‘ You have to go to Amraster.

(البشریٰ ج۲ ص۳)

’’وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔‘‘ He rests in th Zila Peshawer.

(البشریٰ ج۲ ص۴)

’’ایک لفظ اور دو لڑکیاں۔‘‘ One word and two Girls.

(البشریٰ ج۲ ص۱۰۶)

’’معقول آدمی۔‘‘ Fair Man.

(البشریٰ ج۲ ص۸۴)

’’چاہے تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔‘‘

Though All Men should be Engry, but God is with you.

(براہین احمدیہ ص۵۵۴، خزائن ج۱ ص۶۶۰)

(نوٹ از مؤلف...... مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہے کہ خدا انگریز ہے۔ انگریزی میں وحی بھیجتا ہے، یا انگریزی شان رکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کا یا قرآن کا خدا ہے۔)

(۲۸)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارے رسول وہی ہیں جو سب مسلمانوں کے ہیں۔‘‘

(مباہلہ کا چیلنج ص۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

خدا کے راست باز نبی رام چندر پر سلامتی ہو — خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو — خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کنفیوشش پر سلامتی ہو — خدا کے راست باز نبی بابا نانک پر سلامتی ہو

(ٹریکٹ مارچ ۱۹۳۳ء بتقریب یوم التبلیغ از چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی)

(نوٹ از مؤلف...... قرآن اور حدیث میں کہیں ان نبیوں کا ذکر نہیں ہے۔)

(۲۹)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارے فرشتے وہی ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔‘‘ (مباہلہ کا چیلنج ص۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا: ’’کچھ نہیں‘‘ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا: ٹیچی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

(نوٹ از مؤلف...... مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ٹیچی تھا اور مرزا قادیانی کا فرشتہ جھوٹ بھی بولتا تھا۔ اس لئے کہ جب مرزا قادیانی نے اس سے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ ’’نام کچھ نہیں‘‘ اگر اس کا نام ٹیچی تھا تو اس نے یہ کہہ کر کہ میرا نام کچھ نہیں جھوٹا بولا)

(۲) ’’ایک فرشتہ میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ کہا ہاں میں ’’درشنی‘‘ ہوں۔‘‘ (وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات ص۳۱)

(نوٹ از مؤلف...... قادیانیوں کے یہ فرشتگان ٹیچی، درشنی کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ نہ حدیث میں موجود ہے۔ یہ جھوٹے اور انگریز فرشتے قادیانیوں کے ہیں)

(۳۰)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہماری عبادات، اسلام سے مختلف نہیں ہیں۔‘‘

(مباہلہ کا چیلنج ص۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد بشیر الدین محمود کے باپ) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض یہ کہ آپ نے تفصیلاً بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے (یعنی مسلمانوں سے) ہمارا اختلاف ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان ج۱۹ ش۱۳، مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۳۱ء)

(نوٹ ازمؤلف...... باپ تو کہتا ہے کہ ہمیں مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف ہے اور بیٹا کہتا ہے کہ نہیں۔ باپ جھوٹا تھا یا بیٹا جھوٹا ہے۔ دونوں جھوٹے!!)

(۲) ’’اپنی جماعت کے سوا غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔‘‘

(ارشاد غلام مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۱۰/ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) ’’میرا وہی مذہب ہے کہ کسی غیر مبائع شخص کے پیچھے...... نماز نہ پڑھو...... خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس کے غیر میں تمیز کر دے۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم ج۸ نمبر۴۱، ۴۲، مورخہ ۳۰/ نومبر، ۱۰/ دسمبر ۱۹۰۴ء، اخبار الفضل قادیان ج۵ نمبر۱۷ ص۷، مورخہ ۲۸/ اگست ۱۹۱۷ء)

(۴) ’’خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

(۵) ’’غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔‘‘

(انوار خلافت مجموعہ تقریر مرزا بشیر الدین محمود والد مرزا طاہر ص۸۹)

(۶) ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔‘‘

(مجموعہ تقاریر انوار خلافت ص۹۰)

(۷) ’’حضرت مرزا نے (غلام احمد نے) اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب) مرحوم کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵/ دسمبر ۱۹۳۱ء ج۹ ص۴۷)

(۸) ’’حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین) نے صاف حکم دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹/ اپریل ۱۹۱۶ء ج۳ نمبر۱۱۰)

(۹) ’’جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کا جنازہ جائز نہیں۔ جو لوگ غیر احمدی کو لڑکی دے دیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳/ اپریل ۱۹۲۶ء)

(۱۰) ’’جو شخص سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز نہیں کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے...... کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج۸ نمبر۵۹، مورخہ ۷/ فروری ۱۹۳۱ء)

(۱۱) ’’یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیراحمدی سے کرنے ناجائز ہیں۔‘‘

(بیان ناظر امور عامہ قادیان اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴؍فروری ۱۹۳۳ء)

(۱۲) ’’حضور مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں۔ غیراحمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے...... اپنی لڑکی غیراحمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے لو بے شک لینے میں حرج نہیں ہے اور دینے میں گناہ ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۸ مورخہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۲۰ء، الحکم مورخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۲۰ء)

(۱۳) ’’غیراحمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے۔ جو کہ ہم ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہوتا ہے اور دنیاوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ جب کہ ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۶۹، مندرجہ رسالہ ریویو، آف ریلیجز بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۳۱)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ’’ہمارا حج مسلمانوں سے مختلف نہیں ہے۔‘‘

(مباہلہ کا چیلنج ص۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ’’اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کے منع کرنے پر) صاحبزادہ عبداللطیف صاحب حج کے لئے نہ گئے۔ صاحبزادہ عبداللطیف (کابلی) حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے۔ وہ جب (قادیان) مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے سے متعلق اپنے ارادے کا اظہار کیا تھا۔ (اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کو حج سے روک دیا)‘‘

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی تقریر مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ الفضل قادیان ج۲ ش۸، مورخہ ۵؍جنوری ۱۹۲۲ء)

(۲) ’’حضرت مسیح موعود نے (مرزا غلام احمد قادیانی) یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔‘‘ (بیان شیخ یعقوب علی قادیانی مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۲ء)

(۳) ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا بشیرالدین محمود (والد مرزا طاہر) تقاریر سالانہ جلسہ ۱۴)

(۴) ''مولوی سید سرور شاہ مفتی جماعت احمدیہ نے کہا، ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور (مرزا غلام احمد قادیانی) نے عزیز احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمادیا ہے تو پھر اس حج کا فرض ادا نہیں ہوا۔ (یعنی حج باطل ہوگیا)''

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۷ نمبر ۱۶، مورخہ ۷ر مئی ۱۹۳۲ء)

(مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کبھی حج نہیں کیا)

(۳۲)

مرزا طاہر (پوتا) کہتے ہیں: ''ہماری جماعت کے تمام عقائد قرآن وسنت کے بنیادی اسلامی عقائد سے جدا نہیں ہیں۔'' (مباہلہ کا چیلنج ص ۱۴، ۱۵)

مرزا غلام احمد قادیانی (دادا) کہتے ہیں:

(۱) ''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے۔ جس پر میں بیٹھا ہوں۔ ایک ہندو اشارہ کر کے کہا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا: ہے کرشن جی رودر گوپال (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو کرشن گوپال کہہ کر جے لگائی)۔'' (تذکرہ یعنی وحی مقدس، مجموعہ الہامات ومکاشفات ص ۶۴)

(۲) ''دو دفعہ ہم نے رؤیا (خواب) میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے...... کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں...... پھر ایک دفعہ یہ الہام ہوا۔

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو

تیری ...... گیتا میں موجود ہے''

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲)

(۳) ''...... سوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا، اور وہ میں ہوں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۶)

(۴) ''میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے...... جیسا کہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی کرشن کے رنگ میں بھی ہوں...... روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔''

(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴، مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

(۵) ’’ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی۔ ہندو عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ جو وید (ہندوؤں کی مذہبی کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی ہندوؤں کی عورتوں سے) نکاح جائز ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود، مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

(۶) ’’معجزہ شق القمر (اللہ تعالیٰ کا فرمان اور چاند پھٹ گیا) ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا...... شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا۔ کیونکہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے، گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ایک استعارہ ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۲۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۲)

(۷) ’’حضرت صاحب (غلام احمد) کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں...... اور حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خان کو جماعت سے اس واسطے خارج کر دیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی دعوت کو رد کرتا ہے وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل، مندرجہ رسالہ ریویو ص ۱۲۵)

(۸) ’’خدا نے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ و روپ میں حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے خو اور بو اور رنگ اور روپ جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد ﷺ کا اوتار بنایا، سو میں ان معنوں میں عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی ہوں...... یہ وہ طریق ظہور ہے، جس کو اسلامی اصطلاح میں بزور کہتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸)

(۹) قادیانیوں کی تمام باتیں عقائد قرآن و سنت سے جدا ہیں:

اسلامی	قادیانی
آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔	مرزا غلام احمد آخری رسول و نبی ہے۔
ایمان کی حالت میں دیکھنے والے آپ ﷺ کے صحابہؓ ہیں۔	مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھنے والے صحابہ ہیں۔
آپ ﷺ کی گھر والیاں ام المؤمنین ہیں۔	مرزا غلام احمد کی بیوی ام المؤمنین ہے۔

آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء ہیں۔	مرزاغلام احمد کی بیوی نصرت جہاں سیدۃ النساء ہے۔
آپ ﷺ کی اولاد اہل بیت ہے۔	مرزاغلام احمد قادیانی کی اولاد اہل بیت ہے۔

(۱۰)مرزاغلام احمد قادیانی کے ننانوے نام: الہامی اسماء حسنیٰ از میر محمد اسماعیل قادیانی

خصوصی اسمائے

(۱)احمد، (۲)محمد، (۳)مہدی، (۴)یٰسین، (۵)رسول، (۶)مرسل، (۷) نبی اللہ، (۸) نذیر، (۹) مجدد وقت، (۱۰) محدث اللہ، (۱۱) گورنر جنرل، (۱۲)حکم، (۱۳)عدل، (۱۴)امام، (۱۵)امام مبارک، (۱۶)غلام احمد، (۱۷)مرزاغلام احمد قادیانی، (۱۸)مرزا، (۱۹)عیسیٰ، (۲۰) مسیح، (۲۱) مسیح موعود، (۲۲) مسیح اللہ، (۲۳) مسیح الزماں، (۲۴) شیخ المسیح، (۲۵) مسیح ابن مریم، (۲۶) مسیح محمدی، (۲۷)روح اللہ، (۲۸)مریم، (۲۹)ابن مریم، (۳۰) آدم، (۳۱) نوح، (۳۲) ابراہیم، (۳۳) اسماعیل، (۳۴) یعقوب، (۳۵) یوسف، (۳۶) موسیٰ، (۳۷) ہارون، (۳۸) داؤد، (۳۹) سلیمان، (۴۰) یحییٰ، (۴۱) جری اللہ فی حلل الانبیاء، (۴۲) عبداللہ، (۴۳) عبدالقادر، (۴۴) سلطان عبدالقادر، (۴۵) عبدالحکیم، (۴۶) عبدالرحمٰن، (۴۷) عبدالرافع، (۴۸) محمد مفلح، (۴۹) ذوالقرنین، (۵۰) سلمان، (۵۱) علی، (۵۲) منصور، (۵۳) حجۃ اللہ القادر، (۵۴) سلطان احمد مختار، (۵۵) حب اللہ، (۵۶) خلیل اللہ، (۵۷) اسد اللہ، (۵۸) شفیع اللہ، (۵۹) آریوں کا بادشاہ، (۶۰) کرشن، (۶۱) رودر گوپال، (۶۲) امین الملک جے سنگھ بہادر، (۶۳) برہمن اوتار، (۶۴) آواہن، (۶۵) مبارک، (۶۶) سلطان القلم، (۶۷) مسرور، (۶۸) النجم الثاقب، (۶۹) رحی الاسلام، (۷۰) حمی الاسلام، (۷۱) غالب، (۷۲) مبشر، (۷۳) خیرالانام، (۷۴) اسعد، (۷۵) شیر خدا، (۷۶) شاہد، (۷۷) خلیفۃ اللہ السلطان، (۷۸) نور، (۷۹) امین، (۸۰) رجل من فارس، (۸۱) سراج منیر، (۸۲) متوکل، (۸۳) اشجع الناس، (۸۴) ولی، (۸۵) قمر، (۸۶) شمس، (۸۷) اوّل المومنین، (۸۸) سلامتی کا شہزادہ، (۸۹) مقبول، (۹۰) مرد سلامت، (۹۱) الحق، (۹۲) ذوالبرکات، (۹۳) البدر، (۹۴) حجر اسود، (۹۵) مدینۃ العلم، (۹۶) طیب، (۹۷) مقبول الرحمٰن، (۹۸) کلمۃ الازل، (۹۹) غازی۔

(احمدیہ جنتری ۱۹۴۷ء، ص ۱۸، ۱۹، مرتبہ محمد یامین تاجر، مطبوعہ قادیان)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ایک ظالمانہ وسفاکانہ قتل

اور

خلیفہ قادیان

○

مولانا عبدالکریم مباہلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’نحمدہ ونصلی علیٰ من لا نبی بعدہ‘‘

ایک ظالمانہ وسفّا کانہ قتل اور خلیفہ قادیان

قادیانی تقدس وروحانیت کا امتحان

خلیفہ قادیان کومیدان مباہلہ میں لانے کے لئے ہماری کھلی دعوت

بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں یقین ہے کہ خلیفہ قادیان کی ہر روز بدل جانے والی پالیسی آئے دن نت نئی چالیں، نہ صرف دنیا پر بلکہ اس کے ہوشمند اور صداقت پسند مریدوں پر اس کے تقدس کی حقیقت آشکارا کرنے کا موجب ہوں گی۔ خلیفہ قادیان کو عرصہ چار سال سے یہ چیلنج دیا جارہا ہے کہ وہ اپنی ذات پر عائد ہونے والے بھیانک الزامات کے خلاف مباہلہ کر کے اپنی پوزیشن صاف کرے۔ باوجودیکہ اس مباہلہ کے جواز میں خود مرزاغلام احمد قادیانی کا فتویٰ پیش کیا گیا۔ مگر خلیفہ قادیان نے اپنے پیشوا اور باپ کے فتویٰ کو پاؤں سے ٹھکراتے ہوئے میدان مباہلہ میں آنے سے صریح انکار کر دیا اور بجائے اس کے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور یہ دعا کرتا کہ جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ اس نے داعیان مباہلہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے ذرائع اختیار کرنے شروع کر دیئے۔ یوں تو داعیان مباہلہ جب تک قادیان میں رہے اس کے جوروستم کا تختہ مشق بنے رہے۔ مگر گذشتہ سال جب کہ راعی اور رعایا میں جنگ شروع تھی۔ حکام اور پبلک دونوں سیاسیات میں مستغرق تھے۔ خلیفہ قادیان نے روپیہ کے بل بوتے اور بعض حکام ضلع گورداسپور کے رسوخ پر

نازر کھتے ہوئے اپنے دلی ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا زرین موقعہ پالیا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ خود میدان میں نکل کر ہمیں قتل کرتا یا اپنے بھائیوں اور نوجوان بیٹے سے قتل کرواتا۔ اس نے بیرونی مریدوں کو اشتعال دلانا شروع کر دیا۔ کیونکہ خلیفہ قادیان کا مقصود تو اپنا الّو سیدھا کرنا تھا۔ مرید مریں یا پھانسی چڑھیں اسے کیا۔ (کیا سچے رہنما اور ہادی خود میدان جنگ میں نہ جاتے تھے؟ یا ان کا یہی طرز عمل تھا کہ خود تو قصر خلافت میں عیش اڑائیں اور پھانسی پر لٹکائیں کسی اور کو)

غرضیکہ خلیفہ قادیان نے بیرونی مریدوں کو اشتعال دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس نے داعیان مباہلہ کے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ: ''عنقریب مباہلہ والوں پر جسمانی موت وارد ہوگی۔'' (الفضل مورخہ یکم/ اپریل ۱۹۳۰ء)

اور یہ بھی اعلان کیا: ''مباہلہ والوں کا علاج قانون شکنی ہے۔''

''ایسے موقع پر لوگ تلوار بھی اٹھالیتے ہیں۔''

''احمدیت مذہبی معاملات میں ''ولکم فی القصاص حیٰوۃ'' کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔''

نیز کہا گیا کہ: ''ہم قانون کی روح کو کچل دیں گے۔'' وغیر ذلک!

(الفضل ماہ اپریل ۱۹۳۰ء)

اس اشتعال انگریزی کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ مکانات جلائے گئے۔ مال واسباب لوٹا گیا۔ قاتلانہ حملے ہوئے۔ قادیان سے ہمیں جلاوطن کیا گیا۔ حتیٰ کہ قادیان سے باہر بھی ہمارا پیچھا کیا گیا۔ چنانچہ ۲۳/ اپریل ۱۹۳۰ء کو مشہور واقعہ قتل پیش آیا۔ بٹالہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جب کہ ہم ایک لاری میں گورداسپور جارہے تھے تو ہم پر قاتلانہ حملہ

کیا گیا جس میں حاجی محمد حسین شہید کو بے دردی سے قتل کر دیا۔

خلیفہ قادیان نے اس قاتل کی حمایت میں پورا زور لگایا۔ اس کا فوٹو شائع کیا۔ مجاہد کا خطاب دیا گیا۔ پریوی کونسل تک اپیل کی۔ چالیس دن مریدوں سے روزے رکھوائے۔ نماز تہجد میں دعاؤں پر زور دیا تا کہ اگر ''عنقریب موت'' والی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی تو قبولیت دعا کا ڈھونگ ہی رچایا جاسکے۔ بالآخر ۱۶؍مئی ۱۹۳۱ء کو قاتل پھانسی پر لٹکایا گیا۔ خلیفہ قادیان نے اس کی لاش قادیان منگوائی اور ہر مرد وزن کو اس کا چہرہ دکھایا۔ بہشتی مقبرہ میں جگہ دی اور اس کی تعریف میں اشتعال انگیز مشاعرہ ہوا۔

بعض ان مریدوں نے جو ابھی اندھی تقلید میں راسخ نہیں ہوئے یہ اعتراض کیا کہ قاتل کو بہشتی مقبرہ میں جگہ کیوں دی گئی ہے؟ ادھر مسلمانوں نے یہ سوال کیا کہ میاں علم الدین مرحوم اوران کے حمایتیوں کو تو قاتل وڈاکو کہا گیا تھا مگر آج اس قاتل کو کیوں شہید قرار دیا جاتا ہے۔ اس وقت تک تو یہی پروپیگنڈا تھا کہ محمد علی سرحدی مرید نے نہایت جرأت (حالانکہ چھرا جیب میں چھپایا ہوا تھا) کے ساتھ (مگر موقعہ دیکھ کر) حاجی محمد حسین کو قتل کیا ہے۔ مگر ان اعتراضات کی بوچھاڑ نے خلیفہ قادیان کو اب ایک انوکھا بیان دینے پر مجبور کیا ہے۔

خلیفہ قادیان کا تازہ بیان

''محمد علی نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ عدالتوں کے فیصلہ کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے ہم مجبور نہیں۔ میرے نزدیک محمد علی کا بیان معتبر ہے۔ اس کے مقابلہ میں ۵ ہزار آدمیوں کی گواہی کو میں کوئی وقعت نہیں دیتا۔ واقعہ صرف یہ تھا کہ محمد علی کو اشتعال دلایا گیا اور لڑائی ہوگئی۔ مگر محمد علی کا ارادہ

نہ تو قتل کا تھا نہ ہی اس نے محمد حسین کو قتل کیا۔نہیں معلوم کس نے قتل کیا؟ محمد علی نے بہرحال قطعاً قتل کا ارتکاب نہیں کیا۔'' (الفضل مورخہ ۱۸/جولائی ۱۹۳۱ء،تقریر خلیفہ قادیان)

اس تازہ اعلان نے ہمارے لئے صداقت کے اظہار کا ایک زرین موقعہ بہم پہنچایا ہے۔چونکہ یہ واقعہ میرے اور میرے ہمراہیوں کی موجودگی میں ہوا اور چشم دید واقعہ ہے۔اس لئے ہم بابانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ خلیفہ قادیان نے جو واقعہ بیان کیا ہے وہ قطعاً بے بنیاد اور سفید جھوٹ ہے۔

''گورداسپور سے لاری روانہ ہونے کے وقت سے لے کر مقام قتل تک نہ قاتل کو ہم نے مخاطب کیا۔نہ اس نے کوئی بات کی اور نہ لڑائی جھگڑا ہوا۔اس نے اچانک چھرے سے وار کیا اور بعدازاں حاجی محمد حسین کو بے دردی سے سترہ زخم لگائے۔چھرا اس نے اپنی جیب سے نکالا۔ جس کا خول اس کے کوٹ کی جیب سے برآمد ہوا۔اس روز گورداسپور میں وہ ہماری شناخت کرتا رہا۔ارادۃً اور عمداً اس نے قتل کیا اور قتل کی نیت سے آیا۔''

خلیفہ قادیان کے بیان کے مقابلہ میں ہمارا یہ بیان ہے اور ہم ڈنکے کی چوٹ سے خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے چشم دید واقعہ کی صداقت پر مباہلہ کر لے۔دنیا پر واضح ہو جائے گا کہ ہردوفریق میں سے کون جھوٹا اور کون سچا ہے؟ مریدوں کو بھی انشاءاللہ تمہاری پالیسیوں اور چالوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

یاد رہے کہ اگر تم شرائط کی آڑ لے کر اس مباہلہ سے انکار کرو گے تو تم اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔جتنی شرائط چاہو لگاؤ مگر تمہیں اس مباہلہ کے لئے آنا پڑے گا۔شرائط لگاتے وقت صرف یہ خیال رہے کہ کوئی شرط مرزاغلام احمد قادیانی کی شرائط کے خلاف نہ ہو۔

بخدا ہم نیک نیت ہیں۔ ہمارا مقصود سچائی کی اشاعت ہے۔ مریدین خلیفہ قادیان کو ایک تاریک گڑھے سے نکالنا ہمیں منظور ہے اور مسلمانوں کو بھی اس عظیم الشان جال سے بچانا ہمارے پیش نظر ہے۔ مقام مباہلہ اور تاریخ کا فیصلہ کرو اور ہمارا یہ مشورہ قبول کرو کہ صرف ایک دن کے لئے شملہ کی دلفریب چوٹیوں کو چھوڑ کر میدان مباہلہ میں آؤ تا کہ دنیا دیکھ لے تقدس وروحانیت کا دعویٰ ہے تو کیوں اس کام پر آمادہ نہیں ہوتے جس سے دنیا تمہاری صداقت کا امتحان کرلے۔

آؤ مریدوں کو اشتعال دلانے اور روزمرہ کی محنت سے فراغت حاصل کرو اور وہ طریق اختیار کرو جس سے صداقت ظاہر ہو جائے۔

یاد رکھو ہمیشہ عیاری، چالاکی، پروپیگنڈا، دولت، روپیہ کام نہیں دیا کرتا۔ خدا زندہ خدا موجود ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ بعض سرکاری افسروں کی امداد پر خوش نہ ہو جاؤ کہ وہ وقت آنے والا ہے۔ جب کہ باطل کا سر کچلا جائے گا اور صداقت کا بول بالا ہوگا۔

آخر میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اب بھی جو صاف وسیدھی راہ اختیار نہ کرے اس پر خدا کی لعنت۔ ”وافوض امری الیٰ اللہ“

نوٹ...... مباہلہ کے نتیجہ میں عذاب وہ متصور ہوگا جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل متصور نہ ہوسکے۔ اگر خلیفہ قادیان ہم میں سے کسی کو قتل کرادے۔ قاتل خواہ پکڑا جائے یا نہ پکڑا جائے یہ عذاب متصور نہ ہوگا۔

خاکسار: عبدالکریم مولوی فاضل صدر انجمن مباہلہ امرتسر

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نشان محمدی کلاں

مولانا محمد اسماعیل ثانی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیسیٰ علیہ السلام تو طرف آسمان کے اٹھائے گئے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر زندگی میں جسم کے سمیت لے گیا ہے۔اس مقام میں سے شاید مرزا غلام احمد قادیانی جل جاوے کہ وہ کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں اور زندہ آسمان پر نہیں گئے۔اس واسطے ان کا یہاں ذکر کرنا پڑا۔

دعویٰ مجددی کا

چونکہ مرزا قادیانی نے چودھویں صدی کے اخیر ایک اشتہار اوّل ہی دیا ہے کہ جن میں مجدد وقت کا دعویٰ کیا تھا اور اس دعویٰ کے ثابت کرنے میں ایک حدیث ابوداؤد کی پیش کی اور وہ حدیث یہ ہے:''**عن ابی ہریرۃؓ قال فیما اعلم عن رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ عزوجل یبعث لھٰذہ الامۃ علےٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجد دلھا دینھا** (رواہ ابوداؤد)''جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد منجانب اللہ پیدا ہوتا ہے جو تمام مذاہب باطلہ کے ظلمات کو دور کرتا ہے اور دین محمدی کو منور اور روشن کرتا ہے۔ ہزارہا آدمی ہدایت پاتے ہیں اور دین اسلام تروتازہ ہو جاتا ہے۔مصنف صاحب براہین احمدیہ کے اس چودھویں صدی کے مجدد اور مجتہد اور محدث اور کامل مکمل افراد امت محمدیہ میں سے ہیں۔ یہ اشتہار ہمارے پاس موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

ابیات

اوّل مجددی دعویٰ اوپر اشتہار چھاپیا
پھر مکمل کامل ہو کے دنیاں وچہ دیکھایا
ملاّں مولانا اس وقت وچہ مزا آپ سدھایا
مجتہداں تے نال محدثاں ڈاہاڈا بھیت رلایا
ہور کوئی ان نام رکھیا اک الہامی دعوا
ایہ بھی وقت مجددی دے سی کامل نبیاں ٹھاوا
اتنان دعویاں دے وچ مرزے جان کجھ ہتھ نہ آیا
بنے مسیح کر دعویٰ پکا عیسیٰ مار گوایا

جب مرزا قادیانی کو مجددی کے دعویٰ سے کچھ حاصل نہ ہوا تو پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔یعنی جو مسیح آنے والا تھا سو وہ میں ہوں۔وہ عیسیٰ مسیح جو بیٹا مریم کا تھا وہ مرگیا ہے اور اس کی موت کے ثبوت کے بدلے آیتوں کا الٹ پلٹ بہت کرتا اور اپنی رائے میں جو آتا ہے لکھتا ہے

اور جوکوئی اپنی رائے کو قرآن شریف میں دخل دے اس کے واسطے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ’’من قال فی القراٰن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار ‘‘یعنی جوکوئی قرآن شریف میں اپنی رائے سے کہے وہ اپنی جگہ آگ میں بناوے تو مرزا قادیانی کو سوائے رائے کے اور کچھ مطلب نہیں۔ ہم نے اچھی طرح سے ثبوت کیا ہے اور مذہب ائمہ اربعہ کا منکر اور مذہب ائمہ اربعہ اور اہل سنت جماعت یہ ہے کہ عیسیٰ مرے نہیں جسم سمیت آسمان کو چلے گئے ہیں اور پھر نزدیک قیامت کے آویں گے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں’’وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ‘‘یعنی اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دیا اس کو اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے، البتہ بیچ شک کے ہیں اس لئے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اس کو بہ یقین۔

’’بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما ‘‘یعنی بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی، اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔

اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانے میں دنیا میں آویں گے اور دین اسلام کو تازہ کریں گے۔ اجماع سے انکار کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ!

اور یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مارا عیسیٰ علیہ السلام کو اور مسیح کو رسول خدا، نہیں کہتے۔ یہ اللہ نے ان کی خطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا۔ حق تعالیٰ نے اس کی ایک صورت ان کو بتادی۔ اس کی صورت کو سولی پر چڑھایا۔ پھر فرمایا کہ نصاریٰ یہی اوّل سے یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے۔ لیکن تحقیق نہیں سمجھتے۔ کئی باتیں کہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ بدن کو مارا۔ روح، اللہ کے پاس چڑھ گئی۔ بعضے کہتے ہیں مارا تھا پھر تین دن بعد قبر سے زندہ ہوکر بدن سے چڑھ گئے۔ ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ اس کو نہیں مارا۔ سو یہ جزا اللہ کو ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کی صورت کو مارا اور ان کو پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئی تھی اور یہودی بھی نہ پہنچے تھے۔ ان کی خبر نہ ان کو نہ ان کو موضح۔

اور دیکھئے:’’وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا ‘‘یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلی موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس زمانے میں آکراس کو ماریں گے اور یہود اور نصاریٰ سب ان پر ایمان لاویں گے کہ یہ نہ مرے تھے۔

موضح اور دیکھئے کہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم ''یعنی اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے۔ پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی۔

یعنی تحقیق عیسیٰ نشانی ہے قیامت کی اس کے اترنے سے معلوم ہوگا کہ اب قیامت نزدیک آگئی۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور اترے گا تمہارے درمیان بیٹا مریم کا درحالیکہ حاکم عادل ہوگا۔ پس توڑے گا سولی کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کرے گا جزیہ اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ یہاں کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا تمام دنیا اور اس کی چیزوں سے پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو اس کے ثبوت میں یہ آیت پڑھ دیکھو۔ ''وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن ''روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور امام شوکانیؒ نے بعد نقل کرنے اس مضمون کی احادیث کے کہا کہ ظہور مہدی اور خروج دجال اور نزول عیسیٰ کے بارہ میں اس قدر حدیثیں ثابت ہیں جو حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جو حدیثیں عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے میں آئی ہیں وہ متواتر ہیں اور تمام اہل سنت صحابہؓ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین اور سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قیامت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ کسی مسلمان کا اس مسئلہ میں اختلاف نہیں۔ پس جو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے سے انکار کرے وہ تین وجہ سے کافر ہے۔ ایک بسبب انکار قرآن شریف کے، دوسرے بسبب انکار متواتر حدیثوں کے، تیسرے بباعث انکار اجماع امت کے۔ (حجج الکرامہ وتفسیر ابن کثیر)

اب مرزیا طرف اللہ دی آویں ویکھ اللہ فرماوے
اسیں نہ ماریا عیسیٰ تائیں شک یہوداں آوے

نہ اسیں سولی دتا اس نوں نہ او ماریا جاوے
سچ یقین امنا کریو رب دوہرے سمجھاوے

تے ایہی رب آکھے میں رب ڈاہڈا غالب حکمت والا
کھڑایا پورا پکڑ مسیح نوں منکر دا منہ کالا

جو کجھ چاہاں سو کردساں سب کجھ ہے وس میرے
مارن زندہ رکھین مینوں کم نہ او کہہ ودھیرے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اسیں کدی نہ ماریا عیسیٰ تائیں رب سچا فرماوے
جب تک اہل کتاب اس تے نہ ایمان لے آوے

روز قیامت دئے گواہی منکر رووِن سارے
کادیانی مرزا رووے نالے یار پیارے

جدوں نشان قیامت دا رب عیسیٰ ہی فرمایا
جانو رستہ سدھا ایہو کر تاکید وکھایا

مذہب ائمہ تبع تابعی نوں ایویں خبران آیاں
سلف خلف تک کل اصحابی دیندے گئے دوہایاں

اہل حدیث مفسر سارے اکھن وارو واری
عیسیٰ زندہ گیا آسمانے مت مرزے دی ماری

تے ایہ بھی کہسن عیسیٰ آکے ڈاہاڈا حکم چلاوے
مارے گا دجال کانے نوں امنوں لوگ وساوے

شرع نبیؐ تے حکم چلاوے پٹے بیخ فساداں
ہسن وسن لوکیں سارے پاون نیک مراداں

مرزے نے جدوں ایس دعوے پر بدہالک پیارے
مرض وباطعونی آکے پنڈ اوجاڑے سارے

اپنا پنڈ بھی خالی کیتا مر گئے یار پیارے
ہوراں دا کی لگے مرزا آندہ گوانڈا اوجاڑے

ایہ مرزے دے پاروں یارو پئی طاعون قہاری
توبہ توب کرو مرزایو مت تساڈی ماری

جے مسیح سچا ایہ ہوندا ہوندا امن جہانی
ایہ برعکس عیسیٰ دے ہویا مرزا ہے نفسانی

اس مرزے کادیانی یارو مکری جال وچھایا
دے دے دھوکہ لوکاں تائین اندر جال پھسایا

نہ سوچن نہ سمجھن کائی جا جا اندر وڑدے
مرزائی طبیب سودائی ہو ہو پاگل مردے

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ کوئی پختہ حدیث عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے پر وارد نہیں ہوئی اور جو حدیثیں مسیح کے اترنے پر وارد ہوئیں سو وہ میرے اوپر دلیل سے ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ عیسیٰ تو مر گیا ہے اور اس کی قبر کا نشان دیتا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر یہ لفظ ’’متوفیک‘‘ پیش کرتا ہے۔ مرزا قادیانی اس کے معنے موت کے نہیں ہوتے۔ دیکھئے تفسیر ابن عباسؓ سے اس آیت سے ’’**یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک**‘‘ مقدم وموخر بقول ’’**انی رافعک الی ومطھرک ومنجیک من الذین کفروا بک وجاعل الذین اتبعون اتبعوا دینک فوق الذین کفروا باالحجة والنصرة الیٰ یوم القیمة ثم متوفیک قابضک بعد النزول**‘‘ یعنی اے عیسیٰ تحقیق میں تجھے لینے والا ہوں اور اٹھانے والا الفاظ آیت آگے پیچھے ہیں۔ کہتا ہے خدا تعالیٰ تحقیق میں اٹھانے والا ہوں تجھ کو نجات دینے والا ہوں ان لوگوں سے جو کفر کرتے ہیں ساتھ تیرے اور کرنے والا ہوں ان کو تابعداری تیری یعنی تابعداری کرتے ہیں دین تیرے کے اوپر ان لوگوں کے جو کافر ہوئے۔ ساتھ دلیل اور نصرت کے دن

قیامت تک میں لینے والا ہوں تجھ کو قبض کرنے والا ہوں۔ پیچھے اوتارنے کے اسی طرح ہی بیچ التفسیر درمنثور اور ابن جریر اور کمالین حاشیہ جلالین اور صحیح بخاری میں تعلیقاً اور اتقان مؤلفہ شیخ جلال الدین سیوطی اور تفسیر ابواللیث سمرقندی اور تفسیر کبیر اور مدارک میں ابن عباس اور قتادہ اور ضحاک سے ساتھ اختلاف لفظوں کے اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب (رواہ البخاری، مسلم)''یعنی قسم ہے اس خدا کی کہ بقائے جان میرے کا اس کے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق اتریں گے بیچ تمہارے عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو یعنی باطل کریں دین نصرانیہ کو اور حکم کریں گے ملت حنیفہ پر۔

رب رسول حیاتی بخشی ہے عیسیٰ دے تائیں
تے آخر آ کر حکم کماسی کر کے دیکھ نگائیں

اس نوں ماریں زور وزوری آپ مسیح کہاویں
ایہ تینوں کن مت سکھائی ضدوں باز نہ آویں

اس عیسیٰ دی ماں ہے اکو تیرا باپ تے مائی
اوہ نازل وچہ ہوگ دمشقے قادیانی وچہ سودائی

اوہ عیسیٰ دجال نوں مارے سنت عمل کماوے
تون طاعون کھنڈائی ساری دنیا مرمر جاوے

مومن رل مل پڑھن نمازاں توں فساد مچایا
امن نہ دسے وچہ بھراواں نواں پکھنڈ جگایا

عیسیٰ بدلے آپ عیسیٰ توں بن کے پیا دیکھاویں
دجال کانی دے بدلے توں انگریزاں پیا ٹھہراویں

دین ولوں توں کانی دیسن کھوتا ریل بنایا
تے نیزا قلم بناوے الّو جو دن رات چلایا

سن الّو دجال کانا اوہ سچے اکھوں ہوسی
تے متھے اوس دے حرفاں اندر کافر لکھیا ہوسی

کھوتا بھی اس کانا ہوسی منہ نک لمیاں والا
کرتاویلاں لوکاں گھیرے مرزے دا منہ کالا

الّو کھوتا ریل بناوے کانی وی اس واری
تے آپے اس کھوتے اوپر چڑھدا ہے کئی واری

معلوم ہویا دجال تے مرزا ہوسن اکو جائے
نال تاویلاں رلیا ملیا فرق نہ دسے کائی

اور مرزا قادیانی یہ بھی کہتا ہے کہ عیسیٰ کے اترنے پر جو حدیث آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے بیچ میں سے ہوگا اور نہ آسمان سے اترے گا اور ایسی حدیث کوئی نہیں کہ جس میں آسمان سے اترے گا ظاہر لفظ ہو۔ اگر ہے تو ہم کو دکھائے۔ ارے مرزا قادیانی باتان کردان ہیں زبانی ذرا مت نہیں انسانی آ دیکھو پتا آسمان تہیں۔

''عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من

السماء (الحدیث) ’’اسحٰق بن بشیر اور عسا کر نے کہا:

ابن عباسؓ روایت کروا پاک نبیؐ فرماوے | بھائی عیسیٰ بیٹا مریم آسمانا تھیں آوے
سن لے مرزے خبر آسمانی اجی بھی ہے نادانی | سچا پاک رسول بتاندا چھڈ دے ایہ نفسانی
نفس کتے دے پچھے لگوں رڑ گئی سب جوانی | وقت بوڈھیپے کر لے توبہ پتہ نہیں زندگانی
سنیاں باپ تیرا سی چنگا حکمت اندر کاری | دارو مفت دیوے گھر وچوں کرے غریباں داری
ہر اک نے سی باپ تیرے دا بزرگ نام پکایا | توں پت اس دا ایسا جموں نامہ ڈوب گوایا
دیساں وچہ باپ تیرے نے نام طبیب رکھایا | توں مسیح موعود کہا کے اپنا جرم گوایا
ارے فسادی چھڈ فساداں کر توبہ دن تھوڑے | من مسیح آسمانوں آسی کل صلیباں توڑے
پھر کتھوں مرزا توبہ کردا اڑی بدہی ہے بھاری | الہام بناوے دنیا بدلے دنیا بہت پیاری

اور دیکھو جو مرزا قادیانی نے اوّل دعویٰ مجدد وقت کا کیا اور اپنے آپ کو مولانا صاحب کہلایا اور یعنی چندسال کے مسیح موعود بن[1] کے دکھایا اور جب دیکھا کہ مسیح موعود سے بھی کچھ حاصل نہیں تب مرزا قادیانی نے یہ الہام[2] پیش کیا۔ ’’**وقال اللہ ان المسیح الموعود الذی یرقبونہ والمھدی المعھود الذی ینتظرونہ ھو انت نفعل ما نشاء افلا تکونن من الممترین وقال انا جعلناک المسیح ابن مریم**‘‘ (اتمام الحجہ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵)

تحقیق مسیح موعود جس کو لوگ اوڈیک رہے ہیں اور مہدی موعود جس کا انتظار تھا تو ہی ہے۔ ہم کرتے ہیں جو چاہیں ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنادیا۔ ’’**نعوذ باللہ من ذلک**‘‘

ارے مرزے یہ تم نے کیا کیا کہ مسیح اور مہدی آپ ہی بن بیٹھے۔ حالانکہ مسیح بن مریم

۱؎ ’’**انا انزلناہ قریباً من القادیان**‘‘ جسے تحقیق اتارا ہم نے اس کو یعنی مرزے کو قریب قادیان کے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ اپنے الہام سے آپ ہی جھوٹا ہے۔ کیونکہ آپ نے بیچ قادیان کے مسیح کا دعویٰ کیا اور یہ اس کا الہام قریب یعنی پاس قادیان کے کسی اور گاؤں میں اترنا معلوم ہوتا ہے۔ اس الہام اپنے سے مرزا خاص جھوٹا ہے۔

۲؎ جس طرح یہ الہام ظاہر کیا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی موعود بھی ہوں۔ اس طرح کا پیچھے بھی ایک شخص نے دعویٰ کیا تھا جس کا نام علی محمد تھا۔ وہ لوگوں کو کہتا تھا کہ علی اور محمد وہ تھے اور میں ان دونوں سے ایک ہوں اور مہدی یہی میں اور لوگوں کو کہتا تھا کہ محمد اور علی نے میری بیعت اپنے زمانے میں کی تھی اور مرزے کی طرح اس نے بھی لوگوں کو بہت خراب کیا۔ مگر بادشاہ وقت نے پکڑ کر درے مارے تو تائب ہوگیا۔ افسوس کہ اب بادشاہ اسلام ہوتا تو مرزے کا دعویٰ ثابت ہوجاتا۔

جو تھا ان کا باپ کوئی نہیں تھا اور روح القدس تھا اور تمہارا باپ طبیب مشہور تھا۔ وہ قادیان میں مرا اور دفنایا گیا۔ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہے۔ جیسے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ’’اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی ابوداؤد‘‘ یعنی نام اس دا نام میرا تے، نام باپ اس دے دا نام میرے باپ دا ارے مرزے قادیانی تم نے یہ کیا کہا۔ شاید تمہاری آمدنی کم ہوگئی یا کچھ اور ہوگیا کہ آٹا گھر سے موقوف ہوگیا کہ پھر دعوے مسیح اور مہدی کا کیا اور دعویٰ تمہارا سب جھوٹا ہے اور جھوٹے پر لعنت خدا کی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ’’لعنت اللہ علی الکاذبین‘‘

دعوے کوڑ نہ کر اوہ مرزے کوڑوں کی ہتھ آوے	کوڑ لاوے سر کفری فتوے کون تینوں سمجھاوے
کوڑے بیڑیاں ڈوبن والا دنیا کوڑ ہولاوے	دنیا بدلے کوڑ مرنیا اوہ ہیں دوزخ پاوے
دیکھ ایہ تینوں ردن حدیثاں ٹرگیا ہیں خیالوں	نا کر دولت مال اکٹھا نفع نہیں کجھ مالوں
جھوٹے دعوے نہ کر مرزے جھوٹھ چلے دن تھوڑے	وانگ ملھے نکل پیسی نک نموج نہ چھوڑے
گھوہے اوپر لا آٹا تلیا لڈو نام دھرایا	کھاون لگے گوبر دسے ایہ کیا سودا لایا
داڑھی چٹی عمل ندانی بلے مرد جوانا	کیڈی ہمت کر دکھلائی ماریں ہندوستانا
جھوٹھ ایڈا جس حد نہ بنا گیر طبیباں آندا	باجہ طبیبوں خادم تیرا بندہ ہور نہ پاندا
جب آن طبیبی خادم ہوسے لوکیں مگر طبیباں	بدلے آن دوایاں پئے ماریا نصیباں
جھوٹے گھنڈہ الہام سناوے جھوٹیاں مارا وڈایا	ہور الہام سنوں اک جھوٹھا مرزے غضب بتایا

اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ الہام[1] ہے۔

’’ویسئلونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کھا لا مبدل بکلماتی وان یروا اٰیۃ یعرفوا ویقولوا سحر مستمر‘‘ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا بات سچ ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی فریب یا جادو ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۰۱)

[1] دیکھو اس مرزا کو الہام ہوا عورت کا، مسیلمہ کذاب بھی الہام کیا تھا کہ عورت سجاع بنت حارث نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ پھر وہ قوم قبیلے سے باہر آئی تو جب خیمے میں پہنچے تو وہاں مسیلمہ کذاب اس کو ملا تو مسیلمہ نے اپنا الہام سنایا۔ الہام یہ ہے۔’’الم تر ان اللہ خلق النساء افراجاً وجعل الرجل لھن ازواجا‘‘ مرزا بھی اسی طرح کے الہام پیش کرتا ہے غور سے دیکھنا۔

الہام مرزے نوں رناندا جان چندیدا آوے
یا آکھے بن مریم میں ہاں مہدی نال ملاوے
دس الہام ہو یا ایہ سچا اکھیا سی جس پاروں
اوہ حق تیرے وچہ آئی زنائی یا ہے توں مکاروں
عقد کیتا اوس ہورے تھاویں تینوں ویکھ ہزاراں
ایہ الہام تیرے سب جھوٹے چھڈ دیویں بدکاراں
ایہ بھی آکھیا میرے باجھوں جگہ ہور نجاویں
جے جاویں مر جاویں اونویں کجھ مراد نپاویں
اوہ آج تک مرزیا وسدی ہسدی تینوں چھوڑ سدھارے
منہ بکل پا سوچ نرا تا ایہ کیا ٹھگی لائی
توں جھوٹا ٹھگ فریبی وڈے ٹھگ طبیب رلائے
رل مل ٹھگاں وچہ ملک دے بڑے فساد مچائے
انہاں ٹھگاں جھوٹھیاں دے حق پاک نبی فرماوے
دیکھو پیش گوئیاں او بھائی بندیہ لکھ دیکھاوے

اورفرمایا رسول اللہ ﷺ بطور پیش گوئی کے کہ جو بروایت ابوہریرہؓ صحیح مسلم میں وارد ہے۔’’**یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم واٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** ‘‘یعنی ہوں گے آخری زمانے میں فریب کرنے والے جھوٹے مکارلوک لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں کہ نہ سنے ہوں گے تم نے اورنہ تمہارے باپ دادوں نے۔ سو بچاؤتم اپنے تئیں ان سے اوران کو اپنے سے اس لئے کہ کہیں گمراہ نہ کردیں۔ تجھ کو اور فتنہ وفساد میں نہ ڈالیں تم کو، اور مجمع الزوائد میں طبرانی نے باب’’**ماجاء فی الکذابین** ‘‘میں عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے:’’**قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیکونن بین یدی الساعۃ دجالون وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر فقلنا ما اٰیاتھم قال یاتونکم بسنۃ لم تکونوا علیھا لیغیروا بھا سنتکم ودینکم فاذا رأیتموھم فاجتنبوا وعادو** ‘‘یعنی کہا ابن عمر نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے میں نکلیں گے دجال اورقریب زمانے دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس آدمیوں یا زائد کا ظاہر ہوگا۔ سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ ﷺ کیا علامتیں ہیں اس فرقہ کذاب کی۔ فرمایا لاویں گے وہ یعنی سکھائیں گے تم کو ایک نیا طریقہ کہ تم اس طریق پر نہ ہوگے اوراس کو سنت کہیں گے تم لوگوں کو دھوکہ دیں گے تاکہ بدل دین اس کے سبب سے تمہاری سنت نبوی اوردین اسلام کو کہ جس پر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو۔ پس جب دیکھو تم اس قوم کذاب کو تو دور ہو ان سے اوران کو دین کا دشمن جانو اوران سے عداوت رکھو۔ انتہی!

پس ان حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی ہے اوراسی پر یہ حدیثیں وارد ہیں کہ جھوٹے فریب کا دعویٰ کرتا ہے۔ اوّل تو مجدد بتایا اور پھر دعویٰ الہام کا کیا اور پھر مسیح موعود اور مہدی کا دعویٰ کیا اور الہام اس کے سب جھوٹے اور مشہور ہیں۔

ایہ ویکھ دلیلاں تیرے اوپر سبو بن کے آیاں
چھڈ دہ جھوٹھ فریبی دعویٰ عالم دین دوہایاں
توں ہیں انہاں فریبیاں وچوں جو رسولؐ بتایا
چھڈ دے مکر بہانے سارے جھوٹھ تیرے سر آیا
پہلا دس اساں نوں مرزیاں تو ایہ کہیا پکنڈ جگایا
مسیح موعود نے مہدی لکھ الہام بتایا
آپ مسیح بنے تو عیسیٰ تائین مار گوایا
ایہ دعوائے کل کوڑا تیرا دیکھ نبی فرمایا
ایڈی سمجھی نا کر مرزے رکھیں ہوش ٹکانے
عیسیٰ زندہ گیا آسمانے لکھدے سب سیانے
آہٹ فریبی ہے سب تیرا دسے پیا مسلمان
اے لوہا نکل تھیسی کم نہیں لمّان
دیکھی اساں دوکاں تیری تے پئی اکاندی کنّی
آٹا بھی کجھ پاویں مرزیا نوں نرانہ گنّی
کھنڈ مصری دی جگہ سانوں وسیں قلمی شورا
تون ہدوانا ظاہر وسین وچوں تمان کوڑا
عنابان دے تہاں بیروکا وین بیران تھیں دہرکونے
آلے بھولے منڈیاں والے بنے مار ٹھولے
بنفشہ کر چوپڑی ویچن لمیاں حرصاں والے
شیشی عطر پھولیاں والے آب گندا وچہ ڈالے
تو ہر تو نبیاں کوڑیاں باجوں ہٹی نظر نہ آوے
تے یا بھکڑا خار مغیلاں زخم دلاں نوں لاوے
گندا سب بپار تیرا ایہ ہٹ جا ایس بپاروں
نفع نہیں اس کولوں تینوں گھاٹا ہوگ ہزاروں
دنیا بدلے نا کر ترلے ایہ دنیا اڈ جاسی
نا آکھ جھوٹھ زبانوں ذرا جھوٹھ تینوں وڈھ کھاسی
اج ویلا ہے سمجھ بھراوا ساتھ بہایاں رل جائیں
سلف خلف تک عمل جو آہا او سپر قدم ٹکائیں
نا کر نواں طریقہ جاری نویوں پوس خواری
نویں طریقوں سندا ملیان ہوسی قہر قہاری
پھر کوڑ تیرا اوہ تینوں کھاسی ہوراندا کی جاسی
کوڑ آکھن جو دوزخ وجوں کدی نہ پان خلاصی

اڑی مرزے دی

مرزا دعویٰ مول نہ چھڈے اڑیاں منہ کھلوتا
جیونکر اڑدا رستے اندر کمہاران دا کھوتا
لاٹھیاں پین سروسر بھاویں اڑیاں مول نہ چھڈے
ایویں مرزا کادیاں والا جھوٹھ پیا نت وڈھے
جھوٹھ مٹھا ہے گڑدے نالوں لذت پیا دھاوے
اگے ہوہو سٹاں کھاوے مڑنا نادل بھاوے
مڑے تے لگدی لاج ودھیرے محکم پیر جماوے
ہٹ دانا یہ پوری انگواڑیاں بن دیکھاوے

حکایت

سی اک پوربی پورب اندر اسی سنو کہانی
ٹٹی پھرن گیا اوہ اول لوٹا ہبہ جائے پانی

لوٹے نوں کوئی سوراخ بے معلوم آوندے نوں وگ جاوے
زمین آہی کجھ ریتلی بہائی وگیا نظر نہ آوے

نت دہاڑی ایویں ہووے پانی رہے نہ کائی
سڑیا پوربی لوٹے ہتھوں گل کرے کس جائے

اک مسخرا ملیا اوس دے تائیں اس نوں گل سناوے
اس لٹیئے نے لٹیا مینوں پانی سب پی جاوے

جان میں پھرن پاخانے جاواں میں اس نوبھر جاواں
ایہ اوندے نوں سارا پیوے تے اک بوند نپاواں

خبر نہیں ایہ پاوے کھتے میں حیران اس گلوں
گذر گئے ہن چند دہاڑے اس لوٹے دے سلوں

پاس تیرے میں گل جو کیتی اس دا حیلہ کائی
دس جے لوٹا پیوے نہ پانی توں ہیں میرا بھائی

ہس کہے اوہ مسخرا اگوں ایہ گل سہلی پاویں
کریں طہارت پہلے بھائی فیر ٹٹی ول جاویں

دیکھ لواں گے کیونکر لوٹا فیر پانی پی جاوے
تے اوہ پوربی من کھلوتا احمق جویں سناوے

واہ بھائی میں تیرے دارے چنگے مت سکھائی
ایس گلوں میں بھلا ریہا بھلیں عمر گوائی

پھر ہن دیکھو پوربیا اوہ گل کہیڑی پھڑ بیٹھا
اول کرے طہارت یارو مگروں کرے سوچیتا

گذر گئی اس مدت اینویں کرے طہارت پھلاں
مگروں پھرن سوچیتا جاوے عقل ڈبی وچہ کیہلاں

اک دن ڈٹھا ہور کسی نے جان ٹٹی پھر جاوے
کرے طہارت ایہ نمونے کہاں روٹے بہ جاوے

اوس کہیا اے جھلے احمق ایہ توں کیا بناویں
ٹٹی پھر کے ہتھ نہ دھویں کھان روٹی بہ جاویں

بولے پوربیا ارے بھائی میں پہلے ہتہ دھوواں
فیر پھرن میں ٹٹی جاوان مڑ کیسے منہ دھوواں

لیکن جتھوں تیسکر آہی گل اوس سب سنائی
ایس گلوں اول ٹنیوں ہتھ دھواں اے بھائی

اس کہیا اے جھلے احمق مت تیری کن ماری
ایہ وچے رہی پلیدی تیرے اس دی کرلے کاری

پوربیا مڑ آکھے اس نوں رہے پلیدی بھاویں
میں ایہ اڑی نہ چھڈاں مولے توں کی آکھ سناویں

ایہ پکڑی میں کار چروکی ہن کیوں من چھڈ دیواں
تے کرن ایویں پت دھیان میرے ہن میں کیوں پھریواں

نالے پوی نموشی مینوں ٹھٹھے مارن منڈے
کار اپنی ایہ جھڈ سدھایا راہ وچہ ہسن گنڈے

میں ایہ کار نمولے چھڈاں جا ایتھوں اٹھ اڑیا
مت تیری کسے کم نہ میرے گل کریں ان گھڑیا

ایویں مرزا کادیان والے دعویٰ تے لک بدھا
نکل گیا جو اک دن منہ تھیں مڑ کوئی راہ نہ لدھا

سدھا ہو دعوے تے تریا نفس مہاراں چایاں
دولت کھٹی کر کر پاوے ہونوں نت اگر اہیاں

مرزا نفس امارا ملے چیلیاں مدوچاری
چاڑ دیتا ہے مرزے تائیں اوپر نوک پہاڑی

مرید طبیب سیانے سارے رل مل کم چلائے
کھاون پیون کرن بھاراں دنیا دین ونجائے

پیش گوئیاں الہاماں تائین پھرن مرید چوفیرے
لکھ لکھ پاویں ہر ویلے جنزاں شام سویرے

ہے مرزے نے نفس ودھایا ہور کوئی کم نہ آیا
ویکھن سن اندر اعتبار اپیٹ ودھایا

سعدی گفت

مکن نفس امارہ را پیروی
کہ ناگہہ گرفتار دوزخ شوی

اگر بدنیت بدزعصیان دلت
بود اسفل السافلین منزلت

’’قال اللّٰہ تعالیٰ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سافلین‘‘ فرمایا اللہ تعالیٰ نے البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ اچھی ترکیب کے پھر پھیر دیا ہم نے اس کو نیچے سب نیچوں کے۔

رب فرمایا اساں بنایا آدم صورت سوہنی
پھر دور ہویا جے ساڈھے کولوں صورت دوزخ ڈھونے

دین گیا تے دنیاں ملی عمل نہ کیتا کائی
تھلے دوزخ دے پاوے بدلہ اوس کمائی

وڈیائی وچہ پھرے سودائی آکھ نمول نوائی
کر کر دعوے کوڑ بہانے دنیاں مگر لگائی

دنیاں بدلے تیرے ونگے اگے ہوں ستائی
جیہڑے دعوے بن بن موئے بھائیاں خبر پوجائی

من کی حال اونہاندا لکھاں گے لکھن بہترے
بھائی خدا بخش مندرانوالے کیتے ہیں بنیڑے

ہور بھائیاں بھی زور لگایا مرزے نوں سمجھایا
مرزا سمجھن وچہ نہ آیا تے پکھنڈ جگایا

قصے[1] ہر دو کافر والے اس نوں آکھ سنایا
پھر اس جھوٹے دعوے اتوں مرزا باز نہ آیا

توہن مرزا چھڈ سودائی کیتا ذکر بہتیرا
آریہ دا کجہ ذکر سناویں پیا چو فیر اندھیرا

[1] مرزا امام الدین جو چوہڑوں کا گرو ہے اس نے اپنے رسالہ ’’ہر دو کافر‘‘ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی پر وہ فرشتے نازل ہوا کرتے ہیں اور الہام سے آگاہ کردیتے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اس الہام کی خبر سے آگاہ کیا۔ وہ یہ ہے: **’’انا انزلناہ فی الکادیان لبشر و کذاب‘‘** یعنی تحقیق ہم نے اتارا قادیان میں ایک بندہ بڑا جھوٹا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزا قادیانی کی عملی زندگی

جناب سیف الرحمٰن خان نذیر صاحب

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض حال	۶۵
۲	سبب تصنیف کتاب	۶۵
۳	ختم نبوت اور مرزا قادیانی	۶۶
۴	توحید باری تعالیٰ اور مرزا قادیانی	۶۹
۵	ہر ایک چیز کا مالک میں (خدا تعالیٰ) ہوں ...... آیت قرآن	۷۰
۶	عقائد کفار مکہ	۷۱
۷	ختم نبوت اور مرزا قادیانی	۷۲
۸	تورات کی پیشین گوئی	۷۳
۹	تسبیح اور مرزا قادیانی	۷۵
۱۰	زکوٰۃ کا بیان	۷۷
۱۱	مقصد زکوٰۃ	۷۷
۱۲	رکن حج اور مرزا قادیان	۸۲
۱۳	اعتکاف اور مرزا قادیانی	۸۶
۱۴	پیر عنایت علی شاہ لدھیانوی کا بیان	۸۹
۱۵	آخری عرض اور دعوت فکر	۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعد حمد وصلوٰۃ! شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ میں کوئی عالم نہیں اور نہ کسی قسم کے علم کی سند میرے پاس ہے۔ ویسے اردو میں چھپی ہوئی کتب احادیث، فقہ وغیرہ میرے پاس موجود ہیں اور ان کا مطالعہ میں باکثرت کیا کرتا ہوں اور اسی طرح بڑے بڑے علمائے دین سے تقاریر سننے کا میرے دل میں نہایت شوق ہے۔ پھر جو تقاریر علمائے دین سے سنا کرتا ہوں وہ کسی وقت لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں۔ میرے دل میں یہ ہر وقت خواہش رہتی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے تبلیغ اسلام کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔

سبب تصنیف کتاب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ضلع لائل پور میں چک ۱۲۶ ج.ب سے گذر ہوا۔ وہاں ایک نور الٰہی نامی آدمی نے ابھی مرزائیت کو قبول کیا تھا اور اس نے یہ عزم کیا ہوا تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے مرزائیت کو اس جگہ پر فروغ دیا جائے۔ چک مذکور کے باشندے بہت تنگ آچکے تھے اور قریب قریب ایک دیہاتی علماء سے تقاریر کرایا کرتے تھے۔ لیکن نور الٰہی مرزائی میٹرک پاس ہے اور کسی وقت گرداور بھی رہ چکا ہے۔ وہ تبادلہ خیالات میں آکر ایسا شور مچاتا تھا کہ ایک نیک مسلمان کو وہاں جواب دینے میں نہایت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو خدا کی ایسی حکمت ہوئی۔ بروز اتوار ۱۳ / فروری ۱۹۵۵ء کو مجھے بھی وہاں تقریر کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ بروز پیر ۱۴ / فروری کو صبح کو نور الٰہی مرزائی کا دوسرا بھائی فضل الٰہی مسلمان ہے۔ صبح ۸ بجے میرے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ نور الٰہی اعلانیہ مناظرہ کرتا ہے۔ لیکن اب وہ یوں کہتا ہے کہ میں اپنے گھر میں بیٹھ کر مناظرہ کروں گا۔ فضل الٰہی کے گھر پہنچ کر ہم نے تبادلہ خیالات شروع کر دیا۔ ۸ / بجے سے لے کر ۱۱ / بجے تک (یعنی تین گھنٹے) تبادلہ خیالات ہوا۔ آخر نور الٰہی عادت کے مطابق شور کرنے لگا تو میں نے اس کو کہا بھائی صاحب جیسا بھی آپ کرنا چاہیں آپ کو اختیار حاصل ہے۔ لیکن میں چونکہ تیری دعوت پر آیا

ہوں۔اب مسئلہ ختم نبوت کو جب تک یہاں نہیں سمجھا جائے گا اس وقت تک ہم یہاں سے جانے کو تیار نہیں۔نور الٰہی بولا تو پھر ہم اس معاملہ کو اللہ کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔وہ خود فیصلہ کرے گا۔میں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو وہ بولا یعنی مباہلہ کر لیجئے۔میں نے بصد شکر اس کی اس بات کو منظور کر لیا اور مباہلہ کی تاریخ صرف ایک ہفتہ رکھ دی گئی۔ہفتہ کے بعد ہم نے وہاں جا کر خوب تقاریر کیں۔لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا اور مولوی خدا بخش صاحب مناظر اسلام ہمارے ساتھ موجود تھے۔مجمع کافی تھا۔ہم جب مرزائیوں کی کتاب کا حوالہ دیتے تھے جو کہ جلسہ میں ہمارے پاس موجود تھیں۔حوالہ دینے کے وقت اعلان کر دیتے تھے کہ نور الٰہی یا اور کسی مرزائی کو جرأت ہے تو ہمارے حوالہ کو غلط ثابت کرے اور مبلغ یک صد روپیہ حاصل کرے۔نور الٰہی وہاں موجود تھا اور بھی مرزائی موجود تھے۔لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ حوالہ غلط ثابت کر کے مجھ سے انعام حاصل کرتا۔اختتام جلسہ کے بعد بعض بھائیوں نے مشورہ دیا کہ اگر مرزائیوں کا مذہب اس قدر پراگندہ ہے تو ایک چھوٹی سی کتاب شائع کر کے لوگوں کو مرزائیت سے بچنے کا موقعہ دیجئے۔اہل اسلام کا ساتھ دیجئے تاکہ فتنہ مرزائیت سے محفوظ رہ سکیں۔لہٰذا ہم اس کتاب کو لوگوں کے مشورہ کو پیش نظر رکھ کر طبع کر رہے ہیں۔اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے تو علمائے اسلام کی خدمت میں اپیل ہے کہ معاف فرمائیں اور بذریعہ خط مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔والسلام!

مصنف

ختم نبوت اور مرزا قادیانی

حضرات! ایک حدیث میں پیغمبر کی جو صفتیں بتائی گئی ہیں وہ تقریباً تعداد کے لحاظ سے دس بنتی ہیں۔جن میں سے مرزا قادیانی میں کوئی ایک بھی موجود نہیں۔پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ میں یہ سب کی سب پائی جاتی ہیں۔مثال کے طور پر ہم وہ دس صفات تحریر کرتے ہیں۔

۱...... اس کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوگی۔

۲...... پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو جائے سکونت اختیار کریں گے۔

۳...... اس کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔

۴...... وہ فحش باتیں نہ کرتا ہوگا۔

۵...... وہ تسبیح کرتا ہوگا۔لوگوں کو بھی حکم کرتا ہوں گا۔تسبیح وتحمید کا۔

۶...... وہ جیسا نماز کا شوق رکھتا ہوگا ویسا جہاد کا بھی رکھتا ہوگا۔

۷...... وہ رات کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوگا۔

۸...... وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا۔

۹...... اس کی خلق عظیم ہوگی۔

۱۰...... وہ امن پسند ہوگا۔

”تلک عشرة کاملة“

مرزائیو! ”هاتوا برهانكم ان كنتم صٰدقين“

مرزائی بھائیو! آپ مرزا قادیانی کی اس عبارت کو پڑھ کر بھولتے ہوں گے جس میں انہوں نے یعنی مرزا قادیانی نے ہزار نبی کے برابر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کے دن تم لوگوں کو پچھتانا پڑے گا۔ جب کہ تم مرزا قادیانی پر بیزار ہو جاؤ گے اور مرزا قادیانی تمہاری ایک نہ مانیں گے۔ بلکہ وہ خود خدا کے مجرم ہوں گے۔ وہ ایک ایسا سخت دن ہوگا کہ پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی نبی یا ولی کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ حسب ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حدیث: انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن مسلمانوں کو روک دیا جائے گا۔ (یعنی ایک مقام پر) بند کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ فکر و تردد میں پڑ جائیں گے اور آپس میں کہیں گے۔ کاش! ہم کسی کو سفارش کے لئے تیار کرتے تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا اور ہم کو اس تکلیف سے نجات دلاتا۔ وہ اس خیال سے آدم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے تم سارے لوگوں کے باپ ہو۔ خدا نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اپنی جنت میں تم کو رکھا ہے۔ اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کرایا ہے اور ہر چیز کے نام تم کو سکھائے ہیں۔ تم اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کرو کہ وہ اس جگہ سے نکال کر ہم کو راحت و اطمینان بخشے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو، میں اس درجہ کا نہیں ہوں۔ یعنی میں شفاعت کا درجہ نہیں رکھتا۔ پھر آدم علیہ السلام ذکر کریں گے کہ گیہوں کھا لیا تھا اور اس کے بعد کہیں گے کہ تم نوح پیغمبر کے پاس جاؤ کہ وہ دنیا میں سب سے پہلے نبی ہیں جن کو خدا نے ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ غرض کہ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اگر آج کے دن خدا تعالیٰ کی عدالت میں کسی شخص کی سفارش قبول ہو سکتی ہے تو وہ محمد رسول اکرم ﷺ ہیں۔ یہ خلاصہ جس حدیث کا تحریر کیا گیا ہے مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو جلد دوم ص۳۱۴ پر موجود ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن مرزائی حضرات کو پچھتانا پڑے گا جو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت سے انحراف کر کے غیروں کے پیچھے جا پڑے ہیں۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو درجہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو دیا ہے اس درجہ کا کوئی پیغمبر بھی مالک نہیں۔پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام انبیاء پر فوقیت حاصل ہے۔کیا حال ہوگا اس دن مرزا بشیر الدین محمود کا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی بزرگ اگر بہت عبادت کرے تو محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔(نعوذ باللہ)

مرزا بشیر الدین محمود کے وہ الفاظ عبرت حاصل کرنے کے لئے ہم تحریر کرتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ:''اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد ﷺ سے کوئی بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا۔ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے۔'' (خطبہ بشیر الدین محمود مورخہ ۱۶/جون ۱۹۴۴ء، اخبار الفضل ص ۸)

ایک دوسرے مقام پر خلیفہ صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد ﷺ سے زیادہ عالم تصور کرتے ہیں۔مرزا قادیانی کی علمی قابلیت کو بیان کرتے ہوئے موجودہ خلیفہ یوں رقمطراز ہیں کہ: ''حضرت مسیح الموعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح الموعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔''

(رسالہ ریویو قادیان مئی ۱۹۲۹ء)

کلام مصنف: مرزا بشیر الدین صاحب نے باپ کی وراثت کفر سے خوب حصہ لیا ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے شان گھٹانے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔حالانکہ یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے بعد محمد مصطفیٰ ﷺ کا درجہ ہے۔دیگر سب لوگ آپ کے تابعدار بن کر خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس نبی کی امت عمل کر کے اپنے نبی سے بڑھ سکتی ہے۔ اس نبی کا قیامت کو کیا حشر ہوگا۔جب کہ نبی پیچھے پھرتا ہوگا اور امت کے لوگ خدا کی جنت میں عیش کر رہے ہوں گے۔پھر خلیفہ صاحب کا یہ بیان کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضور ﷺ سے بڑھ کر ہے۔یہ قرآن پاک کی اس آیت کا صاف انکار ہے۔جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سب تعریف اور خوبیاں اس اللہ کو ہیں۔جس نے اپنے بندے محمد ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔جو ہر بات کو بیان کرتی ہے۔لہٰذا مرزائی بھائیو! مقام عبرت ہے خدا کا خوف پیدا کرو اور ایسے خلیفہ کی بیعت سے توبہ کرو جو قرآن سے جاہل ہے اور دشمن رسول ہے۔توبہ کرنے کے بعد اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

توحید باری تعالیٰ اور مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم‘‘

برادران اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کا ایک ایسا اٹل مسئلہ ہے کہ جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔ ہر قوم اور ہر مذہب کا ہر پیشوا بلکہ کسی حد تک اولاد آدم کا ہر ایک بچہ اس عقیدہ کا پابند ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ قرآن پاک پڑھنے سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ بھی خدا تعالیٰ کے الہ ہونے کے قائل ہیں۔ (ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا مالک اور خالق اللہ تعالیٰ ہے) لیکن جب ہم (آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴) کو دیکھتے ہیں۔ (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) کو پڑھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو خدا جاننا تو ایک دوسری بات ہے بلکہ مرزا قادیانی تو خود خدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی سے تو کفار مکہ اچھے رہے۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام کائنات کا خالق اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اب ہم ازروئے قرآن ثابت کرتے ہیں کہ تمام کائنات کا خالق خدا ہے۔ جس کا انکار کفار کو بھی نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو انکار ہے۔ قرآن پاک کے بیسویں پارے کے شروع سے لے کر توحید کا بیان کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ تقریباً ایک رکوع ہے۔

سوال باری تعالیٰ: ’’بتاؤ کہ یہ کس نے بنائے ہیں آسمان اور زمین اور کون اتارتا ہے آسمان سے پانی اور اگاتا ہے زمین سے باغ بارونق۔ تمہارا کام نہ تھا کہ لگاتے تم درخت اب کوئی اور حاکم ہے۔ اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے والا اور وہ لوگ راہ سے ہٹ رہے ہیں۔ بتاؤ! کس نے بنایا زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور چلائے زمین میں تمہارے لئے دریا اور ندیاں اور رکھے اس میں بوجھ اور بنادیا دریاؤں میں اوٹ یعنی جب کہ چلتا ہے ان میں پانی کہیں میٹھا اور کہیں کڑوا۔ اب ہے کوئی حاکم جو مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ کا ہرگز نہیں۔ اکثر لوگ ہم سے بے خبر ہیں۔ بھلا کون پہنچتا ہے وقت مصیبت کے کسی کی امداد کو جب پکارا جاتا ہے اس کو اور اٹھا دیتا ہے مصیبت تمہاری کو اور کرتا ہے تم کو حاکم زمین پر اب کوئی حاکم ہے جو مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ کا۔ افسوس کہ تم سوچ نہیں کرتے۔ مگر تھوڑے تم میں بتاؤ وہ کون خدا ہے جو راہ بتاتا ہے تم کو اندھیرے میں جنگل کے اندر اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں کہ خوشخبری لاتی ہیں اس کی رحمت کی۔ اب کوئی حاکم ہے کہ خدا پر حکومت کرے۔ جس کو تم شریک بناتے ہو۔ بتاؤ وہ کون خدا ہے جس نے پیدا کیا تم کو اور پھر دہراتا ہے تم کو

یعنی مار کر زندہ کرے گا اور کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے۔ اب کوئی حاکم ہے کہ جو کرے مقابلہ اللہ تعالیٰ کا۔ لاؤ تم اس کو میدان میں یا کوئی لاؤ دلیل صداقت کی اگر تم سچے ہو۔‘‘

حضرات! یہ باتیں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں ان کا انکار کرنا کفار سے بھی ثابت نہیں۔ ان تمام باتوں کو کفار بھی مانتے تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو ان باتوں سے صریح انکار ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے خود زمین و آسمان کو بنایا ہے اور ان چیزوں کے بنانے پر میں قادر ہوں۔ مثلاً ہم مرزا قادیانی کے تحریر کردہ بیان کو حسب ذیل تحریر کرتے ہیں: ’’اور میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہو گیا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے اور اس حالت میں یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں تو پہلے میں نے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب اور تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔‘‘

(آئینہ کمالات ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۵، اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء)

احمدی بھائیو! ایمان داری سے سوچو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو فرما رہا ہے کہ زمین اور آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو میں پیدا کرنے والا ہوں۔ میرے بغیر کسی کا کسی چیز پر کوئی حق نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی زمین و آسمان کا خالق اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کیا ایک مسلمان جس کا خدا پر ایمان ہو وہ ایسی دیدہ دلیری کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسی باتیں اسی وقت زبان سے بولی جاتی ہیں جب کہ خدا پر ایمان نہ ہو۔ بطور مثال اب ہم چند ایک ایسی آیات کا ترجمہ تحریر کرتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ یعنی زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان میں سے کسی چیز پر اللہ کے سوا کسی کا کوئی حق نہیں۔ دیکھو ارشاد خداوندی۔

ہر ایک چیز کا مالک میں (خدا تعالیٰ) ہوں ...... آیت قرآن

’’کہہ دے اے محمد ﷺ مشرکوں کو کہ جن کو تم پوجتے ہو۔ سوا اللہ تعالیٰ کے وہ نہیں مالک ایک ذرہ بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان کا کوئی مرنے کے بعد مددگار ہو گا۔ دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے۔ یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ دو دریا میٹھا اور کڑوا۔ میٹھے دریا سے تم پانی پیتے ہو۔ پیاس بجھانے کے لئے اور اس سے مچھلی پکڑتے ہو۔ گوشت کھاتے ہو ان کا اور کڑوے دریا سے موتی نکالتے ہو گہنا پہننے کے لئے اور دیکھتے ہو چلتے

ہیں جہاز تمہارے۔ تلاش کرو فضل اللہ تعالیٰ کا شاید کہ تم شکر گزار ہو۔ دیکھتے ہو تم پھیرتا ہے رات کو اور آ جاتا ہے دن اور لے جاتا ہے دن کو اور آ جاتی ہے رات اور حکم دیتا ہے سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے۔ مطابق حکم خدا کے یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو وہ نہیں ہیں مالک کھجور کے پردے کے۔''

عقائد کفار مکہ

حضرات! یہ باتیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں ان کو کفار مکہ بھی مانتے ہیں۔ سنئے ان کے متعلق جو قرآن بیان فرماتا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ:''اے محمد ﷺ! اگر تو کفار مکہ سے پوچھے کہ زمین وآسمان کا مالک کون ہے یا زمین آسمان کے درمیان جو چیزیں نظر آ رہی ہیں ان چیزوں کا کون خالق ہے؟ تو کفار مکہ کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ جیسا کہ حسب ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے۔''

''اے محمد ﷺ! اگر پوچھے تو لوگوں سے کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام لگائے سورج اور چاند تو یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں۔ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے لئے چاہے بہت کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اے رسولؐ! اگر پوچھے تو ان لوگوں سے کس نے اتارا آسمان سے پانی اور زندہ کیا اس پانی سے مردہ زمین کو پیچھے موت اس کی کے تو یہ کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے۔ بہت لوگ عقل نہیں رکھتے۔'' (سورۃ العنکبوت:۶۱ تا ۶۳)

احمدی بھائیو! ایمانداری سے سوچو کہ مرزا قادیانی سے تو کفار مکہ بھی اچھے نظر آتے ہیں جن کا عقیدہ قرآن میں یوں بیان ہو رہا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت کے قائل ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے خدا کے مدمقابل بن کر دکھا دیا۔ حتیٰ کہ زندگی اور موت کے متعلق بھی مرزا قادیانی یوں رقمطراز ہیں کہ مجھے مارنے اور زندہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ کیا یہ دعویٰ مرزا نے تو نہیں کیا تھا۔ اگر کیا تھا تو مرزائی حضرات بتائیں کہ وہ کہاں تک سچا تھا۔ سوچ کر جواب دیجئے۔ کہیں تمہارا جواب مرزا قادیانی کو زیر حراست نہ کرے۔

نوٹ...... حضرات! توحید کا بیان تحریر کون کر سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ جس کے متعلق سورۃ لقمان کی آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جتنے درخت ہیں زمین میں ان کی قلمیں بنائی جائیں اور جو سمندر ہے۔ اس کی سیاہی بنائی جائے اور اس کے پیچھے سات سمندروں کی سیاہی بھی آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید لکھنے کے لئے تو یہ سب کچھ تھوڑا ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید جب بھی باقی ہے۔

ختم نبوت اور مرزا قادیانی

عزیزان ملت! اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کے بعد رسالت کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ ہے تو تاریخی، لیکن مذہب اسلام کا انحصار بھی اس پر ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہیں۔ لیکن سب نبیوں پر ہمارے ہادی پیغمبر محمد ﷺ کو فضیلت دی ہے۔ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس پر خدا اور فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود پہنچاتے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں کسی پیغمبر کا نام لے کر یا سن کر درود شریف پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن ہمارے ہادی کا جو آدمی نام سنے اور درود شریف نہ پڑھے تو ایسے آدمی کو بخیل قرار دیا گیا ہے۔ غرض میں پیغمبر رسول اللہ ﷺ کا یہاں کیا شان بیان کروں۔ جب کہ آپ کا یہ شان قرآن بتلا رہا ہے کہ آپ ﷺ کی غلامی کے بغیر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں کی جاسکتی جو بات آپ ﷺ بتائیں اس کو ماننا چاہیے۔ جس سے آپ ﷺ منع کریں اس بات سے نفرت کرنی چاہئے۔ ورنہ عذاب دوزخ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ کسی پیغمبر کے متعلق کسی پیغمبر نے خدا تعالیٰ سے مطالبہ نہیں کیا۔ لیکن آپ ﷺ کے متعلق پیغمبران اسلام مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ اے اللہ! اگر آپ کے آخری پیغمبر کا ظہور ہمارے زمانہ میں کر دیا جائے تو ہمارے لئے یہ باعث صد فخر ہے کہ تیرے آخری رسول کی زیارت کرلیں۔ کسی پچھلی کتاب میں آنے والے پیغمبر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر کیا گیا ہے تو وہ محمد مصطفی ﷺ کا ہے۔ غرض کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبوت کو جاری کیا گیا اور پیغمبر محمد مصطفی ﷺ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ اسی کی مثال قرآن پاک میں یوں ملتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ محمد ﷺ کسی آدمی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ رسول بھی ایسے کہ جن پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس آیت کی تفسیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا آنجناب ﷺ نے کہ رسالت گویا ایک مکان کی مثال ہے اور نبی اس مکان کی اینٹوں کی مثال ہیں۔ گویا نبی آتے رہے۔ ایک مکان بنالیا۔ ایک اینٹ کی کسر رہی۔ اس کی کسر کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیج دیا۔ حدیث کے لفظ حسب ذیل ہیں۔

حدیث شریف...... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی عمارت یا دیواریں نہایت عمدہ ہیں لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو پھر لوگوں نے اس کے گرد پھر کر عمارت کو دیکھا

اوراس کی خوبی سے خوش ہوئے۔لیکن ایک اینٹ کی خالی جگہ دیکھ کر تعجب وحیرت میں رہ گئے۔اس اینٹ کی جگہ کو میں بھرنے والا ہوں اور میں اس عمارت کو پورا کرنے والا ہوں اور میں ہی انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۲ص۳۵۰،بحوالہ نجار کا مسلم)

حضرات! یہ تو ہے قرآن پاک اور حدیث کا فیصلہ۔لیکن جب ہم مرزائی لٹریچر پڑھتے ہیں تو اس کے برعکس معاملہ نظر آتا ہے۔مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:’’حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ چنانچہ میری نسبت یہ وحی اللہ ہے محمد الرسول اللہ اسی وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۲،خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

حضرات! اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس آیت کا مصداق مرزا قادیانی اپنے آپ کو بتارہے ہیں اب اس کا معنی یہ ہوگا کہ جس کو ہم نبی مانتے ہیں۔(نعوذ باللہ) وہ نبی نہیں ہے اور اگر نبی ہیں جس کی پیشین گوئی تورات میں موجود ہے تو مرزا قادیانی خواہ مخواہ لوگوں کو دعوت کفر دے رہے ہیں۔

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے
غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے

تورات کی پیشین گوئی

عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔خداوند تعالیٰ کے ہاں میں اس وقت خاتم النّبیین لکھا ہوا ہوں۔ جب کہ آدم اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔یعنی آدم کا پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا اور میں تم کو بتاؤں میرا پہلا امر یعنی میری نبوت کا پہلا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی (جو قرآن مجید میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ وابعث فیھم رسولاً منھم)اور پھر عیسیٰ کی بشارت (جو قرآن مجید میں بایں الفاظ مذکور ہے)اور پھر میری ماں کا خواب جو انہوں نے مجھ کو جننے کے وقت دیکھا تھا اور میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا۔(یعنی حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت جس سے شام کے محل ان کو نظر آئے)

(مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۲ص۳۵۳،بحوالہ شرح السنۃ)

حضرات! یہ تو ہے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اپنے حق میں۔لیکن مرزا قادیانی لکھتے

ہیں: ’’مجھے بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳)

احمدی بھائیو! یہ پیغمبر آخرالزمان کا مقابلہ کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے ٹھیکہ تو نہیں لے لیا۔ اب ہم اس آیت پر جو مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص۷) پر تحریر کی ہے۔ مرزائیوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ یہی ایمان رکھتے ہیں تو پھر اس لحاظ سے تین پیغمبر جھوٹے تصور کئے جائیں گے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں پیش گوئی کی اور مصطفیٰ نے ان پیش گوئیوں کا اپنے آپ کو مصداق فرمایا اور وہ صادق آئی بھی۔ آپ پڑھیئے! اب احمدی بھائی ایمانداری سے بتائیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق یہ لفظ موجود نہیں ہیں کہ میرے بعد نبی آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس پیغمبر کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا) مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی یہ کھلی ہوئی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی کے درمیان پیغمبر آخرالزمان کا ظہور ہو چکا ہے۔ پیغمبر آخرالزمان کے اوصاف تورات میں کچھ موجود ہیں۔ اب ہم ان کو بیان کر کے ختم کرتے ہیں۔

کعبؓ تورات سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ محمد ﷺ خداتعالیٰ کا رسول اور میرا (خداتعالیٰ کا) بندہ مختار ہے۔ وہ نہ تو درشت خو ہے نہ سخت گو اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیتا۔ بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے اور اس کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) اور اس کی حکومت شام میں ہے اور اس کی امت حمد کرنے والی ہے جو خوشی اور غمی یا راحت وتکلیف دونوں حالتوں میں خداتعالیٰ کا شکر کرتی اور تعریف کرتی ہے اور وہ جہاں ٹھہریں گے خداتعالیٰ کا شکر بجالائیں گے اور خداتعالیٰ کی بڑائی کریں گے۔ یعنی اللہ اکبر کہیں گے۔ ہر زوال پر چاند اور سورج کی رعایت ونگہبانی کریں گے۔ یعنی اس کے طلوع وغروب اور زوال کا بھی خیال رکھیں گے۔ جب نماز کا وقت ہوگا نماز پڑھیں گے اپنی کمر پر ازار باندھیں گے اور اپنے جسم کے اطراف پر وضو کریں گے۔ (یعنی ہاتھ پاؤں اور منہ پر وضو کریں گے) ان کا منادی کرنے والا (اذان دینے والا) آسمان اور زمین کے درمیان ندا کرے گا۔ یعنی بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان دے گا۔ جنگ میں اور نماز میں ان کی صف بندی مساوی ہوگی۔ رات کو ان کی آواز پست ہے۔ جیسی کہ شہد کی مکھی کی آواز یعنی رات کو خفیہ عبادت کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ جلد دوم ص۳۵۵، بحوالہ مصابیح دارمی)

تسبیح اور مرزا قادیانی

بعد از نماز کیا پڑھنا چاہئے۔ارشاد رسول:

زیدؓ ابن ثابت فرماتے ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ ’’سبحان اللہ‘‘ اور تینتیس مرتبہ ’’الحمدللہ‘‘ اور چونتیس مرتبہ ’’اللہ اکبر‘‘ کہیں۔ پس ایک انصاری نے خواب میں دیکھا ایک فرشتہ کو جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تسبیح پڑھو۔ تم ہر نماز کے بعد اتنی اتنی، انصاری نے خواب میں فرشتہ سے کہا کہ ہاں پھر فرشتہ نے کہا کہ مقرر کرو تم ان تینوں کلموں کی تعداد...... جب صبح ہوئی تو وہ انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب سے آگاہ کیا۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس پر عمل کرو۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۹۲، ترجمہ اردو ج۱ حدیث نمبر۹۰۲)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن غنم نبی ﷺ سے روایات کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اور مغرب صبح کی نماز کے بعد پاؤں موڑنے سے پہلے ان کلمات کو پڑھے ’’لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحی ویمیت وھو علی کل شئ قدیر‘‘ دس مرتبہ تو لکھی جاتی ہیں اس کے لئے ہر ایک بار کے بدلے دس نیکیاں اور مٹائی جاتی ہیں اس کی دس برائیاں اور بلند کئے جاتے ہیں اس کے دس درجے اور ہوتے ہیں یہ کلمات اس کے لئے امان ہر بری چیز سے اور امان شیطان رجیم سے اور کوئی گناہ اس کو ہلاکت کی طرف نہیں لے جاتا۔ مگر شرک اور ہوگا۔ وہ شخص عمل کے اعتبار سے بہترین انسان مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرتا ہوگا وہ افضل ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج۱ ص۱۹۲، بحوالہ ترمذی)

حضرات! یہ دو حدیثیں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے جیسا کہ پیچھے ہم بیان کر آئے ہیں کہ نبی اللہ تعالیٰ کا بہت ہی عابد ہوتا ہے اور لوگوں کو ہر وقت اللہ کے ذکر و اذکار بتایا کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو آدمی از خود اللہ کے نام کا ذکر نہیں کرتا اور دعویٰ نبوت کا کرتا ہے وہ دراصل جھوٹا ہے تو لہٰذا (سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت نمبر۶۷۲) کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

’’مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں کی۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت ۶۷۲) پر ڈاکٹر میر اسماعیل کا بیان ہے کہ مسیح الموعود نے تسبیح نہیں کی اور پیغمبر محمد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ کا ذکر نہیں کرتا اور سویا رہتا ہے وہ

شیطان کی گرفت میں ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف میں ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ گرہ لگاتا ہے شیطان جب کہ تم میں سے کوئی سوتا ہے۔ اس کی سر کی گدی پر گرہ اور ہر گرہ پر یعنی سونے والے کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ رات بہت بڑی ہے۔ پس سوتا رہ۔ پھر اگر وہ سونے والا جاگ اٹھتا ہے اور خدا کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو اس کی ایک اور گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش بشاش ہو جاتا ہے اور اگر وہ نہ جاگا اور ذکر خدا کا نہ کیا تو وہ اس حالت میں صبح کو اٹھتا ہے کہ سست و کاہل اور پلید ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج اص ۲۲۸، بحوالہ بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث سن لیجئے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات بھر سوتا رہتا ہے اور صبح تک نہیں اٹھتا اور نہ نماز کو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا شیطان اس کے دونوں کانوں میں پیشاب کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج اص ۲۲۸، بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرات! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو ساری رات سو کر گزارتا ہے اور اس کے کسی حصہ میں اٹھ کر اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شیطان کی گرفت میں ہے۔ بلکہ اس کے کان میں شیطان پیشاب کرتا رہتا ہے۔ اب احمدی حضرات سوچیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مرزا قادیانی کی عملی پوزیشن جو سیرت المہدی حصہ سوم میں پیش کی ہے اس لحاظ سے مرزا قادیانی کا کیا حال ہوگا۔ جب کہ وہ بھی اللہ کی تسبیح و تہمید کا کوئی وقت اپنے لئے مخصوص نہ کر سکے۔ حالانکہ جناب رسول اکرم ﷺ کے متعلق مغیرہؓ رقم طراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کو اس قدر طویل قیام کیا کہ آپ کے پاؤں پر ورم ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج اص ۲۲۸، بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرات! یہ تو ہے عملی پوزیشن جناب رسول اللہ ﷺ کی آپ رات کو اس قدر اللہ کی عبادت کرتے ہیں کہ پاؤں پر سوج پڑ جاتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو تسبیح کے لئے بھی وقت نصیب نہیں ہوتا۔

حضرات! ایک واقعہ آنحضرت ﷺ کے خواب کا سن لیجئے کہ آپ ﷺ نے ایک طویل خواب صحابہؓ کے پیش کیا۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سویا پڑا ہے اور ایک شخص اس کے سر کے پاس ایک اتنا بڑا پتھر لئے کھڑا تھا جو مٹھی میں آ سکے یا

آپ نے یہ فرمایا کہ ایک اتنا بڑا پتھر لئے کھڑا تھا جس سے وہ اس چت پڑے آدمی کے سر کو کچلتا تھا جب وہ پتھر کو اس کے سر پر مارتا تھا تو پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا تھا۔ پھر وہ اس پتھر کو لینے کے لئے جاتا۔ اس کو اٹھا کر لاتا۔ اتنے میں اس کا سر درست ہوجاتا اور وہ پھر اس پر پتھر مارتا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری تھا۔ میرے ساتھ دو آدمی تھے (یعنی فرشتے) میں نے ان سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے توانہوں نے کافی عرصہ کے بعد فرمایا کہ اس کو خداوند تعالیٰ نے قرآن سکھایا تھا۔ وہ قرآن سے غافل ہوکر رات کو سو جاتا تھا اور دن کو قرآن کے موافق عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ سر کچلنے کا عمل قیامت تک کیا جائے گا۔

تو میں احمدی بھائیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں کی۔ بقول ڈاکٹر میر محمد اسماعیل تو آپ کے مسیح موعود کا کیا حشر ہوگا۔ لہٰذا احمدی بھائیوں کو ایمانداری سے مرزا قادیانی کی عملی حالت کو دیکھ کر سوچنا چاہئے۔ آیا کہ وہ حضور کے اس خواب کے مطابق عذاب میں ہیں تو نبی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ نبی کو اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہوا کرتا۔

زکوٰۃ کا بیان

حضرات! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے اسلام میں پانچ رکن بتائے گئے ہیں جن پانچوں میں سے کسی کو چھوڑنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ لہٰذا جہاں تک کوشش ہوسکے پانچوں کو پورا ہی کیا جائے۔ ان پانچ ارکان سے زکوٰۃ بھی ایک رکن عظیم ہے۔ یہ ایک ایسا رکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں نماز کا ذکر کیا ہے وہاں زکوٰۃ کا بھی کردیا۔ قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت نظر نہیں آتی کہ جس میں نماز کا بیان کیا گیا ہو اور زکوٰۃ کا چھوڑ دیا گیا ہو یا بے نماز کی وعید کی گئی ہو اور منکر زکوٰۃ کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ لیکن جب ہم (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت۶۷۲) پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی زکوٰۃ بھی نہیں دیتے تھے۔ لہٰذا اب ہم زکوٰۃ سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

مقصد زکوٰۃ

قرآن پاک (سورۂ توبہ:۱۰۳،۱۰۴) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ! ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کرو تاکہ ان کا مال پاک ہوجائے اور ان کے حق میں پاکیزگی کی دعا کرو۔ آپ کی دعا ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ سب سنتا اور جانتا ہے۔ کیا جان نہیں چکے کہ

اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ اپنے ان بندوں کی جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دینے کا مقصد یہ ہے کہ اپنے مال کو پاک اور صاف کر لیا جائے۔ معلوم ہوا کہ جس مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال پاک نہیں ہے۔

اسی لئے دوسرے مقام پر قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مومن نجات پا جائیں گے جو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (سورۂ مومنون)

زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے پیغمبر رسول اکرم ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہؓ روایات کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سخی اللہ کے قریب ہے اور خدا کی رحمت کے قریب ہے اور خدا کی جنت کے قریب ہے اور لوگوں کے بھی قریب ہے۔ یعنی اس کو سب لوگ پسند کرتے ہیں اور دور ہے دوزخ سے، برعکس اس کے بخیل کے متعلق آنجناب نے فرمایا کہ بخیل دور ہے اللہ سے اور اللہ کی رحمت سے اور دور ہے اللہ تعالیٰ کی جنت سے اور دور ہے لوگوں سے، یعنی لوگ اس کو اچھا نہیں جانتے اور قریب ہے دوزخ کے بلکہ یوں بھی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جاہل سخی خدا کے نزدیک بہتر ہے بخیل عابد سے۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج۱ ص۳۴۳، بحوالہ ترمذی)

لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ادا کرنے سے انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ حاصل ہو جاتا ہے اور جس کے نہ دینے سے انسان بخیلوں کی صف اوّل میں شمار کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کے بیان کے مطابق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بخیل تھے۔ چونکہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کیا کرتے تھے۔

قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اور بہشتی بہشت میں داخل کئے جائیں گے تو جنت کے رہنے والے دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ تم دوزخ میں کیونکر چلے گئے۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔

(سورہ مدثر:۴۳،۴۴)

کچھ دو ایک باتیں اور بیان کر کے دوزخی کہیں گے کہ اب تو ہم کو کسی کی شفاعت بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یعنی ہمارے لئے ہمیشہ دوزخ میں ہی رہنا ہوگا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جو آدمی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ دوزخی ہے اور دوزخی بھی ہمیشہ کے لئے۔ اب احمدی حضرات سوچیں کہ جب کہ مرزا قادیانی زکوٰۃ ہی نہیں دیا کرتے تھے۔ وہ تو ہوئے دوزخی اور تمہارا کیا حال ہوگا۔ تم

مرزا قادیانی کو بچاؤ گے یا وہ بناسپتی نبی تم کو بچائے گا۔

اب مشکوٰۃ شریف کی ایک اور حدیث بھی سن لیجئے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جس شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کا مال عطاء کیا اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے مال کا قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے اور سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کی باچھیں کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک آیت پڑھ کر سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مالدار لوگ دنیا کے مال کو دیکھ کر یا حاصل کر کے گمان اور بخل نہ کریں۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج۱ ص۳۰۸، بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی مالدار ہو کر زکوٰۃ نہ دے اس کو سانپوں کا لقمہ بننا پڑے گا۔ اب سوچیں احمدی حضرات! کہ مرزا قادیانی کا کیا حال ہوگا۔ جب کہ وہ دنیا کا مال جوڑتا رہا اور زکوٰۃ نہ دی۔

اب اس حدیث کے بعد مجھے قرآن کریم کی ایک آیت یاد آ گئی جس کا ترجمہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی سکہ جات وغیرہ اور اس میں وہاں خرچ نہیں کرتے جہاں حکم کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اے محمد ﷺ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر سنا دو جو بڑا درد دینے والا ہوگا جب کہ آئے گا دن قیامت کا اور اکٹھا کیا جائے گا مال ان کا اور گرم کیا جائے گا آگ دوزخ کی میں اور داغ دیے جائیں گے ساتھ اس کے ان لوگوں کو جو جمع کرتے تھے یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اس لئے داغ دیئے جائیں گے۔ ان کے ماتھے پر اور ان کی کروٹیں پر اور ان کی پشتوں پر، کہا جائے گا ان کو یہ وہ سونا چاندی ہے جس کو جمع کیا تھا تم نے اپنے جانوں کے لئے۔ اب چکھو مزا خدا کے عذاب کا کیونکہ تم جمع کرتے تھے۔

(سورۂ التوبہ:۳۴،۳۵)

اب ہم احمدی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جو آدمی دنیا کا مال جمع کرتا ہے دنیا کا مال تو اس کے لئے سبب عذاب ہوگا۔ اگر اس سے زکوٰۃ نہ دی جائے تو اس لحاظ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مرزا قادیانی کی عملی پوزیشن کو بیان کرتے ہوئے (سیرت المہدی ص۱۱۹، روایت نمبر۶۷۲) پر ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے تو مذکورہ آیات کی رو سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہیں اور عذاب بھی ایسا جس سے خلاصی نہ ہوگی۔

چونکہ دوسری آیات میں جو ہم اوپر بیان کر چکے کہ دوزخی بہشتیوں کے جواب میں یوں کہیں گے کہ ہم اس قدر مایوس ہو چکے ہیں۔ اب ہمارے متعلق شفاعت کرنے والوں کی بھی قبول نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں تو زکوٰۃ دینے والوں کے لئے جہاں تک وعید آئی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابوبکرؓ آپ کے خلیفہ قرار پائے اور عربوں میں سے جن لوگوں کو کافر ہونا تھا کافر ہوئے اور ابوبکرؓ نے لڑنے کا ارادہ کیا تو عمرؓ بن خطاب نے ان سے کہا کہ تم لوگوں سے کیوں کر لڑو گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ ''لا الٰہ اللہ'' نہ کہیں۔ پس جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ یعنی اسلام قبول کر لیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنے مال کو بچا لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اسلام کا حق اس پر باقی رہا۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق پیدا کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ جیسے نماز نفس کا حق ہے۔ ابوبکرؓ نے مزید فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک بکری کا بچہ دیا کرتے تھے۔ بطور زکوٰۃ اور میرے وقت میں انکار کرتے ہیں تو میں ان کے انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بات کچھ نہ تھی۔ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو کھول دیا ہے۔ لڑنے کے لئے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کی رائے درست تھی اور وہ حق پر تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۱۱۱، بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرات! اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوہریرہؓ اور حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کے اس اعلان جنگ کی تصدیق اور حمایت کا ثبوت دیا ہے اور دیگر صحابہ کرامؓ کا بھی اتفاق معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے بالمقابل جنگ لڑنی چاہئے جو منکر زکوٰۃ ہو۔ اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے منکر زکوٰۃ ہونے کے ساتھ جہاد اسلام سے بھی انکار کر دیا۔ چونکہ ان کو معلوم تھا کہ میں منکر زکوٰۃ ہوں۔ اسلام کی رو سے سب سے پہلے میں لائق قتل ہوں۔ اگر جہاد جائز کیا جائے تو اس لئے مرزا قادیانی نے تریاق القلوب میں جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

''یاد رہے کہ مسلمان کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی شان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ بظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی

جائیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱، خزائن ج۱۵ ص۵۱۸)

احمدی بھائیو! آپ کو ایمانداری سے غور کرنا چاہئے کہ قران پاک کے حکم اور مرزا قادیانی کے اعلان اور مرزا قادیانی کے عمل میں کس قدر تناقض ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں میں تم کو ایک تجارت کرنے کے لئے ہوشیار کرتا ہوں جو تمہارے لئے نہایت فائدہ مند ہے۔ اگر تم یہ سوداگری کروگے تو دنیا میں عزت دار ہوکر رہوگے اور آخرت کو بھی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ وہ سوداگری یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور پیغمبر محمد رسول اکرمﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کی حفاظت کے لئے کفار سے جنگ لڑو۔ اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔ (الصّف:۱۰)

جہاد کی اہمیت قرآن میں یہاں تک بیان کی گئی ہے کہ منکر جہاد کو مسلمانوں کی صف سے خارج کردیا گیا ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ سورۃ توبہ اس کے شروع سے لے کر آخر تک جہاد پر زور دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بسم اللہ میں رحمٰن اور رحیم اللہ تبارک وتعالیٰ کی دو ایسی صفات ہیں جن کو دشمن کے مقابلہ میں بھلا دینا چاہئے۔

اب سوچنی یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ دین کی اشاعت کے لئے جہاد مطلق حرام ہے۔ حالانکہ دین کے مخالف انگریزوں کی استقامت کے لئے مرزا قادیانی اور ان کے باپ نے نہایت تندہی سے خدمت کو سرانجام دیا جب کہ مرزا قادیانی خود بخود رقم طراز ہیں۔

’’میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اپنی گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد مرزاغلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر زمانہ عذر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھی مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں گم ہوگئی۔‘‘ (ستارہ ص۱۳،۱۴، خزائن ج۱۳ ص۱۱۳)

احمدی بھائیو! ایمانداری سے سوچو کہ دین کی اشاعت کے لئے جہاد مطلق حرام کیا جارہا ہے اور انگریزوں کی امداد کر کے مبارک بادی کی چٹھیات کو یاد دلایا جارہا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن پاک کی مذکورہ روایات جو جہاد کے متعلق ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان سے انحراف کیوں کیا جارہا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انگریز زکوٰۃ نہیں مانگا۔ لیکن قرآن زکوٰۃ مانگتا ہے۔ بس زکوٰۃ کے انکار کے لئے ہی جہاد کو مطلق حرام سمجھا گیا۔ اگر عقیدہ کے لحاظ سے جہاد حرام تھا۔ تو

مرزا قادیانی انگریز کو پچاس گھوڑے بمعہ سوار نہ دیتے۔ پھر اس کی تعبیر یوں کرنی پڑے گی کہ اسلام کے دشمن کے لئے تو ہر طرح کی حمایت کرنی مرزا قادیانی باعث صد فخر سمجھتے ہیں۔ اسی چیز نے آپ کو کافر بنا دیا۔ ہم نے کافروں کے متعلق بیان کر دیا ہے کہ وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

رکن حج اور مرزا قادیان

حضرات! ارکان اسلام میں سے حج کا کرنا بھی ایک رکن عظیم ہے۔ جاننا چاہئے کہ حج اسلام میں ایک عمل ہے کہ جس کے ادا کرنے سے انسان کے تمام گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور جس کو طاقت ہونے کے باوجود اگر نہ کیا جائے تو از روئے حدیث ایسے انسان کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔ یعنی اگر مالدار ہے اور حج کئے بغیر مر گیا تو حدیث شریف میں ایسی موت کو کفر کی موت تعبیر کیا گیا ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ جب ہم (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت ص۶۷۲) کو پڑھتے ہیں تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کے بیان کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی حج کے تارک ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ چونکہ انہوں نے مالدار ہونے کے باوجود حج نہیں کیا۔ جاننا چاہئے کہ مالدار کو حج معاف نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ باپ ضعیف ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف سے حج کرنا چاہئے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یعنی میں نے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ بوڑھا ہے۔ اس قدر کمزور ہے کہ وہ حج اور عمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے۔ آپ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج عمرہ کرے۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۲۲۵، بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

دوسری حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی کا بیٹا نہ ہو اور بڑھاپے کی وجہ سے وہ حج بھی نہ کر سکے تو اس کا حج اس کی بیٹی کو کرنا چاہئے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک قبیلہ کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے باپ کو بڑھاپے کے وقت مالدار کیا ہے اور مالداروں پر اللہ کی ذات نے حج فرض کیا ہے اور میرا باپ اس قدر ضعیف ہے کہ وہ سواری پر جا کر بھی حج نہیں کر سکتا۔ کیا اس کی طرف سے حج کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری حج کا واقعہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۲۲۳، بحوالہ بخاری، مسلم)

حضرات! ایک اور حدیث سن لیجئے کہ اگر آدمی مالدار ہے اور حج کرنے کا ارادہ بھی

رکھتا ہے۔لیکن فریضہ حج ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو اس کے وارثوں کو متوفی کی طرف سے حج کرنا چاہئے۔ یعنی متوفی کا حج کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی اور نذر پوری کرنے سے پہلے وہ مرگئی۔ آپ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں! آپ نے فرمایا تو پھر خدا تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو اور اس کا ادا کرنا ضروری اور مناسب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۱ ص۴۲۳، بحوالہ بخاری، مسلم)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حج کے متعلق اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بوڑھے باپ کی طرف سے بیٹا حج کرے۔ اگر بیٹا نہ ہو تو اس کی بیٹی حج کرے۔ اگر ایسا بھی ہو سکے تو اس کا کوئی آدمی کرے۔ حج کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص کو حج سے نہ روک رکھا ہو ظاہری حاجت نے یا حاکم بادشاہ نے یا خطرناک مرض نے اور وہ مرگیا حج کئے بغیر تو اس کو ہم متنبہ کرتے ہیں کہ مرنے کے وقت وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔ (مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۴۲۵، بحوالہ دارمی)

ایک اور حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ضرورت یعنی حج اور نکاح کا ترک کردینا اسلام میں سے نہیں ہے۔ یعنی جو شخص حج اور نکاح نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اب احمدی بھائیوں کو غور کرنا چاہئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تو تارک حج کو وعیداً فرماتے ہیں کہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے ایسے شخص کی اسلام میں ضرورت نہیں تو احمدی حضرات بتائیں کہ اس حدیث کی رو سے مرزا قادیانی مسلمان ہیں یا کہ کافر؟ چونکہ جو آدمی حج کئے بغیر مرجائے اور ہو مالدار اسلام کی رو سے وہ مسلمان نہیں۔ اسی لئے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا کعبہ اور مدینہ اور اقصیٰ جو اسلام کے تین بیوت الحرام تھے وہ قادیان میں تیار کر لئے اور اپنی جماعت کے عوام کو حکم دیا کہ اب تمہارا حج قادیان میں ہوگا۔ جیسا کہ خلیفہ قادیان مرزا بشیرالدین محمود احمد نے یہ بیان کیا ہے کہ مکہ معظّمہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنا گھر قرار دیا اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری گھر بنا۔ جس کی گلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبی نے جو سب نبیوں سے کامل تھا اور سب نبیوں سے زیادہ کا محبوب تھا نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کیں۔ قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد ﷺ کی صفات مقدسہ کا خدا تعالیٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب

کی صورت میں نزول فرمایا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے مگر تابع ہے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے۔ (اخبار الفضل قادیان ص۵۰ ج۳۵، مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء)

مسلمان بھائیو! ذرا غور سے سوچنا چاہئے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے مرزائیوں نے کئی طریقے اختیار کئے ہیں۔ ابھی آپ نے دیکھا ہے کہ مرزا بشیرالدین قادیان کو مکہ اور مدینہ کے متبع سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک نہایت گہری پالیسی کے ساتھ وہاں جانے سے مسلمانوں کو روکنا بھی چاہتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر یوں بیان کرتے ہیں (یہاں یعنی قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اب سوچئے کہ پہلے تو قادیان کو مکہ اور مدینہ کے تابع بنایا ہے اور پھر وہاں نفلی حج سے بڑھ کر ثواب بتایا جارہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظّمہ کو جانے والے ان کو اچھے نہیں لگتے۔ ایک اور مقام پر یوں بھی کہتے ہیں کہ ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خداتعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔ (برکات خلافت ص۵)

اب سوچنا چاہئے کہ کس طریقہ سے مسلمانوں کو حج سے روکا جارہا ہے۔ اب ایک حدیث بیان کر کے ہم اس بیان کو ختم کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص مالک ہوا کھانے پینے کے قابل خرچ کا اور بیت اللہ تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہوکر مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۲۲۴، بحوالہ ترمذی)

لیکن برعکس اس کے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ قادیان تمام بستیوں کا ام (ماں) ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ (حقیقت الرویا ص۴۶)

احمدی بھائیو! ذرا ایمانداری سے جواب دو کہ یہ حرم پاک کی توہین نہیں ہے کہ پیغمبر آخرالزمان تو فرمائیں کہ جو طاقت ہونے کے باوجود مکہ اور مدینہ میں نہیں آئیں گے وہ مسلمان نہیں۔ مرزا قادیانی نے حج تو کیا کرنا تھا قادیان کو حج کا قائم مقام کرلیا اور مکہ اور مدینہ کی سخت توہین کرنے کو جزو ایمان سمجھ لیا اور مرزا قادیانی کی اس مجنونانہ تحریرات کو جو غلط سمجھتا ہے مرزا قادیانی اس کو مسلمان نہیں جانتے۔ آپ یوں رقمطراز ہیں کہ: ’’جو شخص میرا مخالف ہے وہ

عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۴، خزائن ج۱۸ ص۳۸۲)

انوار الاسلام میں آپ یوں رقمطراز ہیں کہ: ’’جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے۔‘‘

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

حضرات! جیسا کوئی آدمی ہو اس کو تمام لوگ اپنے جیسے نظر آتے ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کو اپنے ایک باپ کے بیٹے ہونے پر یقین نہیں ہے اور وہ لوگوں کو بھی ایسا سمجھتے ہیں۔ مثلاً (حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج) پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’میں آدم ہوں، شیث ہوں، میں نوح، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، اسماعیل ہوں۔ میں یوسف ہوں۔‘‘

احمدی بائیو! ہمیں تو معلوم نہیں ہوسکا شاید تم کو معلوم ہو۔ بتاؤ مرزا کس کے بیٹے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر وہ آدم ہے تو اس کا باپ نہیں۔ اگر وہ ابراہیم ہے تو اس کا باپ کافر ہے۔ جس کا نام آذر ہے۔

بتاؤ مرزا غلام احمد آذر کے بیٹے ہیں کہ غلام مرتضٰی کے بیٹے ہیں۔ اگر وہ اسماعیل ہیں تو ابراہیم ان کا باپ ہوا اگر وہ یعقوب ہیں تو اسحق علیہ السلام ان کے باپ ہوئے۔ اگر وہ یوسف ہیں تو یعقوب علیہ السلام ان کے باپ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا ایک باپ نہیں ہے۔ اسی لئے وہ کبھی کچھ کبھی کچھ بنتے ہیں۔ بہرصورت ہمارا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح مرزا قادیانی کی تحریرات سے ثابت کر دیا جائے کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کی ایک قوی دلیل (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۲) پر دیکھی جاسکتی ہے۔ جس کے مصنف ازخود مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ: ’’یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو یہی ہے آریوں کا بادشاہ۔‘‘

بقول شاعر ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ احمدی اگرچہ مرزا قادیانی کو مسلمان جانیں یا امام جانیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو مسلمان ہونے سے صاف انکار ہے۔ احمدی بھائیوں سے ہم سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ تم سچے ہو یا مرزا قادیانی سچے ہیں۔ سوچ کر جواب دیجئے۔

اعتکاف اور مرزا قادیانی

برادران اسلام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے روزہ ماہ رمضان کو بھی فرض قرار دیا گیا ہے۔ ماہ رمضان کی فضیلت کے متعلق جو حدیثیں بیان کی گئی ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب بنتی ہے۔ لیکن فضائل رمضان سے متعلق اس جگہ ہم صرف دو حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

حدیث نمبر:۱...... حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت آتی ہے رمضان کی پہلی رات۔ قید کئے جاتے ہیں شیطان اور سرکش جن بند کئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے اور نہیں کھولا جاتا دوزخ کا کوئی دروازہ اور کھولے جاتے ہیں دروازے جنت کے اور نہیں بند رکھا جاتا اس کا کوئی دروازہ اور اعلان کرتا ہے ایک اعلان کرنے والا۔ یہ کہ آئے نیکی کے طالب متوجہ ہونے کی طرف اور اسے برائی کا ارادہ رکھنے والے باز رہ برائی سے اور اللہ آزاد کرتا ہے اس مبارک مہینہ میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج اص ۳۳۹، بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث نمبر:۲...... حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کی قربت تلاش کرے۔ یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفلی عبادت کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہوتا ہے جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں اور جو شخص ادا کرے اس مہینہ میں فرض کو۔ اس کا ثواب اتنا ہے جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں۔ فرض ادا کرنے کا ثواب اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں زیادہ کیا جاتا ہے۔ رزق مومن کا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کا ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا یارسول اللہ! ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔

آپ نے فرمایا۔ عطاء فرماتا ہے خداتعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی جولسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگی گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتداء میں رحمت ہے اور درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام روزہ دار سے کم کام لیا اور اس کے کام میں تخفیف کردی۔ بخشتا ہے اللہ اس کو اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۱ ص۳۳۹، بحوالہ بیہقی)

حضرات! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسا سال بھر کے تمام مہینوں سے مہینہ رمضان کا نہایت بزرگ مہینہ ہے۔ اسی طرح رمضان کے مہینہ میں ایک رات ہے جو دوسری سال بھر کی راتوں سے نہایت بزرگ رات ہے۔ جس رات میں اگر انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرے تو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس بافضیلت رات سے آنحضور ﷺ کو اس قدر محبت تھی کہ آپ ﷺ ہر سال اس رات کی تلاش کرتے۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ ایک سال سارا رمضان کا مہینہ اعتکاف بیٹھے۔ آخرکار اس رات کو تلاش کرلیا۔ جیسا کہ حسب ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کیا۔ رمضان کے پہلے عشرہ میں پھر اعتکاف کیا درمیانی عشرہ میں۔ ایک ترکی خیمہ کے اندر۔ ایک روز خیمہ کے اندر سے سر نکال کر فرمایا۔ میں نے پہلے عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرنے کے لئے اعتکاف کیا تھا۔ پھر اعتکاف کیا میں نے درمیانی عشرہ میں۔ پس آیا میرے پاس ایک فرشتہ اور اس نے بتلایا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ پس جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ مجھ کو شب قدر خواب میں دکھائی گئی تھی۔ پھر بھول گیا میں۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ شب قدر کی صبح کو پس تلاش کرو۔ تم شب قدر کو آخری عشرہ میں اور تلاش کرو ہر طاق رات میں۔ راوی کا بیان ہے کہ جس رات کو شب قدر رسول اکرم ﷺ نے دیکھی تھی اس رات کو مینہ برسا تھا اور مسجد کی چھت کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور بارش سے مسجد ٹپکی۔ پس دیکھا میں نے کہ رسول اکرم ﷺ کی پیشانی پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور یہ اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ (بخاری اور مسلم)

اور عبداللہ بن انسؓ کی روایت میں تیئیسویں تاریخ کا لفظ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۱ ص۳۵۳، بحوالہ بخاری مسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تلاش کرو۔ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق تاریخوں میں یعنی اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں میں۔ (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ ج۱ ص۳۵۳، بحوالہ بخاری)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو آدمی شب قدر کی فضیلت سے فیضیاب نہ ہوسکا۔ وہ بدنصیب ہے۔ حدیث حسب ذیل ہے۔ انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ پس جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی نیکیوں سے مگر وہ شخص جو بے نصیب ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ترجمہ اردو ج۱ ص۳۳۹، بحوالہ ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں غیر معمولی کوشش کرتے تھے۔ عبادت طاعت میں اور کسی دوسرے عشرہ میں اتنی کوشش نہ کرتے تھے۔ انہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے تہہ بند کو مضبوط باندھ لیتے۔ راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۳۵۴، بحوالہ بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۳۵۵، بحوالہ بخاری، مسلم)

حضرات! اس سے پہلے لیلتہ القدر (شب قدر) کا بیان کیا گیا ہے۔ دراصل مقصد یہ تھا کہ اعتکاف کا بیان کیا جائے۔ شب قدر کے بیان کو یہاں اس لئے بتانا مقصود ہے کہ اس کی تلاش کے لئے اعتکاف کیا جاتا تھا۔ سوچنا چاہئے کہ اعتکاف کا ایک ایسا عمل ہے کہ اگر انسان اس کو پورا کرے تو انسان کے تمام گناہ پورے کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ وہ باز رہتا ہے گناہوں سے اور جاری کی جاتی ہیں اس کے لئے نیکیاں جیسی کہ عام طور پر نیکیاں کرنے والے ہر قسم کی نیکیاں کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ج۱ ص۳۵۶، بحوالہ ابن ماجہ)

اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ کا ساری زندگی میں یہ دستور رہا کہ ہر ماہ رمضان کے

آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ دستور العمل کے مطابق ایک سال کسی وجہ سے آپ اعتکاف نہ کر سکے تو دوسرے سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (حدیث شریف)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔لیکن ایک سال اعتکاف نہ کیا۔ جب پھر دوسرا سال آیا تو بیس دن کا اعتکاف کیا۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱ص ۳۵۶، بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں پیش کیا جاتا تھا یعنی پڑھتے تھے جبرائیل آپ ﷺ کے سامنے قرآن ہر سال میں ایک مرتبہ اور جس سال میں آپ کا انتقال ہوا۔اس سال پڑھا گیا دومرتبہ اور حضور ﷺ اعتکاف کرتے تھے ہر سال میں دس دن اور جس سال وفات ہوئی اعتکاف کیا اس سال بیس دن۔

(مشکوٰۃ شریف ج۱ص ۳۵۵، بحوالہ بخاری شریف)

حضرات! یہ تو تھا دستور العمل آنجناب ﷺ کا کہ آپ ﷺ رمضان کے مہینہ میں گذشتہ سال کی نسبت غیر معمولی عبادت کرتے اور آخری عشرہ میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے۔ حتیٰ کہ آخری عشرہ میں تو اعتکاف بیٹھ جاتے۔ گویا کہ آخری عشرہ کو آپ ﷺ بہت بزرگ جانتے تھے۔ چونکہ آخری عشرہ میں شب قدر آپ ﷺ کو دکھائی گئی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ اس عشرہ میں خود بھی غیر معمولی عبادت کرتے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیتے۔

لیکن جب ہم (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت نمبر۶۷۲) پڑھتے ہیں تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کے بیان سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اعتکاف بھی نہیں کیا۔ یعنی ان کو اس مبارک رات سے بھی کوئی محبت نہیں۔ جس کی فضیلت سے محروم رہنے والے کو آنجناب ﷺ نے بدنصیب قرار دیا ہے۔ ہوتی بھی کہاں! جب کہ وہ اس مہینہ میں بھرے اجلاس سب لوگوں کے سامنے دودھ پی سکتے ہیں۔ یعنی قادیانی نبی تو ماہ رمضان کے روزہ کی فرضیت کے ہی قائل کب ہیں؟ تو اس کو اعتکاف اور شب قدر سے کیا واسطہ؟ جیسا کہ مصنف سیرت المہدی حصہ سوم نے انکشاف کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ:

پیر عنایت علی شاہ لدھیانوی کا بیان

’’سفر میں حضور (غلام احمد قادیانی) نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا جس میں ہندو، عیسائی، مسلمان اور بڑے بڑے مقرر لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ بوجہ

سفر کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے تین گھنٹے تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر بوجھ طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے اور شور کرنا چاہا۔ لیکن پولیس کا انتظام تھا۔ فوراً شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۷۲، روایت نمبر ۹۰۹)

''تو احمدی بھائیو! آپ کو اس سے ایمان دار بن کر سوچنا چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں جلسہ کا کرنا اور قادیان سے چل کر لدھیانہ میں جانا مقصد یہ کہ لوگوں کو اسلام سکھایا جائے۔ لیکن لوگوں کے سامنے اس وقت دودھ پینا جس وقت اللہ اور اس کے رسول نے کھانے پینے والے کو مسلمان نہ سمجھا ہو اور دعویٰ نبوت کا کرنا۔ پوچھنے والے کو مسلمان کہہ کر جلسہ سے نکال دینا غیر مسلم کی حکومت کی فوج سے اس قدر کام لینا اور اپنے آپ کو محقق سدھانا یہ سب بائیں آپس میں متضاد ہیں۔ سوچنے کی بات ہے جب مسلمانوں کو جلسہ سے نکال دیا گیا اور غیر مسلموں کے سامنے تقریر کی گئی تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ عام میں دودھ پینا بھی کوئی راز تھا۔ وہ یہی کہ غیر مسلموں کو بتانا ہی مخصوص تھا۔''

کون کہتا ہے؟ تمہارے ہمارے درمیان جدائی ہوگی۔ یہ افواہ تو کسی مسلم نے پھیلائی ہوگی۔ یعنی جب سنانے والا تھا ویسے ہی سننے والے تھے۔

آخری عرض اور دعوت فکر

حضرات! اس کتاب کی تصنیف کا مقصد ہمارے دل میں یہ نہیں ہے کہ کسی کا دل دکھایا جائے۔ دراصل یہ کتاب اس لئے تالیف کی گئی ہے کہ احمدی بھائیوں کو دنیا کی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے فکر کرنے کا موقع مل جائے۔ اس لئے ہم دعوت دیتے ہیں کہ کتاب ہذا کو پڑھ کر خوب سوچیں کہ مرزا قادیانی ان کو کہیں کفر کی طرف تو نہیں لے جارہے۔ اگر لے جارہے ہیں تو مرزا قادیانی کی دعوت منظور کرنے والوں کو مرنے کے بعد ضرور پچھتانا پڑے گا۔ لیکن اس وقت کا پچھتانا مرزائیوں کے لئے غیر مفید ہوگا۔

وقت پر کافی ہے قطرہ آب خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت برسا تو کس کام کا

وما علینا الا البلاغ!

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

التقرير الفصيح
فى
تحقيق نزول المسيح

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح

''حامداً ومصلیاً ومسلماً''

امابعد! آج کل بعض حواریان، مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کے اثبات میں صحیح مسلم کی یہ حدیث پیش کرتے پھرتے ہیں۔''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فامکم منکم ''یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم اترے گا۔پس تمہاری امامت کرائے گا تم میں سے۔ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ابن مریم نازل ہوگا وہی امام بنے گا۔یعنی مہدی مسعود ہوگا اور یہی دعویٰ مرزا قادیانی کا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود دونوں ہوں۔

اولاً...... اس حدیث اور دیگر احادیث نزول مسیح موعود میں رسول اکرم ﷺ نے مسیح موعود یعنی اترنے والے کا اسم علم بتلادیا ہے اور وہ علم انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک مشہور نبی کا نام ہے اور یہ امر جملہ فرق اسلامیہ میں بلااختلاف مانا ہوا ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں اعلام انبیاء آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک جس جگہ مذکور ہیں ان اعلام سے ان کے مسمّٰی اور اشخاص خاص ہی مراد ہیں۔ کیونکہ وہ اعلام ذاتی ہیں۔ ذات خاص کے مقابلہ میں وضع کئے گئے ہیں۔ان اعلام کا اطلاق کر کے ان کے مسمی اور موضوع لہ کو چھوڑ کر ان کا مثیل مراد لینا۔ کسی طرح لغۃً اور شرعاً درست نہیں۔صحیح مسلم کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۶۹ میں سعید بن جبیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ نوف بکالی کہتا ہے۔قرآن شریف میں جو قصہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کا مذکور ہے اس میں موسیٰ سے حضرت موسیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد نہیں۔(یعنی کوئی اور ان کے نام پر ہیں)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:''کذب عدو اللہ ''اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا۔

اس حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ جو اسامی انبیاء علیہم السلام قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان میں تاویل کر کے ان کے مسمی اور موضوع لہ کے سوا کوئی اور مثیل وغیرہ مراد لینا ناجائز ہے اور خدا کا دشمن بننا ہے۔ پس جس جگہ قرآن وحدیث میں ابن مریم یا عیسیٰ بن مریم مذکور ہے وہاں یقیناً وہی ابن مریم مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے رسولوں میں سے ایک رسول

گذرے ہیں اور جن پر کتاب آسمانی انجیل نازل ہوئی ہے۔اس اسم کے مسمیٰ کو چھوڑ کر اور جس ذات کے مقابلہ میں یہ نام وضع کیا گیا ہے اس موضع لہ کو ترک کر کے مثیل ابن مریم مراد لینا الحاد کا دروازہ کھولنا ہے۔ کیونکہ اجماعی عقیدہ اہل حق کا ہے کہ نصوص قرآن وحدیث کے متبادر معنی کو بلا صارف چھوڑ کر اپنی طرف سے نئے معنی گھڑنا الحاد ہے۔’’**کما فی العقائد وصرف النصوص عن الظاهر والعدول عنها الحاد**‘‘

ثانیاً...... یہ حدیث صحیح بخاری میں اور نیز مسلم کی دیگر روایات میں ان الفاظ سے مروی ہے: ’’**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم**‘‘یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پہلی روایت اور اس میں کسی قدر اختلاف ظاہری تو موجود ہے۔ مگر فی الواقع کچھ اختلاف نہیں۔ بلکہ یہ دونوں روایتیں عیسیٰ علیہ السلام کی دو حالتیں بتلاتی ہیں۔ روایت اوّل میں وہ حالت مذکور ہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کرائیں گے۔ مجمع البحار میں جملہ’’**فامکم منکم**‘‘ کی شرح اس طرح کی ہے:’’**ای یؤمکم عیسیٰ حال کونه من دینکم**‘‘یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام بنیں گے۔ جب کہ وہ تمہارے دین پر ہوں گے اور خود صحیح مسلم میں بھی اس جگہ اس جملہ’’**فامکم منکم**‘‘ کے معنی اسی طرح ایک راوی سے نقل کئے ہیں۔’’**فامکم بکتاب ربکم عزوجل وسنة نبیکم** ﷺ‘‘ چونکہ یہ شبہ گذرتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ دنیا میں تشریف لا کر شاید اپنے دین کے موافق انجیل پر عمل کریں۔ اس شبہ کو رفع کرنے کے واسطے خود صاحب صحیح مسلم ہی نے روایت نقل کر کے بتلا دیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور امام بنیں گے تو دین اسلام کے پیرو ہوں گے اور کتاب وسنت پر عمل کریں گے۔

دوسری روایت میں وہ حالت عیسیٰ علیہ السلام کی بتلائی گئی ہے کہ جب وہ اوّل ہی اتریں گے تو حضرت امام مہدیؓ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ مجمع البحار میں اس کی شرح اس طرح کی ہے:’’**کیف حالکم وانتم مکرمون عند الله والحال ان عیسیٰ ینزل فیکم وامامکم منکم وعیسیٰ یقتدی بامامکم**‘‘یعنی کیا حال ہوگا تمہارا اور تم اللہ کے نزدیک مکرم ہو۔ جب کہ عیسیٰ تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام کے پیچھے اقتداء کریں گے۔

یہ حدیث مختصر ہے۔ صحیح مسلم کی اس دوسری مفصل حدیث کا ’’عن جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الیٰ یوم القیمة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة‘‘ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ہمیشہ رہے گا گروہ میری امت میں کا غالب اور حق پر لڑنے والا قیامت کے دن تک، فرمایا پس اتریں گے عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کا امیر کہے گا آؤ نماز پڑھاؤ۔ وہ انکار کریں گے اور کہیں گے تم خود ایک دوسرے کے امام ہو۔ یہ اس امت کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔

انہیں دو حالتوں عیسیٰ علیہ السلام کو (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۷ ص۴۵۳) میں ان الفاظ سے لکھا ہے: ’’فبینماھم کذلک اذا سمعوا صوتا فی الغلس فاذا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وتقام الصلوٰۃ فیرجع امام المسلمین فیقول علیہ الصلوٰۃ والسلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰۃ فیصلے لھم ذٰلک الرجل تلک الصلوٰۃ ثم یکون عیسیٰ الامام بعد‘‘ یعنی جب کہ مسلمان اپنے کام میں مصروف ہوں گے۔ اچانک اوّل وقت صبح کے آواز سنیں گے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پائیں گے نماز کی تکبیر کہی جائے گی تو حضرت امام مہدی پیچھے ہٹیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے آپ ہی نماز پڑھائیں۔ آپ کے واسطے تکبیر کہی گئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امام ہوں۔

حواری مرزا قادیانی، جابر بن عبداللہ کی حدیث سے معلوم کرلیں کہ امام وقت (جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک حضرت امام مہدی ہیں) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہیں۔ پھر دونوں کو ایک قرار دینا حدیث رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنا ہے یا نہیں اور مکذب حدیث کون ہوتا ہے۔ ’’بیّنوا بالانصاف خالیاً عن الزیغ والاعتساف‘‘

ثالثاً…… رسول اکرم ﷺ نے پیشین گوئی نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں علاوہ نام بتلادینے

کے یہ بھی فرمادیا کہ وہی عیسیٰ نبی اتریں گے جو میرے سے پہلے ہوئے ہیں۔ پس اس تعین زمان ماضی سے حدیث نزول میں تاویل مثیل عیسیٰ کا احتمال ہی ناممکن ہوگیا۔ ’’حیث قال ﷺ لیس بینی وبینه ‘‘یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی نبی نہیں گذرا اور وہی عیسیٰ نبی اتریں گے۔

(ابوداؤد ج۲ ص۲۳۸)

پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ایک دو حدیث میں نہیں بلکہ احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام تواتر معنوی کے درجہ پر پہنچتی ہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ایک حدیث میں یہ پیشین گوئی لفظ نزول اور اس کے مشتقات ہی سے کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ احتمال بھی باقی نہیں رہا کہ نزول اس پیشین گوئی میں اپنے حقیقی معنی فرود آمدن میں مستعمل نہیں۔ ’’کما یقول بعض الحواری تبعاً للقادیانی ‘‘ کہا علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں۔ ’’فهذه تسعة وعشرون حديثاً تنضم اليها احاديث اخر ذكر فيها نزول عيسىٰ عليه السلام ‘‘یعنی انتیس حدیثیں ہیں اور ان کے ہمراہ اور احادیث ملتی ہیں۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا ذکر ہے۔ پھر فرماتے ہیں: ’’وجميع ماسقناه بالغ حد التواتر كما لا يخفى على من له فضل اطلاع ‘‘یعنی تمام احادیث جو اس جگہ ہم لائے ہیں تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔

اور یہ بشارت نزول حضرت ممدوح معمولی ہی الفاظ میں نہیں بلکہ بعض احادیث بخاری میں رسول اکرم ﷺ نے قسم کھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی ہے اور حروف تاکید سے مؤکد فرمادیا ہے۔ ’’کما قال ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم‘‘ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ البتہ قریب ہے کہ اتریں گے تمہارے اندر ابن مریم۔

اس حدیث بخاری کی شرح میں شارحین محدثین نے جو واقعی اور حقیقی معنی نزول کے آسمان سے اترنے کے ہیں وہی بتلادیئے ہیں۔ چنانچہ کہا عمدۃ القاری میں: ’’ليسر عن نزول ابن مريم فيكم ونزوله من السماء فان الله رفعه اليها وهو حى ينزل عند المنارة البيضاء بشرقى دمشق واضعاً كفيه على اجنحة ملكين وكان نزوله عند انفجار

الصبح (ص ۵۸۳ ج۵، مسلم ج۲ ص ۴۰۱) ’’جلد ابن مریم تم میں اتریں گے اور ان کا اترنا آسمان سے ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا ہے اور وہ زندہ ہیں۔ اتریں گے دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارہ کے پاس ان کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گے اور وہ صبح نکلتے ہی اتریں گے۔

پس ان تمام احادیث متواترہ المعنی کی تاویل بے دلیل یا تحریف معنوی کے درپے ہونا ’’تکذیب النبی فیما علم مجیئه بالضرورة‘‘ میں داخل ہے یا نہیں۔ ’’فانتبهه ایها الحواری للمسیح القادیانی ولا تتبع الهویٰ فیضلک عن سبیل اللّٰه‘‘

رابعاً...... جن مسیح موعود کے نزول کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ موعود نبی ہیں۔ حدیث ابوداؤد تو اوپر گذر چکی اور (صحیح مسلم ج۲ ص۴۰۱) میں ان کلمات سے مسیح موعود کا نام بتلایا گیا ہے۔ ’’ویحصر نبی اللّٰه عیسیٰ علیه السلام واصحابه‘‘ ﴿اور گھیرے جائیں گے اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے۔﴾

دوسری جگہ فرمایا: ’’فیرغب نبی اللّٰه عیسیٰ علیه السلام واصحابه الیٰ اللّٰه‘‘ ﴿پس متوجہ ہوں گے اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے اللہ کی طرف۔﴾

پھر فرمایا: ’’ثم یهبط نبی اللّٰه عیسیٰ علیه السلام واصحابه الیٰ الارض (مسلم ج۲ ص ۴۰۱)‘‘ ﴿پھر اتریں گے اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے زمین کی طرف۔﴾

پس موافق فرمانے رسول اکرم ﷺ کے مسیح موعود یقیناً نبی ہیں۔ لہٰذا اگر مرزا قادیانی ادعاء مسیح موعود ہونے کے ساتھ مدعی نبوت بھی ہیں۔ جیسا کہ یقیناً ان کے رسائل توضیح المرام اور ازالہ اوہام وغیرہما سے ظاہر ہے تو مرزائیان بشرطیکہ کچھ بھی قواعد اور عقائد اسلام کے پابند ہیں۔ انصاف سے کہہ دیں کہ بعد خاتم النّبیین ﷺ دعویٰ نبوت کفر ہے یا نہیں اور اگر بفرض تسلیم (جیسا کہ بعض نئے حواری دبی ہوئی زبان سے کہتے ہیں) مرزا قادیانی مدعی نبوت نہیں تو یقیناً مسیح موعود بھی نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبوت وصف لازم ہے۔ ’’وانتفاء الازم یستلزم انتفاء الملزوم‘‘

عبرت

مرزا قادیانی کے ایک نئے حواری سے جب راقم الحروف نے یہ بیان کیا کہ احادیث صیحہ میں مسیح موعود کو نبی بتلایا گیا ہے۔ لہٰذا تمہارے نزدیک تو مرزا قادیانی یقیناً نبی ہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط اور وہ مسیح موعود نہیں۔ نئے حواری نے سوچ کر یہ جواب دیا اور چل دیئے کہ ان احادیث میں نبی کے اصطلاحی معنی مراد نہیں جو دعویٰ نبوت لازم آوے۔ بلکہ لغوی معنی مراد ہیں۔ میں نے کہا کیا خوب۔ پس تمہاری شریعت بھی مسلمانوں کی شریعت سے جدی ہے۔ جس میں دو قسم کے معنی ہیں۔ اصطلاحی اور لغوی۔

''فاعتبروا یا اولی الابصار کیف انحرفوا عن طریق الاخیار ولم یخافوا من حدیث سید الابرار (صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ من الرب الغفار) من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار''

خامساً...... مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں مہدی مسعود بھی ہوں۔ احادیث متواترہ رسول اکرم ﷺ کے مخالف ہے۔ کیونکہ وہ سب احادیث اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ مہدی مسعود جو آخر زمانہ میں قیامت کے قریب پیدا ہوں گے وہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ حالانکہ باقرار خود مرزا قادیانی مغل ہیں۔ کہا لمعات شرح مشکوٰۃ میں۔ ''**قد تظاھرت الاحادیث البالغة حد التواتر معنی فی کون المهدی من ولد فاطمة**'' یعنی احادیث تواتر معنوی کے درجہ پر پہنچ گئی ہیں جو اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ حضرت امام مہدی بنی فاطمہ ہوں گے اور کہا علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں: ''**فهذه الاحادیث الواردة فی المهدی خمسون حدیثاً فیها الصحیح والحسن والضعیف المنجبروهی متواتره بلاشبة**'' پھر فرماتے ہیں: ''**واما الاثار من الصحابة المصرفة بالمهدی کثیرة**''

فائدہ...... بعض اہل اسلام یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی حدیث ایسی معلوم ہو جاوے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہو تو ہمارے دل کو پوری تشفی ہو جائے۔ پس سچے مسلمانوں کے اطمینان کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ چار حدیث کی کتابوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہے۔ کہا تفسیر

فتح البیان میں ’’اخرج سعیدن منصور والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویة عن ابن عباسؓ قال لما اراد اللہ یرفع عیسیٰ الیٰ السماء خرج الیٰ اصحابه وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین فی البیت وراسه یقطر ماءاً لی ان قال ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء‘‘

روایت کیا سعید بن منصور اور نسائی وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ نے یہی کہ اٹھاوے حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف نکلے حضرت عیسیٰ اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ شخص تھے حواریوں میں سے پس نکلے ان پر ایک چشمہ سے جو گھر میں تھا اور سر سے ان کے پانی ٹپکتا تھا۔ (یہاں تک کہ ابن عباسؓ نے فرمایا) اور اٹھائے گئے عیسیٰ روشندان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ انتہی بقدر الضرورۃ!

اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت امام المحدثین خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اب زندہ ہیں اور جب اتریں گے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے: ’’قال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابورجاء عن الحسن وان من اهل الکتاب الا لیؤمن به قبل موت عیسیٰ واللہ انه لحی الان عند اللہ ولکن اذا نزل اٰمنوا به اجمعون‘‘ اور حدیث مرسل حسن بصری کی حکم میں مرفوع کے ہے۔ تہذیب میں علی بن مدینی سے نقل کیا ہے۔ ’’ومرسلات الحسن البصری التی رواها عنه الثقات صحاح اقل ما یسقط منها‘‘

الحاصل جملہ اہل اسلام آنحضرت ﷺ کے وقت سے اب تک یعنی صحابہ وتابعین محدثین ومجتہدین فقہاء وعارفین تمام کا یہی اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو جو شخص معین ہے قتل کریں گے اور وہ اب آسمان پر زندہ مع الجسد موجود ہیں۔

(شرح صحیح مسلم ج۲ ص۳۹۹) میں حضرت امام نووی بعد ذکر کرنے دجال کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کے فرماتے ہیں: ’’هذا مذهب اهل السنة وجمیع المحدثین والفقهاء والنظّار خلافا لمن انکره وابطل امره من الخوارج والجمیة وبعض المعتزلة وفی هذا کفایة لمن له درایة والحمد للہ اولا واٰخرا ظاهرا وباطنا. وانا العبد المذنب العاصی‘‘ مشتاق احمد حنفی انبہٹوی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حقیقت مرزائیت

جناب منظور احمد بھٹی صاحب

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۰۳	مرزا غلام احمد قادیانی اپنے الفاظ میں	۱
۱۰۳	قادیانی نبوت کی اساس فکر وعمل پانچ عقائد پر ہے	۲
۱۰۳	حرف اوّل	۳
۱۰۶	۱......انگریز کی وفاداری اور ممانعت جہاد	۴
۱۰۷	انگریز کی وفاداری اور ممانعت جہاد	۵
۱۰۷	۱......انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی	۶
۱۰۷	۲......بیعت کی شرط انگریز کی وفاداری	۷
۱۰۷	۳......انگریزی سلطنت رحمت، جہاد بدترین مسئلہ	۸
۱۰۸	۴......پولیٹکل راز	۹
۱۰۸	۵......اجلاس کے مقاصد	۱۰
۱۰۸	۶......انگریز کا خودکاشتہ پودا	۱۱
۱۰۹	۷......انگریز کی اطاعت کی تبلیغ پر ہزاروں روپے خرچ	۱۲
۱۰۹	۸...... جہاد کا انکار	۱۳
۱۰۹	۹...... پچاس الماریاں	۱۴
۱۰۹	۱۰...... جہادی خیالات کو روکنے کا کام	۱۵
۱۱۰	۱۱......سرکار انگریزی کی خدمت...... پچاس ہزار کتابیں	۱۶
۱۱۰	۱۲......۲۲سال سے جہاد کی مخالفت	۱۷
۱۱۰	۱۳......نہ مکہ نہ مدینہ......انگریزی سلطنت	۱۸
۱۱۰	۱۴......سرکار کی بے نیازی	۱۹
۱۱۰	۱۵......گورنمنٹ کی طرف سے بے توجہی	۲۰
۱۱۱	۱۶......ملکہ معظّمہ کے حضور درویشانہ تحفہ	۲۱
۱۱۱	۱۷......الہام تشکر	۲۲
۱۱۱	۱۸...... جہاد موقوف	۲۳

۲۴	۱۹......جہاد حرام	۱۱۱
۲۵	۲۰......جہاد قطعاً حرام	۱۱۱
۲۶	۲۱......دین کے لئے لڑنا حرام	۱۱۲
۲۷	۲۲......تعویز اور پناہ	۱۱۲
۲۸	۲۳......نور را نورمی کشد	۱۱۲
۲۹	۲۴......رسول اکرم اور انگریز	۱۱۲
۳۰	۲۵......گورنمنٹ انگریز پر قربان	۱۱۲
۳۱	۲۶......خوشی کی بات	۱۱۳
۳۲	توہین رسول اکرم ﷺ	۱۱۳
۳۳	۱......میرا نام محمد اور رسول بھی	۱۱۳
۳۴	۲......رسول اکرم کے عرفان میں کمی	۱۱۳
۳۵	۳......معجزات کی زیادتی	۱۱۳
۳۶	۴......محمد کی اب ضرورت نہیں	۱۱۳
۳۷	رسول اکرم ﷺ اجمال، غلام احمد کمال	۱۱۴
۳۸	مجموعہ صفات	۱۱۴
۳۹	جام تمام	۱۱۴
۴۰	رسول اکرم سے اجتہادی غلطیاں ہوئیں	۱۱۴
۴۱	رسول اکرم پر فضیلت	۱۱۵
۴۲	محمد مرزا کے وجود میں	۱۱۵
۴۳	چودھویں کا چاند	۱۱۵
۴۴	بشیر الدین کی رسول کریم کے مقابلہ میں فضیلت	۱۱۵
۴۵	چھوٹے محمد	۱۱۵
۴۶	محمد ﷺ سے زیادہ ترقی	۱۱۵
۴۷	محمد سے بڑھ کر	۱۱۶
۴۸	توہین قرآن مجید	۱۱۶
۴۹	توہین حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۱۶
۵۰	توہین حضرت فاطمۃ الزہرا	۱۱۶

۵۱	خلیفہ بشیرالدین محمود کا تقدس	۱۱۶
۵۲	اخلاق حسنہ	۱۱۷
۵۳	۱......ولدالحرام	۱۱۷
۵۴	۲......زناکار کنجریوں کی اولاد	۱۱۷
۵۵	۳...... جہاں سے نکلے تھے	۱۱۷
۵۶	۴......جھوٹ کا مردار	۱۱۷
۵۷	۵......جنگلوں کے سؤر	۱۱۷
۵۸	۶......لعنت	۱۱۸
۵۹	۷......مردار	۱۱۸
۶۰	۸......نجاست کھائی	۱۱۸
۶۱	۹......بدکار عورت	۱۱۸
۶۲	۱۰......ناف سے دس انگل نیچے	۱۱۸
۶۳	۱۱......دس سے کرواچکی زنا......لیکن	۱۱۸
۶۴	ڈاکٹر اقبالؒ اور مرزائیت	۱۱۹
۶۵	قادیانی سیاست	۱۱۹
۶۶	۱......مسلم لیگ	۱۱۹
۶۷	۲......فضول مشغلہ	۱۲۰
۶۸	۳......تحریک مسلم لیگ زہریلی ہوا ہے	۱۲۰
۶۹	۴......مسلم لیگ ملحدانہ تحریک ہے	۱۲۰
۷۰	کانگریس	۱۲۰
۷۱	پاکستان	۱۲۰
۷۲	۱......غلط تقسیم	۱۲۰
۷۳	۲......اکھنڈ ہندوستان	۱۲۱
۷۴	۳......عارضی تقسیم	۱۲۱
۷۵	۴......مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل	۱۲۱
۷۶	۵...... ہندوستان کے وفادار	۱۲۱
۷۷	گاندھی جی سے ہم بستری	۱۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے الفاظ میں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

قادیانی نبوت کی اساس فکروعمل پانچ عقائد پر ہے

۱...... سلطنت برطانیہ اسلام کی توسیع واشاعت کے لئے سایہ رحمت ہے۔

۲...... جہاد قطعاً حرام ہے۔

۳...... رسول اکرمﷺ سے بھی بلند رتبہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۴...... ایک بداخلاق شخص بھی نبوت اور خلافت کا حقدار ہوسکتا ہے۔

۵...... ہندوستان اکھنڈ رہے۔

اور زیرنظر اوراق میں انہیں بنیادی عقائد کی تصریح کی گئی ہے۔ منظور احمد بھٹی

حرف اوّل

یہ حقیقت اب روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ مرزائیت جس کے علمبردار مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ دجل وتلبیس کے ایک پلندے سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ اس فرقہ ضالہ کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے ایک ہمہ گیر عقیدہ کو جھٹلا کر نبوت کا ڈھونگ رچانے کی کوشش کی ہے اور وہ اپنے دلائل کی روشنی میں ایک علیحدہ فرقہ کے بانی ہیں۔ جسے ہرگز اسلام کی ایک شاخ نہیں کہا جاسکتا۔

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ نبی آخرالزمان رسول اکرمﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے اور ان کے بعد ہر مدعی نبوت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

۱...... ’’خاتم الانبیاءﷺ کے بعد نبی کیسا؟‘‘ (انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)

۲...... ’’یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ نبی کریمﷺ خاتم الانبیاء ہوں اور پھر کوئی دوسرا نبی آجائے۔‘‘ (ایام الصلح ص۴۸، خزائن ج۱۴ ص۲۷۹)

۳...... ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

(سراج منیر ص ز، خزائن ج۱۲ص۹۵)

۴...... ’’مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔‘‘ (حمامتہ البشریٰ ص۷۹،۸۰، خزائن ج۷ص۲۹۷)

۵...... ’’کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ص۲۷)

لیکن ان تمام حقائق کے باوجود اپنی نبوت کا بت کھڑا کیا اور اتنے جوش وخروش سے کیا کہ دنیائے اسلام اس جرأت رندانہ اور سعی نامشکور پر انگشت بدنداں رہ گئی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

۱......

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ دادند ہر نبی راجام داد آں جام را مرا بتمام

(ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

۲......

آنچہ من بشنوز وحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم زخطاہا ہمین است ایمانم

(ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

۳...... ’’مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن کریم پر۔‘‘

(اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

۴...... ’’سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

۵...... ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۴، خزائن ج۲۲ص۱۶۸)

۶...... ’’میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں۔‘‘ (منقول از خط بنام اخبار عام ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء)

ہمارے لاہوری دوستوں کو اعتراض ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں۔ قادیانی حضرات کی نگاہ میں نبوت کا یہ دعویٰ رسول اکرم کے اتباع میں کیا گیا ہے اور یہ ظلی یا بروزی نبوت ہے۔ مندرجہ بالا اقتباسات کے مطالعہ کے بعد ہر ذی عقل انسان یہ اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے کہ لاہوری اور قادیانیوں کے بیانات اور تاویلات میں کہاں تک صداقت کی گنجائش ہے۔ اس کے باوجود آئے دن ایسا لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے جس میں قادیانی یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کوئی شرعی نبی نہ تھے بلکہ حضور اکرم ﷺ کے طفیل انہیں نبوت کا مقام حاصل ہوا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک تازہ شاہکار ’’عزیز طالب علم کے نام‘‘ ایک پمفلٹ ہے جو انجمن خدام الاحمدیہ حلقہ انجینئرنگ کالج لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ:

۱...... مرزائیت انگریز کا خودکاشتہ پودا نہیں۔

۲...... مرزا قادیانی نے کبھی جہاد کی ممانعت نہیں کی۔

۳...... مرزا قادیانی نے رسول اکرم ﷺ کی توہین نہیں کی اور نہ ان کی جماعت ہی اس مکروہ فعل کی مرتکب ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ تلخ حقائق کو جھٹلانے کی سعی نامشکور ہے۔ مرزا قادیانی کا کلام بلاغت نظام آج بھی ببانگ دہل کہہ رہا ہے ۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

مرزائی حضرات مرزا قادیانی کی تعلیمات کی پردہ پوشی تو کر سکتے ہیں۔ لیکن حقائق کو جھٹلا نہیں سکتے۔

زیر نظر اوراق میں انہی سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی مختصر طور پر مرزائیوں کے سیاسی عقائد اور ان کی پاکستان دشمنی سے بھی پردہ اٹھایا ہے تو عوام یہ سمجھ لیں کہ یہ تحریک پاکستان کے استحکام اور دفاع کے لئے کتنی جان توڑ کوشش کر رہی ہے۔ ساتھ ہی مرزا قادیانی کے اخلاق حسنہ کی ایک جھلک بھی دکھائی گئی ہے تاکہ قارئین یہ جان لیں کہ نبوت کی بلند منازل پر ہاتھ مارنے والا شخص اور اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ پر فضیلت دینے والا انسان،

خود انسانیت اور شرافت سے کتنا دور ہے۔ اگر نبوت جاری بھی ہوتی تو بھی غلام احمد قادیانی جیسا بد اخلاق شخص اس کے قطعی اہل نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ میں نے اس مضمون کو مندرجہ ذیل ترتیب اور عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے۔

۱...... انگریز کی وفاداری اور ممانعت جہاد

مرزا قادیانی نے کمال عیاری سے جہاں انگریز کی مدح وستائش کی ہے وہیں جہاد کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ ویسے دنیائے اسلام یہ تو خوب جانتی اور محسوس کرتی ہے کہ انگریز اسلام اور مسلمانوں کا کتنا خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو اصرار ہے کہ ہماری ترقی انگریزی سلطنت کے ہی زیر سایہ ہے۔ آپ سوچیں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہمیں چین نہ مکہ میں نصیب ہوسکتا ہے نہ مدینہ میں۔ بلکہ صرف انگریزی سلطنت میں ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ کیا وہ اور اس کی جماعت کی کوشش نہیں ہوگی کہ اسی انگریز کی حکومت قائم کی جائے اور کیا مرزائی اس عقیدہ کی موجودگی میں پاکستان میں رہتے ہوئے اس قسم کی جدوجہد نہیں کرتے ہوں گے؟

۲...... توہین رسول اکرم ﷺ، توہین قرآن مجید، توہین حضرت امام حسین علیہ السلام، توہین حضرت فاطمۃ الزہراء۔

کیا مسلمان اس قسم کی خرافات برداشت کرسکتے ہیں؟ مسلمان جن کا عقیدہ ہے ۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا یمان ہو نہیں سکتا

اور کیا پاکستان میں اس قسم کے ناپاک لٹریچر کی اشاعت کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

۳...... اخلاق حسنہ: اس عنوان کے تحت مرزا قادیانی کی ان گوہر فشانیوں اور مغلظات مکرمہ کے چند ایک نمونے پیش کئے گئے ہیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے مخالفوں کے حق میں ارشاد فرمائیں۔ ان سے بخوبی اندازہ ہوسکے گا کہ مرزا آنجہانی کس بلند اخلاق اور کریکٹر کے مالک تھے۔

۴...... قادیانی سیاست: اس حصہ میں بتایا گیا ہے کہ مسلم لیگ کے متعلق مرزائیوں کے اس وقت کیا خیالات تھے جب مسلم لیگ نشوونما پارہی تھی۔ پاکستان کے متعلق ان کا کیا نظریہ ہے اور اس سلسلہ میں ان کی جدوجہد کس نوع کی ہے۔

ان عنوانات کے تحت میں نے مرزا قادیانی کی تحریر کردہ کتابوں اور مرزائیت کے شائع

شدہ لٹریچر سے اقتباسات پیش کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ اپنی طرف سے ایک لفظ یا زیروزبر کا حک واضافہ نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ یہ اوراق تعلیم یافتہ طبقہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور انہیں اس بات کا موقع دینا چاہتا ہوں کہ وہ ان اقتباسات پر خود غور فرمائیں اور پھر دیکھیں کہ ان کا دل ودماغ ان سے کیا تاثر قبول کرتا ہے اور وہ کیا رائے قائم کرتے ہیں۔ یوں بھی یہ اقتباسات اتنے واضح ہیں کہ ان میں کسی قسم کی تاویلات کی گنجائش ہی نہیں۔

میری انتہائی خواہش ہے کہ میری گذارشات مرزائی حضرات کے مطالعہ میں بھی ضرور آئیں تاکہ وہ بھی گمراہی کی راہ سے ہٹ کر سلامتی، امن، سکون، فلاح اور راستی کی راہ پر گامزن ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی نظر سے مرزا قادیانی کا یہ پہلو نہیں گذرا ہے اور مجھے امید ہے کہ ان گذارشات کا مطالعہ انہیں اپنے عقیدہ پر نظر ثانی پر مجبور کر دے گا اور اگر ان اوراق کو پڑھنے کے بعد ایک مرزائی نے بھی مرزائیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔ منظور احمد بھٹی، لاہور، ۲۳/مارچ ۱۹۵۱ء

انگریز کی وفاداری اور ممانعت جہاد

۱......انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی

’’سو میرا مذہب جس کو میں باربار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کرے اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴، خزائن ج۶ ص۳۸۱)

۲......بیعت کی شرط انگریز کی وفاداری

’’اطاعت گورنمنٹ میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط کی دفعہ چہارم میں انہیں باتوں کی تصریح ہے۔‘‘

(ضمیمہ کتاب البریہ ص۱۰، خزائن ج۱۳ ص۱۰)

۳......انگریزی سلطنت رحمت، جہاد بدترین مسئلہ

’’انگریزی سلطنت بھی تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت

ہے۔ تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں، ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۴)

۴......پولیٹکل راز

’’یہ نقشہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس موجود رہیں جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۵ ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷)

۵......اجلاس کے مقاصد

جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا باقاعدہ اجتماع جو۱۸۹۲ء میں منعقد ہوا اس کی کیفیت آئینہ کمالات اسلام میں درج ہے۔ اسی کیفیت میں لکھا ہے کہ: ’’آئندہ بھی اس جلسہ کے یہی مقاصد ہوں گے کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کا سچا شکر گذار اور قدردان بننے کی کوشش اور تدبیریں کی جائیں۔‘‘

(پیغام صلح ص۶، مورخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۴۴ء)

۶......انگریز کا خود کاشتہ پودا

’’التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور

جان دینے سے فرق نہیں کیا نہ اب ہی فرق ہے۔''

(درخواست مرزا بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۱)

۷...... انگریز کی اطاعت کی تبلیغ پر ہزاروں روپے خرچ

''اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر کتابیں میں نے تصنیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی طباعت اور اشاعت پر ہزارہا روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم مصر و بغداد اور عراق اور افغانستان میں شائع کی گئیں...... اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کے لئے نہیں کیں تو مجھے ایسی کتابیں بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟''

(کتاب البریہ اشتہار ص۷، خزائن ج۱۳ص۷،۸، مورخہ ۲۰/ستمبر ۱۸۹۷ء)

۸...... جہاد کا انکار

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔

(اشتہار درخواست مرزا بحضور نواب لیفٹیننٹ، اشتہار ص۱۱، خزائن ج۱۳ص۳۴۷)

۹...... پچاس الماریاں

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اس قدر اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں اور میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، روم اور شام تک پہنچا دیا۔''

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵)

۱۰...... جہادی خیالات کو روکنے کا کام

''پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر تیرہ سال تک پورے جوش اور استقامت سے کام لیا اس کام کی

اوراس خدمت نمایاں کی اوراس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جومیرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۲،خزائن ج۱۳ ص۸،اشتہار مورخہ ۲۰ستمبر ۱۸۹۷ء)

۱۱......سرکارانگریزی کی خدمت...... پچاس ہزار کتابیں

’’والدمرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز (مرزاغلام احمد قادیانی) دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہوکر خداتعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکارانگریزی کے حق میں جوخدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اوراشتہارات اوررسائل چھپوا کراس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کی سچی اطاعت کرے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص۳،خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

۱۲......۲۲سال سے جہاد کی مخالفت

’’میں نے ۲۲سال سے اپنے ذمہ یہ فرض کررکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔‘‘

(تحریر مرزا مورخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۰۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۶،مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۳)

۱۳......نہ مکہ نہ مدینہ......انگریزی سلطنت

’’میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلاسکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگراس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔‘‘

(اشتہار مرزا مورخہ ۲۲؍مارچ ۱۸۹۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۹،مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۷۰)

۱۴......سرکار کی بے نیازی

’’باربار بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی طاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اس گورنمنٹ کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت انجام دے رہے ہیں۔‘‘

(اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۰۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۹،مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۵)

۱۵......گورنمنٹ کی طرف سے بے توجہی

’’مگرافسوس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں

بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارہ میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا۔ مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔‘‘

(درخواست مرزا بحضور نواب لیفٹینٹ گورنر، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۳)

۱۶...... ملکہ معظّمہ کے حضور درویشانہ تحفہ

’’اس عاجز کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظّمہ کی نسبت حاصل ہے جس میں ایسے الفاظ میں نہیں پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرۂ ہند دام اقبالہم کے نام سے تالیف کر کے جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا۔‘‘

(ستارۂ قیصریہ ص۲، خزائن ج۱۵ ص۱۱۲)

۱۷...... الہام تشکر

’’قیصر ہند کی طرف سے شکریہ‘‘

’’یہ الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں۔ ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا؟‘‘ (البشریٰ ج۲ ص۵۷، تذکرہ طبع۳ ص۳۴۱)

۱۸...... جہاد موقوف

’’جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے...... اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳ حاشیہ)

۱۹...... جہاد حرام

’’آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۴)

۲۰...... جہاد قطعاً حرام

’’ہر ایک جو شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے اسی روز سے اس کو

یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔‘‘

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص۷، خزائن ج۱۷ ص۲۸)

۲۱......دین کے لئے لڑنا حرام

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(درثمین اردو، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۷۷)

۲۲......تعویز اور پناہ

’’میں اس گورنمنٹ کے لئے (گورنمنٹ برطانیہ کے لئے) بطور ایک تعویز کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچادے۔‘‘ (نور الحق حصہ اوّل ص۳۳، خزائن ج۸ ص۴۵)

۲۳......نور را نور می کشد

’’تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمانی سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور کو نور اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔‘‘

(بحضور ملکہ وکٹوریہ ستارۂ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۷)

۲۴......رسول اکرم اور انگریز

’’بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی ﷺ پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھی۔ اس سید المعصومین پر سراسر دروغگوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاس داریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا۔ ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہوکر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۴ ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۵۲،۱۵۳)

۲۵......گورنمنٹ انگریز پر قربان

’’بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا اور ہم

غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج۴ص۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۵۳)

۲۶......خوشی کی بات

”پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور امن پسندی کا ثبوت دیا وہ کسی صلہ یا انعام حاصل کرنے کی غرض سے نہیں تھا۔ بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ اور کئی مقامات کے ذمہ دار افسروں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطاء کئے۔“ (اخبار الفضل ج۶ نمبر۹۰، مورخہ ۶؍مئی ۱۹۱۹ء)

توہین رسول اکرم ﷺ

۱......میرا نام محمد اور رسول بھی

”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحما بینہم“ اس وحی الہام میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

۲......رسول اکرم کے عرفان میں کمی

”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو اور دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت نہ کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی ماہیت کماحقہ ظاہر فرمائی گئی ہو۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۹۲، خزائن ج۳ص۴۷۳)

۳......معجزات کی زیادتی

”آنحضرت ﷺ کے صرف تین ہزار معجزات ہیں۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

”میرے دس لاکھ نشان ہیں۔“ (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ص۴۳)

۴......محمد کی اب ضرورت نہیں

”اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب

چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۲۸۲، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

رسول اکرم ﷺ اجمال، غلام احمد کمال

’’ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے صفات میں ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہاء نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا اور پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶)

مجموعہ صفات

’’اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، ۹۱، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷، ۱۱۸)

جام تمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔۔۔ من بعرفان نہ کمترم زکسے

آنچہ دادند ہر نبی راجام ۔۔۔ داد آں جام را مرابہ تمام

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

رسول اکرم سے اجتہادی غلطیاں ہوئیں

’’کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض انہوں نے ان پیشین گوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے۔ دوسرے انبیاء کی پیشین گوئیوں میں ان کی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی ﷺ جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھی۔ کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت گاہ خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھا؟ کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں۔ جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت ﷺ بھی آجاتے ہیں۔ کسی مسلمان کا کام نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۵)

رسول اکرم پر فضیلت

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت (ﷺ) سے زیادہ تھا اور یہ جزئی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت پر حاصل ہے۔‘‘

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز، بابت مئی ۱۹۲۹ء)

محمد مرزا کے وجود میں

محمد پئے چارہ سازی امت ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل مورخہ ۲۸/ مئی ۱۹۲۸ء)

چودھویں کا چاند

’’چودھویں رات کا چاند مسیح موعود ہی تو ہے جو چاند پہلی رات کے وقت تھا۔ یعنی رسول کریم ﷺ۔ پس اس کی اصلی حالت سے بڑھ چڑھ کے شاندار ہونا محل اعتراض کیوں کر ہوسکتا ہے۔‘‘ (الفضل مورخہ یکم/ جنوری ۱۹۲۶ء)

بشیر الدین کی رسول کریم کے مقابلہ میں فضیلت

چوہدری محمد حنیف خاں صاحب نے اپنا حسب ذیل خواب حلفیہ لکھ کر اس کی تعبیر کے متعلق عرض کیا...... قرآن شریف میں مجھے ایک جیسی تین مختلف مقام پر تصاویر نظر آئیں۔ درمیان میں ایک شاہانہ کرسی پر حضور رونق افروز ہیں۔ سر پر حضور کے شاہانہ تاج ہے۔ ایک طرف مسیح موعود کھڑے ہیں۔ دوسری طرف ایک اور بزرگ صاحب نورانی شکل کھڑے ہیں۔ دونوں حضور کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ مصلح موعود ہیں۔ حضور نے (مرزا بشیر الدین محمود نے) اس کی تعبیر فرمائی: ’’تعبیر تو ظاہر ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ماتحت مصلح موعود کا ظہور ہوا ہے۔ تیسرے بزرگ غالباً آقا محمد رسول کریم ہوں گے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۱۲/ محرم ۱۹۶۵ء ص۴)

چھوٹے محمد

’’پس جب تک تم چھوٹے محمد (ﷺ) نہیں بن جاتے اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۴۶ء ص۶)

محمد ﷺ سے زیادہ ترقی

’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔

حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۰ ص۵)

محمد سے بڑھ کر

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(البدر ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴، مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

’’اور یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ کا صلہ پانے اور اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان وقلت عرفان کا ثبوت دے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۲۲؍اگست ۱۹۴۴ء ص۴)

توہین قرآن مجید

’’اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۸۴، خزائن ج۳ ص۱۰۹)

توہین حضرت امام حسین علیہ السلام

۱...... ’’میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق ظاہر ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲...... کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

توہین حضرت فاطمۃ الزہرا

’’حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

خلیفہ بشیر الدین محمود کا تقدس

’’عبدالرحمٰن مصری قادیانی نے ایک درخواست میں لکھا: موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور

عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جن میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''

(منقول از فیصلہ: ایف۔ڈبلیو سکیمپ، جج عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور، مورخہ ۲۳/ستمبر ۱۹۳۸ء)

اخلاق حسنہ

۱......ولدالحرام

''حرامزادہ جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا......اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا......اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں......حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔'' (انوارالاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱،۳۲)

۲......زناکار کنجریوں کی اولاد

''کل مسلم یقبلنی ولصدق دعوتی الا ذریتہ البغایا'' ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زناکار کنجریوں کی اولاد۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص۵۴۷،۵۴۸)

۳......جہاں سے نکلے تھے

''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف وگزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کو پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔'' (حیات احمدیہ ج۱ نمبر۳ ص۲۵)

۴......جھوٹ کا مردار

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹)

۵......جنگلوں کے سؤر

''ہمارے دشمن جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۶......لعنت

’’مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے کہ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

۷......مردار

مر گیا بدبخت اپنے وار سے — کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی — کم کرو اب ناز اس مردار سے

(نزول المسیح ص۲۲۴، خزائن ج۱۸ ص۶۰۲)

۸......نجاست کھائی

’’مہر علی نے ایک مردہ کا مضمون چرا کر کفن دزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی لعنت اللہ علی الکاذبین، رہا محمد حسن جس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی۔اس کے مردار کو چرا کر پیر مہر علی نے اپنی کتاب میں کھایا۔

(نزول المسیح ص۷۰،۷۱ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۴۴۸)

۹......بدکار عورت

’’رقصت کرقص فی المالس‘‘ تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجتہ اللہ ص۸۷، خزائن ج۱۲ ص۲۳۵)

۱۰......ناف سے دس انگل نیچے

’’آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے۔سمجھنے والے سمجھ لیں۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۱۱۶، خزائن ج۲۳ ص۱۱۴)

۱۱......دس سے کروا چکی زنا......لیکن

چپکے چپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے — ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اس کو آہ وزاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن — پاک دامن ابھی بیچاری ہے

زن بے گانہ یہ شیدائیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے
وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی پاسداری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم
ترک کرنا گناہکاری ہے

(آریہ دھرم حاشیہ ص ی، خزائن ج۱۰ ص ۷۵)

ڈاکٹر اقبالؒ اور مرزائیت

’’ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت، بانیٔ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرتﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے رویہ میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔‘‘ (بیان علامہ اقبالؒ ’’حرف اقبال‘‘ ص۱۳۲)

قادیانی سیاست

۱…… مسلم لیگ

’’میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صوبہ کے بڑے افسر سے حضرت ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ان افسر صاحب نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاسیات میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں۔ آپ نے فرمایا ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب آپ نے کانگرس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگرس کی طرح نہیں۔ کانگرس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی۔ اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قوائد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت

صاحب نے فرمایا۔ آج آپ کا یہ خیال ہے۔ تھوڑے دنوں تک لیگ بھی وہی کرم کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے۔“ (رسالہ ریویو ماہ جنوری ۱۹۲۰ء)

۲......فضول مشغلہ

”ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے حقیقی مصلح اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود مہدی آخرالزمان علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو مرزا محمود قادیانی نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور پسند فرمائے۔ مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع وضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔ جن کے نتائج نہ تو ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۸؍جنوری ۱۹۱۶ء)

۳......تحریک مسلم لیگ زہریلی ہوا ہے

”یہ خدا کا فضل ہے کہ جو سیاسی ہوا چلی ہے اس سے آپ باہر ہیں۔ خدا کا احسان ہے کہ تمہاری جماعت اس زہریلی ہوا سے بچی ہوئی ہے۔“ (پیغام صلح مورخہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۴۸ء)

۴......مسلم لیگ ملحدانہ تحریک ہے

”لیکن یہ مذہب کے تفرقہ کی وجہ سے ہوا۔ مذہب پر سراسر بہتان ہے۔ یہ سب کچھ انہیں ملحدانہ تحریکوں کا کارنامہ ہے۔ اگرچہ مذہب کے نام پر سرانجام دیا گیا ہے۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۴۷ء)

کانگریس

”بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔“ (۱۳؍اپریل ۱۹۴۸ء)

پاکستان

۱......غلط تقسیم

”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔“ (الفضل مورخہ ۱۳؍اپریل ۱۹۴۸ء)

۲......اکھنڈ ہندوستان

’’جہاں تک میں نے ان پیشین گوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وہ پیشین گوئیاں جو ہندوؤں کے متعلق ہیں اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً جے سنگھ بہادر، مرزا غلام احمد کی جے اور اے گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیروشکر ہوں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیروشکر ہو کر رہیں۔‘‘ (ارشادات مرزا بشیرالدین محمود، الفضل مورخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

۳......عارضی تقسیم

’’ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۵/اپریل ص ۳ کالم نمبر۱،۲، ارشادات مرزا محمود)

۴......مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل

Sir Zaffarullah on Pakistan Resolution 1940: "So far as we have considered it, we consider it chimerical and impracticable." _(India Divided p:207)_

پاکستان ریزولیشن ۱۹۴۰ء پر سر ظفراللہ کی تصریحات: ’’جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے۔ ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔‘‘ (ڈیوائڈڈ انڈیا ص ۲۰۷)

۵......ہندوستان کے وفادار

’’مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا۔ اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور ان کی حکومت کے خیرخواہ ہیں۔‘‘ (الفضل مورخہ ۲/فروری ۱۹۴۸ء)

گاندھی جی سے ہم بستری

’’(مرزا بشیر الدین محمود نے) فرمایا آج رات میں نے سحری سے پہلے ایک رؤیا دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ میرا بستر بچھایا جارہا ہے۔ یا بچھایا جانے والا ہے اور کوئی شخص مجھے آکر کہتا ہے کہ گاندھی جی آپ سے ملنے کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی یہ شرط ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر سوئیں گے۔ پہلے تو مجھے یہ شرط سن کر کچھ نفرت سی ہوئی۔ پھر میں نے یہ خیال کر کے کہ اگر اس طرح صلح کی کوئی صورت ہوتی ہے کہا کہ اچھا مجھے منظور ہے۔ چنانچہ وہ آگئے اور ایک ہی بستر پر وہ بھی لیٹ گئے اور میں بھی لیٹ گیا۔ ان کا جسم کچھ موٹا سا معلوم ہوتا ہے اور اوپر کے دھڑ پر بھی کپڑا ہے (ان کی عادت کے خلاف) اس کے بعد ایک منٹ یا ڈیڑھ منٹ لیٹ کر ہی وہ اٹھ بیٹھے۔ جیسے اب سونے کا ارادہ نہیں۔

تعبیر...... میرا خیال یہی ہے کہ اگر مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں تو ہم سب کو مل کر رہنے میں ہی فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود کے متعدد الہامات میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہامات میں آپ کے تمام ہندوستان کی مختلف اقوام کی مناسبت کے لحاظ سے مختلف رکھے ہیں۔ مثلاً آپ کا ایک الہام ہے: ’’جے سنگھ بہادر‘‘ اور پھر آپ کا ایک الہام ہے کہ ’’مرزا غلام احمد کی جے‘‘ اور پھر ایک اور الہام میں آپ کو کرشن سے پکارا گیا ہے۔‘‘

(مرتبہ: منیر احمد صاحب وینس)

’’قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے۔ بسا اوقات عضو ماؤف کو ڈاکٹر کاٹ دینے کا بھی مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ خوشی سے نہیں ہوتا۔ بلکہ مجبوری اور معذوری کے عالم میں اور صرف اسی وقت جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس ماؤف عضو کی جگہ نیا لگ سکتا ہے تو کون جاہل اس کے لئے کوشش کرے گا۔ اسی طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر رضامند ہوتے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۱۶؍مئی ۱۹۴۷ء، ج ۳۵ نمبر ۱۱۶)

ختم شد

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائی کافر کیوں؟

مولانا محمد مدنی صاحب

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اللہ تعالیٰ کے بارہ میں قادیانی عقیدہ	۱۲۶
۲	مقام رسالت کے بارہ میں قادیانی عقیدہ	۱۲۷
۳	سرور کائنات ﷺ پر شرمناک حملہ	۱۲۸
۴	خاتم النّبیین ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی گستاخی	۱۲۸
۵	قرآن مجید کے بارہ میں قادیانی عقیدہ	۱۳۰
۶	اولیاء کرامؒ پر بہتان عظیم	۱۳۰
۷	مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت	۱۳۱
۸	مسلمانوں کو مغلظ گالیاں اور سب کی تکفیر	۱۳۲
۹	جہاد حرام اور فوج میں بھرتی جائز	۱۳۳
۱۰	حج قادیان میں	۱۳۴
۱۱	امت مسلمہ سے الگ مذہب	۱۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ''

پچھلے دنوں پوری امت مسلمہ نے پاکستان میں ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئین میں ایک دفعہ کو شامل کر دیا۔ یہ ایک مستحسن اقدام تھا۔ جس سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں ہر جگہ خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ جہاں تک قرآن وحدیث کا تعلق ہے وہ تو واضح طور پر ہر اس شخص کو جو (آنحضرت ﷺ کے بعد) نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا جھوٹے مدعی نبوت کو مسلمان مانتا ہے کافر، مرتد خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ، محدثین عظامؒ، فقہاء امتؒ کے اقوال وآثار اور تحریر اب بھی ان کے کفر وارتداد پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ علماء کرام کی تحقیقات، تحریریں اور فتاویٰ بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

لیکن قادیانی مرزا اپنی تحریروں میں کچھ اس طرح کا غلط عقیدہ اور نازیبا زبان پیش کرتا ہے کہ ہر صاحب عقل یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر یہ تحریریں اسی کی ہیں جیسا کہ ہیں تو وہ ایک فاتر العقل آدمی معلوم ہوتا ہے نبوت ورسالت کا مقدس منصب تو دور کی بات ہے اس کی تحریریں تو اسے صحیح العقل انسان ماننے سے بھی عاری ہیں۔

کتاب وسنت کے مطابق مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کے متعلق ایک عقیدہ ہے۔ نبوت ورسالت کے بارہ میں کچھ اصول اور طریقے ہیں۔ پھر ایمان واسلام کی کچھ حدود ہیں۔ اسلام کے ارکان ہیں۔ توحید، رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، قبلہ، حج، جہاد، اخلاق وعادات کی توضیحات اور پابندیاں ہیں۔ ان میں کمی بیشی کرنے والے تارک ومنکر کے بارہ میں قرآن وحدیث نے واضح فیصلے فرمادیئے ہیں۔

اگر ایک آدمی ان تمام باتوں میں جمیع مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور الگ امت بنا کر امت مسلمہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیتا ہے تو انصاف کا تقاضا ہے کہ جب وہ خود علیحدہ ہونے کا خواہش مند ہے تو امت مسلمہ کا ہر فرد ایسے گروہ کو اپنی صفوں سے جدا کر دے۔ ان سے دوستی ومحبت قطعی ناجائز ہے۔ ان سے میل ملاقات غلط ہے اور ایسے ٹولہ کو اپنے دین کے تمام اصول علیحدہ تلاش کرنا ہوں گے۔ اسی لئے ہم حکومت پاکستان سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کی کوشش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کامیاب کامران ہوگئے۔

آیئے اس مختصر تحریر میں ہم مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تحریرات سے اس کے عقائد کو ایک نظر دیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ کے بارہ میں قادیانی عقیدہ

۞...... ’’میرا خدا روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۴، خزائن ج۲۲ ص۱۰۷)

۞...... ’’خدا گناہ بھی کرتا ہے اور نیکی بھی کرتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

۞...... قادیانی مرزا لکھتا ہے کہ: ’’خدا نے مجھے کہا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘

(دافع البلاء ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۲۸)

۞...... اور کہتا ہے کہ: ’’خدا نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے۔ (اسمع یا ولدی) اے میرے بیٹے میری بات سن۔‘‘ (البشریٰ ص۴۹، دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷ قابل مراجعت)

۞...... ’’ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھے تاکہ وہ ان کی تصدیق کر دے اور ان پر دستخط ثبت کر دے۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخ سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی تھی اس کو جھاڑا تو معاً جھاڑنے کی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ (مرزا قادیانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے۔ جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ کے کپڑوں کو سرخی کے قطروں سے تربتر دیکھا...... یہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی۔‘‘

(تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ ص۱۹۷، حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

۞...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔‘‘ (اسلامی قربانی ص۱۲)

۞...... قادیانی مرزا لکھتا ہے کہ: ’’میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا خود ہی ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

ناظرین کرام! یہ قادیانی مرزا کی تحریرات میں سے چند اقتباسات ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے بارہ میں وہ کتنے غلیظ اور نازیبا الفاظ پیش کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ’’لا یضل ربی ولا ینسیٰ‘‘ میرا رب نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

’’لم یلد ولم یولد‘‘ نہ اس نے کسی کو جنا اور وہ جنا گیا۔

’’لم یتخذ صاحبۃ ولا ولداً‘‘ نہ اس کی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔

قرآن وحدیث کے لحاظ سے یہ سارے عقائد اللہ تعالیٰ کی ذات کی گستاخی ہیں اور اسلامی عقائد کے بالکل مخالف ہیں۔ قوت رجولیت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے ساتھ غلیظ اور گندہ تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اور دستخط کرنا، اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مرزا انگریز کو اپنا خدا تصور کرتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس تو ان چیزوں سے پاک ہے۔ ’’سبحانک ھٰذا بھتان عظیم‘‘

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مرزا کو عادت بد (قوم لوط والی) تھی اور کسی نے اس کی حاجت برآری کر دی تو وہ اسے خدا سمجھ بیٹھا۔ اسی طرح کسی انگریز افسر سے کام ہوگا۔ اس کی خوشامد اور چاپلوسی کر کے کام کروالیا اور کہہ دیا کہ خدا نے دستخط کر دیئے۔ اس سے ایک اور بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی مرزا انگریزوں کے اشارے پر ناچتا رہا اور مسلمانوں کو کافر بناتا رہا۔

مقام رسالت کے بارہ میں قادیانی عقیدہ

✡...... ’’اور اگر حقیقت پر غور کرو محمد ﷺ بھی موجود تھے۔ مگر محمد ﷺ کی روح موجود نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍مارچ ۱۹۳۰ء)

✡...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔‘‘ (قادیانی ریویو، مضمون ڈاکٹر شاہنواز بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

✡...... ’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘ (الفضل نمبر۵ ج۱۰ ص۵، مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

✡...... ’’ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ مزید آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

✡...... ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ: ’’جو کچھ رسول کریم ﷺ کے ذریعہ سے ظاہر ہوا۔ وہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ہمیں دکھلایا اس لحاظ سے برابر بھی کہا جا سکتا ہے۔‘‘

(ذکر الٰہی ص۱۹، تقریر مورخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۱۶ء)

۞...... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’نبوت کا درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۲۵۷ حصہ اوّل)

۞...... ’’قتل راج پال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے...... یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے، نادانی ہے۔‘‘ (الفضل مورخہ ۹؍اپریل ۱۹۲۹ء)

۞...... ایک قادیانی شاعر ؎

وہ آفتاب جو چمکتا تھا مدینے میں
ہے جلوہ ریز وہ اب قادیاں کے سینے میں

غور کیجئے کہ کس عیاری سے خاتم النّبیین ﷺ کی گستاخی کی گئی ہے اور آہستہ آہستہ مقام نبوت ورسالت پر قابض ہوکر کہتا ہے: ’’بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔‘‘

قرآن وحدیث کے رو سے امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس قسم کے غلط خیالات رکھنے والا شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اختصار کا خیال نہ ہوتا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارہ میں جن گندے خیالات کا اظہار کیا ہے اس کے اقتباسات بھی لکھے جاتے۔ کسی دوسرے موقعہ پر انشاءاللہ نذر قلم کئے جائیں گے۔

سرور کائنات ﷺ پر شرمناک حملہ

۞...... ’’آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیا کرتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔‘‘ (الفضل ج۲۲ نمبر ۶۶ ص۹، مورخہ ۱۲؍فروری ۱۹۳۴ء)

خود حرام کھانے کے جواز کے لئے آپ ﷺ پر الزام لگادیا۔ اسی عبارت پر عقیدہ رکھنے سے قرآن وحدیث کی رو سے امت قادیانیہ کو کافر ومرتد قرار دیا جاسکتا ہے۔

خاتم النّبیین ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی گستاخی

۞...... ’’میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور میں آنحضرت ﷺ کا مظہر اتم ہوں۔ یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۷، خزائن ج۲۲ ص۷۶، نزول المسیح ص۴، خزائن ج۱۸ ص۳۸۲)

۞...... ’’خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا ہے جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھا سکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۞...... ’’ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

’’اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ ص ۵۶، ۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

۞...... ’’له خسف القمر المنير وان لى خسفا القمران المشرقان اتنكر یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کے خسوف ظاہر ہوئے۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۳)

۞...... پس ’’ظلی نبوت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی اکرم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘ (کلمتہ الفصل ریویو ص ۱۱۳)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہیں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، مورخہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۰۶ء)

قرآن وحدیث کی رو سے امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جو خاتم النّبیین ﷺ کی ہمسری اور برابری کا تصور کرے تو وہ بہت بڑا گستاخ ہے اور خارج از اسلام ہے اور یہاں تو بات ہی نرالی ہے کہ اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے بڑھایا جا رہا ہے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ نہایت توہین آمیز زبان استعمال کی گئی ہے۔ اس لئے امت مسلمہ کا ہر فرد جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ مرزا قادیانی کے ان دعوؤں کی وجہ سے اسے اور اس کے ماننے والوں کو کافر ومرتد ماننے پر مجبور ہے اور اگر وہ اسے اور اس کے پیروکاروں کو مسلمان سمجھتا ہے تو خود مردود وکافر ہے۔

یاد رہے کہ میں نے بہت اختصار کیا۔ ورنہ اس قسم کی سینکڑوں تحریریں قادیانی لٹریچر میں موجود ہیں اور وہ ان تحریروں کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔

حکومت پاکستان کو اس طرح کی گستاخ اور بے حیا تحریروں کو فوری طور پر خلاف قانون قرار دے کر ضبط کر لینا چاہئے۔

قرآن مجید کے بارہ میں قادیانی عقیدہ

✡...... ’’قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

✡...... ’’بخدا میں اپنی وحی کو مثل قرآن منزہ اور کلام مجید سمجھتا ہوں۔ اگرچہ لاکھوں انبیاء ہوئے لیکن میں عرفان میں کسی سے کم نہیں۔ جو عیسیٰ کو انجیل پر ہے، موسیٰ کو تورات پر ہے، آنحضرت ﷺ کو قرآن پر تھا وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے جو کوئی اس کو جھوٹ کہے وہ لعین ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

✡...... ’’قرآن پاک میں بھی فحش گالیاں ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۱۶)

قرآن پاک کے بارہ میں امت مسلمہ کے عقائد واضح ہیں اور یہ چند اقتباسات قادیانی عقائد میں سے ہیں۔ ان سے ذرا اندازہ کیجئے کہ اس نے اپنے خبیث باطن کو اس طرح ظاہر کیا کہ چونکہ قادیانی مرزا گندی اور غلیظ زبان استعمال کرتا تھا۔ اس لئے عذر گناہ بدتر از گناہ، اس کے جائز کرنے کے لئے قرآن پاک پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔

شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کی رو سے قرآن پاک کے بارہ میں اس طرح کے عقائد رکھنے والا کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور اسے مسلمان ماننے والا بھی خارج از اسلام ہے۔

اولیاء کرامؒ پر بہتان عظیم

ایک قادیانی رقمطراز ہے: ’’حضرت مسیح موعود (قادیانی مرزا) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں ہرج کیا ہوا۔‘‘

پھر لکھا ہے: ’’ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض تو موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۶ نمبر۲۰۰ ص۶، مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء)

یہ ہے قادیانی عقیدہ کہ ان کا مسیح مردود زانی تھا اور پھر ان کے خلیفہ (بشیرالدین محمود) کا انسانیت سوز اور بھیانک کردار (کہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے) کتنا غلیظ اور گندہ رخ پیش کرتا

ہے۔مگر شرم ان کو نہیں آتی۔ ایسے زانیوں کے گروہ نے اولیائے کرام کو بھی معاف نہیں کیا۔ یقیناً قادیانیوں کے بڑے بڑے گرو گھنٹال اسی سیرت کردار کے مالک ہیں۔ (بشیرالدین محمود) کا اصل کردار تو تاریخ محمودیت ہی پیش کرتی ہے جو ایک قادیانی نے لکھی اور چھپوائی ہے۔ جب ان کے گردؤں کا یہ حال ہے تو چیلے قادیانی کیسے ہوں گے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیماً (الاحزاب:۴۰)'' ﴿محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے ختم کرنے والا نبیوں کا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔﴾

''انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعمھم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد شریف ج۲ ص۱۲۷)'' ﴿ضرور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے اپنے تئیں نبی ٹھہرائے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ سو میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔﴾

قرآن وحدیث کے بیشمار واضح دلائل ہوتے ہوئے جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا جو اسے مسلمان تسلیم کرتا ہے۔ دونوں ہی کافر، مرتد، کذاب اور دجال ہیں۔ لیکن ملاحظہ فرمائیے:

۞...... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(اخبار بدر مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۞...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۞...... ''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۞...... ''خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی

ہے۔لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

۞...... اور مجھے بتلایا گیا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے:’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ا، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

۞...... ’’محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم‘‘میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ا، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

یہ ہے اس کی عیاری جس سے قرآن پاک کی آیات جو نبی کریم ﷺ کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔ان کو اپنی طرف منسوب کر کے ڈاکوؤں اور چوروں کی طرح قرآن پاک کی آیات پر حملہ کیا ہے۔قرآن پاک کی بے شمار آیات مبارکہ اور سینکڑوں احادیث مطہرہ ختم نبوت پر شاہد ہیں اور اس کے بعد کسی کا دعویٰ نبوت کرنا ہی اس کے کذاب، کافر اور دجال ہونے کے لئے کافی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مدعی نبوت کو ماننے کے بعد بھی یہ لوگ مسلمان کہلانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟

مسلمانوں کو مغلظ گالیاں اور سب کی تکفیر

۞...... ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۞...... ’’ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۞...... ’’بلا شبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔‘‘ (نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

۞...... ’’کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر دی ہے۔مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۞...... ’’جو شخص میرا مخالف ہے اس کا عیسائی، یہودی، مشرک نام رکھا گیا۔‘‘

(نزول المسیح ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

۞...... ’’جو شخص ...... ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بنے کا شوق ہے۔‘‘ (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

۞...... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (قادیانی مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵)

۞...... ’’اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی (قادیانی مرزا) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کو اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۰)

۞...... ’’مرزا غلام احمد کا بیٹا فضل احمد جب فوت ہوا تو چونکہ وہ قادیانی نبوت کا منکر تھا اس کا جنازہ اس کے باپ جھوٹے نبی نے نہ پڑھا۔ مندرجہ بالا تحریروں کے لحاظ سے فضل احمد، کا باپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کیا ہوگا؟ جب کہ اس کی ماں کنجری، بدکار، کتیا، عیسائی، یہودی اور جہنمی ہوگی اور خود بیچارہ فضل احمد اپنے باپ کی تحریر میں ولد الحرام ہے۔ کیا وہ مسلمان جو قادیانیوں سے رواداری اور سلوک برتتے ہیں۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ وہ کیا ہیں؟ جہاں تک غیرت کا سوال ہے جب تک یہ تحریریں موجود ہیں اور قادیانیوں کا اس پر عقیدہ ہے۔ کسی مسلمان کو قطعاً ان سے راہ ورسم نہیں رکھا چاہئے اور انہیں اپنی جلسوں اور محفلوں سے دھتکار دینا چاہئے۔‘‘

جہاد حرام اور فوج میں بھرتی جائز

قادیانی مرزا کہتا ہے ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو رکھتا ہے یہ اعتقاد

(ضمیمہ گولڑویہ ص۲۷، ۲۸، خزائن ج۱۷ ص۷۷، ۷۸)

قرآن وحدیث کے مطابق ’’الجھاد ماضٍ الیٰ یوم القیامۃ‘‘ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ لیکن قادیانی مرزا نے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اگر ایک گروہ کا جہاد کے متعلق یہ عقیدہ ہے تو ایسے منکرین جہاد کو افواج پاکستان میں بھرتی کس لئے کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قادیانیوں کے اس غلط عقیدہ کے باوجود انہیں جو فوج میں بڑے بڑے

عہدوں پر فائز کر دیا ہے حالیہ شکست اسی وجہ سے ہوئی اور ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن اور غدار یہی ہیں اور وہ پاکستان کو مٹا کر اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے قادیانی اپنی لاشوں کو بطور امانت ربوہ (چناب نگر) میں دفن کرواتے ہیں اور وصیت کرتے ہیں کہ جب موقع ملے تو ہماری لاشوں کو قادیان دفن کر دیا جائے۔

حج قادیان میں

۞...... ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرف ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔ اب حج کا مقام قادیان ہے۔'' (برکات خلافت ص......)

بیت اللہ کی بھی توہین کی گئی ہے اور امت مسلمہ سے علیحدہ اپنا قبلہ اور مقام حج بنالیا ہے۔ اسی وجہ سے جب علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی مخالفت میں مضامین شائع کئے تو پنڈت نہرو نے قادیانیوں کی طرف سے جواب دیئے۔ اس لئے کہ وطن پرستی اسی میں ہے کہ مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا خیال ترک کر دیں اور اس طرح مسلمانوں کا مرکز کمزور ہو جائے۔ اس کے باوجود پھر یہ قادیانی مسلمان ہونے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟

ہمارا مطالبہ ہے کہ قادیانی اب قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں اور مسلمانوں کے قبلہ کو اپنا قبلہ نہ سمجھیں، اپنی عبادت گاہوں کے نام تبدیل کریں جس جگہ کا نام مسجد ہو گا وہ صرف مسلمانوں ہی کی عبادت گاہ ہو سکتی ہے۔ جب کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے۔

۞...... ''تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۶۴)

۞...... ''غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو۔'' (نہج المصلی باب الجنائز ص۳۸۲)

۞...... ''قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے...... پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔''

(حقیقت الرؤیا ص۴۶)

اس صورت میں جب کہ وہ ہم سے ہر امر دین میں علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اور ان کے عقیدہ میں مکہ اور مدینہ کی رحمتیں ختم ہو گئی ہیں اور قادیان میں نئے چشمے پھوٹ پڑے ہیں اور ربوہ

میں کنوئیں نکل آئے ہیں تو قادیانی اپنا قبلہ بیت اللہ کوقرار دینے پر کیوں مصر ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض دھوکہ دینے کے لئے ایسا کررہے ہیں۔

یادرہے کہ ہرسال حجاج کرام کی تعداد برابر بڑھتی جارہی ہے اوراس سال قادیانیوں کے جلسہ ربوہ میں پہلے سالوں کی نسبت حاضری بہت کم رہی ہے۔اب بتائیں کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیاں خشک ہوئیں یا قادیان اورربوہ کی؟

امت مسلمہ سے الگ مذہب

۞...... ’’حضرت مسیح موعود(مرزاقادیانی) نے فرمایا کہ ان کا یعنی مسلمانوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اوران کا حج اور، اوراسی طرح ان سے ہربات میں اختلاف ہے۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۱۷ء، ج۵ نمبر۱۵ ص۸)

۞...... ’’یہ غلط بات ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔آپ نے (مرزاقادیانی نے) فرمایا، اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں مسلمانوں سے ہمیں اختلاف ہے۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۲۱ء، ج۹ انمبر۱۳)

۞...... ’’اگرکسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ مسیح موعود(مرزاقادیانی) کا منکر نہیں ہے۔میں یہ سوال کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے توپھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔غیراحمدی کا بچہ بھی غیراحمدی ہوا۔اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۳)

۞...... ’’حضرت مسیح موعود(مرزاقادیانی) نے غیراحمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ان کولڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ کرسکتے ہیں۔دوقسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ایک دینی اور دوسرے دنیاوی۔دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اوردنیاوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ اورناتہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی ہے اور یہ کہو کہ غیراحمدیوں کو

سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سلام کا جواب دیا ہے۔" (کلمتہ الفصل ص۱۶۹)

۞...... "میرا عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدی کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۲۶ء، ج۱۳ نمبر۱۰۲ ص۱۲)

اب ان تحریروں کے بعد بھی کوئی مسلمان ان سے رواداری برتتا ہے تو وہ اپنی غیرت وحمیت کا خود اندازہ لگالے۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے "ظفر اللہ" کو وزارت خارجہ کا عہدہ بھی تفویض کیا اور اس کے علاوہ بھی انعام واکرام کئے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے ظفر اللہ نے یہ کہہ کر جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ محمد علی جناح غیر قادیانی (کافر) ہے۔ کیا امت قادیانیہ نے قائداعظم کی توہین نہیں کی؟ وہ مسلمانوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ حتیٰ کہ بشیر الدین محمود نے ایک موقع پر کہا: "کہ لڑکی کنواری بوڑھی ہو جائے، ہو جائے۔ لیکن مسلمانوں کو رشتہ نہ دو اور ان سے کسی قسم کے تعلقات قائم نہ کرو۔"

جب قادیانی ہم سے سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے ان کی تحریریں ہیں۔ ہمارے ایمان واسلام کا بھی تقاضا ہے کہ امت قادیانیہ سے مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جائے اور قطعاً ان سے کوئی میل ملاپ نہ رکھا جائے۔

نوٹ...... اس مختصر سے پمفلٹ "مرزائی کافر کیوں؟" میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے ورنہ اس قسم کی سینکڑوں تحریریں قادیانی لٹریچر میں موجود ہیں۔ یہ "مشتے از خروارے" ہیں۔ امید ہے کہ ہم عنقریب ہی دوسرا پمفلٹ "ظلی نبوت کا ڈھونگ" شائع کریں گے اور اس طرح اس گروہ ضالہ کے خلاف علم جہاد مبند رکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اگر کسی قسم کے حوالہ کی ضرورت ہو تو ہم سے رجوع کریں۔ ممکن ہے کہ ایڈیشن کے مختلف ہونے سے صفحہ وغیرہ کی کمی بیشی ہو یا کسی کتاب کے دوبارہ چھپنے سے ترمیم کی گئی ہو اور حوالہ نہ ملنے، اس صورت میں پوری طرح ذمہ دار ہیں۔" اقول قولی ھذا واستغفر اللہ من کل ذنب وٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین"

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

کا

عقیدہ ختم نبوت

جناب امجد القادری صاحب

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۳۹
۲	حسام الحرمین کی عبارت	۱۴۰
۳	بے مثال بددیانتی	۱۴۰
۴	تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مفہوم	۱۴۱
۵	عبارت کا پہلا حصہ	۱۴۲
۶	عبارت کا دوسرا حصہ	۱۴۳
۷	عبارت کا تیسرا حصہ	۱۴۵
۸	چند اعتراضات اور ان کی حقیقت	۱۴۶
۹	پہلا اعتراض	۱۴۷
۱۰	ختم نبوت زمانی کی عبارات	۱۴۸
۱۱	قاسم العلوم والخیراتؒ کا مزید ارشاد	۱۵۱
۱۲	دوسرا اعتراض	۱۵۳
۱۳	تیسرا اعتراض	۱۵۳
۱۴	چوتھا اعتراض	۱۵۴
۱۵	پانچواں اعتراض	۱۵۵
۱۶	عقائد علماء دیوبند کی عبارت	۱۵۶
۱۷	حضرت نانوتویؒ کی دیگر تصانیف اور خاتمیت زمانی	۱۵۸
۱۸	حاصل کلام	۱۶۰
۱۹	اتمام حجت	۱۶۱
۲۰	حضرت نانوتویؒ خواجہ قمر الدینؒ سیالوی کی نظر میں	۱۶۱
۲۱	حضرت نانوتویؒ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نظر میں	۱۶۲
۲۲	حضرت نانوتویؒ پیر کرم شاہ صاحب بھیروی کی نظر میں	۱۶۲
۲۳	حضرت نانوتویؒ پیر محبوب الرسولؒ للّٰہ شریف (ضلع جہلم) کی نظر میں	۱۶۳
۲۴	حضرت نانوتویؒ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی نظر میں	۱۶۳
۲۵	حضرت نانوتویؒ سائیں توکلؒ شاہ انبالوی کی نظر میں	۱۶۴
۲۶	حضرت نانوتویؒ خواجہ غلام فریدؒ کی نظر میں	۱۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

''نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد''

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے ختم نبوت کے موضوع پر ایک نہایت عالمانہ وفاضلانہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ اس رسالہ کا نام ''تحذیر الناس'' ہے۔ تحذیر الناس میں حضرت نانوتویؒ نے ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ آیت خاتم النّبیین کا مصداق صرف خاتمیت زمانی نہیں بلکہ خاتم النّبیین سے مراد ایسی خاتمیت ہے جو مجموعہ ہے۔ خاتمیت ذاتی یا مرتبی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی کا۔

خاتمیت ذاتی یا مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ تمام کمالات اور مرتبے حضور ﷺ پر ختم ہیں۔ یعنی آپ تمام انبیاء میں سے سب سے افضل ہیں۔ آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ یعنی تمام نبیوں کو حضور ﷺ کے فیض سے نبوت ملی ہے اور حضور ﷺ کی نبوت کسی اور نبی کا فیض نہیں۔

خاتمیت زمانی سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

خاتمیت مکانی کا مفہوم یہ ہے کہ زمینوں کی تعداد سات ہے۔ ہماری زمین سب سے اوپر ہے۔ باقی زمینیں اس کے نیچے ہیں۔ ہر زمین پر سلسلۂ نبوت جاری رہا اور ہر زمین کے نبیوں کا ایک خاتم تھا۔ سب سے نچلی زمین کا خاتم سب سے کم درجے والا تھا اور ہماری زمین کے خاتم حضور ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کا درجہ باقی سب خاتموں سے اعلیٰ وافضل ہے اور آپ ان سب کے بعد تشریف لائے۔ اس لئے آپ ان سب خاتموں کے خاتم ہیں۔

الغرض حضرت نانوتویؒ کے نزدیک حضور ﷺ کی ختم نبوت ذاتی بھی ہے زمانی بھی اور مکانی بھی۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب تحذیرالناس پر بعض لوگوں نے اعتراضات کئے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت نانوتویؒ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے۔ ان معترضین میں مولوی احمد رضا خاں صاحبؒ بریلوی کا نام سرفہرست ہے۔ موصوف نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں حضرت نانوتویؒ کی کتاب تحذیرالناس کی چند عبارتیں پیش کر کے حضرت نانوتویؒ کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دیا ہے۔ لیکن اگر تحذیرالناس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ الزام سراسر باطل ہے۔ سطور ذیل میں اسی اجمال کی تفصیل ہے اور اس کتاب کے مطالعہ سے متلاشیان حق پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ اس الزام سے بری ہیں۔

امجد القادری

حسام الحرمین کی عبارت

سب سے پہلے ہم حسام الحرمین کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی حسام الحرمین میں لکھتے ہیں: ''اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیرالناس ہے اور اس نے اپنے رسالہ میں کہا ہے۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ فتاویٰ تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر حضور ﷺ کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں۔ اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین سے ہے۔'' (حسام الحرمین ص۱۰۱)

بے مثال بددیانتی

خان صاحب بریلوی نے حضرت نانوتویؒ کی عبارت نقل کرنے میں بے مثال بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حسام الحرمین کی مذکورہ عبارت سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ تحذیرالناس کی نقل کردہ عبارت اسی طرح مربوط اور مسلسل ہے۔ حالانکہ یہ عبارت تحذیرالناس کے تین مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔ اس عبارت کا پہلا حصہ تحذیرالناس (مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) کے ص۱۸ سے

لیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ ص ۳۴ سے ہے اور تیسرا حصہ ص ۴ سے منقول ہے۔ کسی عبارت کو اس کے سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے لکھ دینا ایسا ہی ہے جیسے ’’لا تقربوا الصلوٰۃ ‘‘ کو مان لینا اور ’’وانتم سکاریٰ‘‘ کو نظر انداز کر دینا ۔

لاتقربوا الصلوٰۃ زنهیم بخاطر است

وزامر یاد مانده کلوا وشربوا مرا

خان صاحب بریلوی نے تحذیر الناس سے اپنے مطلب کی تین عبارتیں لیں۔ ان کو سیاق وسباق سے جدا کیا اور ان کو خود ہی اس طرح ترتیب دیا کہ ایک کفریہ مضمون مرتب ہو جائے اور حضرت نانوتویؒ پر کفر کا فتویٰ لگایا جا سکے۔ ظاہر ہے کہ کسی کتاب کے متفرق مقامات کے الفاظ کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنا دینا اور پھر اس عبارت کو اس کتاب کی طرف منسوب کر دینا خطرناک قسم کی تحریف اور بے مثال بددیانتی ہے۔ اس طرح تو کوئی شخص قرآن کریم کے دو مختلف جملوں کو اکٹھا کر کے کفریہ مضمون مرتب کر سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص قرآن کا ایک جملہ لے ’’ان الابرار ‘‘ اور دوسرا جملہ لے ’’لفی جحیم ‘‘ اور دونوں جملوں کو آپس میں ملا دے تو ایک ہی سورۃ سے معمولی ردوبدل کے ساتھ ایک کفریہ مضمون تیار ہو جائے گا۔ خان صاحب بریلوی نے عبارت نقل کرتے ہوئے کسی قسم کا اشارہ تک نہیں کیا کہ یہ مضمون تحذیر الناس میں اس طرح مسلسل اور مربوط نہیں ہے اور لطف یہ ہے کہ اسی تحذیر الناس میں ایسی متعدد عبارتیں موجود ہیں جن میں حضرت نانوتویؒ واضح طور پر حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ خان صاحب بریلوی نے ان تمام عبارتوں کو یکسر نظر انداز کر کے یہ فتویٰ دے دیا کہ قاسم نانوتویؒ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا یہ خاں صاحب بریلوی کی لاجواب علمی بددیانتی ہے۔ آئیے! ہم یہ معلوم کریں کہ تحذیر الناس کی ان عبارتوں کا صحیح مطلب کیا ہے؟

تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مفہوم

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ حسام الحرمین کی مذکورہ عبارت تحذیر الناس کی تین مختلف عبارتوں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ عبارت کا پہلا حصہ تحذیر الناس مطبوعہ دارالاشاعت کراچی کے ص ۱۸ سے ماخوذ ہے۔ دوسرا حصہ ص ۳۴ سے اور تیسرا حصہ ص ۴ سے لیا گیا ہے۔

عبارت کا پہلا حصہ

عبارت کا پہلا حصہ سیاق وسباق سمیت ملاحظہ ہو۔

’’اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے۔ جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا۔ اس میں انبیائے گذشتہ ہوں یا کوئی اور، اوراس طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ کا ہی محتاج ہوگا اوراس کا سلسلہ نبوت بہرطور آپ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہوگیا تو پھر سلسلہ علم وعمل کیا ہے۔ غرض اختتام بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النّبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے۔‘‘ (تحذیر الناس ص۱۷،۱۸)

مذکورہ عبارت میں خط کشیدہ حصہ وہ ہے جو حسام الحرمین میں منقول ہے۔ اب ذرا اس عبارت پر غور کریں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اس عبارت میں ختم نبوت ذاتی کی توضیح کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ حضور ﷺ وصف نبوت میں کسی دوسرے نبی کے محتاج نہیں۔ لیکن دوسرے تمام انبیاء وصف نبوت میں حضور ﷺ کے محتاج ہیں۔ یعنی ان سب کو نبوت حضور کے فیض سے ملی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی نبوت ذاتی ہے اور تمام کمالات ومراتب نبوت آپ ہی پر ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کی خاتمیت ذاتی بھی ہے اور پھر حضرت نانوتویؒ خاتمیت ذاتی کی مزید وضاحت کی غرض سے ایک مفروضہ پیش فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی ختم نبوت صرف ختم نبوت ذاتی ہوتی تو اس صورت میں آپ کے زمانہ میں کوئی اور نبی ہوتا تو وہ وصف نبوت میں حضور ﷺ کا محتاج ہوتا اوراس نبی کی موجودگی سے ختم نبوت ذاتی پر کوئی زد نہ پڑتی۔ لیکن یہ تو محض ایک مفروضہ تھا اور خاتمیت ذاتی کی وضاحت کے لئے ایک انداز بیان تھا ورنہ حضرت نانوتویؒ کے نزدیک حضور ﷺ کی خاتمیت صرف ذاتی نہیں، بلکہ زمانی بھی ہے۔ اس لئے آپ کی بعثت کے بعد آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضرت نانوتویؒ نے اس عبارت میں اگر فرض کیجئے، غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے اور بالفرض کے الفاظ استعمال کئے ہیں

جس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس میں حضرت نانوتویؒ نے اپنے عقیدہ کا اظہار نہیں کیا بلکہ ختم نبوت ذاتی کی وضاحت کے لئے ایک مفروضہ پیش کیا گیا ہے اور اگر غور کیا جائے تو اسی عبارت کے سیاق وسباق میں ایسے الفاظ موجود ہیں کہ جن میں خاتمیت زمانی کا واضح اقرار ہے۔ مذکورہ عبارت کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں: ''اطلاق خاتم اس بات کا مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ آپ پر ختم ہوتا ہے۔''

اور مذکورہ عبارت کے آخر میں یہ الفاظ درج ہیں: ''اطلاق خاتم النّبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے۔''

ان دونوں فقروں میں حضرت نانوتویؒ حضور ﷺ کو تمام انبیاء کا خاتم فرما رہے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ اطلاق خاتم النّبیین کا یہ تقاضا ہے کہ خاتم سے صرف خاتم ذاتی ہی مراد نہ لیا جائے۔ بلکہ اس کے ساتھ حضور ﷺ کی خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی کو بھی تسلیم کیا جائے۔ اس لئے سیاق وسباق میں اطلاق خاتم کے لفظ کی موجودگی یہ ثابت کرتی ہے کہ حضرت نانوتویؒ خاتمیت زمانی کے منکر نہیں۔ بلکہ یہ الفاظ ''تمام انبیاء کا سلسلہ آپ پر ختم ہوتا ہے۔''

اور ''کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے۔''

واضح دلالت کر رہے ہے کہ مصنف تحذیر الناس کا ختم نبوت زمانی پر ایمان ہے۔ الغرض عبارت کے پہلے حصہ سے خاتمیت زمانی کا انکار تو کجا الٹا اثبات حاصل ہوتا ہے۔ نیز خاتمیت زمانی کو ثابت کرنے والی غیر مبہم عبارات کی موجودگی میں اس عبارت کو کھینچ تان کر ختم نبوت زمانی کے انکار کے لئے پیش کرنا بذات خود بہت بڑا ظلم ہے۔

عبارت کا دوسرا حصہ

پوری عبارت اس طرح ہے: ''ہاں! اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوا رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی۔ آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں۔'' (تحذیر الناس ص۳۴)

اس عبارت میں اگر بالفرض کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک مفروضہ کا بیان ہے۔ کسی حقیقت واقعہ کا اقرار واعتقاد نہیں اور ہاں! اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ یہ محض خاتمیت ذاتی کی توضیح وتشریح ہے۔ یعنی حضور ﷺ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور باقی انبیاء موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اس لئے خاتمیت سے اگر صرف خاتمیت ذاتی مراد ہوتو اس صورت میں خواہ کوئی نبی زمانۂ گذشتہ میں ہو یا بالفرض زمانۂ حال یا استقبال میں ہو اور اسی طرح وہ نبی اس زمین پر ہو یا کسی اور زمین پر ہو۔ اس سے خاتمیت ذاتی پر کوئی حرف نہ آنا چاہئے۔ لیکن چونکہ مصنف تحذیر الناس متعدد جگہ بار بار وضاحت کر چکے ہیں کہ حضور کی خاتمیت صرف ذاتی ہی نہیں بلکہ زمانی بھی ہے۔ اس لئے مستقبل میں انبیاء کا مبعوث ہونا خاتمیت ذاتی کے تو منافی نہیں لیکن مطلق خاتمیت کے سراسر منافی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا ہونا محال ہے اور خود تحذیر الناس نے یہ اعلان کیا ہے کہ مذکورہ دونوں عبارتوں میں جس مفروضہ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ محض خاتمیت ذاتی کی تعبیر وتشریح کے لئے ایک انداز بیان ہے۔ مصنف کے عقیدہ کا اظہار نہیں چنانچہ فرماتے ہیں: ’’الغرض بطور جواب یہ احتمال بتلایا تھا، بطور اظہار اعتقاد یہ گذارش نہ تھی...... اپنے اعتقاد کا حال تو اوّل تحذیر میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں سے تقریر ثانی کی موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات مطابقی لفظ خاتم بن جائے گی۔‘‘ (مناظرہ عجیبہ ص۵۹)

یعنی بالفرض والی ان دونوں عبارتوں میں محض ایک مفروضہ کا بیان ہے۔ یہ حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ نہیں۔ بلکہ حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم کا لفظ مطلق ہے اور اس کے افراد ہیں خاتم ذاتی، خاتم زمانی اور خاتم مکانی اور حضور ﷺ کو بیک وقت خاتمیت ذاتی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی حاصل ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت نانوتویؒ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ’’اور یہی ہمارا اعتقاد ہے رسول اللہ ﷺ مادام خاتماً اوسط نہیں ہوسکتے یعنی اور نبی آپ کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا۔‘‘ (مناظرہ عجیبہ ص۱۳۵)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ’’معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیت زمانی ہے۔ معارض ہونا تو کجا۔‘‘ (مناظرہ عجیبہ ص۹۵)

بلکہ حضرت نانوتویؒ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا، فرماتے ہیں: ’’اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔‘‘ (مناظرہ عجیبہ ص۱۴۴)

اور فرماتے ہیں: ’’خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔‘‘ (مناظرہ عجیبہ ص۵۶)

غرضیکہ خود مصنف نے ان عبارتوں میں مراد متعین کردی ہے کہ زیر بحث عبارتوں میں ختم نبوت ذاتی کی تشریح کے لئے ایک مفروضہ بیان کیا گیا اور مصنف کا عقیدہ یہ ہے کہ حضورﷺ آخری نبی ہیں اور جو حضورﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔

عبارت کا تیسرا حصہ

پوری عبارت اس طرح ہے: ’’بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب کے گذارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النّبیین معلوم کرنا چاہئے تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے...... باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا۔ اس لئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے...... بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور افضلیت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے۔‘‘ (تحذیر الناس ص۴،۵)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خاتم النّبیین میں خاتم سے صرف یہ مراد لینا کہ خاتم صرف خاتم زمانی ہے۔ یہ عوام کا خیال اور نقطۂ نظر ہے۔ اس کے برعکس اہل علم کے نزدیک خاتم سے مراد خاتم زمانی کے ساتھ ساتھ خاتم ذاتی بھی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالفرض کوئی فضیلت ہوتو ہو بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ ایک نبی کا دوسرے نبی سے بلحاظ زمانہ پہلے یا بعد مبعوث ہونا بذات خود فضیلت یا عدم فضیلت کو ثابت نہیں کرتا۔ اس لئے خاتم سے صرف خاتم زمانی مراد لینا صحیح نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ دین آخری دین ہے۔ حضورﷺ آخری نبی ہیں۔ حضورﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور ان جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب بھی ضروری ہے۔ اس لئے خاتم کا وہ معنی صحیح ہوگا کہ جس میں خاتمیت زمانی کا مفہوم بھی شامل ہو۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال بھی ہوسکے اور حضورﷺ کی افضلیت بھی ثابت ہوسکے اور اس

کا طریقہ یہ ہے کہ خاتم کو مطلق سمجھا جائے اور اس کے اطلاق میں خاتم زمانی، خاتم مکانی اور خاتم مرتبی تینوں بروقت شامل ہوں اور حضور ﷺ کے لئے خاتمیت زمانی بھی ثابت کی جائے۔ خاتمیت مکانی بھی اور خاتمیت مرتبی بھی۔

اس عبارت کے متعلق مندرجہ ذیل امور خاص طور پر توجہ طلب ہیں:

۱...... حضرت مولانا نانوتویؒ نے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا۔ بلکہ ختم زمانی میں حصر کو عوام کا خیال بتایا ہے اور حضرت کا منشاء اس فقرے سے یہ ہے کہ عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے لفظ خاتم النّبیین سے صرف خاتمیت زمانی ہی ثابت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ کچھ ثابت نہیں ہوتا اور اہل فہم کے نزدیک اس سے خاتمیت ذاتی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت مکانی بھی اور خاتمیت زمانی بھی۔

۲...... حضرت نانوتویؒ کا مدعا ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں بلکہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ خاتمیت زمانی کے ساتھ ساتھ خاتمیت ذاتی بھی ثابت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خط کشیدہ عبارت سے چند فقرے ہی بعد یہ اعلان کیا ہے کہ یہ دین آخری دین ہے اور جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب ضروری ہے اور مزید چند فقروں کے بعد فرماتے ہیں کہ خاتمیت سے میری مراد ایسی خاتمیت ہے جس سے تاخر زمانی بھی ثابت ہو۔ مدعیان نبوت کا سد باب بھی ہو اور حضور ﷺ کی افضلیت بھی دوبالا ہو۔ یہ الفاظ واضح دلالت کرتے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ کے نزدیک حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت بند ہو چکا ہے اور اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے۔

مذکورہ تصریحات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ تحذیر الناس کی مذکورہ عبارتوں سے بلکہ کسی بھی عبارت سے ختم نبوت زمانی کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مذکورہ عبارتوں کا سیاق وسباق مدنظر رکھا جائے تو انہی عبارتوں سے ختم نبوت زمانی ثابت ہوتی ہے۔

چند اعتراضات اور ان کی حقیقت

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نکند رزق گدارا

پہلا اعتراض

’’مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک آیت ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ سے ختم نبوت زمانی ثابت نہیں ہوتی۔ اس طرح موصوف نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔‘‘

جواب…… یہ کہنا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک آیت مذکورہ سے ختم نبوت زمانی ثابت نہیں ہوتی، بالکل ہی خلاف حقیقت ہے۔ ہاں! یہ صحیح ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی ہی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ختم نبوت زمانی کے ساتھ ساتھ ختم نبوت ذاتی بھی ثابت ہوتی ہے اور ختم نبوت مرتبی اور مکانی بھی اور جو حضرات اس آیت سے صرف خاتمیت زمانی ہی ثابت کرتے ہیں وہ اس آیت کے حقیقی مفہوم سے ناواقف ہیں۔

اس لئے کہ محض زمانہ میں مقدم یا مؤخر ہونا بذات خود کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ ایک نبی زمانہ میں مقدم ہے اور دوسرا مؤخر ہے۔ تو محض اس تفاوت زمانہ سے فضیلت وعدم فضیلت کا فیصلہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔ محض زمانہ میں سب سے آخر ہونا کوئی مدح کی بات نہیں اور چونکہ اس آیت میں خاتم النّبیین کا لفظ مقام مدح میں واقع ہے اس لئے خاتم النّبیین سے صرف خاتم زمانی ہی مراد لینا صحیح نہیں۔ ہاں! اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مقام مدح ہی نہیں تو پھر اس کا یہ قول صحیح ہوسکتا ہے کہ خاتم النّبیین سے صرف خاتمیت زمانی ہی مراد ہے۔

اس آیت میں غور کریں۔ اس میں دو جملے ہیں: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ‘‘ اور ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ ایک دوسرے پر عطف ہے۔ ایک مستدرک منہ ہے اور دوسرا استدراک ہے۔ اب اگر خاتم النّبیین سے صرف خاتمیت زمانی ہی مراد لی جائے تو ان جملوں کا آپس میں ربط کیا ہوگا۔ اس سے تو کلام معجز نظام کا بے ربط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بات کہہ کر کہ: ’’محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔‘‘

ساتھ ہی یہ کہنا کہ: ’’لیکن اللہ کا رسول ہے اور آخری نبی ہے۔‘‘ آخر ان دونوں باتوں میں جوڑ کیا ہے؟ ربط کیا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ دین آخری دین ہے اور حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، کذاب ہے اور ان مدعیان نبوت کا سد باب بھی ضروری ہے تاکہ وہ مخلوق کو گمراہ نہ کرسکیں۔ اس لئے خاتم النّبیین کی ایسی توضیح وتشریح صحیح ہوگی۔ جس سے حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا بھی

ثابت ہو۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال بھی ہو اور حضور ﷺ کا سب سے افضل واشرف ہونا بھی ثابت ہوجائے۔ حضرت نانوتویؒ کے یہ الفاظ ہیں: ’’بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور افضلیت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے۔‘‘

(تحذیر الناس ص۵)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی بھی ہے۔ حضور موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور باقی تمام انبیاء کی نبوت حضور ﷺ کے فیض سے ہے اور حضور ﷺ کی نبوت کسی اور نبی کے فیض سے نہیں۔ اگر حضور ﷺ کی خاتمیت ذاتی ہوتی تو اس صورت میں بالفرض حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو اس سے حضور ﷺ کی اس خاتمیت ذاتی پر کوئی حرف نہ آتا۔ لیکن حضور ﷺ کی خاتمیت صرف ذاتی نہیں۔ زمانی بھی ہے، اس لئے حضور ﷺ تمام انبیاء سے افضل بھی ہیں اور سب سے آخری نبی بھی ہیں۔

بہرحال خاتم النّبیین سے نہ تو صرف ختم نبوت زمانی مراد ہے اور نہ ہی صرف ختم نبوت ذاتی۔ بلکہ دونوں مراد ہیں۔ اصل میں خاتم مطلق ہے اور خاتم ذاتی وخاتم زمانی اس کے افراد ہیں۔

ختم نبوت زمانی کی عبارات

بانی دارالعلوم دیوبند فراتے ہیں:

ا...... ’’سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو نبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل ’’انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال‘‘ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النّبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔‘‘

(تحذیر الناس ص۱۲،۱۳)

گویا حضرت نانوتویؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ:

۱...... آیت میں خاتم مطلق ہے اور اس کے افراد ہیں خاتم زمانی اور خاتم مرتبی اور اگر خاتم سے اس کے یہ دونوں افراد بیک وقت مراد لئے جائیں تو خاتم النّبیین سے ختم نبوت زمانی بدلالت مطابقی ثابت ہوتی ہے۔

۲...... اگر خاتم کے حقیقی معنی خاتم ذاتی ہوں اور مجازی معنی خاتم زمانی اور خاتم سے بطور عموم مجاز یہ دونوں معنی بیک وقت مراد لئے جائیں تو اس طرح بھی ختم نبوت زمانی بدلالت مطابقی ثابت ہوتی ہے۔

۳...... اگر خاتم کے حقیقی معنی تو خاتم ذاتی لئے جائیں۔ لیکن چونکہ خاتم ذاتی کے لئے لازم ہے کہ وہ خاتم زمانی بھی ہو۔ اس لئے ختم نبوت زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتی ہے۔

۴...... حدیث میں اعلان ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اس طرح حدیث سے بھی خاتمیت زمانی کا اثبات ہوا۔

۵...... خاتمیت زمانی کا مضمون درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے اور یہ تواتر معنوی ہے۔

۶...... خاتمیت زمانی پر اجماع ہو چکا ہے۔

۷...... خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے۔

اور خاتمیت ذاتی سے خاتمیت زمانی کے لازم آنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ اوّل یا وسط میں تشریف لاتے تو اعلیٰ دین کا ادنیٰ دین سے منسوخ ہونا لازم آتا۔ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں:

۲...... ’’بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض۔ اس صورت میں اگر رسول اللہ ﷺ کو اوّل یا اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا اور کیوں نہ ہو یوں نہ ہو تو اعطائے دین منجملہ رحمت نہ رہے۔ آثار غضب میں سے ہو جائے...... اور انبیائے متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا۔ ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون‘‘ کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہئے اور بشہادت

آیت: ’’ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ‘‘ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کا ’’تبیانا لکل شئ‘‘ ہونا غلط ہو جاتا...... ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے۔‘‘ (تحذیر الناس ص۱۰،۱۱)

اس عبارت میں حضرت نانوتویؒ ارشاد فرمارہے ہیں کہ حضورﷺ کی خاتمیت تو خاتمیت ذاتی ہے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ یعنی آپ کی نبوت کسی اور نبی کا فیض نہیں۔ لیکن دوسرے انبیاء کی نبوت آپ ہی کی نبوت کا فیض ہے۔ تاہم حضرت نانوتویؒ کے نزدیک خاتمیت ذاتی کے لئے خاتمیت زمانی لازم ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہو تو دو صورتیں ہیں کہ ان متاخرین انبیاء کا دین حضورﷺ کے دین کے مخالف ہوگا یا موافق۔ اگر مخالف ہو تو اس سے اعلیٰ دین کا ادنیٰ دین سے منسوخ ہونا لازم آتا ہے جو بنص قرآنی محال ہے۔ چونکہ حضورﷺ کا دین اعلیٰ ہے۔ اس لئے اب ایسا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا جس کا دین حضورﷺ کے دین کے مخالف ہو اور اگر ان متاخرین انبیاء کا دین حضورﷺ کے دین کے موافق ہو تو قرآن کے ہوتے ہوئے کسی نئے دین اور کسی نئے نبی کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ قرآن نے ہر بات کھول کھول کر بیان کر دی ہے اور قرآن نے قیامت تک محفوظ بھی رہنا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضورﷺ کے بعد قیامت تک کسی قسم کے نبی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی ختم نبوت ذاتی کے لئے ختم نبوت زمانی لازم ہے۔

نیز فرماتے ہیں: ’’ہاں! اگر بطور اطلاق وعموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدیﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔‘‘ (تحذیر الناس ص۱۱)

گویا خاتم کے حقیقی معنی خاتم مرتبی ہے اور مجازی معنی خاتم زمانی ہیں اور ایسے معنی مراد لئے جائیں جو بطریق عموم مجاز حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کو شامل ہوں تو اس صورت میں خاتم کے لفظ سے خاتمیت زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت مرتبی بھی۔ ایک صورت یہ ہے کہ خاتم سے بیک وقت دونوں معنی مراد نہ لئے جائیں بلکہ صرف ایک معنی مراد لیا جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خاتمیت زمانی مراد لی جائے۔ یا خاتمیت مرتبی۔ اگر صرف خاتمیت زمانی مراد لی جائے

تو اس صورت میں خاتمیت مرتبی ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر خاتمیت مرتبی مراد لی جائے تو چونکہ اس کے لئے تاخر زمانی لازم ہے۔ اس لئے خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور ﷺ کے شایان شان یہ نہیں کہ صرف خاتمیت زمانی مراد لے کر خاتمیت مرتبی کا انکار کر دیا جائے۔ بلکہ آپ کے شایان شان تو یہ ہے کہ خاتمیت مرتبی مراد لے کر بدلالت التزامی خاتمیت زمانی بھی ثابت ہو جائے۔

قاسم العلوم والخیراتؒ کا مزید ارشاد

۳...... ’’اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے۔ سو وہ یہ ہے کہ تقدم تاخر یا زمانی ہوگا یا مکانی، یا مرتبی۔ یہ تین نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم وتاخران تینوں کے حق میں جنس...... مگر ان میں سے اوّل وآخر زمانی ورتبی تو متشخص ہوتا ہے۔ یعنی اوّل وآخر اور اوّل وآخر نہیں ہوسکتا۔ البتہ تقدم وتاخر مکانی کے لئے کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہے جس سے اوّل وآخر معلوم ہو جائے...... اس صورت میں ہر نوع میں مفہوم خاتمیت جدی طرح ظہور کرے گا۔ جیسے آیت: ’’**انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن**‘‘ میں مفہوم رجس جنس عام ہے...... سو اگر یہاں خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جائے تو بدرجہ اولیٰ قابل قبول ہے۔ اس میں خاتمیت زمانی اور مرتبی کو تو ضرورت تعین مبدا بتقدم نہیں۔ ہاں! مکانی میں ہے۔ سو بقیاس آخر مرتبی یہاں بھی نیچے سے شروع سمجھا جائے گا اور زمین علیاء اختتام ہوگا۔‘‘ (تحذیر الناس ص۱۱،۱۲)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں ’’رجس‘‘ جنس عام ہے اور اس کے جو انواع مذکور ہیں ان میں سے ایک رجس ظاہری ہے اور باقی انواع رجس باطنی ہیں۔ جس طرح لفظ رجس بول کر اس کے مختلف انواع مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح خاتم کا لفظ بول کر اس سے اس کے انواع خاتم زمانی، خاتم مرتبی اور خاتم مکانی تینوں امر لئے جا سکتے ہیں۔ گویا حضرت نانوتویؒ خاتم کے ان تینوں انواع پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز آپ کے نزدیک حرکت سلسلۂ نبوت حضور پر مبدل بسکون ہو چکی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

۴...... ’’زمانہ ایک حرکت ارادہ خداوندی ہے...... درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس

کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا۔ سو حرکت سلسلۂ نبوت کے لئے نقطۂ ذات محمدی منتہیٰ ہے...... منجملہ حرکات سلسلہ نبوت بھی تھی۔ سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی ﷺ مبدل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کی ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔''

(تحذیر الناس ص۲۵،۲۶)

اور جب حرکت سلسلۂ نبوت مبدل بسکون ہو چکی ہے تو اب کسی قسم کے نئے نبی کے آنے کا کوئی امکان نہیں۔ بالفاظ دیگر حضور ﷺ کے حق میں بمنزلہ والد معنوی ہیں اور امت حضور ﷺ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی ہے۔ ''ولکن رسول اللہ'' میں اسی حقیقت کا بیان ہے کہ حضور ﷺ امت کے حق میں والد معنوی ہیں اور خاتم النّبیین میں اس امر کا اظہار ہے کہ حضور تمام انبیاء کے حق میں والد معنوی ہیں۔ گویا امتیوں کے حق میں بھی اور دوسرے تمام نبیوں کے حق میں بھی حضور ﷺ کو ابوت معنوی حاصل ہے۔ اس لئے اب آیت: ''ماکان محمد'' کا مطلب یہ بنے گا کہ ابوت معروفہ تو حضور ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ لیکن آپ کو ابوت معنوی حاصل ہے نبیوں کے حق میں بھی اور امتیوں کے حق میں بھی۔ لیکن چونکہ خاتم کا لفظ مطلق ہے۔ اس لئے خاتم ذاتی کے مذکورہ مفہوم کے ساتھ آپ خاتم زمانی بھی ہیں۔ آیت کی اس تفسیر سے دونوں جملوں کا عطف بھی واضح ہوتا ہے۔ استدراک اور استثناء مذکور کی حقیقت بھی نمایاں ہوتی ہے اور ساتھ ہی ختم نبوت زمانی کا اثبات بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

۵...... ''اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔''

(تحذیر الناس ص۱۴)

خلاصہ یہ کہ خاتم النّبیین کے لفظ میں ختم نبوت ذاتی یا مرتبی بھی شامل ہے۔ ختم نبوت مکانی بھی اور ختم نبوت زمانی بھی اور مذکورہ بالا تصریحات سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے آیت خاتم النّبیین کی تفسیر میں ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا بلکہ ختم نبوت زمانی کے ساتھ ساتھ ختم نبوت ذاتی یا مرتبی اور ختم نبوت مکانی بھی ثابت کی ہے۔

دوسرا اعتراض

مصنف تحذیر الناس نے خاتم النّبیین سے خاتم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا ہے۔ حالانکہ خاتم کے یہ معنی خود حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ اس طرح گویا مصنف تحذیر الناس کے نزدیک حضور ﷺ اور تمام صحابہؓ عوام میں داخل ہوئے۔

(الموت الاحمر، احمد رضا خان بریلوی)

جواب...... سطور بالا میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ کا قطعاً یہ مدعا نہیں کہ خاتم النّبیین سے ختم نبوت زمانی مراد لینا عوام کا خیال ہے۔ بلکہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ خاتم النّبیین سے صرف ختم نبوت زمانی ہی مراد لینا عوام کا خیال ہے۔ گویا ختم نبوت زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتایا گیا ہے اور آیت کا صحیح مطلب یہ بتایا گیا کہ آپ خاتم زمانی بھی ہیں یعنی آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضرت نانوتویؒ نے حصر کی نفی کی ہے اور یہ حصر نہ حضور ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہؓ سے۔ معلوم ہوا کہ حضرت نانوتویؒ کے نزدیک نہ حضور ﷺ عوام میں داخل ہیں اور نہ ہی صحابہؓ اور حضرت نانوتویؒ خود تصریح فرما چکے ہیں کہ انبیاء اور راسخین فی العلم کے علاوہ باقی سب عوام ہیں۔ الفاظ یہ ہیں: ''وجز انبیاء علیہم السلام یا راسخان فی العلم همه عوام اند'' (قاسم العلوم نمبر اوّل مکتوب دوم ص۴)

گویا نہ انبیاء عوام میں داخل ہیں اور نہ راسخین فی العلم اور چونکہ صحابہؓ راسخین فی العلم میں شامل ہیں۔ اس لئے وہ بھی عوام میں داخل نہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔

تیسرا اعتراض

تحذیر الناس کے مصنف نے ختم نبوت زمانی کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ خاتمیت زمانی سے کسی قسم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور خاتمیت زمانی حضور ﷺ کے شایان شان نہیں۔ گویا مصنف تحذیر الناس نے ان الفاظ کے ساتھ ختم نبوت زمانی کی توہین بھی کی ہے اور ختم نبوت زمانی کا انکار بھی کیا ہے۔

جواب...... یہ اعتراض بھی تحذیر الناس کی عبارت پر غور وفکر نہ کرنے کی وجہ سے واقع ہوا ہے یا پھر اس کا منشاء ضد وعناد ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ مصنف کا مقصد صرف یہ ہے کہ صرف خاتمیت زمانی سے فضیلت علی وجہ الاتم ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے مقدم یا مؤخر ہونا فضیلت کا

معیار ہے ہی نہیں۔ اسی طرح مصنف یہ کہنا چاہتے کہ صرف خاتمیت زمانی حضورﷺ کے شایان شان نہیں۔ بلکہ حضورﷺ کی خاتمیت کی شان تو یہ ہے کہ آپ خاتم ذاتی ومرتبی بھی ہیں۔ خاتم مکاں بھی اور خاتم زماں بھی مصنف نے صرف حصر کی نفی کی ہے نہ کہ خود ختم زمانی کی اور مصنف اور منشاء نہ ختم نبوت زمانی کی توہین ہے اور نہ ختم نبوت زمانی کا انکار، بلکہ مصنف کا منشاء حضورﷺ کی افضلیت کا اثبات واظہار ہے۔

چوتھا اعتراض

مولوی محمد قاسم نانوتویؒ نے حضورﷺ کا خاتم ذاتی ہونا یعنی آپ کا نبوت کے ساتھ موصوف بالذات اور باقی انبیاء کا موصوف بالعرض ہونا جو تجویز کیا ہے یہ محض ذہنی اختراع ہے اور عقل ونقل کے خلاف ہے اور اس میں حضورﷺ کی اور دوسرے انبیاء کی تنقیص بھی ہے۔

جواب...... حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک حضورﷺ کی خاتمیت ذاتی بھی ہے اور زمانی بھی۔

خاتمیت ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ حضورﷺ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ جس کا وصف ذاتی ہو کسی اور سے مستفاد نہ ہو۔ وہ موصوف بالذات ہے اور جن کا وصف ذاتی نہ ہو کسی اور سے مستفاد ہو وہ موصوف بالعرض ہے اور حضورﷺ کا موصوف بوصف نبوت بالذات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کسی اور نبی سے فیض نہیں لیا۔ دیگر انبیاء کی نبوت موصوف بالعرض ہے۔ یعنی ان کی نبوت حضورﷺ کی نبوت کا فیض ہے۔ لیکن اس سے حضرت نانوتویؒ کی یہ قطعاً مراد نہیں کہ آپ نبوت تراش ہیں۔ نبوت تو سب کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ لیکن حضورﷺ کو براہ راست ملی ہے اور باقی انبیاء کو حضورﷺ کے فیض سے۔

''اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہوتا ہے۔ غرض آپ جیسے نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔''

(تحذیر الناس ص۶)

اور یہ تو وہ مضمون ہے جس کے خود خان صاحب بریلوی بھی قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روز ازل سے اب تک، اب

سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک۔ مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی، ملتی ہے یا ملے گی۔ اس کی کلی انہی کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انہی کے ہاتھوں پر بٹی، بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہ سرالوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!'' (جزاء اللہ عدوہ ص۲۳)

معلوم ہوا کہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک ہر نعمت ہر ایک کو حضور ﷺ کے واسطہ سے ملتی ہے اور چونکہ سب سے بڑی نعمت نبوت ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی حضور ﷺ کے واسطہ سے ملتی ہے۔ اس لئے سب انبیاء کی نبوت حضور ﷺ کا فیض ہے اور یہی مراد ہے۔ اس لئے سب انبیاء کی نبوت حضور ﷺ کا فیض ہے اور یہی مراد ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی، اور اس میں نہ تو تنقیص ہے حضور ﷺ کی اور نہ ہی دیگر انبیاء کی بلکہ اس میں تو حضور ﷺ کی شان اور منقبت کا بیان ہے ۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پانچواں اعتراض

اس اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے آیت خاتم النّبیین کا جو نیا مفہوم پیش کیا ہے وہ تحذیر الناس سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعوائے نبوت کیا اس کا وبال قاسم نانوتویؒ کے سر ہے اور اس وجہ سے قاسم نانوتویؒ قادیانیوں کا قدوہ اور پیشوا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اس مسئلہ میں قاسم نانوتویؒ کا شاگرد ہے۔ (جاء الحق)

مسئلہ اجرائے نبوت دیوبندیوں نے جاری کیا۔ (مقیاس حنفیت)

جواب...... جو شخص تحذیر الناس کی عبارتوں کو دیانت اور خوف خدا کے ساتھ پڑھے گا اس پر واضح ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تفاسیر آیہ خاتم النّبیین میں زمین وآسمان کا تفاوت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک خاتم النّبیین کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے حضور ﷺ آخری نبی نہیں بلکہ سلسلۂ نبوت آپ کے بعد جاری ہے اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نزدیک خاتم النّبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ خاتم ذاتی بھی ہیں اور خاتم زمانی بھی۔ یعنی تمام مراتب وکمالات بھی آپ پر ختم ہیں اور آپ ہی آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد سلسلہ نبوت بند ہو چکا ہے جو آپ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کا مفہوم جدید تحذیر الناس سے اخذ کیا ہے تو یہ سراسر باطل ہے۔ کیونکہ پہلے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے تحذیر الناس پر انکار ختم نبوت کی تہمت لگائی پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے حسام الحرمین کی اس عبارت کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار خاتمیت زمانی حسام الحرمین سے ماخوذ ہے نہ کہ تحذیر الناس سے۔ دریں صورت قادیانیوں کا قدوہ صاحب حسام الحرمین ہیں نہ کہ محمد قاسم نانوتویؒ، نہ خان صاحب تحذیر الناس کی عبارت کو غلط معنی پہناتے نہ مرزا غلام احمد قادیانی تحذیر الناس کی عبارت کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کرتا۔ کوئی شخص ہرگز یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ حسام الحرمین کی اشاعت سے پہلے کسی قادیانی نے تحذیر الناس کی عبارت سے ختم نبوت زمانی کا انکار ثابت کیا ہو۔ اس لئے قادیانیوں کے استاد اور پیش رو تو صاحب حسام الحرمین ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اس کے برعکس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تحقیق کی رو سے تو قادیانیت بالکل فنا ہو جاتی ہے اور خاتمیت زمانی کا منکر کافر ثابت ہوتا ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے صرف تحذیر الناس کی عبارت سے ہی استدلال نہیں کیا۔ اس نے تو حضرت عائشہؓ، ملا علی قاریؒ، شیخ اکبرؒ، عبدالوہاب شعرانیؒ کے اقوال سے بھی استدلال کیا ہے۔ کیا ان حضرات کو مرزا قادیانی کا استاد اور قادیانیت کا بانی مبانی کہا جائے گا۔ کوئی شخص کسی بزرگ کے قول سے غلط استدلال کرے تو اس میں اس بزرگ کا کیا قصور، استدلال کرنے والا بریلوی ہو یا قادیانی۔

ہم تشریح وتوضیح سے بیان کر چکے ہیں کہ بانی دارالعلوم دیوبند نے ختم نبوت زمانی کا قطعاً انکار نہیں کیا۔ اس لئے دیوبندیوں نے نہ ہی ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے اور نہ ہی اجراء نبوت کا مسئلہ جاری کیا ہے، بلکہ مسئلہ اجرائے نبوت اور انکار ختم نبوت کے خلاف دیوبندیوں نے جو کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

عقائد علماء دیوبند کی عبارت

جب احمد رضا خان بریلوی نے ''حسام الحرمین'' شائع کی اور اس میں بہت سے غلط عقائد علماء دیوبند کی طرف منسوب کئے تو علماء حرمین نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایک استفتاء بھیجا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ''المہند علی المفند'' کے نام سے اس استفتاء کا عربی

میں جواب لکھا اور اس میں علماء دیوبند کے عقائد کی تصریح کی۔ اس کتاب پر اکابر علماء دیوبند کے علاوہ علماء حرمین کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔ المہند کا اردو ترجمہ ’’عقائد علماء دیوبند‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ عقائد علماء دیوبند میں ختم نبوت سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار وآقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ’’لیکن محمد اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تواتر کو پہنچ گئے اور نیز اجماع امت سے۔ سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص قطعی کا۔ ہاں! ہمارے شیخ مولانا مولوی محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی دقت نظر سے عجیب ودقیق مضمون بیان فرماکر آپ ﷺ کی خاتمیت کو کامل وتام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں تحریر فرمایا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانی، وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کے زمانہ سے متاخر ہے اور بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت بحیثیت ذات۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر انبیاء کی نبوت ختم ومنتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النّبیین ہیں باعتبار زمانہ۔ اسی طرح آپ خاتم النّبیین ہیں بالذات۔ کیونکہ وہ ہر شئے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے۔ اس پر جو بالذات ہو۔ اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض۔ اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل ویگانہ اور دائرہ نبوت ورسالت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں۔ پس آپ خاتم النّبیین ہوئے۔ ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت محض زمانہ ہی کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اس لئے یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور درجہ کا شرف وفضل اسی وقت ثابت ہوگا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو۔ ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت ورفعت نہ مرتبہ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت شان وعظمت کے بیان سے مولانا کا مکاشفہ ہے۔ جیسا کہ ہمارے

سادات محققین نے تحقیق کی ہے مثل شیخ عبدالقدوس۔ شیخ اکبر، تقی سبکی نے۔ ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور اذکیاء، متبحرین میں بہتیروں کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔ ہاں! ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر وضلال بن گیا۔ یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ایسا کہنا پرلے درجے کا افتراء اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے جس کا باعث محض کینہ وعداوت وبغض ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے۔‘‘

فائدہ...... مسئلہ ختم نبوت کی بحمداللہ جیسی خدمت اس زمانہ میں ہماری جماعت کے اہل علم نے کی ہے اس نظیر متقدمین میں بھی شاذ ونادر ہی کسی نے کی ہوگی۔ (عقائد علماء دیوبند مطبوعہ سہارنپور ص۱۴،۱۵)

عقائد علماء دیوبند یعنی المہند علی المفند مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور اس پر علماء دیوبند کی ایک کثیر جماعت کے دستخط میں مثلاً مولانا الحاج میر حسنؒ، مولانا عزیز الرحمٰنؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، شاہ عبدالرحیم صاحبؒ، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، مولانا محمد احمد صاحبؒ، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ، مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ وغیرہ!

اس لئے تمام علمائے دیوبند حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کے اجراء کو جائز نہیں سمجھتے اور علمائے دیوبند نے ختم نبوت کے موضوع پر بے شمار کتابیں تنصیف کی ہیں: مثلاً مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے ختم نبوت کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے اس کی تین جلدیں ہیں اور اس کتاب میں صدہا آیات واحادیث وآثار نیز دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ دیگر علماء دیوبند نے ختم نبوت کے موضوع پر جو کتابیں تصنیف کی ہیں ان کے تذکرہ کے لئے ایک ضخیم دفتر درکار ہے۔ نیز تحریک تحفظ ختم نبوت میں علماء دیوبند نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ اس بات پر شاہد ہیں کہ علماء دیوبند حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہ مانے اس کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے نہ ہی علماء دیوبند نے مسئلہ اجرائے نبوت جاری کیا اور نہ ہی وہ ختم زمانی کے منکر ہیں۔

حضرت نانوتویؒ کی دیگر تصانیف اور خاتمیت زمانی

یہ اک مسلمہ امر ہے کہ کسی عبارت کا وہی مفہوم قابل قبول ہوتا ہے جو اس عبارت کے مصنف کا متعین کردہ ہو۔ اب صورتحال یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ بار بار اس بات کا اعلان کررہے

ہیں کہ ختم نبوت زمانی میرا عقیدہ اور ایمان ہے اور تحذیر الناس کی کسی بھی عبارت سے میری مراد ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں۔ اس سلسلہ میں متعدد عبارتیں سطور بالا میں مذکور ہو چکی ہیں۔ چند مزید عبارتیں ملاحظہ ہوں:

۱...... حضرت خاتم المرسلین کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ (مناظرہ عجیبہ ص۵)

۲...... ہاں! یہ مسلّم کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔ (مناظرہ عجیبہ ص۹۶)

۳...... حاصل مطلب یہ کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہیں چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔ (مناظرہ عجیبہ ص۱۷)

۴...... خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے۔ تغلیط نہیں کی۔ ہاں! آپ گوشۂ عنایت وتوجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ ''**اخبار بالعلة مکذب اخبار بالمعلول**'' نہیں بلکہ اس کا مصدق اور مؤید ہوتا ہے۔ اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی ذکر کر دی اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور خاتم کو مطلق رکھئے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اسی طرح ثابت ہو جائیں گے۔ جس طرح آیت: ''**انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن**'' میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (مناظرہ عجیبہ ص۵۳)

۵...... وہ تقریر لکھی جس سے خاتمیت زمانی، خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا۔ (مناظرہ عجیبہ ص۷۰)

۶...... اوّل تقریر تحذیر پر تو خاتمیت زمانی مدلول التزامی خاتم النّبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی۔ ہاں! خاتمیت زمانی مع شی زائد ثابت ہو جائے گی۔ (مناظرہ عجیبہ ص۹۵)

۷...... جیسے آفتاب پر سلسلہ فیض نبوت ختم ہوتا ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی تھا کہ خاتم بمعنی آخر و متاخر ہے۔ (مناظرہ عجیبہ ص۱۳۲)

۸...... آپ ہی فرمائیں تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا۔ کہاں باطل کیا۔ (مناظرہ عجیبہ ص۵۲)

۹...... آپ کا دین سب دینوں کا آخر ہے۔ چونکہ دین حکم نامۂ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخری ہوگا وہی شخص سردار ہوگا۔ کیونکہ اس کا دین آخر ہوتا ہے۔ (قبلہ نما ص۱۱)

۱۰...... آج کل نجات کا سامان بجز اتباع نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ ﷺ اور کچھ نہیں۔

(مباحثہ شاہجہان پور ص۹۶)

تلک عشرة کاملة!

اور جب مصنف نے اپنے مراد متعین کردی ہے تو اب کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت نانوتویؒ پر بہتان تراشی کرے۔

حاصل کلام

حضرت نانوتویؒ کے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق مذکورہ مباحث کا حاصل یہ ہے:

۱...... حضرت نانوتویؒ کے نزدیک خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تین نوع ہیں۔ خاتمیت مرتبی یا ذاتی خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی۔

۲...... خاتمیت ذاتی ومرتبی کا مفہوم یہ ہے کہ جملہ کمالات وفضائل حضور ﷺ پر ختم ہیں۔ اس لئے آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ آپ نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء آپ کے حق میں والد معنوی ہیں۔ یعنی دوسرے تمام انبیاء کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ لیکن آپ کی نبوت کسی دوسرے نبی کا فیض نہیں۔

۳...... خاتمیت زمانی سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

۴...... خاتمیت مکانی سے مقصود یہ ہے کہ اگر زمینیں سات ہوں اور ہر زمین میں سلسلۂ نبوت کا ایک خاتم ہو تو حضور ﷺ سب سے اوپر والی زمین میں ہیں اور ان سب خاتموں کے خاتم ہیں۔ یعنی مرتبہ کے لحاظ سے بھی ان میں سے سب سے افضل ہیں اور زمانہ کے لحاظ سے بھی آپ سب سے آخر میں تشریف لائے۔

۵...... خاتمیت زمانی آیت خاتم النّبیین سے بدلالت مطابقی بھی ثابت ہوتی ہے اور بدلالت التزامی بھی۔

۶...... خاتمیت زمانی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اگرچہ یہ تواتر معنوی ہے۔

۷...... ختم نبوت پر امت کا اجماع ہے۔

۸...... اس لئے حضرت نانوتویؒ کے نزدیک خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے۔

۹...... خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی لازم وملزوم ہیں یعنی جو نبی مرتبہ میں سب سے افضل ہے اسے زمانہ کے لحاظ سے سب سے آخر آنا چاہئے۔ کیونکہ اگر وہ اوّل یا وسط میں ہو تو اعلیٰ دین کا ادنیٰ دین سے منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ محال ہے۔

۱۰...... حرکت سلسلۂ نبوت حضور ﷺ پر مبدل بسکون ہو چکی ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ حضرت نانوتویؒ پر انکار ختم نبوت زمانی کا الزام بالکل باطل ہے اور حضرت نانوتویؒ وتمام علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں اور جو آپ ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ ان تمام شواہد کے مطالعہ کے بعد بھی کوئی شخص حضرت نانوتویؒ اور علماء دیوبند پر افتراء پردازی کرے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ بقول عارف جامی ؎

چنیں کردند خلقے در تماشا ہمیں گفتند حاشا ثم حاشا
کزیں روئے نکو بدکاری آید وزیں دلدار دل آزاری آید

اتمام حجت

صرف علماء دیوبند نے ہی نہیں بلکہ دیگر حقیقت پسند علماء کرام اور صوفیاء عظام نے بھی تصریح کی ہے کہ تحذیر الناس میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کی تصدیق کی ہے نہ کہ انکار۔ نمونہ کے طور پر چند حضرات کی تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت نانوتویؒ خواجہ قمر الدینؒ سیالوی کی نظر میں

حضرت سیالویؒ، مولانا کامل الدین رتوکالوی کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ’’میں نے تحذیر الناس کو دیکھا۔ میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النّبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔‘‘

(ڈھول کی آواز مؤلفہ مولانا کامل الدین رتوکالوی ص۱۱۶، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا)

حضرت نانوتویؒ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نظر میں

ایک دفعہ پیر مہر علی شاہؒ سے کسی نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے متعلق پوچھا کہ آپ کا ان کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔'' (اسوۂ اکابر ص ۲۷، مؤلفہ مولانا محمد بہاؤ الحق قاسمیؒ)

حضرت نانوتویؒ پیر کرم شاہ صاحب بھیروی کی نظر میں

پیر صاحب موصوف ارشاد فرماتے ہیں:

۱...... حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔

۲...... جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرۂ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان سامان مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور ﷺ کا ذاتی کمال ہے۔

۳...... اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت ﷺ متصف بالذات ہیں اور حضور ﷺ کے علاوہ جس کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے۔ انتہی!

۴...... مولانا، خاتم النّبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔

الف...... عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور پرنور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا اور بے شک یہ درست ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا۔

ب...... لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح مفہوم

بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس حد تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔

۵...... گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف انجام کار حضورﷺ کی خاتمیت کو سمجھ سکیں۔ لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضورﷺ مبدا و مآل دونوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔

۶...... ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبداء و مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر امت مرزائیہ وغیرہ سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔

(ڈھول کی آواز ص۱۲۸ تا ۱۳۰)

حضرت نانوتویؒ پیر محبوب الرسولؒ للہ شریف (ضلع جہلم) کی نظر میں

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اور علم کی جوان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل بخش دے۔ آمین! یارب العالمین!!

بار بار زبان پر آتا ہے کہ اللھم نور مرقدہ واحشرنا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خوابگاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر۔ آمین!)

باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے اپنے مفید مطالب معنے نکالنے تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کرسکتا۔ اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنی نہیں نکالے۔ آیات قرآنی کی تاویل کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ (ڈھول کی آواز ص۱۱۷)

حضرت نانوتویؒ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی نظر میں

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اپنے اس باکمال مرید کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں: ’’جو شخص اس فقیر سے محبت، عقیدت و ارادت رکھے۔ مولوی

رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کو کہ تمام کمالات ظاہری و باطنی ان میں موجود ہیں۔ مجھ راقم کی جگہ سمجھے۔ بلکہ مجھ سے بھی فائق فی المدارج جانے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہوگیا کہ میں ان کی جگہ اور وہ میری جگہ ہوگئے اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ اس زمانے میں ایسے آدمی نایاب ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیضاب ہوتا رہے۔'' (ضیاء القلوب ص ۶۰)

نیز فرمایا: ''میرے دو بازو ہیں ایک مولوی محمد قاسم مرحوم دوسرے مولوی رشید احمد۔''

(موازنہ علماء حق وعلماء سوء ص ۷۵)

حضرت نانوتویؒ سائیں توکلؒ شاہ انبالوی کی نظر میں

حضرت مولانا مشتاق احمدؒ چشتی انبیٹھوی مؤلف انوار العاشقین لکھتے ہیں: ''حضرت عارف باللہ شیخی توکلؒ شاہ صاحب مجددیؒ نے عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لے جارہے ہیں۔ مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ) تو جہاں پائے مبارک حضور کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچوں۔ چنانچہ میں آگے ہوگیا۔'' (انوار العاشقین ص ۸۸)

حضرت نانوتویؒ خواجہ غلام فریدؒ کی نظر میں

حضرت خواجہ غلام فریدؒ پنجاب میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: ''حاجی امداد اللہ ایک بزرگ کامل ہیں اور بقید حیات ہیں...... دیوبند و دہلی و سہارنپور و گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی صاحبؒ کے مرید ہیں۔ مولوی رشیدؒ احمد گنگوہی بھی حضرت کے مرید اور خلیفۂ اکبر ہیں۔ آپ کے بہت سے دیگر خلفاء بھی ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور محمد یعقوب صاحبؒ۔''

(مقابیس المجالس ج ۲ ص ۴۳، مقدمہ دیوان فرید ص ۵۴)

حضرت نانوتویؒ کی شخصیت کو ان کے معاصرین حتیٰ کہ مخالفین نے جو خراج عقیدت پیش کیا اس کا احصاء نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ نمونہ کے طور پر چند حضرات کے تاثرات نقل کردیئے گئے ہیں ۔

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کار مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مرزائیوں کا المیہ

(علامہ اقبال کے مقالہ کی روشنی میں)

جناب محمد اسماعیل آزاد (ایم۔اے)

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	قادیانیت کی بنیاد	۱۶۷
۲	مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی	۱۶۸
۳	خواب وحی الٰہی کی طرح ہدایت کا مستند ماخذ نہیں	۱۶۸
۴	عامتہ المسلمین سے علیحدگی	۱۶۹
۵	قومی دھارے سے علیحدگی کے نتائج	۱۶۹
۶	نشان منزل بھی خود ساختہ	۱۷۰
۷	کالی ماتا، ہنومان	۱۷۰
۸	ظلی اور بروزی	۱۷۱
۹	بہاء اللہ اور مرزا صاحب	۱۷۲
۱۰	انگریزی اقتدار	۱۷۲
۱۱	تاویل کی سنگلاخ زمین	۱۷۳
۱۲	پراسرار تحریکیں	۱۷۳
۱۳	جمہوری راہ عمل	۱۷۴
۱۴	پاکستان کی بقاء	۱۷۵
۱۵	ہندوازم	۱۷۶
۱۶	جہاد اور فوج	۱۷۶
۱۷	دور جدید کا فتنہ	۱۷۷
۱۸	الہام کا مغالطہ	۱۷۷
۱۹	الہام کے نام پر بلیک میلنگ	۱۷۸
۲۰	شعر و الہام کا فرق	۱۷۸
۲۱	طاعون سے استدلال جوانمردی نہیں	۱۷۹
۲۲	نفرت کے ردعمل کا ذمہ دار کون؟	۱۷۹
۲۳	دعویٰ اور عمل کا تضاد	۱۸۰
۲۴	روحانی وارداتیں؟	۱۸۱
۲۵	ذہنی مریض؟	۱۸۲
۲۶	مرزا قادیانی کاہن تھے	۱۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احمدی فرقے کی عمر طبعی ابھی ۹۵ سال کے لگ بھگ ہے۔ ۹۵ سال پہلے یہ سنی اور اہل حدیث مسلمان تھے اور مسلمانوں کے اس عظیم تاریخی دھارے میں شامل تھے جس کے مسلسل بہاؤ کو چودہ سو برس ہو چکے ہیں۔ یہ فرقہ مسلمانوں سے الگ کیوں ہوا اور الگ ہو کر اس نے کیا پایا؟ اور کیا کھویا؟

فرقہ احمدیہ اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو مان کر عامتہ المسلمین سے الگ ہو گیا۔ موصوف اپنے دعویٰ سے پہلے آریوں اور عیسائیوں میں تبلیغی کام کرتے رہتے تھے۔ اس وقت عامتہ المسلمین اسلام کے اس تبلیغی کام کو بنظر تحسین دیکھتے تھے۔ تبلیغ اسلام کا یہ دور آریہ سماج اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے جواب میں آیا۔ اس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی ہی واحد مبلغ ومناظر نہ تھے مولانا نانوتوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی جیسے سینکڑوں بزرگ یہ کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں نے چونکہ اپنی الگ جماعتیں بنائیں نہ اخبارات نکالے نہ مرید بنائے۔

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت، اپنے اخبارات، اپنے مریدوں کی تنظیم اور دارالاشاعت بنایا اور اسی لئے پروپیگنڈے کے جدید دور میں وہ زیادہ مشہور ہوئے۔ انہیں شہرت ملی اور ان بزرگوں نے جنہوں نے فی سبیل اللہ تبلیغ کی۔ اس کی اجرت کے طور پر شہرت سے دلچسپی نہ لی۔

قادیانیت کی بنیاد

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود ہونے اور نبی ہونے کے دعوے سے احمدی فرقے کی بنیاد پڑتی ہے۔ مرزا قادیانی کو اپنا مرکز (مرکز ملت) مان کر احمدیوں نے اسلام کے چودہ سو سالہ ورثہ سے قطع تعلق کر لیا۔ ان کی ہدایات کا منبع مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت بن گئی اور Personality cult کی طرح فرقہ احمدیہ وجود میں آیا۔ بظاہر یہ لوگ قرآن پاک اور احادیث کو اپنی بنیاد بتاتے ہیں۔ لیکن قرآن وحدیث سے وہ دراصل مرزا قادیانی کی صداقت کو ثابت کرنے کا کام لیتے ہیں۔ اس طرح اولیت مرزا قادیانی ہی کی شخصیت کو حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث ان کے نزدیک ثانوی درجہ رکھتے ہیں۔

ان لوگوں کا المیہ یہ ہے کہ جس کو نبی مانتے اور صاحب وحی، گردانتے ہیں وہ ان کی عملی زندگی میں نمونۂ عمل اور اسوۂ حسنہ کا کام نہیں دیتا۔ حیرت ہے کہ مہد سے لحد تک روزمرہ کی زندگی کے مذہبی اعمال میں ان کا نبی ان کے کسی کام نہیں آتا۔ اس لئے دعویٰ نبوت کی خودبخود تردید ہو جاتی ہے۔ جو نمونہ وعمل نہ ہو وہ نبی نہیں، کاہن ہو سکتا ہے۔ یہ کیسا المیہ ہے کہ عبادات ومعاملات

میں خاتم النّبیین ﷺ سے ہدایت حاصل کریں۔ لیکن کریڈٹ مرزا قادیانی کو دیں۔

مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی

کہا جاتا ہے کہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشین گوئیاں ہیں۔ اس لئے دعویٰ ضروری تھا۔ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو احادیث میں مسیح علیہ السلام کے چوتھے آسمان پر ہونے اور نزول کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ لوگ وفات مسیح مان کر احادیث کو رد بھی کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو ان کا مصداق مان کر ان کی تصدیق بھی۔ آمد مسیح کی روایات میں اس بات کا خفیف سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ وہ نازل ہو کر اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے پھریں گے۔ ان کا کام تو صرف قتل دجال بتایا گیا ہے۔ نہ دعویٰ نبوت نہ کرامات و معجزات پر فخر، نہ دشمنوں کو بددعا، وہ تو ان مراحل سے گذر چکے ہیں۔ صرف اور صرف دجال کو قتل کرنا ان کا کام ہے۔ حد یہ ہے کہ اس بات کا بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کریں گے۔ جماعت بنائیں گے۔ عام مسلمانوں سے الگ ہو جائیں گے اور انہیں کافر قرار دیں گے۔ مرزا قادیانی کے یہ سارے کام ان کی مسیحیت موعودہ کے دعوے کی تردید بن جاتے ہیں۔ اس طرح وفات مسیح پر مرزا قادیانی کا اصرار کوئی علمی حقائق کی دریافت کی تحقیقی مہم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا مقصد اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح مسیح کی جگہ خالی ہو جائے۔ جس پر یہ خود براجمان ہو جائیں۔

مسیح علیہ السلام کی وفات کو ماننے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اب یہاں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خواب اور کشف کی وارداتوں میں خود کو نبی مسیح موعود، مہدی موعود، کرشن اور خدا جانے کیا کیا محسوس کیا۔ خواب میں آدمی سب کچھ بن سکتا ہے۔ خواب کی واردات کو بیداری پر لاگو کرنا ہے

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

خواب وحی الٰہی کی طرح ہدایت کا مستند ماخذ نہیں

خواب کی واردات ممکن ہیں اور ان کی تعبیر بھی ممکن۔ لیکن خواب کو حقیقت ثابتہ مان کر بیداری میں اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

ہر دور میں انسانوں کے مسائل اور مشکلات اپنے حل کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک اپنے دور کے مسائل کا احساس تھا نہ ان کے حل کا۔ انگریزی حکومت، مسلمانوں کی پستی و زبوں حالی، اسلامی روایات سے بے تعلقی، عیسائیوں کی تبلیغی کوششیں تاکہ ملک کی آبادی میں عیسائی اکثریت پیدا کی جاسکے۔ ہندوؤں کی سیاسی دھاندلیاں، مسلمانوں

کی معاشی و تعلیمی حالت کی اصلاح، ملک کی سیاست میں مسلمانوں کے جائز مقام کے حصول کی کوشش، مغربی تہذیب کے برے اثرات سے مسلمانوں کی حفاظت، یہ تمام مسلمانوں کے مسائل تھے جن سے مسلمان بیداری میں نبرد آزما تھے۔

عامتہ المسلمین سے علیحدگی

مرزا قادیانی ان مسائل سے آنکھیں بند کئے عالم خواب میں کبھی مسیح، کبھی مہدی اور کبھی نبی بنتے رہے۔ مسائل کے سلسلے میں کوئی رہبری قوم کو نہ دے سکے۔ اس طرح اپنے دعوے کی قلعی خود ہی کھول دی۔ احمدیوں نے مرزا قادیانی کے دعاوی پر ایمان لا کر یہ تو ضرور پایا کہ غیر ملکی حکومت نے اس اقلیت پر پورا اعتماد کیا اور یہ سرکاری ملازمتوں اور کاروبار میں انگریزوں کے معتمد اور بہی خواہ بن کر ترقی کرتے رہے۔ لیکن کیا کھویا؟ عامتہ المسلمین کا اعتماد۔

چودہ سو سالہ تاریخ کے دھارے سے چند ہزار آدمی اگر الگ ہو جائیں تو ہو جائیں۔ وہ تاریخ کے دھارے کا رخ نہیں موڑ سکتے۔ دریا کے بہاؤ سے پانی کی کچھ مقدار الگ ہو کر کسی گڑھے میں رہے تو اس میں سڑاند، بدبو، کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسا پانی جب تک الگ رہے گا بدبو پھیلاتا رہے گا۔ لیکن کوئی سیلاب اگر اسے دوبارہ دریا میں ملا دیئے تو اس کے تھپیڑوں سے اس کی بدبو ختم ہو کر یہ آب مصفّٰی بن جائے گا۔

اسلام کی چودہ سو برس کی تاریخ میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور عوام کے سیلاب کے تھپیڑوں سے مصفّٰی ہو کر اسلام میں ضم ہو گئے۔ معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مرجیہ وغیرہ صرف تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ عملاً ان کا وجود ختم ہو گیا۔ عوام کا سیلاب عنقریب احمدیت کو بھی اسی طرح ضم کر لے گا۔

قومی دھارے سے علیحدگی کے نتائج

تقسیم ہند کے معاملے پر غور کیجئے۔ کیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ احمدی گروہ ہندوؤں اور انگریزوں سے ٹکر لے کر پاکستان حاصل کر سکتا تھا۔ کوئی اقلیت اس کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ تاریخ کے دھارے سے الگ ہو کر ہر گروہ اپنی اہمیت اور افادیت کو خود ہی کھو دیتا ہے۔ بھیڑوں کے گلے سے الگ ہونے والی چند بھیڑیں ہمیشہ بھیڑیوں کی شکم پروری کے کام آتی ہیں۔ بھیڑوں کا گلہ بان ان کی مدد نہیں کر سکتا۔

دین اسلام کے داعی، حاکم، علماء، فقہاء اور مجاہدین کی موجودگی میں کسی مسلمان کو نہ تو اقلیت سمجھا جا سکتا ہے نہ اس خوف زدہ اقلیت کے خوف سے فائدہ اٹھا کر غیر ملکی طاقتیں اسے اپنا

ایجنٹ بنا سکتی ہیں۔ احمدیوں نے عامتہ المسلمین سے الگ ہو کر اپنی آئندہ نسلوں کو خوف اور غیر ملکی بے دین طاقتوں پر انحصار کے سوا کیا دیا؟ خوف کا یہ عالم کہ اپنے عقیدے کو کوئی احمدی بر سر عام زبان پر نہیں لا سکتا۔ دل میں کچھ زبان پر کچھ۔ کردار پر داغ لگا دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اطراف جو لوگ جمع ہوئے وہ تو اسلام کی سربلندی کے آرزومند تھے۔ اسلام کی سربلندی کی راہ میں مرزا قادیانی کے دعاوی سب سے بڑی رکاوٹ بن گئے۔ مرزا قادیانی کی تحریریں ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ ان میں اسلام کی صداقت پر کتنے صفحات ہیں اور اپنے دعوے کی صداقت پر کتنے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ اسلام کی سربلندی کی راہ کی اس رکاوٹ کو احمدی خود اپنی راہ سے ہٹا دیں۔

رسول اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس پر ایک مرزا غلام احمد قادیانی نہیں لاکھوں مدعیان کو قربان کر دیا جا سکتا ہے۔ اگر احمدی مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کو وہ نشان منزل سمجھتے ہیں جس سے انہیں اپنی منزل مقصود محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف رہنمائی ملی تو اس نشان منزل پر آج تک چمٹنے کا فائدہ جو شخص نشان منزل کو چمٹا ہوا ہو وہ منزل کا منکر نہیں تو کیا ہے؟

نشان منزل بھی خود ساختہ

کیا کوئی منزل پر پہنچنے والا مسافر سنگ میل کو یاد بھی رکھتا ہے؟ انسان اپنی زندگی میں والدین کے علاوہ اپنے اساتذہ کا احسان مند رہتا ہے۔ پرائمری کے استاد سے الف، باء سیکھنے والا طالب علم یونیورسٹی سے پی. ایچ. ڈی کی ڈگری لے کر کیا اس کا سارا کریڈٹ پرائمری کے استاد کو دیتا ہے اور بعد اپنی تحقیقات میں اسے رہبر بناتا ہے۔ اگر عملی زندگی میں احمدی ایسا نہیں کرتے تو اپنے عقائد و ایمانی زندگی میں وہ ایسا کر کے کون سا معقول رویہ ظاہر کر رہے ہیں؟

مرزا قادیانی انسان تھے، معصوم عن الخطاء نہ تھے۔ ان کی خطاؤں کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ ان خطاؤں کو محض واردات روحانی قرار دے کر باقی رکھنا۔ نہ تو معقول رویہ ہے نہ مثبت طرز فکر۔ شخصیت پرستی ہی تو بت پرستی کی اصل بنیاد ہے۔

کالی ماتا، ہنومان

یہ سچ ہے کہ عقیدے کی بنیاد کسی استخراجی یا استقرائی منطق پر نہیں ہوتی۔ یہ خالص ذاتی پسند یا ناپسند کا معاملہ ہے۔ لیکن اس بات کو تسلیم کر کے احمدیوں کو سواد اعظم سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ اس کا فائدہ تو کالی ماتا، اور ہنومان کی پوجا کرنے والوں کو بھی ملتا

ہے۔ان کے پاس اپنے بتوں کی کرامات اور خرق عادت کے ہزار ہا ہزار افسانے اور واقعات ہیں۔

احمدی حضرات اگر شمع اسلام کے پروانے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے ارادے سے مرزا قادیانی کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے تھے تو انہیں اس بارے میں محتاط رہنے کی ضرورت تھی کہ کہیں روشنی کے فداکار پروانوں کی طرح یہ غفلت کا شکار ہو کر روشنی کے اطراف جمع ہونے والی چھپکلیوں میں سے کسی کی غذا نہ بن جائے۔ عدم احتیاط کی وجہ سے شمع رسالت کے پروانے مرزا قادیانی کو عاشق رسول جان کر مرزا قادیانی کی ناآسودہ امنگوں کا شکار ہو گئے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ مرزا قادیانی کی تاویلات سے فریب کھا گئے۔ آیت ختم نبوت کی یہ تاویل کہ حضور ﷺ کی مہر لگنے سے مرزا قادیانی نبی بن گئے۔ عربی زبان کے کسی محاورے سے ثابت نہیں۔ حدیث مبارک: ’’**لا نبی بعدی**‘‘ کا ’’**لا**‘‘ نفی جنس حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کر رہا ہے۔ نہ ظلی نہ بروی نہ قدیم نہ جدید۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کے تعلق سے ’’**من قبلک**‘‘ کے الفاظ کئی جگہ آئے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کے تعلق سے ’’**من بعدک**‘‘ کا لفظ ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ یہ اس لئے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ’’**فبای حدیث بعدہ یؤمنون**‘‘ فرما کر حضور ﷺ کی وحی کے بعد کسی وحی پر ایمان لانے کی ضرورت اور امکانات کو روکا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی روایات میں مسلمانوں کو ان پر نہ تو ایمان لانے کے لئے کہا گیا نہ یہ کہا گیا کہ مسیح علیہ السلام اس کا مطالبہ کریں گے۔ چنانچہ ان اہل علم حضرات کے فریب کھانے میں ان کی کم علمی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کے ذاتی مفادات اور خواہشات نفسانی کے امکانات زیادہ روشن نظر آتے ہیں۔ محض اس خواہش کی بناء پر کہ وہ اس نبی کے ساتھ شمار ہوں گے۔ انہوں نے اتنی بڑی گمراہی کو بہ طیب خاطر منظور کر لیا۔

ظلی اور بروزی

اللہ نے ایمان والوں کو آیات الٰہی سن کر اندھے اور بہرے آدمی کی طرح گر کر مان لینے سے منع فرمایا تو مرزا قادیانی کے خواب اور کشف کی حالت کی آوازوں پر جو لوگ گر کر تسلیم کرنے لگے جیسے گدھ مردار پر گرتے ہیں۔ اللہ کے کلام نے ایسے لوگوں کو غیر مؤمن قرار دیا ہے۔ اپنے عقیدے کو چھپا کر دوسروں کو دھوکہ دینا ایسا طرز عمل ہے اس سے ایسے شخص کی خود اپنے عقیدے پر بے یقینی ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی حقیقی اور اصلی نہیں ظلی اور بروزی نبی مانے گئے تو ان کی بیویوں کو امہات المومنین اور ان کے ساتھیوں کو صحابی کہنے اور لکھنے والے ظلی ام المؤمنین اور بروزی ام المومنین، ظلی صحابی، بروزی صحابی کیوں نہیں کہتے اور لکھتے کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ظلی اور

بروزی کا گورکھ دھندہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ چونکہ مرزاغلام احمد قادیانی مسیح علیہ السلام کے ظل یا بروز ہونے کے دعوے دار تھے۔ اس لئے ان کے ساتھیوں پر اسلام کے لفظ صحابی کے بجائے ''حواری'' کا لفظ زیادہ مناسب تھا اور ان کی بیویوں کو تو بیویاں ہونا ہی نہیں چاہئے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کنوارے تھے۔ چہ جائیکہ انہیں امہات المومنین لکھیں۔

بہاء اللہ اور مرزا صاحب

مرزاغلام احمد قادیانی سے پہلے ایران میں ایک مدعی نبوت والوہیت بہاؤاللہ پیدا ہوئے تھے انہوں نے کتاب مقدس پیش کر کے قرآن پاک کو منسوخ کر دیا اور ان کے ماننے والے خود کو مسلمان نہیں کہتے۔ دین بہائی کے تعلق سے بہائی کہلاتے ہیں۔ ان کی نماز، روزہ وغیرہ عبادات سب مسلمانوں سے الگ ہیں۔

مرزاقادیانی نے اپنے دعاوی کے لئے وہی سارے دلائل جو بہاء اللہ نے فراہم کئے تھے ان کے الہامات اور مکاشفات کتاب کی صورت میں شائع کر کے مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب عامۃ المسلمین سے الگ بنالی۔ وہ مسلمانوں سے روٹی بیٹی کا لین دین نہیں کرتے۔ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ لیک خود کو مسلمان کہہ کر اس نام سے معاشی اور سیاسی حقوق حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں ہمت ہوتی تو یہ دین مرزائی کے نام سے اپنا الگ دین چلاتے۔ چونکہ وہ اب بھی قرآن اور رسول اللہ ﷺ کو ماننے کے دعویدار ہیں۔ اس لئے ان سے عامۃ المسلمین کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت ان کے خواب والہامات کا انکار کریں۔ دعویٰ نبوت کی وجہ سے انہیں خارج از اسلام قرار دیں اور خود تائب ہو کر مسلمان بن جائیں اور اپنی ۹۵ سالہ تاریخ کے بجائے اسلام کے چودہ سو سالہ ورثہ میں شریک ہو جائیں۔ مرزاقادیانی کی ظلی اور عکسی نبوت کو چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ کی اصلی نبوت کی طرف لوٹ آئیں۔ ایسا کرنے میں کوئی خفت نہیں محسوس کرنی چاہئے۔ آدمی بہرحال آدمی ہے۔ غلطی کر کے تائب ہونے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

انگریزی اقتدار

انگریزی حکومت میں سورج نہیں ڈوبتا تھا۔ ان کے سمندری جہازوں نے ساری دنیا پر قبضہ کر رکھا تھا۔ رسل ورسائل میں ریل نے فاصلوں کو کم کر دیا تھا۔ محکوم قومیں انگریز سے خائف تھیں۔ لیکن ہر قوم میں آزادی کی تڑپ تھی۔ محکوم ہونا ایک مجبوری تھی۔ محکومی بہ رضا ورغبت نہ تھی۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے انگریزی اقتدار کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ شاید وہ ابدالآباد تک انگریزوں کو حکمران سمجھتے تھے۔ اس لئے اس حکومت کے خلاف جہاد آزادی کے دلدادگان کی جاسوسی حکومت

کے پاس کرتے تھے۔ اپنی ایک تصنیف میں دو ڈھائی سو علماء کے نام درج کر کے حکومت سے انہیں ختم کر دینے کی اپیل کرتے ہیں۔ خود کو ’’برٹش گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا‘‘ قرار دیتے ہیں۔ ملکہ برطانیہ کی خدمت میں چاپلوسی کی حد تک گر کر درخواستیں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار آج تک ان کے ماننے والوں پر بدنما داغ ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کو ان کے ماننے والے نبی مانتے ہیں۔ اس لئے اپنے نبی کے کردار پر چلنے کی کوشش ان کا فریضہ بن جاتا ہے۔ اس لئے غیر ملکی طاقتوں کے جاسوس اور ایجنٹ کا الزام ان کے سر آتا ہے۔ قادیانی حضرات خالص ملکی اور قومی مفاد کی خاطر اپنے پیشوا کی لغزش کو سمجھ کر رد کر دیں تو ان کا حب وطن کا جذبہ قوم کے نزدیک قابل تسلیم ہو جائے گا۔ اس میں ان کا اور ان کی آئندہ نسلوں کا فائدہ ہے۔

تاویل کی سنگلاخ زمین

مرزا قادیانی تاویلات اور منطقی مغالطّوں کے بادشاہ تھے۔ ریل کو کھینچ تان کر دجال کا گدھا بنا گئے۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو خلائی راکٹوں کو کیا گردانتے۔ تاویل کی سنگلاخ زمین میں چوکڑیاں بھرنے والے عام طور پر خود ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ تاویل کے تضادات ہیں کہ انگریز ایک طرف تو دجال ہیں دوسری طرف مرزا قادیانی۔ ان کا خود کاشتہ پودا ہیں جس کی آبیاری بھی انگریزوں نے کی۔ کیونکہ ہر شخص اپنے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ مطلب کیا ہوا؟ دجال کا خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیح موعود۔ حیرت ہے کہ مسیح کی آبیاری دجال کے ہاتھوں ہونے کا خود اعتراف، مدعی پر حیرت اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کا مفاد اسی میں ہے کہ جیسے تیسے اس کا دعویٰ ثابت ہو۔ حیرت ان پڑھے لکھے مہذب اور متمدن احمدیوں پر ہوتی ہے کہ عقیدے نے ان کی فکر پر کیسے پہرے بٹھا دیئے ہیں؟ کیا آمد مسیح کی پیشین گوئیوں میں خفیف سا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسیح کی نگہداشت دجال کرے گا اور اگر مرزا قادیانی ببانگ دہل اس کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے مسیح کے مربی دجال کو خود ان کے مسیح پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ’’الیس منکم رجل رشید‘‘

خدانخواستہ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا مقصود نہیں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ان منطقی مغالطّوں سے احمدیوں کو نجات دلائی جائے تاکہ یہ ایثار پیشہ، منظّم جماعت، سواد اعظم میں اپنا جائز مقام حاصل کرے اور ماضی کو دفن کر کے مستقبل میں تعمیر ملت کے کاموں میں اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔

پراسرار تحریکیں

مذہبی عقیدت کی پراسرار تحریکوں کے احوال سے احمدی حضرات ناواقف نہیں ہیں۔

Trantaric Cult دام مرگی، جول مارگی، اگھوریوں وغیرہ کے حالات ہندو مندروں کی دیوداسیوں کے حالات شاہد ہیں کہ اخلاقی گراوٹ کو وہ لوگ صرف اس پراسرار طاقت کے خوف سے برداشت کرتے رہتے ہیں اور اسے راز رکھ کر جان تک دے دیتے ہیں۔ راز فاش کرنے پر انہیں اپنی تباہی و بربادی کا یقین ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے پراسرار الہامات اور مکاشفات اور مخالفوں کو تباہی کی اتنی دھمکیاں دیں کہ مخالفین کے بجائے ان کے معتقدین ان سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ ان کے دل کے کسی گوشے میں مرزا قادیانی پر تنقید کا خیال اس لئے نہیں آتا کہ کہیں وہ اور ان کے اہل خاندان تباہی سے دوچار نہ ہو جائیں۔

اس کے باوجود ان میں بعض اہل ہمت بھی پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے تو خود ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کی تردید میں اپنے الہامات پیش کئے۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی تربیت ہی مرزا قادیانی کے پاس ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اس الہام کے پراسرار چکر میں داخل رہے۔ عقل اور شریعت کے وسیع دائرے میں نہ آسکے۔ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے والوں میں سے مسیح اور مہدی کے کئی دعویدار پیدا ہوئے اور آج بھی موجود ہیں۔ لیکن مرزائیوں نے ان میں سے کسی کو نہیں مانا۔ حالانکہ یہ دعویداران مرزا قادیانی کے تناور درخت کی ایک شاخ ہونے پر نازاں ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی نے اور ان کے ماننے والوں نے ان جدید مدعیوں کے الہام کو رد کر کے خود الہام پر اپنے عقیدے کی بنیاد کھود ڈالی اور مرزا قادیانی کے الہامات کو رد کرنے کی راہ صاف کر دی۔

جمہوری راہ عمل

موجودہ دور میں ہر ملک وقوم میں بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے ہر شخص کو عقیدہ و مذہب کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن کسی بین الاقوامی قانون میں انسانوں کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ دوسرے انسانوں کو کافر سمجھیں۔ ان سے مذہبی ومعاشرتی تعلق نہ رکھیں۔ لیکن جب وہ لوگ اس گروہ کو کافر سمجھیں اور خارج از اسلام قرار دیں تو واویلا کریں۔ مرزائیوں نے سب سے پہلے عامۃ المسلمین کو کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اب اکثریت ۹۵ سال کے بعد جاگی اور اس نے ختم نبوت کے انکار کی بناء پر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا تو اس جوابی حملے کے بعد مرزائیوں کو واویلا مچانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اکثریت کے لئے راہ عمل متعین کرے۔ ایسا کرنا جمہوریت کے تمام تقاضوں کے خلاف ہے۔

پاکستان کی بقاء

مرزائی حضرات آج کل یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ کفر کے فتوے اور فرقہ واریت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ’’کلمۃ حق ارید بہا الباطل‘‘ یہ بات سچ ہے۔ لیکن اس سے جو مراد لی جارہی ہے وہ باطل ہے۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی راہ میں ہر وہ فرقہ حارج ہے جس نے عامتہ المسلمین سے اپنی ہر چیز الگ کرلی ہے۔ مسجدیں الگ، تفاسیر، احادیث، فقہ، مدرسے، مولوی، مفتی، نکاح وغیرہ اور اتنا الگ کہ ان کی تنظیم **Govt with in Govt** بن گئی ہے۔ تاریخ انسانی میں یہودیوں کی یہ خاصیت رہی ہے کہ جہاں رہیں اپنی آبادی الگ بنائیں۔ اپنے مذہبی ادارے الگ۔ محفوظ محلے، قلعہ نما عمارتوں میں، کیونکہ یہ اکثریت سے خائف رہتے ہیں۔ اس لئے مسلح ہوکر اپنی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ کوئی اسلام کا دعویدار اگر وہ خود کو مسلمان سمجھے اور یہودیوں کی طرح الگ شہر، الگ محلے، الگ مساجد، الگ مدرسے، اپنے فرقے کے لئے ہی سماجی بہبود کا پروگرام رکھے اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ اپنی منظّم کوششوں سے اکثریت میں سے لوگوں کو تبلیغ اور تنظیم کے ذریعے مالی ومعاشی مفادات کا لالچ دے کر اپنی تعداد مسلسل بڑھاتا رہے۔ اس فرقے کا افسر اپنے دائرۂ اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو ملازمتوں میں داخل کرے۔ جو ملازمین ہم عقیدہ نہ ہوں۔ ان کی ترقی میں حارج ہوجائے۔ یہ سرگرمیاں آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔ انسانی حقوق کے نام سے یہ حق مرزائیوں کو کہاں سے مل سکتا ہے کہ اپنے کاروباری اداروں میں اپنے ہی ہم عقیدہ اشخاص کو ملازم رکھیں۔ دوسروں کو نہ آنے دیں اور انسانی حقوق کے نام پر دوسرے کاروباری اداروں میں اپنے لوگوں کو کام دلائیں۔ اپنے مرکزی شہر ربوہ (چناب نگر۔ ناشر) میں ریلوے اسٹیشن، پوسٹ آفس، سرکاری دفاتر، پولیس، کالج، محکمہ انصاف غرض ہر جگہ صرف اور صرف احمدی سرکاری ملازم ہیں۔ حکومت پاکستان کے اندر ایسی حکومت ہے جو پاکستان کے اندرونی حالات سے پوری باخبر ہے۔ لیکن اس کے اندرونی حالات سے پاکستانی حکومت اور عوام دونوں بے خبر، اس لئے کہ اس شہر میں ایک متنفس بھی غیر احمدی نہیں۔ یہ **Iron Curtain** اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی بقا میں پاکستان کی فنا اور اس کی فنا میں پاکستان کی بقا مضمر ہے۔

مرزائی حضرات قرآن پاک سے اپنی صفائی کے لئے دلائل لاتے ہیں۔ انہیں ’’والذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً‘‘ والی آیت پر بھی غور کرنا چاہئے۔ قرآن پاک نے منافقین کے الگ مسجد بنانے کو اور عامتہ المسلمین سے الگ عبادات کے نام پر الگ ہوجانے کو مسلمانوں کے

درمیان تفریق اور ضرر کا باعث قرار دیا اور حضور ﷺ کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ یہی نہیں اللہ کے رسول ﷺ نے آدمیوں کو وہاں بھیج کر اس مسجد کو آگ لگوادی۔ عقائد کے اختلاف کو عبادت میں داخل کرنے کی یہ سزا حضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے اس اتحاد کی راہ میں حارج ہونے والے عقیدے اور عبادت گاہوں کے تفرقہ انگیز کردار پر غور فرمائیں اور اس جرم سے بچنے کے لئے خود اپنی مساجد کو عامتہ المسلمین کے حوالے کر دیں۔ خود بھی عامتہ المسلمین کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائیں۔ مساجد اللہ کی ہیں فرقوں اور گروہوں کی نہیں۔

ہندوازم

حقوق انسانی کے تعلق سے بھارت جیسے کثیر الاقوام اور کثیر المذاہب ملک کی حالت پر غور کیجئے۔ ہندو ایک قوم ہیں۔ ایک مذہب والے ہیں۔ ہندو مذہب میں اتنے متضاد اور مخالف عناصر باہم پیوست ہیں کہ توحید کا عقیدہ بھی ہندو مذہب ہے۔ بت پرستی بھی ہندو مذہب ہے۔ خدا کا انکار بھی ہندو مذہب ہے۔ پھر ذات پات، چھوت چھات کا مستقل اور سخت نظام وہاں قائم ہے۔ اس کے باوجود وہ ایک قوم ہیں۔ اب سوچا جائے کہ پاکستان کو بھی ایسا ہی بنانا ہے تو مذہب کی مکمل آزادی یہاں بھی دے دی جائے۔ لیکن ہندو قوم کی یہ مذہبی آزادی اور تضادات سے بھرے ہندو مذہب کو بنیاد بنا کر کوئی ایک سیاسی، معاشی، معاشرتی، قانونی نظام قائم نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں مذہب کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے یہاں اسلامی نظام کی بات ہوتی ہے تو اسلام کی بنیاد قرآن وسنت پر ہی نظام اسلام قائم ہوسکتا ہے۔ پس یہاں ذات پات اچھوت چھات مختلف گروہوں کے عقائد و رسوم و رواج کو قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ان کو قائم رکھنا ہے تو اسلام کے نفاذ سے دست بردار ہونا پڑے گا۔

دوسری صورت میں تمام فرقہ وارانہ عقائد و رسوم و رواج کو خیرآباد کرنا پڑے گا۔ ملت اسلام کے اتحاد کے لئے یہ کڑوی گولی مریض فرقوں کو نگلنی پڑے گی۔ اگر انہیں بحیثیت مسلمان رہنا ہے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی مسلمان چھوڑ کر جانا ہے تو اس سے مفر نہیں کہ یہاں ایسا نظام قائم ہو جس میں مذہبی اقلیتوں کو ''خوفزدہ'' کا درجہ حاصل نہ رہے۔

جہاد اور فوج

اس کی ایک مثال کافی ہوگی۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کی روشنی میں فوج میں شامل احمدی افسران اور سپاہی اس ملک کے رفاع میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ اور اگر حصہ لیتے ہیں تو گویا انہوں نے اپنے نبی کے حرام کردہ کو حلال کر لیا۔ ۱۹۶۵ء کی لڑائی میں قادیانی

جنزل کے کشمیر میں پیش قدمی سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جہاد کے حرام ہونے کے فتوے کو رد کر دیا تھا۔ پس قومی معاملات میں اگر مرزائی حضرات خود اپنے نبی کے احکامات کو رد کر سکتے ہیں تو پھر اتحاد ملت اسلامیہ کے لئے ان کے علیحدگی اور عوام پر فتویٰ کفر کو بھی رد کر دیا جانا چاہئے تاکہ احمدیوں کی تمام صلاحیتیں ملت اسلامیہ کی ترقی واتحاد میں کام آسکیں۔

مرزا قادیانی کے ماننے والے ان کے بقول اللہ کے الہام کو مانتے ہیں تو ان کے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ کی مشیت پر بھی ایمان رکھیں۔ مشیت الٰہی نے اس دور کے انسانوں کے درمیان فاصلے اس قدر گھٹا دیئے ہیں اور تاثیر وتاثر کے عمل کو اس قدر تیز کر دیا ہے کہ اب عالمی تنظیمیں اور عالمی رجحانات قومی اور گروہی رجحانات پر غالب آرہے ہیں۔ انسان ایک ہو رہے ہیں۔ وحدت انسانیت اسلام کا بھی مقصود ہے اس کی طرف عالم انسانیت افشاں وخیزاں رواں دواں ہے۔ عالم اسلام اپنی سیاسی وحدت کے قیام کی فکر میں غلطاں وپیچاں ہے۔ اس وحدت کے قیام میں فرقہ وارانہ تنظیمیں اور جماعتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ یہ اگر خود بخود دور نہ ہوئیں تو مسلمانوں کی اکثریت اسے مسمار کر کے اپنی راہ صاف کر لے گی۔ ایسی اقلیت جو اکثریت کے افکار واعمال پر جارحانہ حملے کرنے میں بے باک ہو۔ اکثریت کے مدافعانہ کارروائیوں کی تاب نہیں لاسکتی۔

دور جدید کا فتنہ

اسلام کے دور اوّل میں مدعیان نبوت نے جو ہیجان پیدا کر دیا تھا وہ مسلم اکثریت کی جوابی کارروائی کی تاب نہ لاسکے۔ دور جدید کا فتنۂ انکار ختم نبوت خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو اپنی موت آپ مر جائے گا۔ ختم نبوت کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو منصف نہیں مانا جاسکتا۔ وہ اپنے دعوے کے مفاد کا دلدادہ ہونے کی وجہ سے انصاف وعمل کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ مرزا قادیانی مدعی نبوت بھی تھے اور خود ہی منصف بھی تھے۔ اس لئے ان کے تمام فیصلے غلط ثابت ہوئے۔

الہام کا مغالطہ

خود مرزا قادیانی الہام کے دعویدار ہونے کے باوجود الہام ہی کو نہ سمجھ سکے۔ جسے وہ مکالمہ الٰہیہ قرار دیتے ہیں۔ وہ قرآن کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ توراۃ وانجیل کا بھی مطالعہ کرتے۔ فارسی شاعروں اور اردو شاعروں کے اشعار اپنے مضامین میں استعمال کرتے تھے۔ قرآن وحدیث کے جستہ جستہ جملے اور فارسی اور اردو کے اشعار انہیں ازبر تھے۔ وہی نیند کی حالت میں ان کی زبان پر جاری ہو جاتے یا وہ آواز سن لیتے اسے الہام الٰہی قرار دیتے۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

یہ مصرعہ مرزا قادیانی کوالہام ہوا ہے۔ حضور ﷺ کی نعت میں شاعر نے کہا۔

اے فخر رسلؐ قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

(تذکرہ ص۱۶۵)

دوسرا مصرعہ مرزا قادیانی کوالہام ہوا۔ ان کے الہامات کے ہزاروں جملے اسی طرح کسی نہ کسی کتاب میں موجود ہیں۔ یہ الفاظ ان پر خاص اور پہلی مرتبہ الہام نہیں ہوئے۔ اس لئے ان کے تمام الہامات کا تنقیدی جائزہ لینا ہر سمجھدار آدمی کا کام ہے۔ کسی شخصیت کو اس کی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ مانا جائے تو یہ فکری توازن کہلاتا ہے۔

الہام کے نام پر بلیک میلنگ

مرزا قادیانی نے الہام اور مکالمہ الٰہیہ کے نام پر اپنے دعوؤں سے اپنے اطراف ایک خوف ودہشت کی فضا بیدار کر رکھی تھی اور بعض مرتبہ اوہام پرست معتقدین کو وہ اپنی بددعا کے نام سے بلیک میل بھی کرتے تھے۔ ورنہ ان کے دعویٰ نبوت اور مماثلت مسیح کا، محمدی بیگم کا رشتہ طلب کرنے سے کیا واسطہ تھا؟ رشتہ داروں میں آپس میں چشمک رہتی ہے۔ ایسے ہی ایک رشتہ دار کو الہام کے نام سے بلیک میل کر کے اس کی نوجوان لڑکی کا رشتہ مرزا قادیانی نے مانگا۔ انکار کے بعد کیسے کیسے دھمکی آمیز الہامات سے اسے ڈرایا۔ لیکن وہ اللہ کا بندہ اپنی قسمت پر راضی رہا۔ بالآخر مرزا قادیانی کے سارے الہامات محمدی بیگم اور اس کے خاندان کی تباہی کی پیشین گوئیاں حرف غلط ثابت ہوئیں۔ چندسال پہلے تک یہ خاتون زندہ تھیں۔ پشاور میں بھی قیام رہا۔ (تقسیم کے بعد بورے والا، عارف والا روڈ پر چک فوجی شہزادیاں میں قیام رہا۔ بیماری میں اپنے مسلمان بیٹوں کے ہاں لاہور چلی گئیں۔ وہاں ۱۹ر نومبر ۱۹۶۶ء کو وفات پائی۔ لاہور میں مدفون ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ مرتب) بجائے تباہی کے انہوں نے اپنے بہت سے پوتے، پوتیوں، نواسے نواسیوں کو صاحب اولاد دیکھا۔ اس خاندان میں کوئی قسمت کا مارا مرید کیا ہوا۔ مرزا قادیانی کے تاویل کے دفاتر کھل گئے کہ محمدی بیگم کے متعلق الہام کا مقصد تباہی نہیں بلکہ اس خاندان کا مرزا قادیانی کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہونا تھا۔ واضح رہے کہ محمدی بیگم آخر تک مرزا قادیانی کی کٹر مخالف رہیں۔

شعر والہام کا فرق

سوچنا چاہئے کہ اگر مرزا قادیانی کو مستقبل کا علم ان کے الہامات کی رو سے ہو جایا کرتا تھا تو انہیں یہ علم ہونا چاہئے تھا کہ آگے چل کر اسی خاندان کا ایک فرد ان کے حلقہ عقیدت میں داخل

ہو جائے گا۔اس لئے بلیک میل، دھونس، اشتہارات کے ذریعے کسی کنواری باعصمت خاتون کا نام ملک بھر میں پھیلا دینا کہاں کی شرافت اور انسانیت تھی۔الہام کے نام پر غیر شریفانہ حرکت کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ عرب جاہلیت کے شاعر کسی قبیلے کی خوبصورت خاتون کو اپنی شاعری کے ذریعے ملک بھر میں شہرت دیتے تھے۔ان کی شاعری میں خیالی معشوق نہ ہوتا تھا۔حقیقی معشوق کی شان میں شاعری کرتے تھے۔ان شاعروں اور مرزا قادیانی میں صرف شعر اور الہام کا فرق ہے۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ بہرحال مرزا قادیانی کے کردار کی اس خامی کو تسلیم کیا جانا چاہئے۔اس سے ان کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی کسی غیراخلاقی حرکت کو اپنی تاویل اور اپنے الہام کے زور سے روحانی حرکت بنادیتے تھے۔لیکن یہ ذہانت کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں کہلا سکتا۔

طاعون سے استدلال جوانمردی نہیں

برصغیر ہندوپاکستان کیا دنیا بھر میں موجودہ ترقی کے دور کی ابتداء تھی اور انسان بتدریج بیماریوں کے اسباب کا کھوج لگا کر اس کے علاج پر قادر ہوتا جارہا تھا۔اس دور میں طاعون، چیچک، ہیضہ بڑے خوفناک مرض تھے۔ان وباؤں سے بستیوں کی بستیاں فنا کے گھاٹ اتر جاتی تھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دشمنوں کو ان وباؤں کو مرتے دیکھا تو اس پر خوب بغلیں بجائیں۔ان کی تائید کے لئے اسے خدا کی طرف سے عذاب قرار دیا۔ انسانیت دشمنی کی اس انتہاء میں مرزا قادیانی نے یہ بھی نہ سوچا کہ ان وباؤں سے ہزارہا دور دراز دیہاتوں میں ایسے انسان بھی مرے جن کو مرزا قادیانی کے دعوے یا ان کی مخالفت کی بھنک بھی نہ پڑی تھی۔مرزا قادیانی نے اپنے پروپیگنڈا لٹریچر میں ان وباؤں اور ان سے پیدا ہونے والے نقصان پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اگر ان کے بعض مخالفین ان وباؤں سے ہلاک ہوئے تو ان پر خوشی منانا جوانمردی سے بعید ہے۔ جوانمردی تو یہ تھی کہ وہ لوگ زندہ رہتے اور مرزا قادیانی ان سے مقابلہ کرتے۔

طاعون عمواص سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ہوئی اور اس میں بعض صحابی وفات پاگئے۔ مرزا قادیانی اس بات سے ناواقف تھے۔دعویٰ کرتے تھے خلق خدا کی ہدایت کا اور خلق خدا کی تباہی پر خوش ہوتے تھے۔ نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھنے کے بھی دعویدار تھے۔لیکن حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے مرزا قادیانی کتنے دور تھے؟ اللہ کے رسول ﷺ تو دشمنوں کے لئے دعا فرماتے تھے۔’’رب اھد قومی فانھم لا یعلمون‘‘

نفرت کے ردعمل کا ذمہ دار کون؟

مرزا قادیانی کی انسانیت دشمنی ان کے پیروکاروں میں ایک خاص رویہ کے طور پر آج

بھی موجود ہے۔ بلکہ ان کی آرزو یہ ہے کہ چونکہ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے ان کے نبی کو نہیں مانا۔ اس لئے انہیں تباہ ہو جانا چاہئے اور کچھ عجب نہیں۔ اگر یہ لوگ خود اس قوم کو تباہ کرنے میں لگے ہوں۔ ہر اقلیتی فرقہ اسی طرح ملک کی اکثریت سے نفرت اور حسد کے عذاب میں جلتا رہتا ہے اور اکثریت کو تباہ کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس کے فرقے کے افکار وعقائد کا انکار کر کے اکثریت اس کی ہمدردی کی مستحق نہیں رہتی۔ لیکن اس کی اس نفرت کا ردعمل اکثریت میں کبھی تو ہونا ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس ردعمل کے اصل ذمہ دار بھی اقلیتی گروہ کے لوگ ہیں۔ جن کی جارحانہ تبلیغ اور اکثریت کے عقائد کی کھلم کھلا تردید ان کی تقاریر، ان کی کتب اور ان کے اشتہارات ورسائل میں ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کی اس انسانیت دشمنی کے مقابلے میں ان کے متعین کردہ دجال یعنی یورپین اقوام کو دیکھئے کہ ان کی ترقیوں کی وجہ سے چیچک، طاعون، ہیضہ، ملیریا، ٹائیفائیڈ جیسے وبائی امراض پر اب قابو پالیا گیا ہے۔ ان امراض سے انسانیت کو اب کوئی بڑا خطرہ نہیں۔ مرزا قادیانی ان امراض کے بل بوتے پر اپنی صداقت ثابت کرتے تھے۔ ان کی تمام تاویلات کو دور جدید نے ختم کر دیا ہے۔ لیکن اب بھی یہ شبہ موجود ہے کہ مرزائی ڈاکٹر اگر اپنے نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ان امراض کے علاج میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔ اگر وہ کوتاہی نہیں کرتے پوری شرافت سے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں تو گویا انہوں نے عملاً مرزا قادیانی کی انسانیت دشمن تاویلات کو رد کر دیا۔ خواہ ان کو اس کا شعور نہ ہو۔

مرزا قادیانی کے افکار واصطلاحات میں لفظ مثیل اور مماثلت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے وہ توراۃ کی پیشین گوئی کی رو سے حضورﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تاکہ حضورﷺ کے بعد ان کے مثیل مسیح بننے کی راہ ہموار ہو جائے۔ ورنہ حضور اکرمﷺ میں تو تمام انبیاء اولوالعزم کے اوصاف اللہ رب العالمین نے جمع فرما دیئے تھے۔ حضور اکرمﷺ کو محض مثیل موسیٰ بنا کر حضورﷺ کی ہتک کی گئی ہے۔

دعویٰ اور عمل کا تضاد

مرزا قادیانی خود کو مثیل مسیح قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کے خوابوں میں ہو تو ہو عملی زندگی میں مرزا قادیانی پورے دنیادار آدمی تھے۔ انہوں نے شادیاں کیں۔ صاحب اولاد ہوئے۔ ان کی کھیتی باڑی تھی۔ انہوں نے ملازمت کی۔ ان تمام باتوں میں وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف تھے۔ مسیح علیہ السلام نے نہ شادی کی نہ صاحب اولاد ہوئے۔ نہ گھر بنایا نہ جائیداد ورثہ میں

پائی۔ نہ اپنے بعد چھوڑی۔ ان کا خود کو مسیح کا مثیل قرار دینا حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں دنیا سے بے رغبتی ہو۔ لیکن ایسے تو لاکھوں دنیادار آج بھی موجود ہیں جن کی زہد وقناعت مشہور رہے۔ محض زہد وقناعت کی بناء پر ان سب کو مثیل مسیح نہیں قرار دیا جاسکتا۔

مرزا قادیانی نے خود تحریری ذخیرے میں بارہا خود کو جاگیرداروں کی نسل انگریزوں کی وفاداری میں جاگیر کا ملنا حسن خدمت کے سرٹیفکیٹ ملنے کو بڑے فخر سے بیان کیا ہے۔ اپنی لڑکی ایک نواب کے لڑکے سے بیاہتے ہوئے مرزا قادیانی ۵۰۰۰۰ روپے مہر اور ۵۰۰ روپے ماہانہ جیب خرچ لڑکی کے لئے مانگتے ہیں اور بلا جھجک لکھتے ہیں کہ آخری نبی کی لڑکی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دنیادار اور زمینداروں کا رویہ ہے جو عین وقت پر ابھر آیا اور مسیح کے ساتھ مماثلت خاک میں مل گئی اور اصل مرزا غلام احمد ظاہر ہوگئے۔ جو خواب، الہام، مکاشفات دعویٰ نبوت، دعویٰ مجددیت کے دیدہ زیب اور دلفریب لبادوں میں پوشیدہ تھے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اچھے باپ کی طرح اپنی بیٹی کے مستقبل کو سوارنے کی کوشش کی۔ جو ہر انسان چاہتا ہے۔ ہم بھی اس اچھائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اچھا باپ ہونا اور بات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونا اور بات ہے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

روحانی وارداتیں؟

ایک اچھے باپ کی حیثیت سے مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کو شاندار بنانا چاہتے تھے۔ یہ خیال ان کے دل کے کسی گوشہ میں ضرور موجود تھا۔ چنانچہ ان کے وفادار اور جاں نثار ساتھیوں کے ہاتھ میں اپنی جماعت کی باگ ڈور دینے کا خیال انہیں کبھی نہیں آیا۔ اس لئے ان کے مستقبل کے لئے مرزا قادیانی کو کوئی الہام نہیں آیا۔ اس لئے ان کے مستقبل کے لئے مرزا قادیانی کو کوئی الہام نہیں ہوا۔ البتہ اپنے ہر بچے کی پیدائش پر ان کو الہام، کشف، رویا سب ہوتے رہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی باگ ڈور ان کے صاحبزادے کے ہاتھ میں رہے گی۔ اس طرح مرزا قادیانی خود تو اپنی حین حیات اپنی جماعت کے لئے مرکز ملت تھے۔ اب وہ اپنی اولاد کو بنا گئے۔ اس طرح ان کی ساری کوششوں کا یہی نتیجہ نکلا۔ اگر مرزا قادیانی اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرماتے تو شاید وہ سب اس خیال کو رد کر دیتے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے ان اوہام پرستوں کے سامنے اپنی روحانی وارداتیں پیش کر کے انہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ دی اور مرزائی آج تک اپنے پیشوا کے مسلط کردہ آمروں کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔ لیکن نئی نسلیں اس بوجھ کو اتار پھینکنے کی سوچ بھی رہی

ہیں۔ جس طرح بوہری اور خوجہ گروہوں میں موجودہ اتحاد مادی اور معاشی وتجارتی روابط پر ہے جس پر کچھ عقائد کا ملمع چڑھا دیا گیا۔ یہی حال مرزائیوں کا بھی ہوگیا ہے۔ مادی وسائل کے حصول میں جماعت کی مدد پران کی تنظیم قائم ہے۔ نہ کہ کسی روحانی اور اعلیٰ فکری اصول پر۔

قرآن پاک کی سورۂ آل عمران کے پہلے رکوع میں اللہ پاک نے قرآن کو سمجھنے کے اصول بیان فرمائے ہیں کہ محکم آیات واضح ہوتی ہیں۔ یہ علم وایمان کی جڑ ہیں۔ متشابہ آیات میں تاویل کی ضرورت ہوتی ہے جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ محکم کو چھوڑ کو متشابہات کی تاویل کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ اس طرح فساد پھیلے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، وفات اور آمد ثانی محکم آیات نہیں ہیں۔ محکم آیات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہے اور وہ ہدایت جو آپ علیہ السلام اللہ کی طرف سے لائے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ توراۃ، انجیل میں آخری نبی کے متعلق پیشین گوئی ہے۔ اس میں اس آخری نبی کے بعد کسی مرزا غلام احمد کے پیدا ہونے اور دعویٰ نبوت کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔ خود احمدی مبلغین نے توراۃ، انجیل، وید، پران، زند اوستا، اور بدھ مت کی کتب کی پیشین گوئیوں کو شائع کر کے اس کا مصداق حضور اکرم ﷺ ہی کو مانا ہے اور آپ ﷺ کو آخری نبی قرار دیا ہے۔ بس آخری نبی کے بعد کسی نبی کا نہ آنا مذاہب عالم کا متفقہ عقیدہ ہے اور مرزائی نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب عالم کے مقررہ آخری بنی کے مخالف ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا اور آپ کے بعد کسی نبی کا نہ آنا محکم آیات سے ثابت ہے۔ اس میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ عقیدہ ختم نبوت نے مسلمانوں کے اندر جو خود اعتمادی پیدا کی کہ اب رہتی دنیا تک ہدایت کے لئے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا اسوۂ حسنہ ان اصولوں کی روشنی میں اجماع اور قیاس کے ذریعے اپنے مسائل کا حل مسلمان خود سوچیں گے۔ ختم نبوت کے ذریعے انسانیت بالغ اور جوان ہوگئی ہے۔ بچوں کو انگلی پکڑ کر چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالغوں اور جوانوں کو نہیں ختم نبوت نے اجتہاد کی راہ سب کے لئے کھول دی ہے۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی طور پر نابالغ ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جو جوان العمر ہونے کے باوجود باپ کے کندھے پر چڑھنے کے آرزومند ہوں۔ یہ ذہنی مریض ہوتے ہیں ان کے علاج اور تعلیم وتربیت پر آج کل بہت کام ہو رہا ہے۔

ذہنی مریض؟

ایسے ذہنی مریض اپنی دانست میں الہام، کشف، رویا، القاء اور واردات قلبی کے نام

سے اوپر سے ہدایت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کے بعد انسان کے لئے اجتہاد کی راہ کھلی ہے۔ جن میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ اپنے ہی جیسے ذہنی مریضوں کو خواب کی باتیں سنا سنا کر خواب آور گولیاں بنام روحانیت اور الہام کھلا کر ان کے ذہن کو ماؤف کر کے فکری صلاحیتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی جسمانی اور ذہنی طور پر مریض انسان تھے۔ اپنی محرومی اور مایوسی کو چھپانے کے لئے ان کے لاشعور نے انہیں الہام کرنا شروع کیا۔ خود انہوں نے لکھا ہے کہ کثرت البول اور دوران سر دونوں مرض ان میں پائے جاتے ہیں۔ مریض جسم میں صحت مند دماغ کہاں سے پیدا ہو؟ چنانچہ ان محرومیوں سے جو احساس کمتری ان میں پیدا ہوا۔ ان کے نفس پر لاشعور سے الہام کے ذریعے ان میں احساس برتری پیدا ہوا، اور ان کی انا مرکز کائنات بن گئی۔ کم از کم ان کے خیال میں تو یہی تھا۔ اپنی انا کے جال میں پھنسنے کے بعد کچھ عجب نہیں جو وہ سمجھنے لگے ہوں کہ دن رات کا آنا، موسموں کی تبدیلی، سیلابوں، بارشوں، زلزلوں، وباؤں کا آنا سب ان کی راہ ہموار کرنے کے لئے ہے۔ لیکن پچاس سال گذرنے کے بعد جب مرزا قادیانی اس دنیا میں نہیں رہے۔ طبعی حوادث ویسے ہی رونما ہو رہے ہیں۔ دوسرے مرزا قادیانی کے زمانے کے حوادث نے مرزا قادیانی کو عالم انسانیت کا مرکز بنانے میں کوئی مدد نہ کی۔ لے دے کے وہ صرف ایک حقیر اقلیت ہی کے دلوں کو پرچا سکے اور اس پرچانے میں مادی، معاشی، امداد کا ہاتھ عقیدہ فکر اور علم سے کہیں زیادہ ہے۔

زمانے نے مرزا قادیانی کے مسیح موعود نہ ہونے کی تصدیق کی تو ان کے مقرر کردہ دجال یورپین اقوام دنیا سے نہ ناپید ہوئیں۔ نہ اسلام لائیں۔ مرزا قادیانی کے تحریک کے باوجود عیسائیت نے برصغیر پاک و ہند میں قدم جما لئے اور مرزا قادیانی کے معجزات عیسائیت کو پھیلنے سے نہ روک سکے۔ آخر آج کل کے موجودہ مرزائیوں میں کتنے عیسائی نومسلم ہیں اور کتنے وہی مسلمان جو ان کے اوہام کا شکار ہوئے۔ عیسائیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے مرزا قادیانی اسلام میں سے ہی کچھ مسلمانوں کو لے بھاگے۔ اس طرح اسلامی ملت کو نقصان پہنچایا۔ یہ رائے پوری غیر جانبداری کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے۔ اس لئے مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مرزا قادیانی کو ترک کرنا آسان ہے یا ترک اسلام۔ بہر حال فیصلہ انہی کو کرنا ہے۔

مرزا قادیانی کاہن تھے

اور ان کی تمام کیفیات پر کہانت کا یقین ہوتا ہے جنہیں غلطی سے وہ الہام، وحی، مکالمہ

الٰہیہ قرار دیتے تھے۔ اللہ اپنے انبیاء پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی نازل کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں شیاطین بھی اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں: ’’**ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیاء هم لیجادلوکم** (الانعام)‘‘ ﴿شیاطین اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے مجادلہ کرسکیں۔﴾

اس قسم کی کیفیات کا جائزہ بڑے محتاط طریقے سے لینا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ الہام الٰہی کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہو جائیں۔ شیطانی الہام کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ ہدایت کے اصولوں کے خلاف ہو۔ شیطان کو چونکہ قیامت تک مہلت دی گئی ہے۔ اس لئے وہ اس وقت تک نیک زاہد و عابد ہر قسم کے لوگوں کو بہکا کر راہ ہدایت سے دور کر دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کیفیات کو بلا تنقید خود بھی تسلیم کر لیا اور دوسروں کو بھی اس کی پیروی کی دعوت دی اور دوسرے آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔

حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں ایک یہودی نوجوان ابن صیاد کی کہانت کا بڑا چرچا تھا۔ وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا۔ دوسرے کے دل میں کیا بات ہے وہ بتا دیتا تھا۔ حضور ﷺ سیدنا عمرؓ کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ’’**اتشهد انی رسول الله**‘‘ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں (حضور ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے گواہی دی اور یہی سوال حضور ﷺ سے پوچھا۔ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ اس کو آپ نے دجال قرار دیا۔ یہ ابن صیاد بڑا ہوا تو اس کی کیفیات زائل ہو گئیں۔ وہ سچے دل سے ایمان لے آیا اور آخر تک اسلام پر ثابت قدم رہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ’’**سیکون بعدی ثلاثون دجالون کلهم یزعم انه نبی الله**‘‘ میرے بعد تیس دجال ہوں گے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

مرزائی حضرات اس حدیث مبارک اور ابن صیاد کی کہانت کے قصے سے جو احادیث میں بیان ہوا ہے جو نتیجہ بھی چاہیں اخذ کریں۔ البتہ کہانت کو نبوت سمجھنا دجال کی علامت ہے۔ جو مدعی نبوت اب دنیا میں نہیں ہے اسے چمٹے رہنے سے خود مرزائیوں کا دنیاوی اور اخروی نقصان ہے۔ ابن صیاد کی طرح وہ تائب ہو کر اچھے مسلمان کی مانند زندگی گزار سکتے ہیں۔ اپنے دنیاوی معاملات میں چند ٹکوں کی چیز چھان بین کر لیتے ہیں۔ دین و ایمان جیسی بے بہا چیز کو بلا چھان بین کے قبول کرنا بہرحال کوئی صحیح فیصلہ نہیں ہے۔ ’’**وما علینا الا البلاغ. وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین**‘‘

تمت بالخیر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

اور

ان کے متعلق خدائی فیصلے

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرزائی مبلغین، اکثر سادہ لوح مسلمانوں کو مرزائیت کے جال میں پھنسانے کے لئے مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور الہام بڑی چرب زبانی سے بیان کرتے ہیں۔ اس کی بناء پر ان کے قصر نبوت کو استوار کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے نبی ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ اہل اسلام میں وقتاً فوقتاً ایسے بزرگان کرام ہو گزرے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ نہ صرف آئندہ واقعات کی خبر بذریعہ کشف دیتے رہے ہیں۔ بلکہ دور دراز رہنے والے افراد کے حالات کا اظہار سینکڑوں میل دور بیٹھ کر دیتے ہیں۔ یہ اولیائے عظام ہوتے ہیں جن پر الہام کے ذریعے حالات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ ان کے الفاظ ہمیشہ سچے اور صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے مولانا رومیؒ نے فرمایا: ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء راہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند زراہ

ان کا کہنا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ گو وہ اللہ کے بندہ کے منہ سے نکلا ہو۔ اولیاء کو خدا کی طرف سے یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لے آئے۔

لاکھوں ولی امت مسلمہ میں ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے اکثر صاحب کشف ابدال بھی ہوئے۔ قطب بھی اور غوث بھی، مگر کسی نے چودہ سو سال کے عرصے میں نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ مگر کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ ایک شخص جس کا تمام کلام جھوٹ کی پوٹ ہو ثابت ہوا۔ کاذب نبی بن بیٹھا۔

قادیانی کا دعویٰ

''اس نے (خدا نے) میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ بہت ہی کم ایسے نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرستادہ انبیاء کی تائید میں انہیں معجزات عطاء کئے۔ آخری نبی محمد ﷺ کو بہت معجزوں کا حامل بنایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو تین معجزات تو بے مثل ملے:

۱...... معراج شریف جسمانی طور پر چشم زدن میں آسمانوں کی سیر کرائی اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔

۲...... اللہ تعالیٰ کا زندہ جاوید کلام، قرآن کریم کی صورت میں آپ ﷺ پر نازل ہوا۔

۳...... شق القمر یعنی آپ ﷺ نے ایک اشارہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

غور کیجئے کہ آیا مرزا قادیانی سے کوئی ایسا معجزہ صادر ہوا؟ خلیفہ محمود قادیانی کی تعلّی سنئے۔ ''حضرت مرزا صاحب کے ذریعے اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ وہ کون سی خوبی اور صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہو مگر مرزا صاحب میں نہیں۔''

(تقریر مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶ر مئی ۱۹۲۴ء)

خدارا غور کیجئے! مرزا قادیانی کی آمد سے کئی اسلامی سلطنتیں مٹ گئیں۔ اس نے اسلام کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ ایک نیا مذہب احمدیت کے نام سے قائم کر دیا۔ قرآن کریم میں تحریف کی، تمام رسولوں کو اس طرح رسوا کیا۔

مرزا قادیانی نے انبیاء کرام کی اس طرح گستاخی کی: ''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں اور میں محمد مصطفی ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر میری نسبت جری اللہ فی حلل انبیاء فرمایا۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳۷)

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ سب زبانی دعوے ہیں اور محض ایک مراقی شخص کے دماغ کی پیداوار ہیں۔ کوئی صحیح الدماغ شخص یہ لن ترانیاں نہیں ہانک سکتا۔ چونکہ مرزا قادیانی مراق و مالیخولیا کے مریض تھے۔ اس لئے یہ دعوے کر دیئے۔

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵، روایت نمبر ۳۶۹)

اب تین لاکھ نشانیوں کی حقیقت مرزا قادیانی کی اپنی زبانی سنئے: ''جو نقد روپیہ آنے

والا ہو یا اور چیزیں تحائف میں ہوں، ان کی خبر قبل از وقت اللہ بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتے ہیں اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۳۳، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

’’کھودا پہاڑ نکلا چوہا‘‘ کے مصداق تمام معجزات یا خواب ہوئے یا الہام۔ باقی قصہ ختم۔ وہ خواب اور الہام زیادہ تر منی آرڈروں کے اور روپے کے متعلق ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ٹیچی ٹیچی فرشتہ کی آمد

’’۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا میرا نام ٹیچی ٹیچی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

رانی کی آمد

آگے دیکھئے: ’’ایک روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں دیکھی۔ اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارے سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۱۳، خزائن ج۳ ص۲۰۵)

درشنی آدمی

’’انہی دنوں میں نے ایک نہایت خوبصورت آدمی دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے کہا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں۔ میں درشنی آدمی ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۱۴، خزائن ج۳ ص۲۰۶)

منی آرڈر کی وحی

’’ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ ’’عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان‘‘ اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۶۴، خزائن ج۲۲ ص۲۷۶)

’’ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۰۵، خزائن ج۲۲ ص۳۱۸)

’’کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محبّ مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپے کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اطلاع دی۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ حصہ اوّل ص۱۵۰)

اناجیل کو پڑھیے، قرآن کو پڑھیے اور بتلایئے کہ کیا کسی نبی کو ایسے خواب آئے جو محض مادیت اور حصول زر پر مبنی ہوں۔ کبھی کسی نبی کو ایسے الہام ہوئے ہی نہیں۔ یہ تو نجومیوں، جوتشیوں اور دنیاداروں، لالچی فقیروں کو ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوسکتا۔ قادیانی نبی کو تو انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ اس لئے کہ اسلام ہمیں جو جہاد کا حکم دیتا ہے اسے کسی ترکیب سے منسوخ قرار دیا جائے۔ سو مرزائے قادیانی نے اپنے آقا کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے جہاد کو ناجائز قرار دیا۔ اس لئے انگریز نے اس کی مکمل تائید کی اور روپے پیسے سے بھی امداد کی۔ اسے بھی اٹھتے بیٹھتے روپے کے خواب ہوتے تھے۔ اسی کے الہام ہوتے تھے۔ نبی کا کام روح اور مادہ ہردو کی اصلاح ہوتا ہے۔ قارئین نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کے الہاموں اور خوابوں میں روحانیت کا تو نشان نہیں ملتا۔ اصلاح تو خاک ہونی ہے۔

خودکاشتہ پودا

’’میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں معہ اسماء مریداں روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان (مرزا قادیانی) کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔‘‘

(درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر، منجانب خاکسار مرزا مورخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

جہاد ناجائز

’’میں نے چند کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام وافغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گذاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا وہ ظاہر کر دیا۔‘‘ (اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج۴ ص۴۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۸۰)

قادیانیت ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک نیا مذہب ہے جو کہ انگریز نے قائم کیا۔ اس کا مقصد

زرا اکٹھا کرنا اور دنیا میں اپنا غلبہ اور حکومت حاصل کرنا تھا۔

تمام دنیا کی حکومت کا خواب

’’نہیں معلوم کب ہمیں خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جانا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو جانا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔‘‘

(خطبہ میاں محمود احمد، مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۷؍فروری ۱۹۲۲ء ج۹ ش ۶۷،۶۸)

قادیانی حکومت قائم کرنے کا جتن

’’ہائے! احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں۔‘‘

(خطبہ خلیفہ محمود احمد الفضل قادیان ج۹ مورخہ ۱۲؍مارچ ۱۹۲۲ء)

ہاں جناب! پاکستان بننے پر ربوہ (چناب نگر) میں ایک انگریز گورنر موڈی کی مہربانی سے ایسا مخصوص علاقہ مل گیا۔

اب ہم پیش گوئیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پیش گوئی کے معانی ہیں کہ کسی آنے والے واقعہ کی نسبت اس کی آمد سے قبل خبردار کرنا۔ پہلے ذکر ہوا کہ پچاس ہزار نشان تو روپوں وغیرہ کے متعلق بتلائے گئے۔ روپوں کی آمد کا پتہ چلانا کون سا عظیم کارنامہ ہے؟ ڈاکخانہ میں کسی مقرب کو بھیجا۔ وہاں سے ڈاک کی تقسیم سے قبل پتہ چلا لیا کہ آیا کوئی منی آرڈر وغیرہ آیا ہے کہ نہیں۔ اگر آنا ہوتا تھا تو مرزا قادیانی بڑے طمطراق سے اس پر ملمع سازی کر کے اعلان کر دیتے۔ یہ تھی حقیقت پچاس ہزار نشانوں کی۔

ہاں! انہوں نے چند پیش گوئیاں کیں اور ان کے ہو جانے کا بہت ڈھنڈورا پیٹا اور اعلان کیا کہ اگر یہ غلط ثابت ہوئیں یا وقوع پذیر نہ ہوئیں تو میں کاذب، مفتری اور جھوٹا سمجھا جاؤں گا۔ انہیں مطالعہ کرنے کے بعد قارئین کرام خود اندازہ لگائیں کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی کاذب تھے یا نہیں۔

پیش گوئی نمبر:۱...... پادری عبداللہ آتھم ساکن امرتسر

مرزا غلام احمد قادیانی نے اوّل آتھم سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ وہ اتنے

عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک مر جائے گا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ مرزا قادیانی نے بہت زور لگایا کہ اس پیش گوئی کے غلط ہونے کی تاویلات پیش کی جائیں۔ مگر۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

۱...... ذرا تفصیل سنئے! خدائی شان!! خدائی فیصلہ!!!

’’آتھم کے متعلق پیش گوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔‘‘ (سیرت مسیح موعود ص۷، از مرزا بشیر)

’’۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی پورا ہونے کا انتظار تھا آپ (ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے کہ آج سورج غروب ہوگا اور آتھم مر جائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈوبتے گئے۔ ماسٹر قادر بخش نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔‘‘

(مضمون رحیم بخش پسر ماسٹر قادر بخش اخبار الحکم قادیان مورخہ ۷؍ستمبر ۱۹۲۳ء)

آتھم کا خط بنام مرزا غلام احمد قادیانی:

’’میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا۔ اس لئے نہیں مرا۔ انہیں اختیار ہے جو چاہیں تاویل کریں۔ لیکن میں پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے جو کوئی چاہے پیش گوئی کرے کہ ایک سو سال کے اندر جو باشندے اس دنیا میں موجود ہیں۔ سب مر جائیں گے۔‘‘ (عبداللہ آتھم کا خط اخبار وفادار لاہور، ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء)

اب پیش گوئی کے الفاظ اصلی کا مطالعہ کیجئے اور جھوٹے پر لعنت بھیجئے: ’’میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر (عبداللہ آتھم والی) پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۹۰، ۱۹۱، خزائن ج۶ ص۲۹۲، ۲۹۳)

پیش گوئی کی تاریخ مقررہ ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ اس کے بہت عرصہ بعد تک آتھم زندہ رہا۔ مندرجہ بالا خط اس تاریخ کے بعد لاہور کے اخبار وفادار میں اسی ماہ چھپوایا۔

۲...... اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبؒ کے متعلق مرزا قادیانی کی اپنی تحریر میں لکھتے ہیں: ''میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیش گوئی میری نسبت (مرزا قادیانی کے خلاف) ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ اس کے مقابل وہ پیش گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں مقبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔''

(اشتہار مورخہ ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۹)

چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس اشتہار کے جواب میں اپنی پہلی پیش گوئی کو منسوخ کرتے ہوئے لکھا: ''اللہ نے مرزا قادیانی کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۱؍جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی ۱۰ مہینے اور ۱۱ دن اور کم کر دیئے ہیں اور مجھے یکم؍جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا قادیانی آج سے ۱۴ ماہ بعد تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔''

اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع کیا: ''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا اور تیری عمر کو بھی بڑھاؤں گا۔ تیرے دشمن جو پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔''

(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱)

''آخری دشمن ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور وہ ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے میں اس کی زندگی میں ۴؍اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے۔ خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۳۲۱،۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶،۳۳۷)

پھر خدائی فیصلہ ظاہر ہوا جائے عبرت ہے
متنبّی قادیان کے ماننے والو سنو اور غور سے سنو

خدا کی قدرت اور مقام عبرت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر صاحبؒ کی پیش گوئی کے عین مطابق میعاد مقررہ کے اندر ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور فوت ہوگئے۔ جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ان کے بعد سالہا سال زندہ رہے۔ اس ٹریکٹ کے لکھنے والے نے انہیں ۱۹۲۸ء تک کو دیکھا اور ان کے لیکچر سنے۔

۳...... حضرت مولانا مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ، مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

’’میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کذاب ہوں۔ تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر مولوی ثناءاللہ صاحب حق پر نہیں تو میری زندگی میں اسے نابود کر۔ انسانی ہاتھوں سے نہیں طاعون ہیضہ وغیرہ سے۔ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔ میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!‘‘

(اشتہار مرزا ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۱۹، ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹)

اللہ اکبر! مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی۔ مفسد اور کاذب مفتری صادق کی زندگی میں ہیضہ میں مبتلا ہوکر مر گیا۔ اللہ اکبر! ’’**فاعتبروا یا اولی الابصار**‘‘

خدا کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور اللہ کے قربان جایئے کہ کس طرح فیصلہ ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ کے بعد ۲۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار البدر قادیان میں پھر شائع ہوا۔ ’’ثناءاللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔‘‘

یہ لو! ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کو لاہور کے مقام پر وبائی ہیضہ ہوا اور وہ مر کر ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئے۔ یہ جھوٹوں اور کذابوں کا انجام ہوتا ہے اور حضرت مولانا مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے اور راقم رسالہ نے مرزا قادیانی کی موت کے بعد بیسیوں سال تک مولانا کے مناظرے اور مباحثے سنے۔

محمدی بیگم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ مرزا قادیانی کے دل میں اس کا ایسا تصور قائم ہوگیا کہ اس سے شادی

کرنے کے لئے عزم صمیم کرلیا۔ اس کے والدین کو طرح طرح کے سبز باغ دکھلائے۔ پیش گوئیوں کے ذریعے انہیں مرعوب کیا۔ ۱۸۸۶ء میں اشتہار شائع کردیا جس میں انہیں دھمکیاں دیں۔ اس لئے کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی مرزا غلام احمد سے کردے۔ مگر ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' کے مصداق اس کی شادی نہ ان کے ساتھ ہونی تھی اور نہ ہوئی۔ بلکہ اس کی شادی تمام پیش گوئیوں کو پاش پاش کرتے ہوئے دوسرے شخص سلطان محمد سے ہوگئی، اور جگہ شادی ہو جانے سے ایک ہنگامہ بپا ہوا کہ تمام پیش گوئیاں دھری کی دھری رہ گئیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کاذب ٹھہرے۔

قارئین کرام! محمدی بیگم کے واقعات ترتیب سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جس مذہب کے بانی کی یہ حالت ہو کہ وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا جائے اور پھر اس جھوٹ کو سچ دکھلانے کی کوشش کرے اس کی اصلیت کیا ہوسکتی ہے؟

پہلی بڑی بشارت:

۱...... ''خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

۲...... ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

۳...... ''اس قادر مطلق خدا نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور اس کو کہہ دے کہ یہ نکاح ان کے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا اور جو کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور اس کا والد تین سال تک فوت ہو جائے گا۔'' (اشتہار مرزا مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ص۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

ہائے عشق کیا کچھ نہیں کرواتا:

۴...... لالچ اور دھمکی: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم

مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی۔ دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ الہامی لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲، خزائن ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

۵…… خداتعالیٰ کی طرف سے الہام: ’’میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ آپ اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں مجھ سے کہلوایا ہے۔ اگر میعاد گزر جائے تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۳)

ہائے عشق! منت اور سماجت بھرا خط مرزا احمد بیگ کے نام:

’’میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں…… آپ کو شاید معلوم نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زائد آدمی ہوں گے…… آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خداتعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔‘‘ (۱۷؍جولائی ۱۸۹۵ء، منقول از رسالہ کلمہ فضل ربانی ص۱۲۴)

۷…… اس کے بعد مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو بہت سے خط لکھے کہ ان کا رشتہ ان کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔ مگر محمدی بیگم کا نکاح ایک شخص مرزا سلطان محمد نامی سے کر دیا گیا اور مرزا قادیانی محروم رہ گئے۔ وائے حسرت و ناکامی! تمام پیش گوئیاں اور الہام خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور جعلسازیوں کا پلندہ ثابت ہوئے۔ اس طرح مرزا قادیانی کا کذب ثابت ہو گیا۔

۸…… مرزا قادیانی کی محمدی بیگم کے نکاح سے قبل بے چینی اور بے قراری ملاحظہ ہو۔

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم!

میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرمائیں۔

(خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۸؍ستمبر ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ ج۵ ص۳۱)

ڈھٹائی کی حد ہوگئی! عشق کی سوزش!!

’’اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس

کا بیاہ ضرور ہوگا۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں، ٹلتی نہیں ہو کر رہتی ہیں۔''

(مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں، کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے دعوے سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈھائی سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔ مگر وائے ناکامی! وہ نہ مرا۔

ناکامی کا انتہائی رنج اور واویلا!!

''یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوں تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ ارے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

یہ پیش گوئی کا حسرت ناک انجام! خدا تعالیٰ کا عظیم فیصلہ!!

مرزا قادیانی خود ہی لکھتے ہیں: ''۱۶؍ اپریل ۱۸۹۶ء تک پوری نہ ہوئی۔ اس کے بعد اس عاجز کو (مرزا قادیانی) ایک سخت بیماری نے آلیا۔ یہاں تک کہ قریب موت نوبت پہنچ گئی۔ اس وقت یہ پیش گوئی گویا آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اس وقت مجھے الہام ہوا۔ یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نو امید کر دیا تو نو امید مت ہو۔''

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

ہاں جی! دنیا با امید قائم است! آخر اسی امید موسومہ کو دل میں لئے ہوئے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی اس جہان سے رخصت ہو گئے اور یہ الہام کہ: ''اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔'' دھرے کا دھرا رہ گیا اور ان کا آسمانی منکوحہ کے لئے چہرہ بھی خشک ہو گیا اور دل میں ہزاروں حسرتیں لئے جہاں سے رخصت ہو گئے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو بن گئے انہیں خبردار کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن ان سے باز پرس ہوگی کہ جب ان کی پیش گوئیاں جن کو انہوں نے اپنی نبوت کا اور اپنے کاذب اور صادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا پوری نہ ہوئیں تو پھر تم اس کے مکر کے جال میں کیوں پھنسے رہے۔ کیوں توبہ نہ کی اور اسلام کی طرف رجوع نہ کیا؟ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیوں کا یہی حشر ہوا۔ انہیں معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اپنے جس لڑکے کو موعود قرار دیا تھا اور اپنے لئے باعث برکت سمجھا تھا وہ پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے انتقال کر گیا۔ ابھی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کرو۔ مرزائیت کو چھوڑ دو۔ ورنہ بالفاظ مرزا قادیانی ''ہاویہ تیار ہے۔''

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی امت

اور

پاکستان

جناب رائے محمد کمال صاحب

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۹۹	پیش لفظ	۱
۲۰۰	قاتل خواب	۲
۲۰۱	مقتول تعبیر	۳
۲۰۳	کالی بھیڑیں اور پاکستان	۴
۲۰۳	قائداعظمؒ اور میرزائیت	۵
۲۰۴	شہید ملت سے بھٹو مرحوم تک	۶
۲۱۳	لاشہ قائد اور نفرتوں کی آگ	۷
۲۱۵	یادوں کے جھروکے	۸
۲۱۵	قادیانی چیلنج	۹
۲۱۷	سازشوں کے شعلے	۱۰
۲۲۰	شیش محل	۱۱
۲۲۵	آنکھ بھر آئی	۱۲
۲۲۶	گریبان چاک ہوتا ہے	۱۳
۲۲۸	اور بازو کٹ گیا	۱۴
۲۳۸	کتاب جفا کے اوراق	۱۵
۲۴۰	بکھری یادیں	۱۶
۲۴۸	پاکستان کے ایٹمی راز	۱۷
۲۴۸	امریکہ کی سرپرستی	۱۸
۲۴۹	قائداعظم بمقابل مرزا	۱۹
۲۵۰	تاریک اجالے، روشن حوالے	۲۰
۲۵۱	لیاقت علی خان کے مبینہ قاتل کی سرگزشت	۲۱
۲۵۲	پردہ اٹھتا ہے	۲۲
۲۵۳	گزشتہ سے پیوستہ	۲۳
۲۵۴	رستا ہوا زخم	۲۴
۲۵۵	طلوع حشر	۲۵
۲۵۵	تعزیت نامہ	۲۶
۲۵۶	ایک وحشت اثر انکشاف	۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

میں نے ایک مدت قادیانی مذہب کے مطالعے میں صرف کی۔ پورے دس سال اس موضوع پر موافقانہ لٹریچر پڑھا ہے اور مخالفانہ بھی...... میری دیانتدارانہ رائے میں تو ’’تحریک احمدیت‘‘ فقط انگریزوں کی ’’کتاب سازش‘‘ کا دیباچہ ہے۔ چونکہ یہ برطانوی گماشتے بوجوہ، اپنے سیاسی عزائم کو مذہب کے پردے میں چھپائے رکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانان ہند کو الفاظ کے پیچ وخم، زیروزبر کی ہیئت اور لغت کے بکھیڑوں میں الجھانے کی ہر ممکن کوشش کی...... علمی میدان میں یہ ابتداً ہی پٹ گئے۔ علمائے دین نے ان کو کبھی پنپنے نہ دیا۔ منبرومحراب سے سدا ان کے خلاف آواز اٹھتی رہی...... لیکن ستم ظریفی یہ ہوئی کہ بعض لوگ اس پہلو کو خالص مولویوں کا قضیہ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔

ملت مرزائیہ کے کفر میں تو پہلے بھی کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ مگر اب تو آئینی اعتبار سے بھی اقلیت قرار پاچکے ہیں، زیرنظر رسالے کا مواد خالصتاً تاریخی ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں معہ حوالہ حرف بہ حرف اقتباسات قلم بند ہوں گے۔ ممکن ہے لہجے میں کہیں تیزی آگئی ہو یا کسی جگہ نوک قلم سے تلخ الفاظ ٹپک پڑے ہوں۔ بہرحال بندہ نے تاریخ کا سینہ کسی طور زخمی نہیں کیا۔ مگر تبصرے کی بات الگ ہے۔ دراصل دو حوالوں سے ہمیشہ جذباتی ہوجایا کرتا ہوں۔ سرکار مدینہ ﷺ کی حرمت وتقدیس کا معاملہ آئے تو خون کھول اٹھتا ہے اور اگر پاکستان کے اندرونی وبیرونی دشمنوں کا ذکر زیربحث ہو تو بھی چپ نہیں رہ سکتا...... الغرض جہاں تک تاریخ نگاری اور حقیقت پسندی کے ضابطے کا تعلق ہے آپ دیکھیں گے کہ راقم الحروف بھی اس سے لاتعلق نہیں۔

مسودے کی کتابت ہوچکی تھی جب جنرل محمد ضیاء الحق کے طیارے کو بہاول پور کے قریب فضائی حادثہ پیش آیا محرر سطور اس بارے میں مرحوم صدر کے کردار وعمل کو زیربحث نہیں لایا تھا کہ ناقدین دوست اس کو کہیں خوشامد کا نام نہ دے دیں۔ حالانکہ میں نے قلندرانہ ذوق کے سبب ان صفحات میں بھٹو مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا تھا۔ اب چونکہ یاران نکتہ داں اسے خوف یا مفاد وغیرہ کا شاخسانہ قرار نہ دے سکیں گے۔ لہٰذا میں پاکستان پیپلز پارٹی کے دور ثانی میں برملا کہے دیتا ہوں کہ صدر محمد ضیاء الحق نے ملک ودین کے سراسر دشمن، قادیانی گروہ کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ ان کی جمہوریت کشی تسلیم، لیکن مذکورہ باب نہایت درخشاں ہے۔ بہ ایں سبب مرزائی اس

شخصیت کوراستے سے بہر حال ہٹانا چاہتے تھے۔

اس وقت میرے سامنے بہاول پور کے حادثہ فاجعہ کے گزر جانے پر مرزا طاہر احمد (قادیانی خلیفہ) کے متعلق ایک چونکا دینے والی خبر ہے۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور نے ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو اپنی اشاعت میں لکھا: ''ربوہ (نامہ نگار) معلوم ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد، کینیا اور نیروبی کے دورہ کے بعد ''یوگنڈا'' پہنچ گئے ہیں۔ نیروبی کے ہوائی اڈے پر ہزاروں افراد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے جماعت کے دنیا بھر میں مقیم مخالفین کو جو ''مباہلہ'' کا چیلنج دیا ہوا ہے اس کے متعلق عنقریب ''مزید'' کامیابیاں ہونے والی ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں خواب کے ذریعہ یہ خبر دی ہے کہ کچھ کامیابیاں ہو چکی ہیں اور کچھ اس سے بھی عظیم کامیابیاں ہونے والی ہیں۔''

میں فی الحال یہ موضوع نہیں چھیڑ سکتا کہ اس کتاب کا عنوان کچھ اور ہے اور یہ نسخہ جذبۂ حب الوطنی کے تحت دانشور طبقہ، اساتذۂ تاریخ، کالجز و یونیورسٹیز کے طلباء، ارکان پارلیمنٹ اور سربراہ مملکت کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پمفلٹ محکمہ دفاع کے لئے بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ دفاعی پالیسیوں میں اس داخلی خطرے کی طرف سے آنکھیں بند کئے رکھنا انتہائی نقصان دہ ہوگا۔

اشد ضروری ہے کہ ارباب بست و کشاد اس سازشی ٹولے کی ابلہ فریبیوں سے آگاہی حاصل کریں...... وگرنہ مینار پاکستان سے ٹیک لگائے ایک دیوانہ تو برسوں سے یہ چیخ رہا ہے۔

رات کا وقت ہے اور جنگل میں مسافر سارے
کر کے ہر چیز لیٹروں کے حوالے چپ ہیں

رائے محمد کمال، فروری ۱۹۸۹ء

''سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی تنگ نظر فطرت اور خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا تھا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا، مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔''

قاتل خواب

میں بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔ ایک لولے لنگڑے فقیر نے آگے بڑھ کر

کہا: ’’بابو، خدا کے لئے یہیں رک جاؤ۔‘‘ غیر متوقع مداخلت سے میں گھبرا سا گیا۔ وہ بولا: ’’ڈرو مت! میں کوئی غیر نہیں، تمہارے وطن پاکستان کا متحرک نقشہ ہوں۔‘‘

ارے کیا؟...... میں بے ساختہ چیخ اٹھا۔ اب کے وہ کہہ رہا تھا۔

مجھ سے ایک دردناک حادثہ سنئے! کل میں مینار پاکستا کی طرف جارہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آزادی چوک کے بیچ میں ایک لاوارث میت پڑی ہے۔ میں بالکل قریب پہنچ گیا۔ تیکھے نقوش والی ایک عورت بآواز بلند، نفرت سے کہہ رہی تھی۔ ’’ہندوستانی مسلوں کے قائد کا متعفن لاشہ...... مجھے گھن آتی ہے۔‘‘

بعدازاں معذور شخص یہ کہتے ہوئے مقبرہ اقبال کی طرف چل پڑا۔

ایک بات یاد رکھنا، جب تم خانۂ خدا میں داخل ہوئے تو بلندیوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا تھا۔ اگر منہ پھیر کے چلے ہو تو دیکھتے نہیں کہ پستیاں تمہارا مقدر بن رہی ہیں۔ ملت اسلامیہ کا سانحہ بھی یہی ہے۔ میرے قدم بوجھل ہو رہے تھے۔ دل کی دھڑکنیں بھی ڈوبنے لگیں۔ بے خیالی میں نگاہیں اچانک بائیں جانب اٹھ گئیں۔ ذرا دور سر سکندر حیات خاں کی تربت کے اوپر پھٹے پرانے سرخ جوڑے میں ملبوس ایک خوبرو دوشیزہ بیٹھی ہے۔ بدتمیز کہیں کی، آداب شہنشاہی سے بھی آگاہ نہیں۔ اس سے کوئی پوچھے؟ بھلا یہ بھی کسی پارک کی نشست ہے۔ جس پر لیٹے تم کسی کو صدائیں دے رہی ہو۔ میں اس حشر بجاں منظر سے کڑھ رہا تھا کہ میرے کان میں کسی نے سرگوشی کے طور پر کہہ دیا۔ یہ فتنہ فروش حسینہ، درحقیقت تاریخ کا مرثیہ اور عبرت کا مرقع ہے۔ جس نے اس کی بپتا سنی، وہ زندگی بھر مصروف ماتم رہا۔ غالباً تمہارا احساس زندہ ہے۔ پگھل پگھل کر مر جاؤ گے۔ اپنی قوم کے ہم فکر بن کر جیو۔ فکر فردا ہو نہ احساس زیاں رہے۔ وگرنہ مقدور ہو تو درویش لاہوری کے مرقد کی جبیں پر مسلمانان ہند کا یہ نوشتہ تقدیر کھدوا دینا۔

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

مقتول تعبیر

’’لاہور سے بجانب مغرب سرگودھا روڈ پر ایک معروف قصبہ ربوہ (چناب نگر) واقع ہے۔ یہ قادیانی امت کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ اسے چنیوٹ سے چند فرلانگ آگے سڑک کے کنارے پہاڑیوں کے دامن میں بڑے سلیقہ سے آباد کیا گیا...... ربوہ کی ۱۰۳۳ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی انگریز گورنر سر فرانسس موڈی کی خاص دلچسپی سے احمدی جماعت کو عطاء کی گئی۔ ایک آنہ فی مرلہ میں سودا طے ہوا تھا۔‘‘ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص۵۱)

یہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۴۸ء، قائداعظمؒ کے سانحہ ارتحال سے فقط تین یوم بعد کی بات ہے۔ جب باقاعدہ آبادکاری ہوئی۔ (مقدمہ قادیانی مذہب ص ۱۳۶، اگست ۲۰۰۱ء)

تب اس جگہ کا نام موضع ڈھگیاں تھا۔ اس کے شمال میں کوٹ امیر شاہ، جنوب کی طرف دریائے چناب اور موضع چھنی کچھی اور جانب مغرب چھوٹا سا گاؤں احمد نگر موجود ہے۔ شرق میں چنیوٹ اور دریائے چناب۔ یہ تھاربوہ (چناب نگر) کا محل وقوع جو دریائے چناب کے ساتھ سلسلہ کوہ کے بیچ میں بسا۔ بالفاظ دیگر اسے قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر کہا جاسکتا ہے۔ جس میں چند برس پہلے تک کوئی غیر احمدی داخل ہوسکتا تھا اور نہ ہی اسے اپنا مکان خریدنے کی اجازت تھی۔ نیز وہاں کے جماعتی حکام کی اجازت خاص کے بغیر قیام بھی قانونی جرم تھا۔ یہاں کی شاہراہ عام سے دائیں جانب مرزائیوں کے بہشتی قبرستان کی ملمع کاریاں بڑی دلفریب ہیں۔ قطار اندر قطار قبریں، لوح مزار پر مکمل تعارف، رکنیت عہدہ اور حوالۂ وصیت کے علاوہ خدمات کی طویل فہرست بھی مندرج نمونوں میں ہمہ رنگی، سائز میں یکسانیت یہاں فن تعمیر کے لحاظ سے سنگ مرمر، مینا کاری اور پختہ مصالحے کے نادر شاہکار پائے جاتے ہیں ؎

برستے پتھروں کی بارش میں
میں آئینے اٹھائے پھر رہا ہوں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چلتے چلتے قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزابشیرالدین محمود کی قبر دیکھ آئیں۔ چند برس پہلے تک اس کے سرہانے نصب کتبہ پر یہ عبارت کندہ تھی۔ ''جب حالات سازگار ہوجائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے۔ جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کریں۔''

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۱۸)

دراصل مرزائی ملت کے امیر ثانی کی لوح مزار کا یہ اقتباس اسلام کے خلاف انگریزوں کی گہری سازش کا پورا خلاصہ ہے۔ تلخیص سے مکمل آگاہی کے لئے ہمیں طوالت میں جھانکنا پڑے گا کہ اس کاری زخم سے جبین تاریخ آج تک خون آلود کیوں ہے؟ یہ ناٹک کس غرض سے رچایا گیا تھا؟ ہم نے ''مرزائیت کا شناختی کارڈ'' ترتیب دینا ہے۔ جس میں ان کے مکمل مستند اور مصدقہ کوائف درج ہوں۔ راقم چاہتا ہے کہ حکومت پاکستان پر ان کی ذہنیت آشکارا ہو۔ اب اہل وطن کے سامنے اس گروہ کی سیاسی وعسکری پلاننگ کو بے نقاب ہوجانا چاہئے۔ قادیانیوں کے بھیانک کردار کو جامہ الفاظ فقط اس لئے پہنا رہا ہوں کہ لیلیٰ اقتدار کے مجنوں کی آنکھیں کھل جائیں۔

شیریں صدارت دسونی وزارت کے چاہنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ صرف مولویوں کا قضیہ نہیں۔ خود فرہاد اور مہینوال بھی اپنے اپنے کیدو کی زد میں ہیں۔ رانجھا اگر بانسری بجاتا رہ گیا تو بیچاری ہیر، کھیڑوں کے حجلہ عروسی میں سسک سسک کر دم توڑ جائے گی...... پنوں کو خبر چلے کہ اب سسی کی زلفوں کے سائے میں بیٹھ کر شراب پینے کا موسم نہیں۔ اس لئے کہ اگر مرزا اپنے دشمنوں کے قدموں کی چاپ سے بیگانہ رہے تو نازک اندام ''صاحباں'' حملہ آوروں کا راستہ بھلا کیسے روک سکتی ہے؟

سبزۂ پامال سے بھی وجۂ بربادی نہ پوچھ
بات چل نکلی تو پھر یہ باغباں تک جائے گی

کالی بھیڑیں اور پاکستان

پاکستان اس معصوم بچے کی مانند ہے جسے دست قدرت نے زمانۂ شیرخواری میں ہی حقیقی ماں کی آغوش شفقت سے اٹھا کر سوتیلی ماں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا اور وہ آج تک ماضی کے ان ایام محبت کی یاد میں تڑپ رہا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھتی ہے بیگانے ہی بیگانے نظر آتے ہیں۔ یقیناً اسلام کا یہ قلعہ خلوتیان راز کی ذاتی خواہشات کے نرغہ میں ہے۔

قائداعظمؒ اور میرزائیت

بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ محمد علی جناح اپنے آخری سانسوں تک مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑتے رہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا کہ: ''اگر اسلامی حکومت کے قائم کرنے کے لئے ایک میز کے برابر بھی جگہ ملی تو مجھے قابل قبول ہوگی۔'' (تقاریر قائداعظم)

انہیں جناب رسول عربیؐ سے خاص عقیدت اور والہانہ لگاؤ تھا۔ انہوں نے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کی۔ تاہم ان کا اصل میدان سیاست اور قانون تھا۔ وہ زندگی بھر مذہبی اختلافات میں نہیں الجھے۔ خاندانی ناتے سے بابائے قوم کا تعلق خواہ کسی فرقے سے تھا لیکن کسی بھی موڑ پر انہوں نے آبائی مسلک سے دلچسپی نہ جتلائی۔ یہ مرد آہن فقط ایک پکا اور سچا مسلمان تھا اور ہمیشہ اسلام کی بات کرتا رہا۔

اب سوال یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ اس نظریاتی مملکت کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی کیوں مقرر کیا گیا؟ جواباً، پہلا حصہ یہ ہے کہ بانی پاکستان کو حصول آزادی کی خاطر بعض ناگوار معاہدات اور سخت شرائط پر بھی مجبوراً دستخط کرنا پڑے۔ آپ کے پاس وقت کم تھا اور کام زیادہ۔

انہوں نے غلامی پر لولے لنگڑے پاکستان کو ترجیح دی۔ ان کے نزدیک پروانۂ خودمختاری مل جانا ہی محرومیوں کا مداوا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا اور دھمکی دی کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا، اختیارات کی منتقلی نہ ہو سکے گی...... انہی مسائل کے سبب قائداعظمؒ نے علاوہ اس کے پاکستان کا پہلا وزیر قانون بھی سردار جوگندر ناتھ منڈل کو مقرر کیا تھا۔

(پاکستان کیوں ٹوٹا ص ۳۰۷)

اس حوالہ سے آپ کو مورد الزام ٹھہرانے والے خود قصوروار نکل آتے ہیں۔ دوسرے جزو کی رو سے سیاسی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بعض مسلم لیگی کارکنوں کا کہنا ہے کہ سر میاں فضل حسین کی سفارش پر ظفر اللہ خاں چوہدری کو وائسرائے کونسل لیا جانا ایک باقاعدہ سازش تھی۔ ایک مدت تک اسے سیاسی تربیت دی جاتی رہی اور ماقبل آزادی ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ سر ظفر اللہ خاں کو چاروناچار وزارت خارجہ کا قلم دان سونپنا پڑا۔

اس باب کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ قبل ازیں مرزائیوں کی منافقت کا کوئی عملی تجربہ نہ تھا اور قائداعظمؒ ان کے خطرناک عزائم سے مطلقاً لاعلم تھے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ جیسے مخلص لیڈر اور عظیم شخصیت کی نیت پر شبہ کیا جانا درست نہیں۔ انہوں نے تو ہر دوراہے پر اپنی عظمت کردار سے جذبہ خیرخواہی ثابت کیا اور مسلمانان ہند کے روشن مستقبل کی خاطر اپنی جدوجہد کے عملی ثبوت دیئے۔ جب کہ یہ حقیقت بھی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہے کہ جب تک آپ بقید حیات رہے۔ اس گروہ کو کھل کھیلنے کی اجازت نہ تھی اور یہ بھی ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ قائداعظمؒ نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔ شومئی قسمت کہ قافلۂ وقت تیزی سے رواں رہا اور قائداعظمؒ کو موذی مرض اور فرشتۂ قضا نے اس کی مہلت نہ دی وگرنہ آپ اس خطرے کا ابتداء میں ہی حل ڈھونڈ لیتے اور قوم آئندہ تباہیوں سے محفوظ ہو جاتی۔

درد کے زیر اثر تابہ سحر بولیں گے
میں رہا چپ تو مرے زخم جگر بولیں گے

شہید ملت سے بھٹو مرحوم تک

ربوہ کا سنگ بنیاد قائداعظمؒ کی وفات کے تین دن بعد رکھا گیا اور یہاں کی اراضی کا باقاعدہ انتقال، انجمن احمدیہ کے نام ۲۹/نومبر ۱۹۴۹ء کو ہوا۔ یہ لیاقت علی خاں مرحوم کے عہد کی

نہایت ہی تلخ روداد ہے۔ (لیاقت علی کا قتل مضمون میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل نوائے وقت یکم جنوری ۱۹۸۶ء)

میر افضل، پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب کے بارے میں بہت سے مضامین لکھ چکے ہیں۔ اس سے متعلق ''نوائے وقت'' ۱۹۷۹ء میں ان کے متعدد آرٹیکل شائع ہوئے جن سے سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ حال ہی میں انہوں نے ''لیاقت علی کا قتل تصویر کا دھندلا پہلو'' کے عنوان سے ایک اور انکشاف کرتے ہوئے اپنے کالم میں لکھا: ''اب آئیں مل کر لیاقت علی کے دور حکومت سے یہ نتائج نکالیں کہ لیاقت علی نے ہمیں کتنی اسلامی غیرت دی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنائے گئے ملک میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی کتنی پابندی کی۔ اپنے محسن قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ جب زیارت میں آخری ملاقات کی تو بقول مس فاطمہ جناح اس کے بعد قائداعظمؒ پھوٹ پھوٹ کر کیوں روئے؟ اور وہ کیوں زندہ نہ رہنا چاہتے تھے...... گورنر موڈی نے قادیانیوں کو دریائے چناب کے کنارے زمین دی۔ جہاں انہوں نے ایک جھوٹے نبی کا مرکز (ربوہ) بنایا...... امیر افضل صاحب مضمون نے زیر نظر سلسلے کی بہت سی کڑیاں گنوائیں ہیں جن کی یہاں گنجائش نہیں۔ اردو ادب کی دو اہم کتب میں بھی بالوضاحت بعض رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔''

جب پاکستان کی باگ ڈور خواجہ ناظم الدین جیسے لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی تو برطانوی عہد کے مہروں کی قسمت جاگی۔ خواجہ صاحب عوامی احتجاج کو مسلسل یہ بہانہ بنا کر ٹالتے رہے کہ ہمیں گندم درکار ہے اور قادیانیوں پر پابندیاں عائد کرنے کی صورت میں امریکہ سے اس کی خیرات نہ مل سکے گی...... ملک غلام محمد صاحب اور جناب فیروز خاں نون کو دین سے دلچسپی تھی نہ ملک سے کوئی غرض۔ وہ نفس کے گھوڑے پر سوار تھے جو ہمیشہ بھوکا رہتا ہے...... سابق صدر و میجر جنرل اسکندر مرزا جو ملک کے ڈیفنس سیکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ ان کا شجرہ نسب چند پشتوں کے واسطے بنگال کے غدار اعظم میر جعفر سے جا ملتا ہے۔ (تحریک ختم نبوت ص۱۴۷، شورش)

''یہ کس قدر ستم ظریفی ہے، جن کی ایمان فروشیوں سے اسلامی حکومت کا چراغ گل ہوا، غلامی کی زنجیریں کٹ جانے پر زمام اقتدار انہی لوگوں کے ہاتھ آئی۔ یہ شخص بھی اپنے آباء کے چال چلن اور عادات وخصائل سے کچھ مختلف نہ تھا۔

جب ۱۹۵۳ء کی تحریک راست اقدام سرد پڑ گئی تو سکندر مرزا کو اکثر یہ فرماتے سنا گیا کہ کابینہ کی غلطی ہے کہ اس نے ان ملاؤں کو پھانسی نہیں دی۔ ہمارے مشورہ کے مطابق پندرہ بیس

علماء کو دار پر کھنچوا دیا جاتا یا گولی سے اڑا دیا جاتا تو اس قسم کے جھمیلوں سے ہمیشہ کے لئے نجات ہوجاتی۔ جس صبح دولتانہ وزارت برخاست کی گئی س رات گورنمنٹ ہاؤس میں سکندر مرزا کا ایک ہی بول تھا۔ مجھے یہ نہ بتاؤ، فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہوگیا ہے یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا۔ مجھے یہ بتاؤ وہاں کتنی لاشیں بچھائی ہیں کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی۔'' (تحریک ختم نبوت ص۱۴۲، شورش کاشمیری)

ایوبی دور میں مرزائیت کو پر پھیلانے کا سنہری موقع ملا۔ سرظفر اللہ خاں عالمی عدالت انصاف کا جج بن چکا تھا۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں پر شب وروز آمریت کا بھوت سوار رہا۔ چونکہ وہ فوج سے متعلق تھے۔ اس لئے وہ ''نو'' (No) سننا ہرگز گوارا نہ کرتے۔ اس پر ایک اور حادثہ ہوا۔ ایوب خاں کے چہیتوں کا ربوہ کے قصر خلافت میں آنا جانا ہوگیا۔ یہاں سے انہیں ضرورت کی ہر شئے مل جاتی تھی۔ ان کی راتیں عیاشیوں کے ریلے میں ڈوب گئیں۔ یوں پریذیڈنٹ ہاؤس اور قصر خلافت کے درمیانی فاصلے سمٹ کر رہ گئے۔ زیادہ قربت ہوئی تو حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اخبارات کے نام اس امر کا سرکلر جاری کر دیا کہ اشارتاً وکنایتہً یا تفصیلاً واجمالاً کسی بھی طرح قادیانی فرقے پر خفی وجلی تنقید نہ کی جائے۔ خلاف ورزی کا مرتکب قانون کی رو سے مستوجب سزا ہوگا۔'' (ایضاً ص۱۴۳)

''دوسرے موقع پر صدر ایوب کی حکومت نے ایڈووکیٹ جنرل کی معرفت لاہور ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیان دیا کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔'' (ایضاً)

ایوبی صدارت کے دور میں زرعی اصطلاحات اور محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیکن قادیانی سربراہ کی زمین اس قانون سے مستثنیٰ کر دی گئی اور کہا کہ یہ زمین جوان کے نام ہے دراصل جماعت کی ملکیت ہے جو زرعی اصلاحات کے دائرہ میں نہیں آتی۔

دستانے اتارو تو لہو رنگ ہیں پنجے
یہ ظاہری انسان درندے کی طرح ہے

جناب آغا یحییٰ خاں اپنے پہلو میں ایک بے قرار دل رکھتے تھے۔ اگر کوئی نوجوان مہ جبیں سینے پر ہاتھ رکھ دیتی تو انہیں چین سا آجاتا۔ صدر صاحب کو آشوب چشم کی بھی شکایت تھی۔ اس لئے وہ اکثر اپنی نگاہیں حسینوں کے گرم سانسوں کی لو سے سینکتے۔ قادیانی امت اپنے محسن ایوب خان کے جانشین کو خوش آمدید نہ کہتی۔ کیونکر ممکن تھا۔ لہٰذا یحییٰ صاحب شب وروز رنگ رلیاں

مناتے رہے۔ سنا ہے صدارتی محل کے دروازے پر مرزائی خدمت گار باری باری کھڑے ہوتے تھے اور صنف نازک کے تحفے برابر پیش کئے جاتے کہ کہیں صدر صاحب کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ابھی یہ مکروہ کھیل جاری تھا کہ ہمارا مشرقی بازو کٹ گیا۔ مرحوم وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ۴؍ستمبر ۱۹۷۰ء کو میجر عزیز بھٹی کے مقام شہادت پر شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک (قادیانی) کی یادگار بننی چاہئے۔ اگر یہ اب نہ ہوا تو جب پیپلز پارٹی برسراقتدار آئے گی، ان کی یادگار ضرور قائم کرے گی۔ (پاکستان ٹائمز ص۱۱، ۸؍ستمبر ۱۹۷۰ء)

آئندہ صفحات میں جنرل مذکور کا تفصیلی تذکرہ آنے والا ہے۔ مگر چونکہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے عہد حکومت میں ہوا تھا۔ اس لئے ان کی ذات پر کوئی تلخ تبصرہ احسان فراموشی وناقدری ہے۔ گو، ابتداًء وہ احمدیوں کے خیرخواہ تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ خیالات بھی بدل جاتے ہیں۔ ۱۱؍جون ۱۹۷۴ء کی رات ان کے خطاب نے عوام کو بے حد متاثر کیا۔ ان کی یہ جذباتی تقریر بہت پسند کی گئی۔ وزیراعظم نے فرمایا: ''جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے اور قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کا شرف انشاء اللہ انہیں حاصل ہوگا اور یہی اعزاز انہیں خدا کے حضور سرخرو کردے گا۔'' (تحریک ختم نبوت ص۲۴۱، شورش)

یہ کہا جاسکتا ہے کہ بھٹو صاحب نے اس مذہبی فیصلے سے سیاسی مفادات اٹھانا چاہا ہے۔ مگر پہلوں نے ایسا کیوں نہ کیا؟ تاہم اس خیال میں صداقت کے پہلو موجود ہیں کہ عوام کے فکری انقلاب اور زبردست احتجاج نے انہیں سوچنے پر مجبور کردیا۔ یہ آئینی اقدام نہ صرف بروقت تھا۔ بلکہ پاکستان بھی متعدد خطرات سے بچ گیا۔

انہیں افسانہ غم ڈرتے ڈرتے
سنایا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے

ہم کالی بھیڑوں کی ذہنیت کا ماتم کر چکے۔ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ سیاسی نکتۂ نظر سے احمدیوں کے کردار وافکار کیا تھے۔ مرزا قادیانی تمام زندگی انگریزوں کی کفش برداری پر نازاں رہے۔ ایک ایک لمحہ ان کی مدح وثناء میں گزرا۔ ایسی صورت میں ان کے امتی یہ کب گوارا کرسکتے تھے کہ سفیدان مغرب اس سرزمین سے چلے جائیں۔ اس کا تذکرہ گذشتہ باب میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ آچکا ہے۔ ان صفحات میں دلائل وبراہین کے ساتھ ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گروہ مذکور مختلف ادوار میں کیا سیاسی عزائم رکھتا تھا۔ یاد رکھنا چاہئے، جماعت احمدیہ اور دیگر

سیاسی ومذہبی پارٹیوں میں نمایاں فرق ہے۔ یہ درست ہے کہ اکثر مسلم سیاسی جماعتیں قیام پاکستان کی مخالف تھیں۔ لیکن ان میں کسی ایک کی فکر وسوچ کو پوری تنظیم کا منشور نہیں کہا جاسکتا۔ وہاں اختلاف رائے کا حق محفوظ ہے۔ گاہے بگاہے لوگوں کے سیاسی عقائد میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد متعدد مخالف رہنماؤں نے اپنا مستقبل پاک سرزمین سے ہی وابستہ کیا۔ انہیں اپنی غلط پالیسیوں کا اعتراف تھا۔ اب ان کی نیت پر شبہ کیا جانا جائز نہیں۔ گو ایک ایسی مذہبی وسیاسی جماعت بھی موجود ہے، جس کے افراد علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ سے فکری رہنمائی حاصل کرنے کی بجائے ہر بات میں اپنے مخصوص قائدین کی آراء کے منتظر رہتے ہیں۔ تاہم سلسلۂ احمدیہ سے منسلک اشخاص کا رنگ جدا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کو مجدد وقت، مہدی معہود، مسیح موعود، کرشن رام اور ایک رسول تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قادیانی مستدرج کی زبان کا ایک ایک حرف، وحی الٰہی اور ان کے نوک قلم سے ٹپکا ہوا لفظ نوشتہ تقدیر ہے۔ قادیانیت کے عقیدہ میں ''مرزا قادیانی کے جانشین زمین پر نائب خدا ہیں۔ انہیں ہر بات الہامی سند کی صورت میں عطاء ہوتی ہے۔ ان کے تمام افعال خدائی حکومت قائم کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نیز قادیانی خلفاء کو ہر وقت مشیت ایزدی کی تائید حاصل رہتی ہے۔'' اس لئے وہ فطرتاً اس کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ہمارے مذہبی آقاؤں کے ارشادات حرف بحرف سچ ثابت ہوں۔ یہ بات اچھی طرح ان کے اذہان میں جاگزیں ہے کہ الہامات کی صداقت منوانا ہر احمدی کا دینی فرض ہے اور وہ اس کے لئے ہمہ وقت کوشاں بھی رہا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے دعاوی، قادیانی جرائد کے تبصرے اور مذہبی رسالوں کی عبارات کو عام حالات پر قیاس کرنا دانائی نہیں، حماقت ہے۔ اگر مبینہ نکتے کو مدنظر نہ رکھا گیا تو میں اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ بدقسمتی سے کوئی بھارتی سورما، قائداعظمؒ کے مقبرے پر پاؤں کی ٹھوکریں لگانے کو نہ آجائے۔ جب وہ بابائے قوم کے مزار پر کھڑے ہوکر حقارت سے کہہ رہا ہوگا: ''مجھے بتا تو سہی کہاں ہے اب وہ تیرا پاکستان۔''

''منیر انکوائری رپورٹ'' جو ایم آر کیانی اور جسٹس منیر کی ۱۹۵۳ء کے واقعات سے متعلق مسلمانوں اور مرزائیوں کی نزاع پر تحقیقاتی دستاویزات کا نام ہے۔ (حالانکہ جسٹس منیر قادیانیوں کے لئے دل میں رواداری کے نام پر نرم گوشہ رکھتا تھا) اس میں مندرج ہے: ''۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے

پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔‘‘ (منیر انکوائری رپورٹ ص۱۹۶)

یہ جذبہ ان کے دلوں میں واقعتاً کارفرما تھا۔ وہ ہر قیمت پر حکومت کی باگ ڈور خود سنبھالنا چاہتے تھے۔ یہ خواہش ابھی تک سینوں میں بیدار ہے۔ ’’الفضل‘‘ کی اشاعت خاص میں اس گمراہ ٹولے کے خلیفہ جی کی ایک تقریر کا یہ جزو خاص طور پر مدنظر رکھنا چاہئے۔ ’’ہم احمدی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴؍فروری ۱۹۲۲ء)

آگے چل کر جب یہ ناتمام آرزو روگ بن جاتی ہے تو بیان ہوا: ’’اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸؍جولائی ۱۹۳۵ء)

’’یہ کانٹے‘‘ کیا بلا ہے؟ ایک اصطلاح ہے جو ابھی آپ کے ذہن نشین ہو جائے گی۔ مزید ملاحظہ ہو۔ اس سے تین برس قبل حور وقصور کے دلدادہ خلیفہ صاحب اپنے انداز میں یہ بڑ بھی ہانک چکے تھے۔ ’’ملکی سیاست میں خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔‘‘ (بیان خلیفہ قادیان مرزامحمود مندرجہ اخبار الفضل)

شاید کسی سبب سے یہ امید بندھ چکی تھی یا محض خود کو طفل تسلی دے رہے تھے یا پھر دنیاوی لالچ اور سہانے مستقبل کی امید پر اپنے پیروکاروں کو ثابت قدم رکھنے کی پلاننگ تھی۔ ایک اور جگہ مؤقر قادیانی پرچے میں بوضاحت یہ الہامی پیشین گوئی مرقوم ہے۔ ’’نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴؍جون ۱۹۴۰)

جماعت احمدیہ کو اپنے سیاسی عزائم کے بارے میں صوبہ بلوچستان سے کس قدر گہری دلچسپی ہے۔ برسوں سے وہ اسے مرزائی سٹیٹ میں بدلنے کے کیسے ناپاک منصوبے بناتے رہے ہیں؟ اس کی ایک جھلک مرزابشیرالدین محمود احمد کے مندرجہ ذیل بیان میں موجود ہے: ’’بلوچستان کی آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے۔ لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت احمدیہ اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم ازکم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے

دیں۔پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالیں تاکہ تاریخ میں اپنا نام رہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳/اگست ۱۹۴۵ء)

جماعت احمدیہ شروع شروع سے تقسیم ہند کے خلاف تھی۔مگر جب قیام پاکستان یقینی نظر آنے لگا تو انہوں نے قادیان کو’’مولد نبوت‘‘ قرار دے کر ریڈ کلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت پیش کی۔ نیز جنرل گریسی اور لارڈ مونٹ بیٹن سے اپنی وفاؤں کا صلہ چکانے کی اساس پر پخت وپز کرتے رہے۔اس وقت پر جماعت احمدیہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ محضر نامہ پیش کیا۔مؤقف یہ تھا کہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں پارٹیوں کا منشور ہمارے لائحہ عمل کے خلاف ہے۔ہم ان سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔لہٰذا قادیان کو ویٹی کن سٹی قرار دیا جائے۔اس یادداشت میں قادیانیوں کی مبالغہ آمیز تعداد، اپنے علیحدہ مذہب اور متعلقہ فوجی وسول ملازمین کی کیفیت کے علاوہ دیگر تفصیلات وجزئیات بھی درج تھیں۔

(تقسیم پنجاب ج۱ ص۴۲۹،۴۲۸)

بلکہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو اپنا نقشہ بھی دیا جو انہوں نے ۱۹۴۰ء میں تقسیم کیا تھا۔ اس نقشے میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کیا گیا...... گو مرزائیوں کا یہ مطالبہ درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے میمورنڈم کو بہانہ بناتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دیا۔یوں گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین اور فوجی نقطہ نظر سے اہمیت کے حامل علاقے بھارت کے حوالے کرنا آسان ہوگئے۔نہ صرف کشمیر پاکستان سے کٹ کر رہ گیا، بلکہ اس راستے سے ہندوستان کا آتشیں ہاتھ آج بھی بچے کھچے کشمیر اور ملحقہ علاقے کی شاہ رگ پر ہے۔

سید نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اس سے متعلق پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اپنی یاداشتوں کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:’’لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور کے متعلق جس میں ۱۹/اگست اور ۱۷/اگست ۱۹۴۷ء کے درمیانی عرصہ میں ردوبدل کیا گیا اور ریڈ کلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈ کلف نے ۸/اگست کو دستخط کئے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی۔افواہ یہی ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر ردوبدل ہوسکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔پنجاب حد

بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تأثر، ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا۔ قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آرہا ہے۔ لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شگر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطۂ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں۔ غالباً نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطۂ نظر سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈکلف کو اس نقطے کا کوئی علم ہی نہ ہو۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھان کوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر آیا تھا۔ اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈکلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار اعظم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خاں جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے، خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطۂ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی۔ لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمان سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔“

(مارشل لاء تک مؤلفہ سید نور احمد، ریٹائرڈ ڈائریکٹر تعلقات عامہ)

جسٹس دین محمد کو مسلم لیگ کے میمورنڈم کا مطالبہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد کسی تقریب میں چوہدری ظفر اللہ خاں سے (جو مسلم لیگ کے وکیل تھے) ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے علیحدگی میں چوہدری صاحب کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی کہ میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ مسلم لیگ نے مجھے اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ مطالبات مرتب کرنا مسلم لیگ کا کام تھا۔ وکیل کا

فرض مؤکل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے۔ (مارشل لاء سے مارشل لاء تک ص۳۱۹، بحوالہ حکومت مغربی پاکستان کے پانچ سوال اوران کا جواب ازفرزند توحید ص۱۹)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں: ’’اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے۔ کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی۔ لیکن پٹھان کوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔ مزید براں مسلم اکثریت کی تحصیل شکرگڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا۔ بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا۔ جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم وارادہ تھا۔

اس ضمن میں میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے مؤقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوس ناک امکان کے طور پر سمجھ میں آسکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے مؤقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکرگڑھ کے مختلف حصوں کے لئے حقائق اور اعدادوشمار پیش کئے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہل بنادیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیرمسلم اکثریت میں ہیں اور اس دعویٰ کے لئے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اچھ اور نالہ بھین کا درمیانی ازخود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علاقہ ہمارے حصے میں آگیا ہے۔ لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت سے ہمارے لئے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔‘‘ (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۶۴ء، قادیانیوں کے عقائد وعزائم ص۵۹ مرتبہ مولانا تاج محمود صاحب، مرکز اشاعت پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد)

مسٹر ظفر اللہ خاں کی مزید حسن کارکردگی کا حدود اربعہ باحسن ووجوہ بالکل واضح ہوکر منظر عام پر آجاتا ہے۔ اگر روزنامہ ’’مشرق‘‘ لاہور کے ایک ایڈیٹوریل کا مطالعہ کیا جائے جس سے حقائق کی مکمل نقاب کشائی ہوتی ہے...... ملاحظہ فرمایئے: ’’بھارت کے مشہور اخبار ’’ہندوستان

ٹائمز‘‘ میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خودنوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سرمحمد ظفراللہ خاں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سرظفراللہ سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائداعظمؒ اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ تو انہوں نے کہا میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔‘‘ (روزنامہ مشرق لاہور، مورخہ ۱۵؍فروری ۱۹۶۴ء)

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کو حسن ظن کے باعث محض الزام تراشی خیال نہ کرلیا جائے۔ قادیانی مذہب وسیاست کے مؤقر جدیدہ ’’الفضل‘‘ کے متعدد پرچے اس دعویٰ پر شاہد ہیں۔ جب قیام پاکستان ناگریز نظر آنے لگا تو مرزابشیرالدین محموداحمد خلیفہ ربوہ نے ۱۷؍مئی ۱۹۴۷ء کو بدحواسی کے عالم میں ایک بیان داغ دیا۔ یہ الفضل اخبار کے صفحہ اوّل پر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ بناء بریں سینکڑوں ٹھوس ثبوت موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی قوم آج تک اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی ہے۔ الغرض مذکورہ بیان کی چند سطور نذر قرطاس ہیں: ’’میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور قوموں کی منافرت کی وجہ سے معروضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائیں۔‘‘

(اخبار الفضل مورخہ ۱۷؍مئی ۱۹۴۷ء)

نامکمل ہے سقوط کارواں کی داستاں
اس میں تھوڑا سا بیان رہبر بھی چاہئے

منقولہ عبارت سے عجمی نبوت کے مقلدین کی پاکستان دشمنی بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کیونکہ ان کے نام نہاد خلیفہ نے برملا کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت برصغیر پاک وہند کو وفاق کی لڑی میں پروئے رکھنا چاہتی ہے اور...... تو پھر یہ لوگ وطن عزیز کے لئے مخلص کیسے ہوسکتے ہیں۔ چند دیگر حوالہ جات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

لاشہ قائد اور نفرتوں کی آگ

قائداعظمؒ کے انتقال پرملال سے پوری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت

سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہوگیا ہو۔ لیکن اس جانکاہ حادثہ پر بھی قادیانیوں کا رویہ انتہائی توہین آمیز اور قابل اعتراض رہا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ سرظفراللہ خاں نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنا پسند نہ کی اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ حالانکہ اس وقت یہ وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھا۔ جب اخبارات اس معاملے کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے درج ذیل جواب دیا گیا: ’’جناب چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا جنازہ نہ پڑھا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔‘‘

(قادیانی ٹریکٹ نمبر۲۲ بعنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ)

دوسری جگہ لکھا گیا: ’’کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظمؒ کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول ﷺ نے۔‘‘

(اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۵۲ء)

ایک اور موقع پر چوہدری ظفراللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائداعظمؒ کے جنازہ کے وقت غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ وہ بولے: ’’آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر یا ایک کافر حکومت کا ایک مسلمان ملازم خیال کرلیں۔‘‘ (مولانا محمد اسحاق مانسہرہ سے چوہدری صاحب کی گفتگو، راوی مولانا موصوف بحوالہ قادیانیوں کے عقائد وعزائم ص۳۷)

چند برس پہلے ایک رسالے میں ظفراللہ خان صاحب کا مفصل انٹرویو شائع ہوا تھا۔ ان سے پوچھا گیا آپ پر ایک اعتراض اکثر ہوتا ہے کہ آپ نے قائداعظمؒ کا جنازہ موجود ہوتے ہوئے نہیں پڑھا۔ جواب دیا: ’’ہاں! یہ بات ٹھیک ہے۔ میں نے نہیں پڑھا۔ یعنی قائداعظمؒ کا جنازہ پڑھتا تو ایک اعتراض کی بات ہے کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ غیراحمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے پڑھ لیا۔ تب تو میرے کریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے، عمل کچھ کرتا ہے۔ اس نے ہردلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائداعظمؒ کا جنازہ تو پڑھ لیا تھا۔ میرے عقیدے کو وہ جانتے ہیں۔ میرے عقیدے کو انہوں نے ناٹ مسلم قرار دیا ہے، تو اگر میں آئینی اور قانونی اعتبار سے ناٹ مسلم ہوں تو ایک ناٹ مسلم پر کیسے واجب ہے کہ مسلمان کا جنازہ پڑھے۔ ان کی اپنی کرتوت تو سامنے ہونی چاہئے نہ پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔ سارے جہاں کو

معلوم ہے کہ ہم نہیں پڑھتے غیر احمدی کا جنازہ۔'' (آتش فشاں ص۲۴، مئی ۱۹۸۱ء)

اس جسارت کا مختصراً پس منظر حوالہ قرطاس ہے۔ ''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔'' (انوار خلافت ص۹۰، مصنفہ مرزابشیرالدین محمود)

غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔

(مرزابشیرالدین محمود انوار خلافت ص۹۳، الفضل مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۱۷ء، مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۳۱ء)

کھل کے رو لینے کی فرصت پر نہ اس کو مل سکی
آج پھر انور ہنسے گا بے تحاشا دیکھنا

یادوں کے جھروکے

''لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ جھنجلا اٹھتے ہیں کہ ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ چڑتے ہیں کہ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر گالیاں دینے اور دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن (پاکستانی مسلمان) یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوتی تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے۔''

(خطبہ الفضل ۱۶/جولائی ۱۹۴۹ء)

قادیانی چیلنج

''اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو ملک (پاکستان) سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اﷲتعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔''

(الفضل مورخہ ۱۳/نومبر ۱۹۵۳ء)

''یہ آٹھ دس موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن وہ نوکری اسی طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اسی طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔''

(خطبہ مرزامحمود احمد مندرجہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۱/جنوری ۱۹۵۴ء)

۱۳/اپریل ۱۹۴۷ء کو چوہدری ظفر اللہ خان کے بھتیجے کی شادی کے موقع پر خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے رؤیا کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا: ’’اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے مشارکت رکھنی چاہئے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس (Base) جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جواء ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیروشکر ہو کر رہیں۔ تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیا میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہیں گے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے باہم شیروشکر ہو کر رہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

مرزائیوں کے دامن سے اقتدار کی خواہش کس طرح لپٹی ہوئی تھی۔ اس کا ہلکا سا اندازہ ان اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔ ’’پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہوتی ہے۔ وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے؟ اس کی کوئی بیعت نہیں اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلے کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔‘‘ (خطبہ خلیفہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۳/اگست ۱۹۲۶ء)

قادیانی سیاست کا نصب العین یہ ہے کہ بہرصورت قادیانی ریاست قائم ہو۔ اسی موضوع پر تقریر کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے اپنے پروگرام پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی۔ ’’ہم میں سے ہر ایک احمدی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ

رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن بہرحال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہوسکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل کرنی ہوگی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہوجائے گی...... جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز وانکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کررہے ہوں گے۔''

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲/اکتوبر ۱۹۳۹ء)

''میرا خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں، عدم تعاون سے نہیں ہوں گے۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸/جولائی ۱۹۳۵ء)

جناب خلیفہ محمود صاحب نے اپنے خطبہ میں ایک الہام کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا:

''اس وقت اسلام کی ترقی خداتعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو! سیاسیات، اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ وتعلیم کے ذریعے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں، ہم اسلام کی ساری تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵/فروری ۱۹۳۷ء)

مرزائی خلیفہ نے منیر انکوائری کمیٹی کے روبرو تسلیم کیا کہ انہوں نے ۱۱/جون ۱۹۴۴ء کو اپنی ایک تقریر میں پاکستان کے مطالبہ کو غلامی مضبوط کرنے والی زنجیر قرار دیا تھا۔

(بحوالہ تحریک ختم نبوت ص۸۴، از شورش کاشمیری)

خلیفہ مذکور نے ''سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل'' نامی ایک پمفلٹ میں جو ۳/جون ۱۹۴۷ء کو شائع ہوا، یہ الفاظ لکھے: ''میں دعا کرتا ہوں اے میرے رب، میرے اہل ملک کو سمجھ دے۔ اوّل تو یہ ملک بٹے نہیں اور اگر بٹے تو پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔''

(رسالہ سکھ قوم کے نام دردمندانہ اپیل، از مرزا محمود تاریخ اشاعت ۳/جون ۱۹۴۷ء)

سازشوں کے شعلے

اپنی غیرت بیچ ڈالیں، اپنا مسلک چھوڑ دیں
رہنماؤں میں بھی کچھ لوگوں کا یہ منشاء تو ہے

یہ تو خیر قبل از آزادی کی باتیں تھیں۔ اب بعد از تقسیم ان کے عزائم کا جائزہ لیتے ہیں۔

صوبہ بلوچستان کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کے منصوبے کو جناب خلیفہ محمود صاحب اپنے ایک خطبہ میں بیان کرتے ہیں۔ ''یہی علاقہ جس کے متعلق میں نے کہا تھا بہت چھوٹا سا ہے۔ اگر تم

کوشش کرو اور ہمدردی کے جذبات لے کر لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ سارا علاقہ احمدی ہو سکتا ہے۔ اس بات پر تین سال گزر گئے۔ لیکن اس کام کے کرنے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ بے شک کتے بھونکتے رہیں گے قافلہ چلتا رہے گا۔'' (اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۵/جولائی ۱۹۵۰ء)

۱۳/اگست ۱۹۴۸ء کے الفضل میں بھی مرزا قادیانی کا خطبہ اسی خیال کا حامل ہے۔ یہ ان کی کوئی لمحاتی تمنا نہیں بلکہ بار بار اس کا اعادہ کرتے رہے۔ اس عزم کا ایک نمونہ یہ بھی ہے: ''ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے، ایک ایسی تبدیلی جو ایک قلیل ترین عرصہ میں اسے دوسری قوتوں پر غالب کر دے۔'' (اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۲۲/جولائی ۱۹۴۹ء)

مؤلف تاریخ احمدیہ نے واضح طور پر لکھا ہے: ''ہم دل سے پہلے ہی اکھنڈ ہندوستان کے قائل تھے، جس میں مسلمانوں کا پاکستان اور ہندو کا ہندوستان برضا و رغبت شامل ہوں اور اب بھی ہمارا عقیدہ یہی ہے۔'' (تاریخ احمدیت ج۱۰ ص۲۷۶، مؤلف دوست محمد شاہد قادیانی)

ایک وقت گزرا، جب قادیانی امیر کا جذبہ جوان تھا کیوں نہ ہوتا؟ ارباب بست وکشاد ان کی گرفت میں تھے۔ اسی سبب سے لہجہ میں بانکپن آ گیا۔ ایک خطبہ میں فرمایا: ''اپنا یا بیگانہ، کوئی اعتراض کرے کوئی پرواہ نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔'' (اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۲۹، ۳۰/جولائی ۱۹۵۲ء)

ایک مرتبہ انہوں نے اعلان کیا کہ اب صوبہ بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے نکلا نہیں۔ یہ ہماری شکارگاہ ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے علاقہ نہیں چھین سکتیں۔

۲۳/جولائی ۱۹۴۸ء کو ارشاد ہوا: ''ہم بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔'' اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ججوں نے لکھا کہ ان کی تقریر نہ صرف نامناسب بلکہ غیر مآل اندیشانہ اور اشتعال انگیز تھی۔ (منیر انکوائری رپورٹ ص۲۸۰)

مرزا ناصر احمد نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر اپنے ارادتمندوں کو ایک لمبا چوڑا منصوبہ دیا۔ اس کا آخری ہدف کیا تھا، کچھ معلوم نہیں۔ گزشتہ تحریروں کی نسبت سے یہ نشانہ مسلمان ممالک پر صادق آتا ہے۔ اظہار ہوا: ''میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہے کہ جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام (قادیانیت) قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتیں۔''

(اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۲۴/دسمبر ۱۹۶۲ء)

کروٹ بدل رہے تھے تہ خاک زلزلے
کہنے کو پر سکون تھی فضا میرے سامنے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزائی علیحدہ اسلامی ریاست قائم کرنے کے خلاف تھے تو وہ نقل مکانی کر کے یہاں کیسے آ گئے؟ ایک لمحہ یہ بات چھوڑ دیجئے! تاریخ کے طالب علم اکثر اس شش و پنج میں پڑے رہتے ہیں کہ مولانا سید ابواعلیٰ مودودی صاحب کو مسلم لیگ سے اختلاف رکھنے کے باوجود بالآخر پٹھان کوٹ سے بھاگ کر پاکستان کیوں آنا پڑا۔ ایک قومی نظریہ کے حامی ان گنت علماء کو ہندو قیادت قبول نہ کر سکی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب سیاسی شکست مان کر پاکستان میں ٹھہر گئے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو نفسیاتی اعتبار سے تاحیات اپنی آزادروش کا قلق رہا۔ جو قومی مفاد کو داؤ پر لگا دیں۔ انہیں خمیازہ بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ آپ جوش ملیح آبادی جیسے باطل فکر کی سرگزشت سے قیاس کر سکتے ہیں وہ اسلام سے کلیتاً باغی تھا۔ اس نے گلے میں مالا اور پیشانی پر تلک سجا کر محراب مسجدوں کو پاؤں تلے روند بھی ڈالا اور ”کوئی موجود نہیں ہے الا انسان“ کے ترانے بھی گائے۔ لیکن مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کا گناہ کسی صورت بھی ناقابل معافی نہ ہو سکا۔ غیرت کا جوہر زندہ ہوتا تو اسے چاہئے تھا کہ اپنے من کی دنیا ”روس“ میں جا بستا۔ بھارت ماتا میں تابع فرمان بیٹے کو قبر کے لئے جگہ نہ مل سکی۔ سو وہ پاکستان دوڑ آیا۔ المختصر پاک وطن میں مرزائیوں کی آمد کا پس منظر خاصا متنوع ہے۔ دیگر چند اہم وجوہات سپرد قلم کئے دیتا ہوں۔

۱...... اس ٹولے کو بذریعہ انگریزی و شیطانی الہام مکمل یقین تھا کہ وہ خاکم بدہن جلد یا بدیر پاکستان کو کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے دائرہ اختیار میں لے آئیں گے اور یہ کہ باوجود معمولی اقلیت ہونے کے وہ ایک اہم عنصر کی حیثیت سے مملکت خداداد میں وہی اہمیت حاصل کر سکتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے کی ہے۔

۲...... اکھنڈ بھارت کے خواب کی تعبیر کسی اور ذریعہ سے شاید خاصی دشوار تھی۔ مناسب سمجھا گیا کہ شراب پر زمزم اور کفر پر اسلام کا لیبل چپکا دو۔ مزید برآں سور کا گوشت فروخت کرنے کی خاطر دکان پر حلال جانور کا چمڑا لٹکا دیا جائے۔ باالفاظ دیگر حلقۂ احمدیت میں مخلص مائیں وہی ہیں جو اپنی کوکھ سے مثیل جعفر (بنگال) بروزی رنگ میں صادق (دکن) جیسے اور ظلی طور پر میر قمرالدین جیسے بیٹوں کو جنم دیتی رہیں۔ (ہمیں اعتراف ہے اس جنس میں مرزائی نہ صرف خودکفیل ہیں بلکہ

ان کی انجمن تاجران برآمد کا کاروبار کر کے زر کثیر کما چکی ہے)

۳...... انہیں خدشہ تھا کہ وہ ہندوستان میں مختلف وجوہ کی بناء پر کوئی یادگار رول ادا نہ کرسکیں گے۔ چونکہ مسلمانوں کو اقلیت بن کر رہنا تھا۔ اس لئے امور حکومت میں عددی اکثریت کے مقابل ان کی کون سنتا۔ ویسے بھی کلمہ گو، قادیانیوں کو اپنا حصہ تسلیم کرنے والے نہ تھے۔

۴...... ہندوؤں کی خواہش تھی کہ ایک ایسا گروہ پاکستان میں موجود رہے جو بوقت ضرورت ہمیں ہر قسم کی معلومات فراہم کرے۔ انگریز نے بھی معنوی اولاد کی پیٹھ ٹھونک دی۔ پس ان کا مقصد قیام فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنا۔ صوبائی تعصب پھیلانا، منشیات کو عام کرنا، تخریب کاری کا عمل جاری رکھنا۔ سینوں سے یاد رسولؐ کی تڑپ مٹا دینا اور اہم مراکز سے فوجی وسیاسی نوعیت کے راز چرا کر اپنے ہندو بھائیوں تک پہنچا کر داد پانا ہے۔

۵...... قادیانی مجلس شوریٰ خیال کرتی تھی کہ مسلمانوں کی مذہبی پارٹیاں غلط سیاسی موقف پر بضدرہ کر عوام کے ہاتھوں پٹ چکی ہیں۔ نیز مسلم لیگ کے بااثر حلقے میں محدود سے چند ہی ایسے افراد موجود ہوں گے جن کا ہر معاملہ اسلام کے عین مطابق ہو اور یہ کہ کامیابی کے آثار دیکھ کر اکثر مفاد پرست، ابن الوقت، جاہ طلب اور ایمان فروش اس پارٹی میں در آئے ہیں۔ اس لئے ماسوائے خواص کے ہر ایک بک سکتا ہے اور ضرورت مند خریدار بھاری قیمت لگانے سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا ہو نہ ہو منظم طریقے سے ہر قسم کے جال بچھا دینے چاہئیں تاکہ ہماری خباثتیں بے نقاب نہ ہوں اور لوٹنے کا عمل جاری رہے۔

لاکھوں جانیں ضائع کر کے اپنی جان بچاؤ گے
لیکن اتنا یاد رکھو، تم لاشوں میں گھر جاؤ گے

شیش محل

ریکارڈ گواہ ہے کہ قادیانی ٹولہ آزادی سے پہلے پاکستان کا کھلا دشمن تھا اور ملک خداداد کے معرض وجود میں آجانے کے بعد اس کا چھپا ہوا دشمن ہے۔

قیام پاکستان کو ابھی زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ایک بار سر ظفر اللہ خاں نے خواجہ ناظم الدین کی مرضی کے خلاف جہانگیر پارک کراچی میں ۱۷، ۱۸ر مئی ۱۹۵۲ء کو انجمن احمدیہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے اور اب جڑ پکڑ چکا ہے تاکہ قرآن کے وعدے کی تکمیل ہو اسلام کی حفاظت کا ضامن ہو اور اگر یہ پودا اکھیڑ دیا

گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا۔ بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا اور دوسرے مذاہب پر اپنی برتری کے ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔‘‘

(منیر انکوائری رپورٹ ص ۷۶)

ان یاوہ گوئیوں سے قوم میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان دنوں ہر شخص کہہ رہا تھا کہ پاکستان خطرے میں ہے اور اس کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ اندرونی دشمن ہیں۔

زنجیر کے حلقے تو سلامت ہیں مری جان
سہمی ہوئی جھنکار سے دل ڈوب رہا ہے

’’تاریخ احمدیت‘‘ مؤلفہ دوست محمد شاہد ج۶ ص ۶۷۷ پر پاکستان کے پہلے انگریز کمانڈر انچیف جنرل گریسی کا تحسین وستائش سے بھرپور خط مرقوم ہے۔ جس میں ’’فرقان بٹالین‘‘ (مرزائیوں کی ایک خطرناک عسکری تنظیم۔ مؤلف) کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔ آغا شورش کاشمیری اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ’’پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی امت (اپنے مفادات کی خاطر) فی الفور کود پڑی۔ اس نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کی جو سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں ’’معراجکے‘‘ میں متعین کی گئی۔ اس نے وہاں کیا خدمات انجام دیں؟ اس کے تذکرہ وافشاء کا محل نہیں۔ لیکن اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ جن کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان کی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنے کے خلاف تھے اور شخصی طور پر کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے۔ بلکہ ان کی معرفت بعض معلومات ہندوستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکن لیک تک پہنچتی رہیں۔‘‘ (عجمی اسرائیل ص ۳۱، مرتبہ شورش کاشمیری)

افغانستان اور پاکستان میں تعلقات کی کشیدگی کا سب سے پہلا اور اہم سبب بھی سر ظفر اللہ خان ہی تھے۔ قرائن بتاتے ہیں مرزا محمود افغانستان کے لئے اور افغانستان ان کے لئے ناقابل قبول تھا۔ مرزائیوں نے تین قادیانی مبلغوں کے قتل پر افغانی سفیر مقیم برطانیہ کو عذاب خداوندی کی وعید سنائی۔ آنجہانی مرزا محمود تب سے افغانستان کے خلاف تھے اور ان کے نزدیک افغانستان کا ہر ابتلاء ان کی بددعا کا نتیجہ تھا۔

(دعوۃ الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود، قادیان سے اسرائیل تک از مدیر ماہنامہ الحق، مولانا سمیع الحق)

مختصراً واقعہ یوں ہے۔ افغانستان میں نعمت اللہ قادیانی جولائی ۱۹۲۴ء میں گرفتار ہوا۔

اس کے خلاف جاسوسی، ارتداد، اطاعت انگریز اور تبلیغ ترک جہاد کے ثبوت مل گئے تو سنگسار کر دیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی کو اسی جرم میں موت کی سزا دی گئی۔ مرزائی خلیفہ کے اطاعت گزار کسی بھی فرد کو یہ گوارا نہیں ہوسکتا تھا کہ افغانستان اور حکومت پاکستان میں خوشگوار تعلقات استوار ہوں۔ ابتداء میں وزیر خارجہ کی غلط پالیسیوں، متعصب رویے اور منتقمانہ جذبات کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی تھی، آگے چل کر اس نے ایک خطرناک صورتحال اختیار کر لی۔ اب اس کے تمام نتائج و عواقب ہمارے سامنے ہیں۔ گذشتہ دنوں پاکستان کے بعض پرچوں میں مشہور سراغرساں جیمز سالومن ونسٹنٹ کی یادوں کے حوالے سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہو چکا ہے۔ اس فیچر سے سارے ملک کے سیاسی حلقے حیرت زدہ رہ گئے۔ بتایا گیا تھا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی جیمز کنزے نے قتل کیا۔ اس قادیانی کی پرورش اور سازش کا پورا ڈرامہ آنجہانی ظفراللہ خان کے زرخیز ذہن کی پیداوار تھا۔ لیاقت علی خان کے قتل کی یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔ (ہفت روزہ تکبیر کراچی، مارچ ۱۹۸۶ء، روزنامہ جنگ مورخہ ۹ / مارچ ۱۹۸۶ء)

چند دیگر ذرائع سے اس پلان کا ایک پہلو اور بھی اجاگر ہوتا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بار علماء کے ایک وفد نے کراچی میں لیاقت علی خان سے طویل ملاقات کی اور ان کے سامنے قادیانیوں کے مذہبی عقائد و سیاسی عزائم کے دستاویزی ثبوت پیش کئے۔ کہتے ہیں، اس موقع پر لیاقت علی خان کو ان سامراجی گماشتوں کے مکارانہ افکار اور عیارانہ کردار کا پہلی مرتبہ احساس ہوا۔ ایک اور ملاقات کا اہتمام سیالکوٹ میں کیا گیا تھا۔ یہاں لیاقت علی خان مرحوم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ وہ عنقریب عملی اقدام اٹھانے والے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب لیاقت علی خان نے سر ظفر اللہ کو وزارت سے ہٹانے کا پختہ عزم کر لیا تھا اور وہ راولپنڈی کے جلسہ عام میں اسی کا اعلان کرنے والے تھے۔ انہیں گمان تھا کہ عوام کے روبرو یہ بیان دینے سے ان کی ہردلعزیزی میں اضافہ ہوگا۔ (قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے روایت مندرجہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۲۵)

گذشتہ دنوں میجر (ریٹائرڈ) امیر افضل کا ایک سنسنی خیز آرٹیکل بعنوان ''لیاقت علی کا قتل، تصویر کا دھندلا پہلو'' روزنامہ نوائے وقت لاہور کے صفحات کی زینت بنا۔ وہ حقائق کے بیان ہیں رقمطراز ہیں: ''دوسرا تاریخی پہلو یہ ہے کہ کیا سید اکبر لیاقت علی کا قاتل تھا؟ ہمارے ایک فقیر قسم کے بریگیڈیئر نوشیرواں مرحوم ہوتے تھے۔ ایک دن انہوں نے جنرل ایوب کے سیکورٹی افسر میجر

ظفر اور ہم چند دوسرے افسروں کے سامنے ایک ’’ڈرامہ‘‘ کیا۔ ہم بات کو نہ سمجھے، کہنے لگے۔ نادانو! بڑے افسروں کے ساتھ پھرتے رہتے ہو معمولی بات نہیں سمجھتے۔ میں نے سید اکبر پر لیاقت کے قتل کے الزام کا ڈرامہ کیا ہے۔ سید اکبر بے چارہ بے قصور تھا۔ اس کو قربانی کا بکرا بنایا گیا۔ لیاقت کو گولی مارنے والے اور تھے اور سید اکبر کو پولیس والے ہی ایبٹ آباد سے پنڈی اس غرض سے لائے تھے کہ اس کو قربانی کا بکرا بنائیں۔ وغیرہ! یہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ یعنی لیاقت علی کے قتل کے صرف تین سال بعد کی بات ہے۔ بریگیڈیئر صاحب نے مزید کہا کہ لیاقت علی کو ان لوگوں نے مروایا جو اس کے بعد برسر اقتدار آئے۔‘‘

(لیاقت علی کا قتل تصویر کا دھندلا پہلو، میجر ریٹائرڈ امیر افضل روزنامہ نوائے وقت لاہور، یکم/جنوری ۱۹۸۶ء)

ملک کے پہلے وزیراعظم کی ہلاکت کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ لیکن قاتل کا معمہ آج تک صیغۂ راز میں ہے۔ ان کے بعد اقتدار سے کون چمٹے؟ اور وہ مرزائیوں کے بارے میں کیا خیال رکھتے تھے؟ یہ کوئی پیچیدہ سوال نہیں۔ اس سیاسی قتل کے سبب ایک تو سر ظفر اللہ خاں کی وزارت کا قلمدان محفوظ ہو رہا، دوسرا حکومت کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں آ گئی جو ان کے پسندیدہ لوگ تھے۔ اس کے بعد احمدیوں کو کس درجہ تقویت ملی؟ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کیونکر ایک اہم عنصر بن گئے؟ ان کی اہمیت یہاں تک بڑھی کہ پاکستان میں اس ٹولے کا عمل دخل بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔ بالکل امریکہ کے نظام ریاست میں یہودیوں کے اثر ورسوخ کی طرح۔

وزارت خارجہ کی تمام توجہات اور سب سرگرمیاں ربوہ کی اہمیت بڑھانے اور احمدیت کو پھیلانے تک مرکوز رہیں۔ آہستہ آہستہ وہ قوت پکڑتے رہے۔ جب ایک معینہ مدت گزر گئی تو مرزابشیرالدین محمود صاحب کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا۔ قادیانی سیاست کے مہرے حکومت کی جانب للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ لہجے میں کرختگی عود کر آئی۔ درشت پن اور مکارانہ منصوبوں کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔ پوری ملت اسلامیہ کو چیلنج کیا گیا۔ ’’ہم فتح یاب ہوں گے، ضرور تم (مسلمان) مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔‘‘ (اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۳/جنوری ۱۹۵۲ء)

پاکستانی مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اشارات وکنایات ترک کر دیئے گئے اور واضح الفاظ میں اعلان ہوا۔ ’’۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے۔ جب تک کہ احمدیت کا رعب، دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کریں کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی گود میں آ گرے۔‘‘ (اخبار الفضل مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۵۲ء)

یہ ان دنوں کی بات ہے، جب لوگ اپنا دبدبہ جمانے کے لئے خود کو مرزائی ظاہر کیا کرتے۔ مرزا قادیانی پر تنقید وجرح کو قانوناً جرم قرار دیا جاتا تھا۔ اس کی ذراسی خلاف ورزی پر کوڑوں، بھاری جرمانے اور قید بامشقت کی سزائیں دی جایا کرتیں۔ سفارت خانوں پر تسلط، افواج میں ان کا اثر ورسوخ اور ہر اہم محکمے میں کلیدی آسامیوں پر قادیانی افسر براجمان تھے۔ دفاتر میں مرزا کی تصویریں آویزاں کی جانے لگیں۔ درسگاہوں میں مرزائی اساتذہ کی وافر کھیپ آئی۔ ہر جگہ احمدیت کا لٹریچر تقسیم ہوا۔ ان نازک حالات کو دیکھتے ہوئے سیاسی مبصروں نے پیش گوئیاں داغ دیں کہ اب وہ وقت دور نہیں جب اسلام کے نام پر لاکھوں قربانیاں دے کر حاصل کیا جانے والا ملک قادیانی امت کے رحم وکرم پر ہوگا۔ تاحدنگاہ خطرات کے دل لرزا دینے والے بادل اُمڈ آئے تھے۔ اس پر دردمند مسلمان زعماء تڑپ اٹھے۔ ۱۳/جولائی ۱۹۵۲ء کو آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں طے پایا کہ مسئلہ قادیانیت پر آخری غور وخوض کی خاطر ۱۶، ۱۷، ۱۸/جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں تمام مکاتیب فکر کا ایک نمائندہ اجلاس بلایا جائے۔ اس نشست میں اتفاق رائے کے ساتھ تمام پارٹیز سے پندرہ ارکان پر مشتمل مجلس عمل قائم کی گئی اور باہمی مشاورت سے حکومت وقت کے سامنے ذیل کے مطالبات پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔

۱...... قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... چوہدری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

۳...... تمام کلیدی عہدوں سے احمدیوں کو ہٹایا جائے۔

۴...... ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

چنانچہ ۲۱/جنوری ۱۹۵۳ء کو اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت ان مسائل کو ایک ماہ کے اندر حل نہ کرے تو مجلس عمل ڈائریکٹ ایکشن (راست اقدام) کرے گی۔ خواجہ ناظم الدین (تب وزیراعظم پاکستان) نے یہ مطالبات مسترد کر دیئے اور گرفتاریوں کا وسیع سلسلہ شروع ہوگیا۔ جیلوں کی رونق بڑھی۔ قتل وغارت گری کا میدان گرم ہوگیا۔ مارشل لاء نافذ ہوئی۔ اپنوں نے وہ ظلم وستم کئے کہ بیگانے بھی شرما گئے۔ بعض اعداد وشمار کے مطابق اس ایجی ٹیشن میں دس ہزار مجاہدین نے اپنے خون کو رسول کریم ﷺ کے تقدس پر قربان کیا۔ جب کہ ایک اور غیرسرکاری رپورٹ سے یہ تعداد تیس ہزار کو پہنچتی ہے۔ خوف طوالت سے فی الحال اس پہلو کو نہیں چھیڑا جاسکتا۔ مگر یہ احساس جانگسل ہے کہ قیام پاکستان کے صرف چھ سال بعد جوان گنت مسلمان آتشیں

گولیوں کا شکار ہوگئے۔ ان کا قصور کیا تھا؟ کیا انہوں نے گنہگار راتیں گزارنے والے حکمرانوں کی مصلحت کے نقاب نوچ لینا چاہے تھے؟ کیا دیوانوں نے نائو نوش اور لہو ولعب کے رسیا ہلاکو خانوں کی عظمت کردار سے پردہ ہٹانا چاہا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی کو محمد شاہ رنگیلے کی حقیقی اولاد کے خلوت کدوں میں عریاں جسم کے لمس کی سحرکاریوں پر اعتراض تھا؟ غالباً یہی خیال کیا گیا۔ حالانکہ بات فقط اتنی تھی کہ چند مسلمان قصر شاہی پر یہ بھیک مانگنے گئے تھے۔ خدارا! ہمیں مرزائیوں کے چنگل سے نجات دلائیے۔ وہ ملک جس کا دامن آج بھی بے حساب کلمہ گوؤں کے مقدس لہو سے مہک رہا ہے، اسے آقائے مدنیؐ کے دشمنوں کی گود میں ڈال دینا اچھا نہیں۔ ایسا نہ ہو اسلام کا قلعہ انگریز کی فکری نسل کے حصار میں آجائے۔ ان کی صرف یہ التجاء تھی کہ صیاد کو باغبان کا لباس نہ پہنا دینا۔ کافر کو کافر اور مسلمانوں کو مسلمان ہی رہنے دو۔ تاکہ باغی اور وفادار میں امتیاز برقرار رہے۔ وگرنہ اہل چمن بھی طعنۂ تخریب سے بچ نہ سکیں گے۔

سخت تذبذب میں ہوں اس سے اگر اپنا حق
چھینوں تو مجرم بنوں، مانگوں تو ملتا نہیں

آنکھ بھر آئی

گزشتہ دنوں علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب بتارہے تھے: ’’تحریک کے دوران جو بہیمانہ سلوک کیا گیا، نہایت خونچکاں کہانی ہے۔ ایک روز ہم رات بھر گولیاں چلنے کی آوازیں سنتے رہے۔ صبح تھوڑی دیر کے لئے کرفیو میں وقفہ ہوا تو میں کسی ضروری کام کی غرض سے دہلی دروازے کے باہر جا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دیواروں سے انسانی گوشت کے چیتھڑے چپکے ہوئے ہیں۔ زمین لہو سے تربتر ہوگئی۔ جسم کے کٹے ہوئے اعضاء تو کئی روز بعد تک اس قیامت صغریٰ کا پتہ دیتے رہے۔‘‘ (راقم کی علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب سے ایک معلوماتی ملاقات)

’’ایک طالب علم کتابیں ہاتھ میں لئے کالج جارہا تھا۔ سامنے دیکھا تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی ہیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا؟ جواب دیا، آج تک پڑھتا رہا ہوں اب عمل کا وقت ہے جاتے ہی ران پر گولی لگی، گر گیا۔ پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا: ’’ظالم گولی ران پر کیوں ماری ہے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ تو دل میں ہے۔ اس کا نشانہ بناؤ۔‘‘ (ایمان پرور یادیں ص۵۳، ترتیب مولانا اللہ وسایا)

’’ایک نوجوان ملٹری ہسپتال میں زخموں سے چور چور بے ہوش پڑا تھا۔ جب اسے

قدرے ہوش آیا تو اس نے پہلا سوال سرجن سے یہ کیا کہ میرے چہرے پر کسی خوف یا اضمحلال کے نشان تو نہیں ہیں۔ جب اسے کہا گیا کہ: ''نہیں'' تو اس کا چہرہ وفور مسرت سے تمتما اٹھا۔''

(تحریک ختم نبوت ص ۱۳۷)

''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے اور لوگوں نے دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار ﷺ کی عزت وناموس پر جانیں قربان کیں۔ عصر کے بعد جب جلوس نکلنے بند ہوگئے تو ایک بابا اپنے پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق توتلی زبان میں زندہ باد کہا۔ دو سنسناتی ہوئیں گولیاں آئیں، جو باپ اور ننھے فرشتے کے سینے میں پیوست ہوگئیں۔''

(ایمان پرور یادیں ص ۵۶)

معلوم ہوا کہ جب اس تحریک میں کرفیو لگ گیا تو اذان کے وقت ایک مسلمان اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ مسجد میں پہنچ کر اذان دینا چاہی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگنے سے ڈھیر ہوگیا۔ دوسرا جانباز آگے بڑھا۔ ابھی اشھدان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی آئی جو سینے میں پیوست ہوگئی۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا۔ ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اشھدان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی اور شہید ہوگیا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت تک اذان مکمل ہوچکی تھی۔

(ایمان پرور یادیں ص ۵۴،۵۵)

میو ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کے بقول پولیس کی گاڑیاں دھڑا دھڑ لاشیں پہنچا رہی تھیں۔ دفعتاً کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے بالکونی پر دو نوعمر وخوبرو مجاہد کھڑے دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ پھر وہ نیچے اتر آئے اور میٹھے بول الاپتے ہوئے سڑک پر دور تک آگے بڑھتے گئے۔ ایک گھنٹہ بعد ہسپتال میں دونوں کی لاشیں پہنچیں۔ معلوم ہوا، اس گھر کے یہی دو روشن چراغ تھے جو گل ہوچکے ہیں۔

(ایک مجاہد ختم نبوت سے انٹرویو)

ذمہ دار افراد کا کہنا ہے کہ: ''ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ حال دیکھا کہ مرزائی غنڈے وزیر خارجہ کی شہ پا کر حفظ امن کا بہانہ ڈھونڈتے اور راہ گزرتے مسلمانوں کو موت کی نیند سلا کر آگے نکل جاتے۔''

(مجاہدین تحریک راست اقدام (۱۹۵۳ء) کی یادداشتیں)

گریبان چاک ہوتا ہے

فخر عالمؐ کے شیدائیوں نے جس ولولے اور جذبہ کے ساتھ قربانیاں دیں وہ تاریخ کا

زریں باب ہے اور سرفروشی کی اس روایت پر یہاں کے مسلمانوں کا سر ہمیشہ بلند رہے گا۔ مگر چوپٹ راجہ کے راج کی یہ ستم کاریاں کس کے نامہ اعمال میں جائیں گی؟ جب ایک غدار کا قلم دان بچانے کی خواہش نے ہزار گھروں کو اجاڑ ڈالا۔ حالانکہ خود حکومت پاکستان کی نظر میں بھی اس گروہ کی وفاداریاں معتبر نہ تھیں۔ ۱۹۵۷ء میں حکومت پاکستان نے ملک کے اعلیٰ حکام کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا جس میں ریاست ربوہ کے محکمہ سی.آئی.ڈی سے محتاط رہنے کی تلقین کی گئی۔ مراسلے میں مفہوم کچھ یوں تھا۔ ''حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسانی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو ایسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرتا ہے جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ فرقہ سے متعلق ہیں ان کے ذریعے سرکاری اطلاعات مہیا کی جارہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ جس سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسانی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے وہ حکومت سے پنشن یافتہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساتھیوں اور ماتحتوں پر اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے شک وشبہ جاتا رہے اور وہ آزادی سے تمام مسلمانوں میں خلط ملط ہوسکیں اور معلومات حاصل ہوتی رہیں۔'' (ربوہ سے تل ابیب تک ص۲۲، مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں غسال کابل سے، کفن جاپان سے

یہ حقیقت تسلیم کی جاچکی ہے کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران قادیانی جماعت نے ہر میدان میں نہایت گھناؤنا، تباہ کن اور بھیانک کردار ادا کیا۔ پاک فضائیہ کے ہیرو اور قوم کے مایہ ناز سپوت ایم.ایم عالم بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ دراصل یہ لڑائی قادیانیوں کی گہری سازش کا نتیجہ تھی۔ اس جماعت کے سرغنوں نے جنگ چھیڑنے کے لئے جانے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ شورش کاشمیری نے نواب کالاباغ کے حوالہ سے اس بارے میں بعض مستند تفصیلات قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''نوائے وقت'' کے ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب اور سر علامہ اقبال کے لخت جگر محترم ڈاکٹر جاوید اقبال اس روایت کے مصدق ہیں۔ نواب موصوف نے مجید نظامی کے ساتھ بھی اس موضوع پر گفتگو کی تھی۔ جب کہ ڈاکٹر صاحب کو سر ظفر اللہ خان نے استعمال کرنا چاہا۔ منصوبہ یہ تھا کہ کسی طرح مغربی پاکستان میں پنجاب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست ہو تو پاکستان

کا عسکری بازو ٹوٹ جائے گا اور مشرقی حصہ نتیجتاً الگ ہو جائے گا۔ پنجاب کی پسپائی کے بعد سرحد، بلوچستان اور سندھ، عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن جائیں گی۔ اس طرح ایک تو بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کے پرانے خواب کی تعبیر ممکن تھی۔ دوسرا یہ خیال کہ مسلمان سیاسی طور پر ناکارہ ہو کر مجبوراً ہماری مذہبی سیادت تسلیم کر لیں گے۔ لیکن رحمت ایزدی سے حالات کا رخ یکسر پلٹ گیا اور سازشوں کے سوداگر منہ کی کھا کر رہ گئے۔'' (تحریک ختم نبوت ص۲۰۴،۲۰۵)

۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران سارے ملک میں بحکم سرکار بلیک آؤٹ کا سخت رواج تھا۔ مگر پورے پاکستان میں ''ربوہ'' ایک ایسی جگہ تھی جہاں بوجوہ اس اہم حکم نامے کی صریحاً خلاف ورزیاں ہوتی رہیں۔ بعض خفیہ رپوٹرز کے مطابق ربوہ کی یہ روشنیاں بھارتی طیاروں کو سرگودھا ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لئے تھیں۔ یہ بات اور بھی تعجب انگیز ہے کہ سرگودھا کئی مرتبہ اندھیرے میں دشمن کے نشانوں کا شکار ہوا۔ جب کہ فضا میں بکھرتی ہوئی روشنیوں کے باوجود اہل ربوہ دشمن کے حملوں سے کلیتہً محفوظ رہے۔ بالآخر ایئرفورس کی شکایت پر واپڈا کو ربوہ کا بجلی کا کنکشن کاٹنا پڑا۔ آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج چھٹی نمبری ۱۱۳۵ مجریہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۶۵ء ہے۔ کہتے ہیں بعدازاں قادیانی جماعت نے واپڈا کے دفتر سے غداری کی اس تاریخی دستاویز کو غائب کروادیا۔ تاہم اس کا ثبوت کئی اور جگہوں پر بھی موجود ہے۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص۳۲)

ان دنوں مرزائیوں کے ''پیش گوئی مصلح موعود'' نامی ایک اشتہار کا بہت چرچا ہوا۔ جو آزاد کشمیر میں کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ اس میں لکھا تھا: ''ریاست جموں وکشمیر انشاء اللہ آزاد ہوگی اور اس کی فتح ونصرت احمدیوں کے ہاتھ سے مقدر ہے۔'' (قادیانی اشتہار پیش گوئی مصلح موعود)

یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ کشمیر کے محاذوں کی جنگ میں قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان ہمیشہ مرزائی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہی۔ ۱۹۶۵ء کے معرکہ میں چھمب جوڑیاں کے بارڈر پر ابتداً قادیانی جرنیل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی مقرر تھے۔

(عجمی اسرائیل ایک انڈر گراؤنڈ خطرے کا تجزیہ از شورش کاشمیری ص۳۲)

کیا ہوا، یہ نہ پوچھ اے ہمدم
بلکہ صرف اتنا پوچھ کیا نہ ہوا

اور بازو کٹ گیا

بقول علامہ عزیز انصاری: ''۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مرزائیوں نے اپنا محاذ

بدل لیا اور پاکستان کے سیاسی واقتصادی اداروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے، وہی انہوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔‘‘

(ہفت روزہ چٹان لاہور، مورخہ ۵؍جنوری ۱۹۷۶ء ص ۱۸)

مرزابشیرالدین محمود نے اپنی مختلف تقاریر اور بذریعہ مکتوبات مرزائیوں میں تحریک پیدا کی کہ وہ اپنے اپنے علاقے اور حلقہ اثر میں ہر طریق سے موزوں افراد کو رام کرنے کی جستجو کریں۔ متوسط طبقے میں یہ کام نوکری دلوا کر نکل آیا اور اونچے گھرانوں میں تربیت یافتہ چھوکریاں جادو پھونکنے لگیں۔ بڑے بڑے سرکش فوجی وسول افسر بھی ان کی زلف زنجیر سے قابو میں آ گئے۔ چونکہ اہل ثروت کی زندگی میں بالعموم دینی اقدار کا عمل دخل کچھ زیادہ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے اوّلاً تو ان کا ایمان بیگم صاحبہ کے نازنخروں کی تپش سے پگھل جاتا ہے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں بھی غیر مستحکم مذہبی جذبے مہ جبینوں کے ہونٹوں کی شراب سے بہک کر تلوؤں کو چاٹتے ہوئے اکثر سو جاتے ہیں۔ وگرنہ اولاد کا اس راستے پر چل نکلنا تو یقینی ہے۔ اس تجربے سے انہوں نے جو کچھ پایا، بیچارے مسلمان وہ راز سمجھنے سے مدت تک قاصر رہے۔ چند برس بعد اس درخت کی ثمر باریوں نے انہیں ایک سیاسی قوت بنادیا کہ اقتدار کی دیوداسیوں کے پجاری ان سے راہ ورسم بڑھانے پر مجبور تھے۔ ایک وقت ایسا بھی گزرا جب یہ سازشی گروہ نوکر شاہی پر مضبوط گرفت کی وجہ سے نازاں وفرحاں اپنے اقتدار کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لندن میں قادیانیوں کے یورپی کنونشن کے موقع پر سرظفراللہ خاں کی موجودگی میں قادیانی حکومت کا منشور ان الفاظ میں بیان کیا گیا۔ ’’اگر احمدیہ جماعت برسر اقتدار آ جائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں گے۔ دولت کو ازسرنو تقسیم کیا جائے گا اور سود پر پابندی لگادی جائے گی اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔‘‘

(روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ ۴؍اگست ۱۹۶۵ء)

چونکہ مرزائی اپنے خلیفہ کی ہدایت پر من حیث القوم، پیپلز پارٹی کو وفاداریوں کا یقین دلا چکے تھے اور واضح امکان تھا کہ چند ماہ کے دوران منعقد ہونے والے انتخابات میں سوشلسٹ نظام کی داعی یہ سیکولر پارٹی، مغربی پاکستان میں غالب اکثریت سے جیت جائے گی۔ اس متوقع کامیابی کے پیش نظر ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ اسی دوران ’’الفضل‘‘ میں مدیر نے ادارتی کالم میں نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر درج کیا۔

زمین کے گونج اٹھے ہیں کنارے
کہو مرزاغلام احمد کی ہے ''جے''

(اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۱۷/دسمبر ۱۹۷۰ء)

اس کے فقط دس یوم بعد مرزا ناصر احمد صاحب کا ایک بیان شائع ہوا۔ جس میں پیشین گوئی کم مگر دھمکی کا انداز زیادہ ہے۔ دعویٰ تھا: ''احمدی فرقہ کو خدا کی خوشنودی اور حمایت حاصل ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت یا تمام طاقتیں مل کر بھی ہماری تحریک کو ختم نہیں کر سکتیں۔''

(روزنامہ مساوات لاہور، مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۷۰ء)

اس سے بہت پہلے ایک محبّ وطن پاکستانی عبدالرحمٰن شاہ ولی مقیم قاہرہ نے بذریعہ مکتوب ہمارے غیر ملکی سفارت خانوں پر قادیانیوں کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا: ''مجھے کچھ عرصہ قبل بغداد کے اندر پاکستانی سفارتخانہ میں جانے کا اتفاق ہوا، وہاں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ لاہوری قادیانیوں کے تبلیغی رسالے سرکاری ٹیبل پر نہ صرف موجود ہیں بلکہ ان کو سرکاری لٹریچر سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے...... جس سفارت خانہ میں ان کو ملازمت مل جاتی ہے وہ اسے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔''

اسی طرح سر ظفراللہ خان نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کی حیثیت سے جزائر غرب الہند کا دورہ کیا اور ٹرینیڈاڈ میں مرزا قادیانی کا آخرالزمان کے حوالے سے تعارف کرایا۔ (بحوالہ ایشیاء لاہور، مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۶۲ء)

شورش کاشمیری نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ یہ انکشاف کیا ہے: ''اور یہ حقیقت ہے کہ تل ابیب کا سرمایہ پاکستان کے عام انتخابات میں مقامی مرزائیوں کی معرفت اسی مشن کی وساطت سے آیا تھا اور یحییٰ کے زمانہ میں اکثر وزراء نے خود راقم الحروف سے اس کی روایت کی تھی۔'' (رسالہ عجمی اسرائیل ص۲۳)

سابق وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے اقتدار کے آخر ایام میں قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور ملک دشمن عناصر سے خفیہ تعلقات کے بعض گوشوں سے نقاب اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ برسراقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا اسیکٹ (فرقہ Sect) ہے۔ ان کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب امریکہ کا سرکاری

دورہ ہوا۔ تب بھی یہی بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی۔ ریکارڈ کی خاطر میں پہلی مرتبہ انکشاف کررہا ہوں۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۳۵)

چند برس قبل گروپ کیپٹن عبدالستار کے بقول انہوں نے صدر پاکستان ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو حکومت کا تختہ الٹنے کی قادیانی سازش سے باخبر کیا تھا۔ لیکن قادیانی سازش سے خبردار کرنے والے شخص کو ازخود اسی الزام میں گرفتار ہونا پڑا۔ (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۸/اگست ۱۹۷۳ء)

ٹھوکر سے میرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا وہ کہسار ہٹ گیا

۲۵/جولائی ۱۹۷۴ء کو جسٹس صمدانی کی عدالت میں فوری نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا۔ فاضل ٹریبونل نے ۳۱/اگست کو اس کے اہم اجزاء خبررساں ایجنسیوں کے حوالے کئے جو آئندہ روز اشاعت پذیر ہوئے۔ بیان ہوا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو راستے سے ہٹادینے کا فیصلہ کیا تھا۔ پروگرام یہ بنا کہ ایک تقریب میں انہیں قتل کردیا جائے۔ اس سے پہلے ایئر مارشل ظفر چوہدری نے اپنی سبکدوشی کے بعد مسٹر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ قتل کی سازش خود حکومت کے علم میں ہے۔ مزید براں یہ کہ مسٹر ایم.ایم احمد کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائرلیس ٹرانس میٹر بھی برآمد ہوچکے ہیں۔

(رپورٹ جسٹس صمدانی ٹریبونل مندرجہ اردو اخبارات بتاریخ یکم/اگست ۱۹۷۴ء، بحوالہ تحریک ختم نبوت)

مشرقی پاکستان کیوں علیحدہ ہوا، حمودالرحمان کمیشن رپورٹ نامعلوم وجوہ کی بناء پر ابھی نظروں سے اوجھل ہے۔ شاید اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں کہ اتنا کاری زخم کھا چکنے پر بھی نشانہ باز کے متعلق مطلقاً نہیں بتایا جاتا۔ مشرقی پاکستان سے قیام بنگلہ دیش تک کی داستان بڑی المناک ہے۔ اس کے ایک دو نہیں بیسیوں محرکات ہیں۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں قادیانی امت کا بھی نمایاں کردار رہا ہے۔ انہوں نے اوّلاً مشرقی پاکستان کے لئے شکایات پیدا کیں۔ پھر تلخی کا رنگ بھرا۔ ازاں بعد نفرت کو حقارت میں بدل دیا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تعصب وبغاوت کے شعلے بھڑکانے میں یہ گروہ سب سے آگے رہا۔ گو علیحدگی کا بیج پہلے سے بویا جاچکا تھا۔ مگر اسے پروان چڑھانے کا فریضہ ان لوگوں نے انجام دیا۔ اقتصادی ماہرین کے نزدیک بنگالیوں کی ناراضگی کا سب سے بڑا سبب تفریق معیشت اور محکمہ مالیات کی غلط منصوبہ بندیاں

تھیں۔ ملک غلام محمد کے عہد میں قادیانیوں نے فوجی قوت بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اسکندر مرزا کے زمانے میں یہ لوگ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت محکمہ دفاع پر چھا گئے۔ ایوب خاں کے دور میں مرزائیت نے عسکری طاقت کے علاوہ سیاسی دنیا میں یدھ رچانے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ کی ہدایت پر مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مسٹر ایم.ایم احمد کو سیکرٹری مالیات کا عہدہ سونپا گیا۔ ایک بڑی طاقت کی شہ پر وہ اقتصادی منصوبہ بندی کا مختار کل بن بیٹھا اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے معاشی استحکام کے وسائل پیدا کئے۔ اقتصادی زندگی پر دسترس نے سیاسی نازنینوں کو ان کی داشتہ بنادیا۔ اب بعض سیکولر پارٹیوں سے انہوں نے اعزازی عقد باندھ لیا تھا۔ الغرض اس قادیانی سپوت نے مالی مشیر، سیکرٹری فنانس اور منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا۔ ہر موقع پر ان کا حصہ دبانے کی کوشش کی۔ ہر سال بجٹ میں معاشی کشمکش پیدا ہوتی رہی۔ مشرقی بازو کے لئے مختص سرمایہ، ربوہ کے خلافتی نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی پلاننگ پر برباد کیا۔ بنگالی بے بس اور بیزار تو تھے ہی، اس بلائے ناگہانی پر وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے۔ اس کے مسئول اپنے خلیفہ صاحب کے ذریعہ سے مسٹر ایم.ایم احمد تھے۔

(اخباری بیان مولانا شاہ احمد نورانی بحوالہ تعارف علماء اہل سنت ص ۳۸، ماہنامہ ضیائے بھیرہ، ختم نبوت نمبر ص ۲۲)

شیخ مجیب الرحمان صاحب نے قادیانی امت کی ان چالوں کو بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے ایم.ایم احمد کی حرکات پر پبلک میں بیان دیا کہ ہم اس کی فوری علیحدگی چاہتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد چوہدری ظفر اللہ خاں، ان سے ملنے ڈھاکہ گئے۔ تخلیہ میں طویل ملاقات ہوئی۔ لیکن شیخ صاحب کو مطمئن نہ کیا جاسکا۔ مسٹر ایم.ایم احمد تو نہ ہٹائے گئے مگر بنگال ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی نفرت کے سوداگروں اور تشدد کے لپکتے ہوئے شعلوں نے اپنا کام نہ دکھایا تھا۔ اخبارات کی فائلیں گواہ ہیں، یہ مطالبہ ماقبل الیکشن شروع ہوا اور سقوط ڈھاکہ تک اس پر وقتاً فوقتاً تکرار ہوتی رہی۔ (ایسٹرن کمانڈر باقر صدیقی صاحب، بیان فرقان علی سابق گورنر مشرقی پاکستان، بیان ابن پروفیسر فرید احمد، مندرجہ اخبارات ورسائل تحریک ختم نبوت اور قادیانیت کس سیاسی تجزیہ)

ڈھاکہ ڈوب گیا۔ مشرقی پاکستان کی فضاؤں میں لہراتے ہوئے قومی پرچم سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس سے پوری ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے سر جھکے

ہوئے دکھائی دیئے۔ لیکن قادیانی اکڑ اکڑ کر چلتے رہے۔ انہوں نے سینہ تان کر اور سر اٹھا کر چلنے کا شعار اپنایا۔ ابھی تک ہزاروں گواہ موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ جب بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ ولاہور میں مرزائیوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مٹھائی بانٹی۔ اپنے مکانوں پر چراغاں کیا اور شب بھر سڑکوں پر رقص کرتے پھرے۔ (متعدد اردو رسائل وجرائد بحوالہ تحریک ختم نبوت ص۱۷۲)

اسرائیل میں ماسوائے یہودیت کے کسی مذہب کی تبلیغ واشاعت قانوناً جرم ہے۔ حتیٰ کہ وہاں پادریوں کو بھی ترویج عیسائیت کی اجازت نہیں۔ لیکن اس ملک میں قادیانی مشن قائم ہے۔ ان سے جو کام لئے جارہے ہیں اور جو خدمات وہ سرانجام دیں گے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہ ایک دردناک وضرر رساں لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر دوست کا دشمن دوست نہیں ہوتا تو دشمن کا دوست، دوست کیسے ہوسکتا ہے۔

ایک موہوم سی امید پہ اب بھی ہم نے
اپنے خوابوں کے جزیرے کو سجا رکھا ہے

۱۹۷۴ء میں قادیانی قصر خلافت کے معتمدین کا نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر زدوکوب کرنا (اس حملہ میں اٹھارہ طالب علم ہلکان ہوئے تھے) ان کا سامان چھین کر مال غنیمت گردانا نیز قوم کے جیالوں کی پٹائی اور زخمیوں کی آہ وبکا پر تین چار سو عورتوں کا تالیاں پیٹ پیٹ کر رقص کرتے رہنا، اس مضمون کا موضوع نہیں، عوامی احتجاج اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا جرأت مندانہ قدم تاریخ کا حصہ ہیں۔ دین، قوم اور وطن کے خلاف مرزائی ٹولے کی قابل اعتراض سرگرمیاں دبانے کے لئے صدارتی آرڈیننس کا نفاذ اور قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ زیر طبع، میری ایک الگ کتاب کا جزو ہیں۔ اس میں قادیانی قوم کے خلاف بزرگان امت کی جدوجہد، مشاہیر ملت کا اضطراب، غداریوں اور وفاداریوں کے ایک ایک لمحے کی داستان بالتفصیل درج کی جائے گی۔ انہی اوراق میں مرزائیوں کی پوری تاریخ، ان کے افکار وکردار، سیاست ومعاشرت کے جملہ پہلو اور ہر قسم کے خطرناک عزائم کو ٹھوس حوالہ جات کے ذریعے بے نقاب کرنے کا پروگرام بھی رکھتا ہوں۔ راقم الحروف چاہتا ہے، مرزائیت کے واقعی پوسٹ مارٹم اور نشتر زنی کے بعد مختصراً اس امر کا سراغ بھی لگالیا جائے جس سے معلوم ہو طبقہ مذکور سے متعلق سرکاری افسروں اور حکومت کے چھوٹے بڑے ملازمین کی دلچسپیوں کا مرکز کیا تھا اور انہوں نے کس کس طریقے سے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کیں۔

ایک بار مشہور قادیانی وائس ایئر مارشل ایس.ایم اختر نے پریس کانفرنس میں کہا کہ اس نے پاکستان ایئر سروسز کے نام پر ایک نجی ادارہ قائم کر لیا ہے۔ وائس ایئر مارشل نے نمائندگان صحافت کو بتایا کہ اس کی معرفت پاکستان کے تمام دوست ممالک کو افرادی قوت کے علاوہ تربیت یافتہ ماہرین بھی مہیا کئے جائیں گے اور ہوابازی کے تربیتی ادارے قائم کرنے میں ان کا معاون ہوگا۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۵/مارچ ۱۹۷۰ء)

خوش قسمتی سے عرب ممالک کے سفیروں کی مداخلت اور عوام کے پرزور مطالبے پر یہ ادارہ اپنی پیدائش کے ساتھ ہی زندگی کی جنگ ہار گیا۔ بھٹو کے دور حکومت میں نااہلی، اختیارات سے تجاوز، فرائض منصبی سے غفلت اور رشوت کے شائق بہت سے گزٹیڈ افسروں کو جبراً ریٹائرڈ کرنا پڑا۔ سبکدوش ہونے والے عہدیدار یقیناً اسی کے مستحق تھے۔ لیکن سرکاری ذمہ داریوں سے ہٹائے جانے والے افراد میں ایک بھی قادیانی نہ تھا۔ کیا مرزائی افسر خوش معاملہ تھے؟ ادھر یہ ستم ہوا کہ بعض بڑے اہم عہدے ان کے کنٹرول میں آگئے اور انہوں نے اپنے مسلک کے افراد کی بھرتی کو دینی فریضہ خیال کر لیا۔

پاکستانی فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چوہدری بڑے متعصب قادیانی اور سخت گیر طبیعت کے مالک تھے۔ انہوں نے ایئر فورس پر مرزائیوں کو قابض کرنے کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا؟ جب کبھی بھرتی کا مرحلہ آیا تو ہم عقیدہ افراد کو فوقیت دی گئی۔ امریکہ وغیرہ میں کسی نوجوان کو بغرض تربیت بھیجنے کا سوال اٹھا تو قادیانی افسر کا چناؤ ہوا۔ حتیٰ کہ فضائیہ میں ان کا اثرورسوخ بڑھ گیا۔ اسی لئے تاحال وہ محکمہ دفاع کے بعض اہم اور نازک عہدوں پر چھائے ہوئے ہیں۔ ایک بار ظفر چوہدری کے ہاتھوں کورٹ مارشل کی بھینٹ چڑھنے والے ایک مسلمان فضائی افسر نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تک رسائی حاصل کی اور انہیں ظفر چوہدری کی گھٹیا ذہنیت واغراض مشؤمہ ومذمومہ سے آگاہ کیا۔ یہ لرزہ خیز داستان سن کر مسٹر بھٹو بہت حیران ہوئے۔ کہتے ہیں اس روز بھٹو صاحب بہت پریشان تھے۔ ان کے ماتھے پر معنی خیز شکن ابھر آئی اور کہا: ”اچھا یہ ہے ان کا اصل روپ۔“

(مدیر قومی ہیرو مسٹر ایم.ایم عالم تحریک ختم نبوت ص۱۸۳،۱۸۴، نوائے وقت مورخہ ۸/اگست ۱۹۷۳ء)

شاید بھٹو صاحب اس بات کو زیادہ اہمیت نہ دیتے۔ لیکن ایک واقعہ نے انہیں عملی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا اور وہ درگزر نہ کر سکے کہ چند روز بعد ظفر چوہدری یا ان کے کسی ہم عقیدہ افسر نے طیاروں کی ایک تعداد کا گروپ تشکیل دے کر ربوہ کے سالانہ جلسے پر پھولوں کی پتیاں نچھاور

کرنے کو بھیج دیا۔ جہازوں کی اس ٹکڑی نے سراجلاس مرزا ناصر احمد کو عسکری انداز میں سلام کیا۔ یہ رپورٹ جرائد ورسائل میں پوری آب وتاب کے ساتھ شائع ہوئی۔ خفیہ ذرائع سے جناب مسٹر بھٹو صاحب بھی اس کی تصدیق کر چکے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر حکومت نے ظفر چوہدری کو رخصت کر دیا۔ اس خبر سے پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فضائیہ کے ہر اسٹیشن پر جانبازوں نے یوم تشکر منایا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مرزائی بزرجمہر اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب میں نفرتوں نے جنم لیا اور قادیانی انشاء پرداز مسٹر بھٹو کے خلاف زبان درازی پر اتر آئے۔

انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ سرگودھا میں برخلاف دیگر دفتروں کے بہت زیادہ مرزائی ملازم موجود ہیں۔ ایک وقت میں ان کی تعداد ساٹھ فیصد کے لگ بھگ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے راجہ غالب سیکرٹری بورڈ اور مرزا طاہر احمد اسسٹنٹ سیکرٹری تھا۔ چونکہ یہ دونوں قادیانی تھے اور صرف انہی امیدواروں کو ملازمتیں فراہم کی جاتیں جن کے لئے ربوہ سے اشارہ ملتا۔ یوں ایک تیر سے دو شکار کئے جاتے۔ اوّلاً صرف مرزائیوں کی تقرریاں عمل میں آئیں، ثانیاً نوکری کا لالچ دے کر غیر احمدی کو بیعت پر مجبور کیا گیا۔

(مؤلف کا بورڈ کے صاحب درد مسلمان سے انٹرویو، سروس ریکارڈ، اہلیان سرگودھا کے اخباری بیانات)

۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ اسلام آباد میں پروفیسر جمیل احمد قادیانی روسی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ پروفیسر مذکور غالباً حکیم مرزا نورالدین کا نواسہ ہے۔

(فوری پریس کی رپوتاژ بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص۴۲،۴۳)

اس خبر سے دینی حلقے ورطۂ حیرت میں پڑ گئے۔ ہر شخص اس سوچ میں غرق تھا کہ قادیانی جماعت کا کمیونسٹ ملک روس سے کیا تعلق؟ خیال ہے ان کے قریبی مراسم ۱۹۷۸ء میں استوار ہوئے۔ جب روسی سفیر سے احمدیہ جماعت کے سربراہ نے ملاقات کی۔ اس کے بعد باقاعدہ ان کا روسی لابی سے رابطہ قائم ہو گیا۔ پھر معروف مرزائی صنعت کار نصیراے شیخ منیجنگ ڈائریکٹر کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان نے روسی سفیر متعینہ پاکستان کو لاہور میں اپنی رہائش پر عشائیہ میں مدعو کیا۔ اس میں بڑے بڑے قادیانی افسر اور بعض نام نہاد مسلمان سیاسی لیڈر بھی شریک ہوئے تھے۔

(دیکھئے ۱۹۷۸ء کے ملکی اخبارات)

پیر محمد کرم شاہ ایم۔اے (الازہر) جیسی محقق وفاضل شخصیت لکھتے ہیں: ''واضح رہے کہ مرزائی جماعت پٹیل اور گاندھی سے زیادہ پاکستان کے بارے میں بداندیش ہے۔ ان کے کارکنوں نے کسی زمانہ میں بھی پاکستان کو کمزور بنانے میں دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ سرظفر اللہ

خاں کی وزارت کا دور ہو یا ایم.ایم احمد کی اقتصادی پالیسی، ہر ایک نے پاکستان کو کھوکھلا ہی کیا ہے...... ستم کی بات تو یہ ہے کہ اس اسلامی جمہوریہ کے مختلف تعلیمی اداروں میں غیر مسلم مرزائی اسلامیات کی تعلیم دینے پر مامور ہیں اور طلباء کے معصوم اذہان کو مسموم کرنے کے دھندوں میں مصروف ہیں۔ عوام کے بار بار اصرار کے باوجود محکمہ تعلیم کے کارپردازگان سے مس نہیں ہوتے۔ گورنمنٹ انٹر کالج بھیرہ ضلع سرگودھا اور گورنمنٹ البیرونی کالج پنڈ دادنخان اس کی واضح مثالیں ہیں۔'' (فتنہ انکار ختم نبوت مصنفہ پیر محمد اکرم شاہ صاحب ایم اے الازہر ص۶۳)

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا سابق چیئرمین (غالب احمد) قادیانی تھا۔ اس نے پانچویں اور چھٹی جماعت کی تاریخ اور جغرافیہ کے نصاب میں جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کی سہ رنگی تصویریں شامل کیں۔ یہ انہیں ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ہیرو ثابت کرنے کی ایک کوشش تھی۔ حالانکہ حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔ یہ دونون سگے بھائی ہونے کے علاوہ قادیانی العقیدہ تھے۔ ابتداً چھب جوڑیاں اور پٹھان کوٹ کے محاذ کی کمان انہی کے ہاتھ میں رہی۔ جنرل اختر حسین ملک ترکی میں موت سے دوچار ہوئے۔ ان کی نعش وہاں سے ربوہ لائی گئی۔ جہاں بہشتی مقبرے سے باہر ان کی جائے تدفین عبرت کا ایک نمونہ ہے۔

(پانچویں چھٹی جماعت کے نصاب میں رائج مطالعہ پاکستان اور جغرافیہ کی سابقہ کتب ملاحظہ کریں)

ایک اور جہاں دیدہ شخصیت کے نزدیک (یہ چال) ''مرزائی امت کا پنجاب میں نئی پود کو ذہناً اپنی طرف منتقل کرنے کا ہتھکنڈہ ہے۔'' وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اقبال کے شاہینوں کے دلوں میں مرزائی پرزوں کی خود ساختہ عظمت کی دھاک بٹھا دی جائے۔

مرزائیہ فرقے کے افراد ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جس سے ان کا مکتبہ فکر ترقی پاسکے۔ اس سلسلہ میں اسلامی غیرت وحمیت کے خلاف ایک گہری سازش خاص طور پر قابل غور ہے۔ وہ سمجھتے ہیں، جب مسلمانوں کا اخلاقی دیوالہ نکل جائے گا تو پھر ان سے کوئی بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس کی ایک مثال ۱۹۷۹ء میں راولپنڈی کے (پیراڈائز) ہوٹل پر پولیس کی چھاپہ مارٹیم کے اقدامات سے منظر عام پر آئی۔ یہاں اٹھائیس افراد تیرہ لڑکیوں کے ساتھ داد عیش دے پارہے تھے۔ ان میں سے بیشتر شراب کے نشہ میں دھت تھے اور دو لڑکیاں لباس سے بے نیاز برہنہ رقص میں مصروف تھیں۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ گھناؤنا کاروبار ہوٹل کے مالک ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر صلاح الدین اور اس کے بیٹے محی الدین احمد مطاہر کے سبب سے کسی خوف وخطر کے بغیر کھلے بندوں جاری تھا۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق یہ بدکار شخص، آنجہانی مرزا ناصر احمد کا خالو ہے۔

ملزم نے دوران تفتیش تسلیم کیا کہ اس نے کاروبار کو زیادہ وسعت تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد دی۔ نیز لڑکیوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ ہم اپنے رنگ میں مسلمانوں کو بدکاری پر آمادہ کر کے ان سے انتقام لے رہے تھے اور یہ کہ کاروبار میں میرے بعض بااثر ہم فرقہ افراد بھی شامل ہیں۔ (ہفت روزہ زندگی لاہور مورخہ ۹ تا ۱۵/نومبر ۱۹۷۹ء)

روزنامہ جنگ میں بلدیہ کراچی کے ایک معزز رکن ہاشم زیدی کا بیان شائع ہو چکا ہے۔ وہ یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ سندھ کے حالیہ ہنگاموں میں احمدیہ فرقے کا ہاتھ ہے۔ اپنے اس الزام کی تائید میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا: ''جمعہ کی رات تقریباً چار بجے بلاک نمبر ۲۸ فیڈرل بی ایریا کراچی میں ملزم بم کا دھماکہ کرنے کے بعد جیپ پر سوار ہو کر فرار ہوگئے۔ ان میں ایک فرد ٹھوکر لگنے سے گر گیا اور اس کی ڈائری زمین پر گر پڑی جس میں شناختی کارڈ کا فارم ''ب'' بھی تھا۔ ڈائری تو اس نے اٹھالی۔ لیکن فارم سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جس کے مذہب کے کالم میں احمدی درج ہے۔'' مسٹر ہاشم زیدی صاحب نے اپنے بیان کے ہمراہ اس فارم ''ب'' کی نقول بھی جاری کیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۸/فروری ۱۹۸۷ء)

درحقیقت مرزائی قوم اتحاد ملت سے بدحواس ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے تمام مکاتیب فکر اپنے فروعی اختلافات بھلاتے ہوئے رسول پاک ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جذبہ جہاد سے سرشار، اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اب اس شرپسند ٹولے کو اپنا منطقی انجام صاف نظر آ رہا ہے۔ وہ سوچتے ہیں، ان کی عافیت اسی میں ہے کہ صوبائی تعصب کی آگ بھڑکے، لسانی جھگڑے پیدا ہوں اور جہاں تک ہو سکے مسلم فرقے آپس میں گتھم گتھا رہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک جامع منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔ گزشتہ برس لاہور میں یوم عاشورہ کے موقع پر سنی وشیعہ فساد بھی اس پلان کی ایک کڑی تھی۔ بکثرت ثبوت موجود ہیں کہ ان دو فرقوں کے درمیان اشتعال پیدا کرنے والی کوئی بات نہ ہوئی اور نہ ہی ایسا پروگرام تھا۔ بلکہ دونوں طرف کے زعماء نے اسے اسلام دشمن عناصر کی خفیہ سازش کا شاخسانہ قرار دیا۔

(مذکورہ ایام کے اخبارات میں شائع شدہ فریقین کے ذمہ دار افراد کا مؤقف)

میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ۲۳،۲۴/مارچ ۱۹۸۷ء کی درمیانی رات کو اہل حدیث کانفرنس لاہور کے جلسے میں جو دردناک حادثہ پیش آیا یہ بھی مرزائیوں کی پلاننگ تھی۔ اگر تفتیش کا دائرہ کار وسیع کر دیا جائے اور اس نہج کے خطوط پیش نگاہ رہیں تو پولیس کو اصل مجرموں تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ یہ بات میں یوں ہی نہیں کہہ رہا۔ قبل ازیں بھی قادیانیت کے غنڈوں

نے علامہ احسان الٰہی ظہیر کو ہلاک کرنے کی ایک دو کوششیں کی تھیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔

(ریکارڈ ماہنامہ ترجمان الحدیث، تحریک ختم نبوت بعض مبصرین کے خدشات)

آخر میں مرزائی گماشتوں کی ابتدائی کارستانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ جب تک قائداعظمؒ بقید حیات رہے، سرظفر اللہ خاں محتاط تھا۔ جوں ہی آپ نے رحلت فرمائی۔ اس نے خلافت ربوہ کی ہدایت پر جوڑ توڑ کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ صاحب بہادر نے وزارت خارجہ کے نظام کو کس طرح چلایا، اس کی ایک واضح جھلک درج ذیل خبر میں موجود ہے۔

''پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سہروردی آج کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں جو ہمارے سفارت خانوں میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں...... اس دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے جائنٹ سیکرٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے اسی فیصد ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز ہیں۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جائنٹ سیکرٹری گریفتھ کوئین تقسیم سے پہلے پنجاب ہائیکورٹ کا ایک رجسٹرار تھا۔ چونکہ یہ اپنے عہدے کے لحاظ سے ناموزوں انسان تھا۔ اس لئے اس کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ وزارت خارجہ کا جائنٹ سیکرٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسر نوجوان اور ناتجربہ کار تھے۔ اس لئے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں یہودی، عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ کے قابل اعتماد افسر صاحب اسرائیل میں چھٹیاں منا رہے تھے...... ہمارے مصری سفارت خانے کے سٹاف میں دو نوجوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا۔ جس سے مصری عوام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہوگئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی سفیر کا پریس اتاشی بھی یہودی تھا۔ (گارجین بحوالہ کوثر لاہور، بتاریخ مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۴۹ء)

ظاہریت کی کتابوں میں چھپا کر رکھ دیئے
آہ! وہ نوحے جو تاریخوں کے خستہ دل میں ہیں

کتاب جفا کے اوراق

منیر انکوائری رپورٹ کے اوراق پیہم صدائیں دیتے چلے آرہے ہیں۔ راقم الحروف نے ادھر توجہ کی تو صفحہ ماضی رو رو کر اپنی جگر گداز سرگزشت کہہ سنائی جو درج ہے۔

''مارچ ۱۹۵۱ء میں ایک سازش کا انکشاف ہوا جس میں بڑے بڑے فوجی افسر شریک تھے اور جس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت پاکستان کا تختہ الٹ دیا جائے۔ اس مقدمے کے ملزموں میں

جسے بعد میں مقدمہ سازش راولپنڈی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ایک میجر جنرل نذیراحمد بھی تھے جواحمدی ہیں۔مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵/اپریل ۱۹۵۱ء کو منٹگمری کی جامع مسجد رشیدیہ کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ پاکستان کی ہوائی فوج میں اسی فیصد پائلٹ احمدی ہیں۔راولپنڈی کی سازش کیس کے انکشاف سے احمدی افسروں کی غداری بے نقاب ہوچکی ہے۔اس سازش نے حکومت کو حقائق کی طرف سے خبردار کردیا ہے۔میرے پاس تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس سازش میں احمدیوں کی شمولیت ظاہر ہے اور چوہدری ظفر اللہ خان نے مملکت پاکستان کے روپیہ سے امریکہ میں ''پریذیڈنٹ ٹرومین'' کے محل کے عین سامنے ایک عظیم الشان عمارت خرید کی ہے تاکہ وہاں احمدیت کی تبلیغ کی جائے۔'' (منیرانکوائری رپورٹ ص ۲۸)

ربوہ کے علاوہ مرزائیت کا دوسرا بڑا گڑھ ''کنری'' ضلع تھرپارکر (سندھ) ہے۔ یہاں سے برٹش گورنمنٹ نے ۳۵/۳۲ ہزار ایکڑ زمین چندکوڑیوں کے بھاؤ اپنے بااعتماد خدمت گزاروں کو عطاء کی تھی۔یہ جگہ بھی ایک آزادوخودمختار ریاست کا درجہ رکھتی ہے۔

سندھی عوام کہتے ہیں کہ براستہ انڈیا کنری میں اسرائیل کی ڈاک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ اس قصبے کی طرف اکثر وبیشتر بھارتی گاڑیاں آتی جاتی دیکھی گئیں۔عہد ایوبی میں چند جیپیں باقاعدہ حراست میں لی گئی تھیں۔جن کا تذکرہ اخبارات میں موجود ہے۔چونکہ یہ علاقہ بارڈر سے بالکل قریب ہے۔اس لئے ان پر کڑی نظر اور زبردست احتیاط چاہئے۔

(مصنف کے قائدین تحریک ختم نبوت سے انٹرویو سندھی اہل قلم قبیلہ کی یادداشتیں)

گزشتہ دنوں کراچی کے ایک دردمند شہری نے اپنے سندھی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ہفت روزہ میں حقائق کی نقاب کشائی کچھ اس طرح کی ہے۔''وہاں یوں تو متعدد تنظیمیں بن چکی ہیں۔لیکن آج جس تنظیم کا ذکر کر رہے ہیں وہ ''پنجابی پرچار کمیٹی'' ہے۔جس کی پشت پناہی اور سرپرستی مشہور قادیانی صنعت کار نصیرا ے شیخ کر رہا ہے۔گزشتہ دنوں لاہور کے ایک ہوٹل میں اس کمیٹی کی طرف سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔جس میں قادیانی مذکور نے عظیم مسلمان ہیرو محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کو قاتل قرار دے کر اپنے خبث باطن کا ثبوت مہیا کیا۔نصیرا ے شیخ قادیانی کی یہ تقریر لاہور کے اخبارات میں شائع ہوئی۔چونکہ لاہور کے اخبارات کراچی میں قلیل تعداد میں پہنچتے ہیں۔اس لئے ہمیں اصل تقریر نہ مل سکی۔البتہ اس کے بیان پر صرف ایک جماعت کے سیاسی رہنما نے تنقید کی جسے کراچی کے مرزائی نواز اخبار ''امن'' نے اپنے انداز میں شائع کر کے

اس سیاسی رہنما کا منہ چڑایا اور یہ تاثر دیا کہ محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی واقعی قاتل تھے۔“

(روزنامہ امن کراچی جنوری ۱۹۸۷ء، ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ص۴ تا۶، فروری ۱۹۸۷ء)

قادیانیوں کی جی. ایم سید اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں سے ہم فکری کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اور بھی بہت اسے المناک پہلو توجہ طلب ہیں۔ ناپاک جسارت کی شوخی کا رنگ دیکھئے۔

”گھارو ضلع ٹھٹھہ میں گزشتہ سال ایک قادیانی صحافی گرفتار ہوا تھا۔ جس نے ایک علیحدگی پسند تنظیم کے اجلاس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ تقریر بھی کی تھی۔ جس میں اس نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ صوبہ سندھ کا فائدہ ہندوستان کے ساتھ الحاق میں ہے۔“

گزشتہ دنوں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع لندن کے مضافات میں ہوا اور اس جگہ کا نام انہوں نے ”اسلام آباد“ رکھا ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی مورخہ ۶ تا ۱۲ فروری ۱۹۸۷ء، دیگر اخبارات)

منیر اس ملک پہ آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

بکھری یادیں

۱...... ”نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں پاکستان کے سابق وزیراعظم اور تیز وطرار سیاست دان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پر مسعود محمود وعدہ معاف گواہ تھا۔ یہ شخص ایف. ایس. ایف کا ڈائریکٹر اور متعصب قادیانی تھا۔ یاد رہے، بھٹو صاحب کے زوال میں اس کے خفیہ ہاتھ اور پخت وپز کا گہرا تعلق ہے۔ سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی تنگ نظر فطرت اور خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا تھا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔“ (بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، مورخہ ۲۶/جون تا ۲/جولائی ۱۹۸۷ء)

حالانکہ مرحوم وزیراعظم نے وہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ ان کی یہ شاندار خدمت تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہے اور اس معاملے میں ہم انہیں قوم ووطن کا محسن گردانتے ہیں۔

۲...... تقسیم ملک کے وقت سر ظفر اللہ خاں نے ریڈ کلف ایوارڈ میں مسلم لیگ کا مؤقف بیان کرتے ہوئے مرزائیوں کی طرف سے بھی باؤنڈری کمیشن کے روبرو احمدیہ میمورنڈم پیش کیا۔

ملاحظہ ہو: ''اس تقسیم کا بنیادی اصول مذہب ہے۔ قادیان اسلامی دنیا کی ایک بین الاقوامی (انٹرنیشنل) یونٹ بن چکا ہے۔ اس لئے یونٹ کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آیا، ہندو یونین میں آنا چاہتی ہے یا پاکستان میں۔'' (مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۳۱/دسمبر ۱۹۴۹ء)

۳...... قرارداد پاکستان پر تبصرہ کرتے ہوئے چوہدری مذکور نے اپنے سیاسی عقیدہ کا برملا اظہار کیا تھا: ''جہاں تک ہم نے غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔'' (ڈیوائیڈ انڈیا ص ۲۰۷)

۴...... مطالبہ پاکستان کی تغلیظ میں مرزائی مؤقف بھی بغیر کسی لاگ لپٹ کے ہمارے سامنے موجود رہے۔ ''ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے۔ اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔'' (بیان خلیفہ محمود، اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۴۷ء)

۵...... خلیفہ محمود کا بیان ثانی بھی کچھ کم چونکا دینے والا نہیں۔ ''مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں مل کر رہنے میں فائدہ ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۴۷ء)

۶...... اکھنڈ ہندوستان سے متعلق احمدیوں کا یہ الہامی عقیدہ تو ایک بہت بڑی سازش ہے۔ ''چنانچہ خدائی اشارہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ ممکن ہے کہ عارضی طور پر افتراق ہو۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں گی۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں شیر وشکر ہوکر رہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

(خدا نہ کرے، کہ یہ غداران دین وملت کل کلاں اس پیشین گوئی کو مرزا قادیانی کی صداقت میں بطور ثبوت پیش کریں)

۷...... ''حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے ہیں کہ عاشقان احمد (مرزائی) ہجرت پر مجبور ہو گئے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے بعض صحابہ (قادیانی کمپنی کے حصص دار) اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون! اے کاش انڈین یونین میری بات کو سمجھے کہ احمدیوں نے قادیان اور قادیان والوں کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا ہے۔ اب وہ اس کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/مئی ۱۹۴۸ء)

۸...... قادیانی حلف نامہ جو سر ظفر اللہ اور مرزا محمود خلیفہ قادیان نے مل کر تیار کیا۔ احمدیہ والنٹیر زکور، مجلس خدام الاحمدیہ، نیشنل لیگ، انصار اللہ، مجلس اطفال احمدیہ کے ممبران سے لیا گیا۔

وہ حسب ذیل ہے: ’’میں خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو جماعت احمدیہ کا مرکز بنایا ہے۔ میں حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کروں گا اور میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا تعالیٰ کی یہی مشیت ہو تو اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق فرما۔‘‘

(پاکستان میں مرزائیت مصنفہ مرتضیٰ احمد خان ایڈیٹر روزنامہ مغربی پاکستان لاہور)

۹...... آنجہانی سر ظفر اللہ خاں اپنے سرکاری عہدے پر قائم رہتے ہوئے اور غیر سرکاری حالت میں بھی مرزا محمود کے نمائندہ کی حیثیت سے مرزائیوں کے لئے پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں بھی صرف اور صرف مرزائیوں کے حقوق میں مصروف کار رہا۔ اپنا قلم اپنا چہرہ کے مصداق ایک حوالہ دیکھئے۔

’’میں نے ایک نمائندہ کی معرفت (سر ظفر اللہ خان اگرچہ نام نہیں لیا) ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جاویں۔ جس پر اس آفیسر نے کہا کہ وہ اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں تم ایک پارسی پیش کرو، میں اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کروں گا۔‘‘

(بیان مرزا محمود احمد، مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۰...... جب پاکستان مسلمانوں میں اس مطالبے نے زور پکڑا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو فی الفور سبکدوش کیا جائے تو ایک تقریر کرتے ہوئے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا: ’’اگر مجھے وزارت سے علیحدہ کیا گیا تو میں پاکستان میں نہ ٹھہروں گا۔ بلکہ کسی اور جگہ چلا جاؤں گا۔‘‘

(تقریر سر ظفر اللہ مندرجہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۵۲ء)

۱۱...... میں چاہتا ہوں کہ ذمہ دار بہی خواہان پاکستان کا اضطراب خود ان کی زبانی بیان کر دیا جائے۔

آنریبل خان جلال خان وزیر بلدیات وبجالیات صوبہ سرحد نے ایبٹ آباد میں ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ’’پاکستان کی پانچ سالہ تاریخ میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آرہی ہے کہ حکومت کا جو معاملہ سر ظفر اللہ خاں کے سپرد ہوا، اس میں حکومت کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جس

کے ساتھ پاکستان کی حیات وابستہ ہے۔ جب تک وزارت خارجہ کے عہدے پر سرظفراللہ موجود ہے۔ کشمیر پاکستان کو ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔'' (اخبار آزاد لاہور مورخہ ۳؍جون ۱۹۵۲ء)

۱۲...... کراچی کی مسلم پارٹیز کنونشن مورخہ ۲؍جون میں ہاشم گزدر ممبر دستور ساز اسمبلی پاکستان نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''چوہدری ظفراللہ خاں کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لئے لیک سکس گئے ہوئے تھے۔ میں ان دنوں وہاں موجود تھا۔ وہاں لابی میں مشہور تھا کہ سرظفراللہ خاں وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان چاہتا ہے۔ میں نے اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے منسٹر کو مطلع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزائیت کی تبلیغ کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چوہدری ظفراللہ کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں۔ سرظفراللہ قادیانی پاکستان سے زیادہ اپنے امام مرزابشیر کے وفادار ہیں اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے احکام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہوئے کہا) میرے کئی دوست محض دنیاوی فوائد کے لئے مجبوراً قادیانی ہوگئے۔ پاکستان میں جو شخص اکھنڈ ہندوستان کے نعرے لگاتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اکھنڈ ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے مرزائی، ملک کی ستر فیصدی کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت جنگ ہوگئی تو معلوم نہیں ہمارا کیا حال ہوگا اور آفیسران کی پوزیشن کیا ہوگی؟'' (بحوالہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ص۱۲، مورخہ ۱۹؍جون ۱۹۸۷ء)

۱۳...... ایک اردو روزنامہ کی حب الوطنی اور حقیقت پسندی کا زاویہ نہایت ہی چونکا دینے والا ہے۔ ایک دردمند صحافی نے کالم سپرد قلم کرتے ہوئے لکھا: ''ہمارے وزیر خارجہ کی خارجہ پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہوچکی ہے۔ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ چکی ہے اور اس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملالیا ہے۔'' (روزنامہ آفاق لاہور مورخہ ۳؍اپریل ۱۹۵۲ء)

۱۴...... ان خدشات سے آگاہی پر مصر کے مفتی اعظم سید محمد حسنین المخلوف نے لکھا: ''کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پاکستان جیسی اسلامی ریاست میں ایک قادیانی کو وزیر خارجہ کیسے مقرر کردیا گیا۔'' (روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ ۸؍جولائی ۱۹۵۲ء)

۱۵...... ایک فاضل کالم نویس نے روزنامہ ''جنگ'' لاہور میں سیاسی تجزیہ کرتے ہوئے ایک مضمون بعنوان ''لیاقت علی خان روس کا دورہ کیوں نہ کر سکے؟'' کے تحت لکھا ہے: ''چنانچہ ۲۱؍جولائی ۱۹۴۹ء کو پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر سرایل گریفری سمتھ نے یہ یادداشت مرتب کی کہ اس کا غالب امکان تھا کہ دعوت دینے میں روس نے پہل کی ہو مگر حال ہی میں اس کا ثبوت ملا

ہے کہ یہ نظریہ قابل قبول تھا۔ لیاقت مرحوم روس کا دورہ نہیں کرسکیں گے۔ اس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ ظفراللہ خان نے کراچی میں امریکی سفارت خانے کے ایک استقبالیہ میں یہ بات واضح کردی تھی۔ پاکستان اس بات کا منتظر تھا کہ روس اپنا اگلا قدم اٹھائے انہوں نے ہمیں مدعو کیا۔ ہم نے دعوت قبول کرلی۔ اب دوسرا قدم اٹھانا روس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ مگر روس نے یہ اگلا قدم نہیں اٹھایا۔''

(روزنامہ جنگ لاہور، بحوالہ ڈان پاک روس تعلقات کا تجزیہ تیسری قسط کالم نویس اقبال احمد صدیقی)

یہ ایک تسلیم شدہ تجزیہ ہے کہ روس دشمنی سر ظفراللہ خاں نے دانستہ مول لی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ قائد ملت لیاقت علی خاں امریکہ کا دورہ کریں تاکہ آگے چل کر پاکستان خطرات میں گھر جائے۔

ہر اک لحظہ نئی بحثوں میں الجھاتا ہے لوگوں کو
منافق ہے وہ مگر مثبت صدائیں رکھتا ہے

۱۶...... قادیانیوں نے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے بڑے غوروفکر سے مسلمان ریاستوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ریاست کے حکمرانوں اور رؤساء وامراء کو مرزائی بنانے کے لئے مبلغ اور وفود بھیجے۔ الغرض وہ خواب جس کی تعبیر کبھی ممکن نہ ہوسکی۔ اس کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ بیان ہوا: ''ہمیں کیا معلوم کہ ہمارے زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بے شک ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت وطاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہوسکتا ہے اور چین، جاپان، فلپائن، سماٹرا، جاوا، روس، امریکہ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہوسکتا ہے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸؍نومبر ۱۹۳۴ء)

۱۷...... ''یادش بخیر ۱۹۶۵ء میں جنرل اختر حسین ملک نے ''آپریشن جبرالٹر'' کے نام سے کشمیر پر چڑھائی کا جو منصوبہ تیار کیا اور سر ظفراللہ خاں نے بیرون ملک اس کی جس طرح پیروی کی...... اگر قدرت پاکستان کی مدد نہ کرتی تو قادیانی اپنے مذموم مقاصد میں ۱۹۶۵ء میں ہی کامیاب ہو چکے تھے۔''

(ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۲؍نومبر ۱۹۸۳ء)

۱۸...... یاد رہے، ابتداً اراضی ربوہ قادیانیوں کو نوے سال کی مدت کے لئے پٹہ پر دی گئی تھی۔

۱۹...... ربوہ کے آباد ہوجانے پر اس قادیانی سٹیٹ میں باقاعدہ عدالتیں قائم ہوئیں اور ہر قسم کے مقدمات کی سماعت خود ربوہ میں قادیانی فیصل کرتا جسے نام نہاد خلیفہ نامزد کرتا تھا۔ ہر فیصلہ ہر قادیانی ماننے پر مجبور تھا۔ چیف جسٹس کے اختیارات خلیفۂ ربوہ کے پاس تھے۔ گویا مرزائیوں

نے حکومت کے اندر حکومت قائم کر رکھی تھی جیسا کہ مرزامحمود نے خود اعتراف کیا۔’’ناظر ہمیشہ میں خود نامزد کرتا ہوں۔‘‘ (اخبار الفضل ربوہ)

۲۰...... پاکستان کی سرزمین پر قائم ہونے کے باوجود وہاں کی حکومت قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کی ہوتی ہے۔ وہاں حیرت تو یہ ہے کہ ساری زمین قادیانی انجمن کی ملکیت ہے۔ وہاں رہائش پذیر قادیانیوں کو حق نہیں کہ وہ اپنے مکان کو بیچ سکیں۔ اگر کوئی قادیانی ربوہ کا رہنے والا مسلمان ہو جاتا تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ گویا، ربوہ میں ایک مستقل حکومت قائم ہے۔ وہاں سیکرٹریٹ کے مقابلے میں ’’ایوان محمود‘‘ ہے۔ وزارت کے مقابلہ میں ’’نظارت‘‘ ہے۔ الفرقان بٹالیں جو قیام پاکستان کے وقت جنرل گریسی نے بنائی تھی اگرچہ بعد میں توڑ دی گئی۔ لیکن اس کا نام بدل کر ’’خدام الاحمدیہ‘‘ رکھ دیا گیا اور الفرقان بٹالین کا اسلحہ حکومت پاکستان کو نہیں دیا گیا۔ جو اب تک قادیانیوں کے پاس ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲؍جولائی ۱۹۷۴ء)

موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا: ’’ایک وقت آئے گا کہ اس ملک پاکستان میں مرزائی قادیانی کے ذریعے وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا ہوگا۔ (آپ ﷺ کا نام محض تکلفاً استعمال کیا گیا ہے)‘‘

(اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۱۰؍نومبر ۱۹۸۲ء)

۲۱...... قادیان کے بدل ربوہ کی روداد اور نقل مکانی کے واقعات کی تفصیل ایک مرزائی پرچہ کے صفحات پر پڑھیں۔ ’’جماعت احمدیہ کا نیا مرکز پاکستان کے ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ’’ربوہ‘‘ کے نام سے آباد کیا جارہا ہے۔ ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی کے ہیں...... آبادی کے لئے اس جگہ سردست دس سو چونتیس ایکڑ زمین خریدی گئی ہے۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے۔ یہ جگہ فیصل آباد اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔‘‘

’’۲۰؍ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اس سرزمین میں آبادی کا افتتاح فرمایا۔ حضور والا لاہور سے بذریعہ کار روانہ ہوکر ربوہ پہنچے۔ حضور نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر ایک موثر اور درد سے بھری ہوئی تقریر کے بعد ایک لمبی دعا فرمائی...... اس موقع پر ربوہ کی سرزمین کے چاروں کونوں میں ایک ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا اور ایک بکرا زمین کے وسط میں، حضور نے مسنون دعائیہ الفاظ پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ چار بج کر چالیس منٹ پر حضور

واپس لاہور روانہ ہوگئے۔‘‘

’’۲۵/مارچ ۱۹۴۹ء کے ’’الفضل‘‘ میں اعلان ہوا کہ ربوہ کے لئے ہالٹنگ ریلوے اسٹیشن منظور ہوگیا ہے۔ چنانچہ یکم/اپریل ۱۹۴۹ء کو صبح سات بجے سے پہلی گاڑی اس اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس موقع پر مکرم جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے تین سو تیرہ صحابہ میں سے ہیں۔ جملہ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی۔ ربوہ کے سب سے پہلے اسٹیشن ماسٹر ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں۔‘‘

’’۱۵، ۱۶، ۱۷/اگست ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کا افتتاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ اگست کو نو بجے صبح لمبی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں مل کر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ربوہ کو اسلام کی اشاعت کا مرکز بنائے۔ جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کی شرکت کی توقع تھی۔ لیکن سولہ ہزار سے بھی زیادہ احباب تشریف لائے۔‘‘

’’۱۰/اگست ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں تار لگ گئی اور تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ۱۴/ستمبر ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں ڈاک خانہ بھی باقاعدہ کھل گیا۔ ڈاک خانے کے پہلے انچارج ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں۔‘‘

’’۱۹/ستمبر ۱۹۴۹ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے مع حضرت ام المومنین مدظلہ العالی و دیگر اہل بیت رتن باغ لاہور سے بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے...... ربوہ پہنچ کر حضور نے سب سے پہلے نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر تقریر فرمائی۔‘‘

’’اس وقت ربوہ کی آبادی ایک ہزار نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ، لنگر خانہ، مہمان خانہ اور نور اسپتال کی عارضی عمارتیں تیار ہوچکی ہیں اور بازار بن چکے ہیں اور ایک مسجد تعمیر ہوچکی ہے۔‘‘

(ربوہ کی روداد مندرجہ قادیانی اخبار الرحمٰن لاہور ج۱ نمبر۱، مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۴۹ء)

۲۲...... قادیان سے ربوہ کی طرف کن حالات میں سفر اختیار کیا گیا۔ یہ خود ان کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ ہم مندرجہ ذیل کڑیوں سے ایک تاریخ ارتباط چاہتے ہیں۔ ’’جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے اور سیاست سے بالکل الگ رہتی ہے اور اپنے اصولوں کے ماتحت جس حکومت کے ماتحت بھی اس کے افراد ہوں، وہ اس کے فرمانبردار ہوکر رہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے

انڈین یونین کو اپنی پرانی روایات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے فرمانبردار رہیں گے۔ مگر چند لاکھ چھوٹی سی مذہبی جماعت کی کون سنتا ہے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل لاہور نمبر ۱۱۸ج ۲، مورخہ ۲۶رمئی ۱۹۴۸ء، بحوالہ قادیانی مذہب کا مقدمہ)

۲۳...... ''......ان حالات کے پیش نظر خلیفہ قادیان نے اپنا مرکز جودھامل بلڈنگ لاہور میں تبدیل کر لیا ہے اور اس کا نام ''احمدیہ پاکستان مرکز'' رکھا گیا ہے۔ اس جگہ قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزیں فروکش ہیں اور الفضل اخبار یہیں سے شائع ہو رہا ہے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور، لاہوری جماعت کا پرچہ ج ۵۳ نمبر ۳۵، یکم ستمبر ۱۹۴۷ء)

۲۴...... انجمن احمدیہ نے ربوہ کی تعمیر سے قبل مندرجہ ذیل شرائط طے کی تھیں:

الف...... ''ربوہ کی زمین پر کسی شخص کو ملکیتی حقوق نہیں دیئے جائیں گے۔''

ب...... ''بنگلے اور مکانات، نقشے اور قواعد کے مطابق ہی بن سکیں گے۔''

ج...... ''ہر سال ان مکانوں کی ازسرنو الاٹمنٹ ہوا کرے گی۔ یہ تجدید خلیفہ صاحب کریں گے۔''

۲۵...... ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو قادیانی غنڈوں نے شرمناک طریقے سے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مظاہرۂ بدمعاشی کیا۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے سینکڑوں طلباء بری طرح زخمی ہوئے۔ اس پر جب مسلسل احتجاج ہونے لگا اور اس میں روز بروز شدت آنے لگی تو حکومت نے عدالتی تحقیقات کا فیصلہ کیا۔ اب ذرا جسٹس صمدانی کی مرتب کردہ رپورٹ کی طرف آیئے جو انہوں نے مقرر کردہ کمیشن کے روبرو پیش کی۔ واقعۂ ربوہ کی چھان بین کرنے والے ٹریبونل کے واحد ممبر (جسٹس صمدانی) ۲۰رجولائی کو ربوہ تشریف لے گئے تاکہ جائے وقوعہ کا معائینہ کر سکیں اور دوسری معلومات حاصل کریں۔ وہ وہاں ساڑھے پانچ گھنٹہ کے قریب ٹھہرے۔ جب کہ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل، وکلاء اور صحافی حضرات بھی تھے۔ اس قیام کے دوران جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، ان کا بیان بغرض مطالعہ حاضر خدمت ہے۔

''جسٹس صمدانی کی آمد پر پاک فضائیہ کے دو طیارے بڑی گھن گرج کے ساتھ نمودار ہوئے۔ انہوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ تمام سرکاری اور قادیانی دفاتر میں مرزاغلام احمد قادیانی کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ بابائے پاکستان اور علامہ اقبالؒ کی تصویر نظر نہ آئی۔ نیز ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا قومی پرچم نظر نہ آیا۔

البتہ قصر خلافت پر جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔

۱۹۵۶ء میں ربوہ بدر کئے جانے والے ''صالح نور'' نامی قادیانی پر ایک عجیب قسم کا خوف طاری تھا۔ اس کے رشتہ داروں نے جھروکوں سے دیکھ کر محض آنسو بہائے۔ لیکن آئین قادیانی میں ''قانونی جرم'' کے تحت بات کرنے کی جرأت نہ کی۔ ناظم امور عامہ کے دفتر کا جب معائنہ کیا اور فائلیں دیکھیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔ ٹربیونل نے ربوہ کی چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ کسی جرم کی رپورٹ نہیں۔ اس موقعہ پر تھانہ لالیاں کے ایس.ایچ.او نے اعتراف کیا کہ ہمارا نظام محکمہ ''ربوہ'' کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجوہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بعض عمارات پر قادیانی پرچم ''نوائے احمدیت'' لہراتے دیکھا گیا۔'' (جسٹس صمدانی رپورٹ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی مورخہ ۳۰/اکتوبر تا ۵/نومبر ۱۹۸۷ء، دوران سماعت عدالت کے جاری کردہ پریس ریلیز)

پاکستان کے ایٹمی راز

۲۶...... ''واشنگٹن پوسٹ کی ایک اشاعت میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی بحریہ میں اعلیٰ عہدے پر فائز جوناتھن جے پولارڈ کو ۱۹۸۵ء میں اسرائیل کے لئے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ واشنگٹن پوسٹ نے پولارڈ کے مقدمہ سے اچھی طرح واقف ایک شخصیت کے حوالہ سے بتایا ہے کہ پولارڈ نے اسرائیل کو پاکستان کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا ہے اور اسلام آباد کے قریب واقعہ ایٹمی تنصیبات سے آگاہ کیا ہے اور اسلام آباد کے قریب واقع ایٹمی تنصیبات کی مصنوعی سیاروں کے ذریعے لی گئی تصاویر بھی فراہم کی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولارڈ نے سرائیل کی جو معلومات فراہم کی ہیں ان میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد کی تفصیلات کے علاوہ تیونس میں پی.ایل.او کے صدر دفتر میں موجود تمام انتظامات شامل ہیں اور ان ہی معلومات کی بنیاد پر اسرائیل نے یکم/اکتوبر ۱۹۸۵ء کو تیونس میں پی.ایل.او کے صدر دفتر کو بآسانی نشانہ بنایا تھا۔ (پاکستان کے محکمہ جاسوسی میں ایک اہم عہدے پر فائز ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ہمارے سیاسی وعسکری تمام راز پاک افواج میں موجود قادیانی افسروں کے ذریعہ بیرون ملک پہنچتے ہیں)'' (آغاز کراچی مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۸۷ء)

امریکہ کی سرپرستی

۲۷...... گزشتہ دنوں امریکہ کی سینٹ کمیٹی برائے تعلقات خارجہ نے مشروط طور پر پاکستان کے لئے چار ارب بیس کروڑ ڈالر کی امداد (خیرات) منظور کی۔ یہ امداد مجموعی لحاظ سے چھ برس میں

مکمل ہوگی۔ مگر اس پر چار شرائط عائد کی گئی ہیں۔ آخری شرط بالخصوص قابل ذکر ہے۔ غور فرمایئے: ’’یہ کہ پاکستان میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔‘‘ اس پر آزاد خیالی کے حامل اخبار کا اعترافاً یہ تبصرہ خاصا دلچسپ ہے۔

’’چوتھی شرط جو مذہبی آزادیوں سے متعلق ہے بالواسطہ طور پر قادیانیوں، احمدیوں اور لاہوریوں سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔‘‘ (روزنامہ امن کراچی، اپریل ۱۹۸۷ء)

تجھ کو خرید لیں نہ کہیں دے کے دو جہاں
کم ہے یہ نرخ، اس کو کم از کم دو چند کر

قائداعظم بمقابل مرزا

۲۸...... ایک قادیانی جریدہ میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ لکھا گیا: ’’پہلے مسلمانوں کے لیڈر اور مسلمانوں کے نمائندہ سر میاں فضل حسین صاحب رہے اور اس وقت مسٹر جناح کے خیالات کانگریسی تھے اور وہ کانگریس کی تائید میں تھے اور مسلم لیگ کا دائرہ اس وقت اتنا وسیع نہ تھا، جتنا اب ہے۔ کچھ عرصہ کانگریس میں کام کرنے کے بعد مسٹر جناح مسلم لیگ میں آگئے اور آہستہ آہستہ اپنی قابلیت منواتے چلتے گئے۔ یہاں تک کہ تمام مسلمان لیڈران کے پیچھے لگ گئے اور وہ مسلم لیگ کے صدر بن گئے۔ کیا مسٹر جناح دنیا کے سارے مسلمانوں کے نگران ہوسکتے ہیں، اور کیا مسٹر جناح اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور خرابیوں کو دور کرسکتے ہیں، کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نمائندہ آج پھر ایمان کو اسی پہلی حالت میں قائم کرسکتا ہے جو حالت کہ قرون اولیٰ کی تھی۔ ہر انسان جو سوچ اور عقل سے جواب دے گا، وہ یہی جواب دے گا کہ مسٹر جناح ہندوستان کے سیاسی لیڈر ہیں، دنیا بھر کے مذہبی لیڈر نہیں۔ یہ کام سوائے ایسے شخص کے نہیں ہوسکتا جو مؤید من اللہ ہو اور جسے اللہ تعالیٰ خود مقرر کرے اور وہ تمام مسلمانوں کا نگران ہو۔ مسلمانوں کے ہر مرض کا علاج کرنے والا اور مسلمانوں کی ہر تکلیف کا مداوا ہو جو اسلام کے ادیان باطلہ پر غالب کرنے والا ہو۔ آج ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے۔‘‘

(بحوالہ قادیانی مذہب ایڈیشن ششم، مقدمہ مؤلفہ پروفیسر محمد الیاس برنی ص ۱۶۷،۱۶۸)

۲۹...... ’’چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر کا ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے (کانگریس اور مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو

مختلف مقامات اور ہندوستان میں موجود ہیں اور جو بفضل تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں ...... پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی، مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔‘‘ (قادیانی اشتہار ’’اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت‘‘ مطبوعہ ۱۹۰۷ء، از مرزا، غلام احمد مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۳،۵۸۴)

۳۰...... پاک فضائیہ کا سابق ایئر مارشل ظفر چوہدری، سر ظفر اللہ خاں کا حقیقی بھتیجا تھا اور میجر جنرل نذیر احمد اس کا ہم زلف۔

تاریک اجالے، روشن حوالے

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کے قتل کے محرکات ...... چند مزید حالات وواقعات ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے قائد ملت کی شہادت کی بابت مختلف شکوک وشبہات کو دستاویزات وواقعات کی روشنی میں درج کیا ہے۔ ’’جب تک دشمنی کا پتہ نہیں چل سکتا، قاتل تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ چنانچہ لیاقت علی خاں کی کابینہ میں سے ایک وزیر کی لیاقت علی خان کے ساتھ محاذ آرائی کی داستان تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ اس وقت عوام کی بھاری اکثریت کا مطالبہ تھا کہ ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس بات کا دستاویزی ثبوت سید نور احمد کی کتاب ’’مارشل لاء سے مارشل لاء تک‘‘ میں بھی موجود ہے کہ خان لیاقت علی خان نے جلسہ عام میں تقریر کرنے سے قبل سردار بہادر خان کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ اپنی کابینہ کے دو وزراء خواجہ شہاب الدین اور سر چوہدری ظفر اللہ خاں کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں ...... یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سر ظفر اللہ خان سلامتی کونسل میں تقریر کرنے کے لئے ایک مسودہ لے کر قائداعظم کے پاس آئے۔ جسے لیاقت علی خان نے قائداعظمؒ کے ایماء پر پھاڑ دیا تھا اور ایک نیا مسودہ تیار کرایا گیا ...... انہی ایام میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم نے خان لیاقت علی خان سے ملاقات کی تھی اور اس جماعت کا دل آزار لٹریچر لیاقت علی خان کے سامنے رکھا تھا۔ انہوں نے مولانا مرحوم سے بھی یہ وعدہ کیا کہ میں چوہدری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کر رہا ہوں ...... اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا خفیہ ہاتھ تھا کہ جس نے موقع پر ہی لیاقت علی خان کے قاتل کو مار ڈالا اور یہ مشہور کر دیا تھا کہ مشتعل ہجوم نے قاتل کو مار ڈالا ہے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ نجف خان کا خاندان اس قبیل کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا۔ ان حالات کے اندر اس قتل سے قبل راولپنڈی سازش کیس مشہور ہو چکا تھا۔ جس کے اندر فیض احمد فیض، میجر جنرل اکبر خان، بریگیڈیئر نذیر، ایئر کموڈور جنجوعہ اور کیپٹن پوشنی جیسے لوگ مبینہ

طور پر شامل تھے۔ جن پر خان لیاقت علی خان کے قتل کی سازش کا الزام تھا...... ہمیں سب سے پہلے یہ بات دیکھنی ہوگی کہ ۱۹۵۱ء میں یہ قبیلہ (قادیانی طائفہ) اقتدار کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔ ۱۹۵۱ء میں اس قبیلہ کے سربراہ نے ایک اخبار ''الفضل'' میں اپنے ایک خواب کا ذکر یوں شائع کرایا تھا کہ میں پاکستان کی کرسی پر خون کے چھینٹے دیکھ رہا ہوں۔ (کتنا لرزہ خیز سچ ہے)...... ۱۹۵۲ء میں اس منظّم اور طاقت ور قبیلہ کے سربراہ نے کہا کہ وہ وقت قریب آنے والا ہے جب ملا مفتی محمد شفیع، ملا بخاری، ملا بدایونی، ملا احتشام الحق اور پانچویں سوار مودودی بھی میرے سامنے مجرموں کی طرح پیش ہوں گے۔ (غور کریں خلیفہ ربوہ کا یہ کہنا کس حیثیت سے تھا)...... ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک جو مجرمانہ سازشی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں ان میں سے ایک یہ بھی خوفناک سازش تھی جس میں میجر شیر بہادر (جو پاکستان کے پہلے مسلم کمانڈر انچیف بننے والے تھے) اور میجر جنرل افتخار کو فضائی سفر کے دوران ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہلاک کرا دیا گیا تا کہ میجر جنرل شیر بہادر پاکستانی افواج کے کمانڈر انچیف نہ منتخب ہوسکیں۔ ان کی ہلاکت کے بعد فوج میں بعض جرنیلوں کو سینئر ہونے کا موقع ملا۔ یہ پے در پے واقعات اسی قبیلہ کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔'' (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۸۳ء)

تھے آپ کے ستم ہی جو دور سکوت میں
ان پتھروں کو قوت گویائی دے گئے

لیاقت علی خان کے مبینہ قاتل کی سرگزشت

مرد کوہکن نے ''قلم قتلے'' کے باب میں ارباب حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پاکستان کو چڑیا گھر نہ بنائیں...... آگے چل کر وہ بیان کرتے ہیں: ''پاکستان کے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی جس منظّم سازش کے نتیجہ میں قتل ہوئے اس کا باضابطہ انکشاف تو آج تک نہیں ہوسکا۔ یہ ملک اور قوم کے لئے یقیناً بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود عوام پر یہ امر مخفی نہیں کہ اس گھناؤنی سازش میں اندرونی و بیرونی دونوں ہاتھ تھے۔ اگرچہ اس کیس کی تفتیش کرنے والے سپیشل سٹاف کے انسپکٹر جنرل نوابزادہ اعتزازالدین کو جہلم کے قریب ہوائی جہاز کے نام نہاد اتفاقی حادثے سے مروا دیا گیا اور سید اکبر جس نے گولی چلائی اسے بھی نہایت ہوشیاری کے ساتھ عین موقعہ واردات پر قتل کروا دیا گیا۔ تاہم اس ضمن میں برطانیہ اور اندرون ملک سرظفراللہ خاں اور ملک غلام محمد وغیرہ کا نام لیا جاتا رہا اور اس دور کے حالات وواقعات اس کی توثیق کرتے ہیں۔ حال ہی میں بھارت کے بزرگ صحافی جمنا داس اختر نے اپنی یادداشتوں

(مطبوعہ ’’نوائے وقت، جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۸۳ء‘‘) میں سید اکبر کے ساتھ پشاور میں اپنی جون ۱۹۴۷ء کی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھ کر کہ سید اکبر نے مجھے کہا کہ گورنر سے ملنا چاہتے ہو؟ اخبار جاری کرنا چاہتے ہو میں سب کچھ کرا سکتا ہوں، اور یہ کہ سید اکبر انگریز کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا۔ اسے اور اس کے بھائی کو باقاعدہ طور پر سرکاری خزانے سے الاؤنس ملتا تھا۔ اس بیرونی واندرونی ہاتھ کو مزید بے نقاب کر دیا ہے۔ جو نوابزادہ لیاقت علی خان کے سفاکانہ قتل میں ملوث تھے۔‘‘ (ہفت روزہ چٹان لاہور ص د، ش ۲۱، نومبر ۱۹۸۳ء)

پردہ اٹھتا ہے

یہ حقیقت ہے کہ قائداعظمؒ کی رحلت کے بعد مرزائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ ان کا ہر عمل قانون شکنی پر منتج ہوتا۔ گزشتہ اوراق میں منقول ان کے مذموم بیانات، نازک حالات اور خطرناک عزائم نے محبّ وطن عناصر کو شبہات میں مبتلا کر دیا۔

’’یہ صورتحال جیسا عرض کر چکا ہوں، محبّ وطن طبقے کے لئے ازحد پریشان کن تھی۔ اس سلسلے میں ملک بھر میں مذہبی کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور علماء حق نے امت مسلمہ کو قادیانیوں کے مکروہ ارادوں سے خبردار کیا۔ اس کے ساتھ ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز عالم دین، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے مسلم لیگ کے برسراقتدار اکابرین اور دیگر زعمائے ملت سے ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا اور انہوں نے وزراء، سیاسی لیڈروں اور عدالت عالیہ کے بعض ججوں سے ملاقاتیں کر کے ان کو مرزائیت کی مذہبی اور سیاسی حیثیت اور اس کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا۔ ان میں سے بیشتر زعماء ملت کے علاوہ خواجہ ناظم الدین مرحوم، چوہدری محمد علی مرحوم، سردار عبدالرب نشتر، سردار بہادر خان، شیخ دین محمد گورنر سندھ، ملک امیر محمد خان، چیف جسٹس محمد منیر، سکندر مرزا، سید ہاشم گزور وغیرہم شامل تھے۔ لیکن قاضی صاحب کی سب سے اہم ملاقات خان لیاقت علی خاں وزیراعظم پاکستان کے ساتھ تھی...... آپ نے انہیں قادیانی پس منظر، مذموم مذہبی اور سیاسی عزائم کی ایک بھرپور جھلک بیشتر حوالوں سے ان کے سامنے رکھی...... لیاقت علی خان ان تمام حوالوں کو خود انڈر لائن کرتے گئے اور وہ کتابیں اپنے میز پر رکھ دیں...... یہ ملاقات ۴۵ منٹ جاری رہی اور رخصت ہوتے وقت یہ الفاظ کہے: ’’مولانا، آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔‘‘ ایک ملاقات میں چوہدری محمد علی سابق وزیراعظم جن سے قاضی صاحب کے تعلقات انتہائی عزیزانہ ہو گئے تھے، نے کراچی میں قاضی صاحب سے کہا کہ جب سے لیاقت علی خان نے

آپ سے ملاقات کی ہے، اب کیبنٹ میٹنگ میں ظفر اللہ خاں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ ایک میٹنگ میں ظفر اللہ خاں کو ان الفاظ سے لیاقت علی خان نے مخاطب کیا۔ ”میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خاص جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں۔“...... قاضی صاحب نے ان کی شہادت کے بعد انکشاف کیا کہ لیاقت علی کا پروگرام تھا (بمطابق وعدہ) کہ قادیانیوں کو ایک سیاسی جماعت کی حیثیت دے کر خلاف قانون قرار دیا جائے۔ لیکن زندگی نے مہلت نہ دی۔“ (اثر خامہ، ابن فیض، مندرجہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی قسط اوّل مورخہ ۲۲ تا ۲۸ رمئی ۱۹۸۷ء، رسالہ مذکورہ آخری قسط ۱۲ تا ۱۸ رجون ۱۹۸۶ء)

گلستان تمنا کا مقدر دیکھتے جاؤ
بہاریں چند لمحوں کے لئے عہد خزاں برسوں

گزشتہ سے پیوستہ

”یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیانیوں نے آزادی ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غداری کی، مسجد کانپور کی شہادت، تحریک خلافت، جلیانوالہ باغ کا خونیں حادثہ، سائمن کمیشن کی آمد ہند، گول میز کانفرنس، غرضیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں، پہلی گول میز کانفرنس میں سر فضل حسین ممبر وائسرائے کونسل نے سر ظفر اللہ خاں کو محض اس لئے لندن بھجوایا کہ وہ کانگرسی زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دوبدو جواب دے سکے۔ یو. پی کے گورنر سے سر میلکم ہیل کو ۱۰ رمئی ۱۹۳۰ء کو ایک خط میں سر فضل حسین نے لکھا۔“

”میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا نڈر آدمی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کو دوبدو جواب دے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے، حیثیت بہت بلند ہو۔ مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجا آوری میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے۔ شفیع کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی رقابت پر محمول کیا جائے۔“ (اقبال کے آخری دو سال از قلم ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی ص ۲۵۹)

”تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر جب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ ”اب یا کبھی نہیں“ پر بحث ہو رہی تھی تو مسٹر ظفر اللہ خان نے لفظ پاکستان اور اس سکیم کو طلباء کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔“ (جی الانہ قائد اعظم ص ۳۰۷)

’’قرارداد پاکستان (۱۹۴۰ء) کے بعد قادیانیوں نے تحریک آزادی کے خلاف جدوجہد تیز کر دی۔ سرظفراللہ نے مختلف مواقع پر تحریک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے علاوہ ۱۹۴۴ء میں ایک پمفلٹ تالیف کیا۔ اس وقت آپ فیڈرل کورڈ آف انڈیا کے جج تھے۔ یہ پمفلٹ مرزامحمود احمد کے خیالات اوران کی شخصیت کے بارے میں تھا۔ اس کا نام’’دی ہیڈ آف احمد یہ موومنٹ‘‘ تھا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ مرزامحمود احمد اکھنڈ بھارت کے مؤید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔‘‘(لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی تھی) (سرظفراللہ دی ہیڈآف احمد یہ موومنٹ لندن ص۲۶)

رستا ہوا زخم

پنجاب سی آئی ڈی کے (ریٹائرڈ) سب انسپکٹر دبیر حسین رضوی لکھتے ہیں:’’۸؍جولائی ۱۹۴۷ءکو سی آئی ڈی کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسٹرجینکنس نے آپ کو ایک اہم لفافہ وائسریگل لاج پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ (رضوی صاحب) پنجاب سیکرٹریٹ سے باہر آئے تو ان کی ملاقات مس ممتاز شاہنواز سے ہوئی۔ انہوں نے یہ لفافہ دیکھ لیا۔ جس پر سرچارج ایبل پرائیویٹ سیکرٹری کا پتہ درج تھا۔ قومی جذبہ سے مغلوب ہوکر آپ نے یہ لفافہ کھولا جس کے اندر ایک اور لفافہ تھا۔ جس پر مسٹرلڈل چیف آف برٹش سیکرٹ سروس لندن کا پتہ درج تھا۔ اس لفافے کو کھول کر اس کی نقل قائداعظم کو پہنچائی گئی۔ ۴؍ستمبر ۱۹۴۷ءکو پاکستان بننے کے بعد’’پاکستان ٹائمنر‘‘ نے یہ خط چھاپ دیا۔ اس اخبار نے اسے دوبارہ ۲۵؍دسمبر۱۹۷۶ءکو شائع کیا۔ خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے۔‘‘

(خفیہ اور ذاتی) پنجاب کلب لاہور

۸؍جولائی ۱۹۴۷ء میرے پیارے لڈل

آپ کا خط نمبر۵۔ ایف ۲۰۵/انڈیا/۵/ڈی او جی/محررہ ۱۸؍جون ۱۹۴۷ء موصول ہوا۔ پاکستان کے بارے میں سب کچھ طے پاچکا ہے۔ تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں۔ پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور یہ بھی علم نہیں اس میں حکومت کی ہیئت کیا ہوگی؟ یہ تو بدیہی امر ہے کہ مسٹرجناح ایک آمر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ایسا موزوں وقت نہیں آیا جب ان افراد کی نشاندہی کی جاسکے۔ یا ان سے روابط استوار کئے جاسکیں۔ کیونکہ کچھ پتہ نہیں کون لوگ سامنے آنے والے ہیں۔

میرے خیال میں رابطہ افسر لائن پر عمل کرنا درست رہے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے۔ لیکن احمد کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے دوران اسی انتظام کے بارے میں اتفاق رائے پایا گیا تھا۔ امید ہے ''احمد'' کو پاکستان میں بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ چنانچہ وہ گزشتہ تصورات ونظریات سے پسپائی کو پسند کرے گا۔

آپ کا مخلص، ڈبلیو این پی جینکسن

(پاکستان ٹائمز لاہور قائداعظم نمبر، مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۶ء، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور ص۳۰، اپریل ۱۹۷۶ء)

بزم مقتل جو سجے کل تو یہ امکان بھی ہے
ہم سے بسمل تو رہیں آپ سا قاتل نہ رہے

طلوع حشر

۱۷ر مارچ ۱۹۴۸ء کو مرزابشیرالدین محمود نے ایک پریس کانفرنس کراچی میں کہا: ''حضرت امام جماعت احمدیہ نے پناہ گزینوں کو آبائی گھروں میں بسانے کے مطالبے کے بعد فرمایا۔ اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب میں جانوں کی حفاظت اور سلامتی کا یقین دلانے دیا گیا تو ہم قادیان میں جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے واپس جائیں گے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۴۸ء)

اس کے ساتھ مرزامحمود نے قادیان میں مقیم اپنے آدمیوں کے متعلق کہا: ''ہم وہاں بیٹھے ہیں اور آٹھویں دسویں دن انڈین یونین کو لکھ دیتے ہیں کہ ہم انڈین یونین کے وفادار باشندوں کی حیثیت سے قادیان میں واپس آنا چاہتے ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ص۹ کالم۴، مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۴۸ء)

تعزیت نامہ

ایک معروف ہندو نیتا کے انتقال پر مرزامحمود قادیانی مذکور نے پنڈت نہرو کو ایک اندوہناک اور حسرت انگیز مکتوب ارسال کیا جس میں تعزیتی الفاظ کے بعد حلفاً لکھا: ''ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے ہمیں زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیرخواہ ہیں۔''

(اخبار الفضل ربوہ خاص نمبر)

سرظفر اللہ خان نے ایک انٹرویو میں قادیانی جماعت اور اسرائیل کے روابط کو باقاعدہ تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ توضیح کردی: ''کہ جماعت احمدیہ کا اسرائیل میں اسرائیل کے قیام سے

پہلے کا دفتر موجود ہے۔‘‘ (سرظفر اللہ کا انٹرویو مطبوعہ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۷؍دسمبر ۱۹۸۳ء)

ایک وحشت اثر انکشاف

راقم الحروف کو ایڈیٹر ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ فیصل آباد نے اپنے والد محترم حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کے حوالہ سے بتایا کہ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران علماء کے ایک وفد نے چالاک اور معاملہ فہم وزیر اعظم مسٹر بھٹو صاحب سے ملاقات کی۔ یہ میٹنگ بڑی دلچسپ اور حوصلہ افزاء تھی اور اس میں انہیں قادیانیوں کی سیاسی سازشوں سے آگاہ کیا گیا۔ جب علماء کرام واپس ہورہے تھے تو مسٹر بھٹو (اللہ تعالیٰ انہیں اس احسان عظیم کا صلہ دے) نے قائد وفد کو پیچھے سے آواز دے کر بلایا اور کہا: ’’مولوی صاحب میں اس مقدس مقصد اور عظیم مطالبے کو دل و جان سے تسلیم کر چکا ہوں اور انشاء اللہ میری حکومت برسوں پرانے فتنے کا آئینی سدباب کر دے گی۔ مگر میں یہ حقیقت بھی جانتا ہوں کہ آپ لوگ ایک طرح سے میری گردن میں امریکہ کی پھانسی کا پھندہ ڈلوا رہے ہیں۔‘‘ (راقم کی ایڈیٹر ہفت روزہ لولاک فیصل آباد سے خصوصی ملاقات، مورخہ ۱۸؍جون ۱۹۸۷ء)

مندرجہ بالا خاکوں اور مجمل پس منظر سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود کی قبر کے سرہانے کندہ عبارت ان کے سازشی ذہن کا پورا خلاصہ ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ اسے اپنی میت پر عبرت کدہ تعمیر کروانا پاکستان کی پاک سرزمین میں برداشت نہ تھا۔ ایسے ناقابل تردید تاریخی حوالوں کی رو سے میرا نظریہ ہے کہ امت مرزائیہ، وطن عزیز کے لئے کسی طور بھی ایک زہریلے سانپ سے کم نہیں۔

ان حالات وواقعات اور خیالات وتاثرات کی بناء پر میں نے متعدد دردمند شہریوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ بھارت میں مسلمان خطرے میں ہے۔ لیکن پاکستان میں ایمان، وہاں غیر کے پنجہ ظالم میں اہل اسلام کی زندگی اجیرن، جب کہ یہاں اپنوں کے انداز جفا سے خود اسلام کی روح زخمی ہوچکی ہے۔ ادھر ہندو کے بخشے ہوئے عظیم سانحوں سے مسلمان جان بلب ہیں اور ادھر ان کا دین ایک اجنبی مسافر کی طرح بھٹکتا پھر رہا ہے...... میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا روح کے کاری زخم الفاظ کے مرہم سے کبھی مندمل ہوسکتے ہیں؟

اب تو خوابوں کے مناظر سے پلٹ آتی ہے روح
ایک دن یہ بھول جائے گی بدن کا راستہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

الاحسان والکرم بیان قادیانی دھرم

المسمّٰی بہ

کڑک آسمانی بردجال قادیانی

مولانا محمد اللہ داد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بغرض افادۂ اہل اسلام وحفاظت دائرہ ایمان مختصر طور پر فرقہ مرزائیہ کے مذہب کی حقیقت کھولنے کی خاطر یہ رسالہ تالیف کیا گیا۔ ’’وبااللہ التوفیق‘‘

مرزائیوں کی کلمہ گوئی

مرزائی کہتے ہیں کہ ہم کلمہ گو ہیں مگر مسلمانوں کو ان کے دھوکے میں نہ آنا چاہئے۔ کیونکہ وہ اس کلمے پاک کو کسی اور رنگ میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک ’’لا الہ الا اللہ‘‘ سے بھی مرزا قادیانی مراد ہیں۔ اس لئے کہ خدا کا روح اور رسول کا روح بلکہ سب انبیاء اور اکابر بزرگان کے ارواح مرزا قادیانی میں آگئے ہیں نہ کوئی دوسرا خدا رہا اور نہ رسول۔ پس جو بے عقل مرزا قادیانی کے دین کو صادق جان کر یہ کلمہ پڑھے گا گویا کلمہ گو کافر سمجھا جائے گا۔ بغرض تصدیق مرزا قادیانی کی کتب کے نقل پیش ہوں گے۔ میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کے واسطے تیار نہیں۔ مرزائی جماعت کو یہ کہہ کر خاموش ہوتا ہوں کہ اے جونیدگان نان بے ایمان ومریدان زنان کہ عطائے تو بلقائے تو۔ اے بزرگان دین وبرادران ملت وعزیزان نوجوان دیکھو، یاد رکھو کہ ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ایمان مجمل اور ایک ایمان مفصل۔ ایمان مجمل محض کلمہ ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کہنے سے حاصل ہوتا ہے اور مفصل تاوقتیکہ ’’آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت‘‘ پر عمل نہ کرے، ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو مع جماعت کے ایمان مفصل حاصل ہے یا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ سب سے پہلے شرط اللہ پر ایمان لانا ہے۔

عقیدہ کفریہ

مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’میں نے اپنی ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔‘‘ اگر کوئی مرزائی بجائے یقین کے شک میں پڑ کر تاویلیں بنانے شروع کر دے تو اس کو چاہئے کہ ایسے دین سے تائب ہو جائے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴، کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

’’میں نے آسمان وزمین کو بنایا اور مٹی کے خلاصہ سے آدم پیدا کیا۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

’’تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے، خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۷۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱)

اور مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’اللہ میری تعریف کرتا ہے اور میرے اوپر درود پڑھتا ہے۔ درود عرش سے لے کر فرش تک اور خداوند تعالیٰ میرے اوپر نازل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ میرے حق میں فرماتا ہے۔ ’’نحمدک ونصلی صلوۃ العرش الی الفرش نزلت لک‘‘ اور یہ بھی میرے حق میں ہے۔ ’’انا فتحنا لک فتحاً مبینا لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

۱...... ’’خداوہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔‘‘ (البشریٰ ج۲ ص۲۴)

۲...... ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ اگر میں تجھے (مرزا قادیانی) پیدا نہ کرتا...... تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

اس کے بعد خدا کا فرمان سنو۔ اپنے تئیں آپ کو بتلاتا ہے کہ میں کون ہوں۔ ’’قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد‘‘ اب مرزا قادیانی کا خدا فرماتا ہے۔ سنو اور غور سے سنو۔

۳...... ’’انت منی بمنزلۃ ولدی انت منی بمنزلۃ اولادی. انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی. انت منی وانا منک اسمع ولدی انت من مائنا وھم من فشل‘‘ (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷، حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹، اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳، البشریٰ ج۲ ص۶۵)

ان سے خدا کا باپ ہونا اور مرزا قادیانی کا بیٹا ہونا صاف طور پر ثابت ہے۔

’’کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف یا قمری یا شمسی انت منی وانا منک‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

’’انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی انت منی بمنزلہ عرشی انت منی بمنزلہ ولدی انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق‘‘ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید تو مجھ سے۔ عرش کے ہے تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ (حقیقت الوحی ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

خدا کہتا ہے میں مرزا کے ساتھ ہوں۔ ’’انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب اقوم وافطروا صوم‘‘ میں مرزا قادیانی کے ساتھ ہوں۔ جواب دیتا ہوں خطا کرتا ہوں اور پہنچتا ہوں اور قیام کرتا ہوں افطار کرتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۳،۱۰۴، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

’’نعوذ باللہ‘‘ یہ خدا کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا قادیانی کا خدا کوئی اور ہے۔ سمجھو غور سے اور فکر سے۔

۴...... آگے چل کر یہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ کو فرمایا ہے: ’’انما امرک اذا اردت ان یقول لہ کن فیکون‘‘ نہیں امر تیرا اے مرزا قادیانی مگر جس وقت ارادہ کرتا ہے تو کسی شئے کی پیدا کرنے کا تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جاؤ پس وہ ہو جاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

۵...... ’’انی معک ومع اهلک ارید ما تریدون‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۶، خزائن ج۲۲ ص۱۰۹)

میں اللہ، تیرے اے مرزا اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں اور میرا ارادہ وہی ہے جو تمہارا ارادہ ہے۔ جو تم ارادہ کرتے ہو میں بھی وہی ارادہ کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اس واسطے آج کل مرزائی غریب یہ آرزو کرتے ہیں کہ احراری قادیان سے نکل جاویں اور خدا کو یہ منظور نہیں وہ روز بروز زیادہ ہوتے چلے جائیں۔

۶...... ’’قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۷...... خدا کا مرزا قادیانی سے بدفعلی کرنا (نعوذ باللہ) قاضی یار محمد بی.او.ایل پلیڈر جو کہ مرزا قادیانی کے خاص مرید ہیں اور بعد میں قادیان چلے گئے تھے۔ اصل وطن نور پور ضلع کانگڑہ ہے۔ آپ اپنے ٹریکٹ نمبر۳۴ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں کہ: ’’آپ (مرزا قادیانی) پر اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ (معاذ اللہ یعنی بدفعلی کی) سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔‘‘ (اسلامی قربانی ص۱۲)

قاضی صاحب کے بیان کی تائید خود مرزا قادیانی کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ اختصاراً صرف دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔

مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔ افسوس قاضی صاحب نے راز نہانی تو بیان کر دیا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۳، خزائن ج۲۱ ص۸۱)

شانک عجیب اے مرزا تیری حسن کی شان عجیب ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۱، خزائن ج۲۱ ص۷۸)

انت من مائنا اے مرزا تو میرے پانی سے ہے۔ یعنی تجھے میرا مخصوص پانی سیراب کرتا ہے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

''یحمدک اللہ من عرشه ویمشی الیک عرش'' سے خدا تیرے........... کرتا ہوا تیری طرف آرہا ہے۔ ''اکان للناس عجبا'' اس تعلق کو لوگ عجب سمجھتے ہیں۔ ''قل ھو اللہ عجیب'' لوگوں کو کہہ دے کہ میرا خدا ہی عجیب ہے۔ ''کمثلک در لا یضاع'' تیرے جیسے موتی نہیں ضائع کئے جاتے۔ ''انت مرادی'' میری تیرے ہی سوا مراد نہیں۔ ''سرک سری'' تیرا میرا بھید ایک ہے۔

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵، حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲)

شرافت اجازت نہیں دیتی ورنہ ہزاروں اس قسم کی عبارتیں ہیں جو قاضی صاحب کی تائید کرتی ہیں۔ (مرزا قادیانی کا خدا) مضمون بالا سے ناظرین کو ایک گونہ تشویش ہوگی کہ خدا بھی ایسے کام کرتا ہے۔ اس تشویش کو دور کرنے کے لئے یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا کون تھا۔ بلاشبہ رب العالمین کی نسبت ایک لمحہ کے لئے ایسا تصور کرنا انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔

''انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب'' خطا بھی کرتا ہے اور خطا سے بچ بھی جاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶، البشریٰ ج۲ ص۷۹)

''اصلی واصوم، واسھر، وانام'' نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۹)

ان دو عبارتوں سے مندرجہ ذیل اوصاف مستنبط ہوتے ہیں۔ خطا کرنا، کبھی بچ جانا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، جاگنا، سونا جو سراسر انسان کے خواص ہیں اور انسان رات دن ایسے کام کرتے ہیں۔ شاید مرزا قادیانی کے ساتھ کسی مرد شجاع نے...... کی ہوگی اور فرط لذت کی وجہ سے مرزا قادیانی اس کو خدا بنا بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دانا کو اشارہ ہی کافی ہے۔

خوب سمجھو اے مسلمانو! ''مرزا قادیانی کو حیض کا آنا۔''

''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا سو وہ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہوگیا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲، تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

(جواب) طمث کا لفظ حیض ہونے کی تصدیق کر رہا ہے جو بعد میں بچہ ہو گیا۔ سوال وجواب کی بے ربطی کو دیکھو۔ سبحان اللہ واہ نبی صاحب! (در پردے میں نشو ونما پانا)

دو برس تک میں نے صفت مریمیت میں پرورش پائی اور پردے میں نشو ونما پاتا رہا۔

(مرزا کا حاملہ ہونا) (کشتی نوح ص۴۶، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

پھر وہ مریم یعنی مرزا قادیانی عیسیٰ سے حاملہ ہو گئی۔

(حقیقت الوحی حاشیہ ص۳۳۷، خزائن ج۲۲ ص۳۵۰)

مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

آں خدائے قادر رب العباد — در براہین نام من مریم نہاد

بعدہ فرماتے ہیں ۔

مدت بودم برنگ مریمی — ہم چو بکرے یافتم نشود نما

بعدہ فرماتے ہیں ۔

بعد ازاں قادر رب المجید — روح عیسیٰ اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں — زاد زاں مریم مسیح ابن زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من — زانکہ مریم بود اول گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسی شدم — شدز جائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفتست رب العالمین — گر یمندانی براہین را بہ بیں

(حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

''مرزا قادیانی کا دردزہ سے تکلیف پانا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۱)

پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنے کھجور کی طرف لی گئی۔ (اور کفریہ مرزا توہین رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وآئمہ تمام وخصوصاً امام حسینؓ۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً''

اور ''وما ارسلنک الا رحمة للعلمین''

(حقیقت الوحی ص۸۲،۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۵،۸۱)

اور ''انا اعطینک الکوثر'' یہ سب کی سب آیتیں میرے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ شان میرا ہے اور میں ان کا مصداق ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۲۵۹، خزائن ج۲۲ ص۲۷۱)

مرزا قادیانی کی شان میں ہے کہ: ’’آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔‘‘ ’’یریدون ان یطفوأ نور اللّٰہ‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم زکسے
کہ نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ است لعین

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷،۴۷۸)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

’’مجھے خدا کی قسم ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ جو کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ پر ظاہر ہورہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘

(کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’یسوع مسیح کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ آپ کی دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

’’میں کہتا ہوں کہ اللہ نے میرا نام مریم رکھا ہے اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی بعد مرتبہ مریم کی مرتبہ عیسوی ہوگیا۔ اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوا۔ لہٰذا عیسیٰ ابن مریم پیدا ہوں۔

آگے فرماتا ہے۔ مجھے سب انبیاء کا مظہر ٹھہرایا گیا ہے۔ تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر واتم ہوں۔ یعنی محمد ہوں اور احمد ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۷۲،۷۳ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۷۵،۷۶)

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

آنچہ دادہ ہست ہر نبی راجام داد انجام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تک میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۳، خزائن ج۲۱ص۱۴۴)

مرزا قادیانی کا قول ہے کہ مجھ سے پہلے سب کام نامکمل تھے۔ میں نے ان کو تکمیل کو پہنچایا ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم میں یہ شعر ہے:

جو اوپر آچکا ہے: ’’اور میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ علی بن ابی طالب بن گیا ہوں اور لوگ میری خلافت میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے میری طرف دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ میں رسول کی اولاد سے ہوگیا ہوں۔ حضور نے مجھ کو فرمایا اے علی ان کو چھوڑ دے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۳، خزائن ج۵ص ایضاً)

کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد میں بیداری میں پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت آگئے۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؓ اور حضرت حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ۔ حضرت فاطمہؓ نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنے ران پر رکھ لیا۔ پھر ایک تفسیر قرآن مجھ کو دی گئی۔‘‘

(حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ براہین احمدیہ ص۵۰۳، خزائن ج۱ص۵۹۹)

اور مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’اللہ تعالیٰ نے اپنے تفضلات وعنایات سے جو خوشخبری بھی دی ہے کہ روز اوّل سے یہ قرار یافتہ ہے کہ یہ آیت شریف کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔’’واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون‘‘

(براہین احمدیہ نمبر۴ ص۵۰۶ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ص۵۹۷)

اے مسلمانو! ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس آیت شریف سے مرتبہ اور شان نبی کریم ﷺ کی بیان ہے اور جناب سرور عالم ﷺ مصداق ہیں۔ مرزا بے شرم، تاج مبارک سرکار دو عالم ﷺ

کی اتارنا چاہتا ہے اور اتار کر اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے۔ ایسے لغویات اور بہت سے ہیں اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’جو لفظ آدم قرآن میں موجود ہے اس سے آدم ابوالبشر مراد نہیں ہے۔ بلکہ روحانی آدم مراد ہے اور اس کا مرتبہ بیان ہے۔ یعنی یہ عاجز مراد ہے۔ آیت شریف ’’قال انی جاعل فی الارض خلیفه‘‘ اور ’’دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ‘‘ میرے حق میں ہے اور ’’یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة. یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة. یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة‘‘ اور کہتا ہے یہ میرے حق میں موجود اور نازل ہوئی۔ (حاشیہ درحاشیہ نمبر۳ ص۴۹۶، خزائن ج۱ ص۵۹۰)

سوال...... مرزا قادیانی کو اگر مسیح موعود اور حضرت امام مہدی مانا جائے تو اس میں کیا کوئی ہرج ہے؟

جواب...... مرزا قادیانی کو امام مہدی وعیسیٰ علیہ السلام ماننا بھی منع ہے بلکہ شارع علیہ السلام نے اس کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر، دائرہ اسلام سے خارج شمار کیا ہے۔ پھر اس کی بیعت کہاں اور امام مہدی وعیسیٰ علیہم السلام ماننا کس طرح پر جائز ہوسکتا ہے اور علاوہ اس کے ان کے علامات مرزا غلام محمد پٹواری میں ہرگز نہیں پائے جاتے اور وہ یہ ہیں۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تھے اور بے پدر تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی والدہ چراغ بی بی اور باپ غلام مرتضیٰ تھا اور ان کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس اور مرزا کا نام غلام احمد پٹواری قادیانی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں منارہ شرقی پر اتریں گے اور مرزا قادیانی نے دمشق کو دیکھا ہی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کے اثر سے کافر مر جائیں گے۔ مرزا قادیانی کا نام لے کر لڑائی پر کھڑے ہو جاتے تھے اور اب بھی ہو جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اپنی قوم کو کوہ طور پر لے جائیں گے اور مرزا قادیانی نے وہ مکان دیکھا بھی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق میں اتر کر عصر کی نماز لوگوں کے ساتھ اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں گے اور دجال کو طلب کریں گے اور ان کے لئے زمین سمیٹ جاوے گی۔ مرزا قادیانی کو یہ باتیں کہاں نصیب ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے محاصرہ سے بیعت المقدس کو آزاد کریں گے اور مرزا قادیانی میں یہ صفت کہاں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ میں آپ ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قبر ہوگی اور حج بھی کریں گے۔ مرزا قادیانی کو یہ مرتبہ کہاں ملا۔ مرزا قادیانی تو لاہور میں ناگہانی موت سے فوت ہوئے اور قادیان میں مدفون ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لد پر قتل کر کے نیزوں پر چڑھا کر لوگوں کو دکھائیں گے۔ لیکن مرزا قادیانی قلم کا گھوڑا اچلاتے رہے اور اوپر کے عبارات میں ملاحظہ

فرماویں۔ کیا کیا ناشائستہ الفاظ کہتا رہا ہر ایک کے متعلق، نہ خدا چھوڑا، نہ کوئی انبیاء علیہم السلام، نہ کوئی اولیاء اور نہ کوئی مومن۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یاجوج وماجوج ہوں گے اور اسلام وعدل سے زمین پر ہوجائے گی اور مال بہت ہوگا۔ کوئی بشر صدقہ کسی سے قبول نہ کرے گا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں زنا چوری وخونریزی اور فرقہ بندی وبے انصافی وقطع رحمی کا نہایت درجہ کا زور شور تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مسلمین سب غیر احمدیہ کو کافرودجال کہہ کر یہ فتویٰ شائع کردیا کہ ان کے پیچھے نماز احمدی کی ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی مسلمانوں رشتہ داری کرنا درست ہے۔ دیکھو فتویٰ احمدیہ۔ یہ سب جو تحریر کیا گیا ہے بمعہ دلائل کتب احادیث میں موجود ہیں۔ برادران اسلام کفریہ مرزا قادیانی مضمون بالا سے ملاحظہ فرماویں اور اپنا ایمان قائم رکھیں۔

شان امام مہدی علیہ السلام

آپ کا اسم شریف محمد بن عبداللہ فاطمی، نسب ذات ہاشمی علوی اہل عرب مکی۔ مرزا کرشن قادیانی کا نام غلام احمد پٹواری ذات مغل پنجابی قادیانی حضرت امام مہدی مکہ میں ظہور فرمائیں گے۔ رکن میں بیعت لیں گے اور مرزے کے پاس یہ کہاں ہیں نہ اس کو علم حاصل نہ حضوری اور نہ ہی اس نے مکہ کو دیکھا اور نہ ہی اس نے رکن کو دیکھا۔ جو حاجیان کو ان کی زیارت نصیب ہوا کرتی ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام لوگ ان کو بیعت لینے کے لئے مجبور کریں گے اور وہ انکار فرمائیں گے۔ مرزا قادیانی کے افعال واقوال اس کے برعکس ہیں۔ حضرت امام مہدی کی لڑائی سفیانی قبیلہ ساتھ ہوگی اور ان کے زمانہ میں پانی پر سیاہ جھنڈے اتریں گے اور ان کے زمانہ میں عدل وانصاف نہایت درجہ کا ہوگا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں یہ ہرگز پائے نہیں جاتے۔ پس ناظرین جب کہ مرزا پٹواری میں یہ نشانات مفقود ہیں تو پھر کس لئے امام مہدی وعیسیٰ علیہ مسیح علیہما السلام مانا جاسکتا ہے اور بہت سی احادیث مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف ونسائی شریف ومشارق الانوار وغیرہ کتب حدیث میں مسطور ہیں۔ ملاحظہ کریں جماعت مرزائیہ کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ ایسے مذہب اور ایسے نبی سے توبہ کر کے رجوع باالاسلام ومشرف بالایمان ہو جاویں اور نار جہنم میں سے نجات حاصل کریں اور شفاعت سرکار دوعالم خاتم النّبیین ﷺ کے مستحق ہوجاویں اور شفاعت سے محروم نہ رہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے بہرہ نہ ہوں۔

واخر دعوانا والحمد للہ رب العالمین. بر رسولان بلاغت باشد وبس

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی
بجواب اشتہار مصالحت پولس ثانی

الملقب بہ

کشف الغشاء عن ابصار الاعمٰی

مولانا قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

بعد لکھنے اس رسالہ کے کتاب ''عصاء موسیٰ'' تالیف منشی الٰہی بخش صوفی (یہ کتاب بھی محاسبہ قادیانیت جلد اوّل میں شائع ہوگئی ہے۔ مرتب) کی اوّل سے آخر تک دیکھی۔ سبحان اللہ! ایسی جامع کتاب مرزا کذاب کے جواب میں مشتمل اور پر اکثر حالات مرزا قادیانی کے۔ ابتداء سے اب تک، اور جواب باصواب ہر باب میں نرمی کے ساتھ مع دیگر فوائد عجیبہ کے بڑی متانت کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئی۔ مؤلف اس کا صوفی وملہم بھی ہے اپنے الہامات اور دیگر ملہمین کے الہامات بھی مرزا قادیانی کے بارے میں اس میں درج کئے اور مفصل حالات جلسہ اسلامیہ لاہور منعقدہ جامع مسجد شاہی کا اور کتاب شمس الہدایہ مؤلفہ جناب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا اور مرزا قادیانی کے کل عذرات کا جواب جو بذریعہ اشتہارات کے اپنے فرار وقعود مع الخوالف کے بارہ میں کئے۔ بڑی خوش اسلوبی سے درج ہیں۔ وہ کتاب غنیمت بارہ ہے ضرور اس کو دیکھنا چاہئے۔ ''وما علینا الا البلاغ'' خاکسار عبدالاحد عفی عنہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے دعوے سے توبہ اور علمائے اسلام سے صلح طلبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''ودّ ولو تدھن فید ھنون. ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار'' ﴿دوست رکھتے ہیں کفار اگر نرمی کرے تو پس نرمی کریں وہ بھی اور نہ میل کرو ظالموں کی طرف پس پہنچے گی تم کو آگ۔﴾

''الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید الاولین والآخرین وخاتم النّبیین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین''

اما بعد! پس ارباب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ ان دنوں، میں نے ایک اشتہار مطبوعہ ۵/مارچ ۱۹۰۱ء کو دیکھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے علمائے اسلام کو طرز جدید کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور درخواست مصالحت وملائمت وہدایت کی کی ہے۔ لیکن پر از مکر وفریب وبہتان، سو جاننا چاہئے کہ اگرچہ ہم اہل اسلام، مرزا قادیانی کے مخاطب ہونے سے اہل جلسہ اسلامیہ لاہور منعقدہ جامع مسجد شاہی لاہور مورخہ ۲۷/اگست ۱۹۰۰ء کی جانب سے بالکل روکے گئے ہیں۔ روئیداد جلسہ اسلامیہ

مطبوعہ مصطفائی لاہور ملاحظہ ہو۔ لیکن چونکہ یہ اشتہار بظاہر صلح کی استدعا ہے اور پیشانی اس کی ’’الصلح خیر‘‘ کے ساتھ مزین ہے۔ لہٰذا ہم پرواجب ہوا کہ اس کا جواب دیں۔ ’’**معذرۃ الیٰ ربھم ولعلّھم یتذکرون**‘‘ (واسطے رفع عذر کے طرف رب ان کے کے اور شاید کہ نصیحت پکڑیں)

پس مخفی نہ رہے کہ باعث اس صلح نامہ کا یہ ہے کہ جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار وذلیل ہوئے۔ جمعہ وجماعات سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے۔ اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ وہاں سے حکماً روکے گئے، تو نہایت تنگ ہوکر مرزا قادیانی سے اجازت مانگی کہ عبادت گاہ نئی تیار کریں۔ تب مرزا قادیانی نے ان کو کہا کہ صبر کرو۔ میں لوگوں سے صلح کرتا ہوں۔ اگر صلح ہوگئی تو عبادت گاہ بنانے کی کچھ حاجت نہیں اور نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ معاملہ وبرتاؤ مسلمانوں سے بند ہوگیا۔ عورتیں منکوحہ ومخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی گئیں۔ مردے ان کے بے تجہیز وتکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے۔ وغیرہ وغیرہ! تو کذاب قادیانی نے یہ اشتہار مصالحت کا دیا لاچار اور مضطر ہوکر۔ لیکن وہ اشتہار بھی مکروفریب اور خدع سے مملوومشحون ہے۔ کما ستعرف انشاء اللہ! یہ ہے شیوہ اس زمانے کے مرسل یزدانی کا۔ ’’**فالآن نشرع فی الجواب بعونہ وحولہ وقوتہ**‘‘

قولہ...... الصلح خیر۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۹۸)

اقول...... نعم! اگر واقعی صلح ہو، دھوکا ونفاق نہ ہو اور اس میں تحریم حلال وتحلیل حرام نہ ہو۔ ’’**قال رسول اللہ ﷺ الصلح جائز بین المسلمین الا صلحاً حرم حلالاً او احل حراماً الحدیث رواہ الترمذی وابن حبان وصححاہ**‘‘ اور اس صلح میں دھوکا ونفاق اور روباہ بازی وحیلہ سازی اور ظلم ہے۔ تمام علماء وصلحاء امت پر بلکہ تمام انبیاء وشرائع دیانات پر **کما سیظھر لک انشاء اللہ تعالیٰ!**

قولہ...... ’’اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں۔‘‘ (ایضاً)

اقول...... جو مکذب اور مکفر ہیں وہ بصدہا دلائل قاطعہ وحجج بیّنہ وبراہین ساطعہ، کتاب وسنۃ واجماع امت سے تکفیر کر رہے ہیں جس کا تم نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ جواب کی امید تمہاری طرف سے بالکلیہ منقطع ہوگئی ہے۔ بسبب کثرت تجارب کے اب نئے تجربہ کی کوئی حاجت نہیں ۔

ہر چند آزمودم ازدے نبود سودم
من جرب المجرب حلّت بہ الندامہ

اور متذبذب تمہاری تکفیر وتضلیل میں مسلمانوں میں سے کوئی نہیں۔قطعاً پس یہ بھی تمہارا افتراء ہے۔ ہاں! بعضے مرزائی بعد ملاحظہ ومشاہدہ ہزار ہا دلائل وامارات کذب وبہتان ودجالیت وفریب بازی تمہاری کے، البتہ متذبذب ہوگئے ہیں اور جن کو توفیق الٰہی نے یاری دی ہے وہ ارتداد سے نکل کر تمہارے سخت مکفر ومکذب ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔’’سخطۃً لـدینک ‘‘(واسطے براجاننے دین تیرے کے) جس سبب سے تم مصالحت کی طرف مضطر ہوئے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ تم تن تنہا رہ جاؤ گے۔تمہارا کفر وبے ایمانی سب علماء امت پر طشت از بام ہوگیا ہے۔کوئی نہیں جو تمہارا مکفر نہ ہو۔بجز چند کور باطن مرزائی کے یا جو کوئی تمہارے حال سے بخوبی واقف نہ ہو پس یہ بھی افتراء ہے اور فریب تاکہ لوگ جانیں کہ بعضے مکفر ہیں اور بعضے متذبذب۔حاشا وکلاّ کہ یہ طرز مرسلین کی ہو۔

قولہ...... ’’آج پھر میرے خیال میں آیا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۸)

اقول...... یہ بھی افتراء ہے کہ کب تم نے درخواست مصلحت کی کی ہے۔ابھی چند روز گذرے ہیں کہ تم نے تحریف سورہ فاتحہ کی لکھی۔اس میں پیر صاحب وغیرہ علماء کو کیسے بے ادبانہ، گستاخانہ، اوباشانہ الفاظ اور سب وشتم سے یاد کیا کہ جیسا تمہارا منہ نجس وپلید تھا ایسے ہی پلید الفاظ تمہارے منہ سے نکلے۔ ایسا منہ کب مصالحت کے لائق ہے۔اگر حالت اضطراری مجبور نہ کرے اس منہ سے لفظ صلح ومصالحت کا ایسا اچنبا اور بیگانہ ہے جیسا ہندوؤں کے منہ سے لفظ محمد رسول اللہ کا۔ پھر سبحان اللہ کیا کیا حقائق ومعارف اس میں بیان فرمائے؟ مرسل یزدانی پولس ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر دجال کوئی شخص ہوتا تو اللہ عزوجل فاتحہ میں’’ولا الضالین ‘‘نہ کہتا بلکہ’’ولا الدجال ‘‘کہتا۔چونکہ’’ولا الضالین ‘‘ کہا صاف معلوم ہوا کہ دجال کوئی نہیں دیکھو اور غور کرو یہ کیسے معارف ہیں؟ اور اس میں ایسے معارف وتہذیب کے انبار میں حاشا وکلا کہ مرسلین رب العالمین کا یہ شیوہ ہو اور ان کی یہ تہذیب۔

قولہ...... ’’مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۸)

اقول...... یہ اور جھوٹ اور افتراء ہے اور دھوکا۔اگر تم اپنا ہم عقیدہ بنانے پر مجبور کرنا نہیں چاہتے تو یہ تمام تمہاری کتابیں زہریلی...... جو علمائے اسلام کو کافر، ملعون، دجال، ضال، یہودی وغیرہ کہنے سے مملو ہیں، کیوں شائع ہوئیں۔ان کو جلا دینا چاہئے۔کیا تم نے اپنی جماعت کو مخالفین کے پیچھے اقتداء کرنے سے نہیں روکا یا مولوی نورالدین نے بجواب غلام حیدر ہیڈ ماسٹر چکوال کے مخالفین مرزا کو اگرچہ ماجاء بہ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایمان رکھتے ہوں، خارج از اسلام نہیں لکھا اور

الحکم میں شائع نہیں ہوا؟ اب تمہارا یہ لکھنا کہ میں کسی کو اپنے ہم عقیدہ ہونے پر مجبور نہیں کرتا۔ چونکہ تمہارے دعوے مامور من اللہ اور مرسل یزدانی ہونے کے بالکل منافی ہے تو صاف صریح لفظوں میں کیوں نہیں کہتا کہ میں نے اپنے دعویٰ سے توبہ کی ہے۔ پھر اگر تم اپنے ہم عقیدہ ہونے پر مجبور نہیں کرتے تو یہ بے حساب شکایات بذریعہ رسالوں واشتہاروں اور میموریل کے بار بار سرکار والامدار کے آگے کیوں پیش کرتے ہو اور کہتے ہو کہ صرف میں اور میری جماعت سرکار کے خیر خواہ ہیں اور باقی تمام مسلمان سرکار کے بدخواہ اور باغی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ تم مجبور ہو۔ قوت اور طاقت واستطاعت نہیں رکھتے ہو۔ ورنہ اگر تمہارا بس چلتا تو مسلمانوں کا تخم روئے زمین پر نہ چھوڑتے ۔

گر بہ مسکیں اگر پرداشتے　　تخم کنجشک از جہاں برداشتے
آں دو شاخ گاؤ کہ خرداشتے　　ہیچکس را گرد خود نگذاشتے

اپنی طرف سے تم نے کوئی دقیقہ مسلمانوں کی بیخ کنی کا فروگذاشت نہیں کیا اور پوری پوری زہر اگلی۔ سرکار کو مسلمانوں پر بدظن کرنے کی سخت کوشش کی اور پورا زور لگایا۔ شکایات سرکار کے آگے کیں۔ چغل خوری کی، بہتان باندھے۔ پیشین گوئیاں ہلاکت کی کیں۔ بددعائیں دیں۔ لیکن بحکم **لا یحیق المکر السیٔ الا باھلہ** وبحکم ''**بل الذین کفروا ھم المکیدون**'' آخر تمہارا ہی سر ٹوٹا۔ کما قیل ۔

یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ　　اشفق علی الرأس لا تشفق علی الجبل

اسی سبب سے کہ تم اسلام اور اہل اسلام کے سخت دشمن ہو۔ تمہارے فرقہ کا نام ابوجہلیہ رکھا گیا ہے کہ جیسا فرعون اس امت کا ابوجہل علیہ اللعنۃ سخت دشمن تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا، اور دین اسلام کا، ایسا ہی تمہارا فرقہ سخت دشمن ہے امت محمدی کا۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام!

غرض کہ تم نے مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے پر مجبور کرنے کی سخت کوشش کی ہر ممکن کے ساتھ حتی الوسع لیکن تقدیر نے یاوری نہ کی اور نامراد و ناکام ہی رہا۔ پھر یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ ویا در پردہ توبہ وندامت وپشیمانی ہے۔ سبحان اللہ! یہ ہے اعمالنامہ مرسل یزدانی اس زمانہ کا۔ تمام دنیا کی بے ایمانیاں اور فریب وایذارسانی میں لاثانی اور نام حضرت اقدس مرسل یزدانی۔

قولہ...... ''یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطاء فرمائی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۹۸)

اقول...... یہ فقرہ اگلے فقرہ کے بالکل ومن کل الوجوہ مناقض ومخالف ہے۔ کیونکہ اسے بصیرت کے رو سے جو تم کو عطاء ہوئی علماء اسلام کو یہودی کے حق میں جو کچھ انجام آتھم اور ضمیمہ میں بکا بارہا

مشتہر ہو چکا اور کچھ عنقریب ذکر ہوگا اور ازالہ (ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹) میں کہا کہ: ’’یہ سب باتیں گالی نہیں بلکہ امور واقعیہ ہیں۔ اگر اس کو گالی کہا جاوے تو قرآن مجید تمام گالیوں سے پر ہے۔‘‘ **الیٰ غیر ذالک من الهزليات والكفريات** یہ ہے بصیرت جو مرزا قادیانی کو عطاء ہوئی اور وہی بصیرت اب بھی ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو خودکشی ہوگئی۔ پھر نہ مجبور کرنا اور یہ بصیرت عطائے یعنی دریدہ ذہنی وزہریلی خبث باطنی، مناقض ومخالف ہوئیں۔ آپس میں یا نہ؟ اور اگلی عبارت میں مصالحت اور عہد پختہ سے کیا مراد ہوسکتا ہے۔ بجز تناقض وتہافت کے، سچ ہے۔ دروغگو را حافظہ نباشد واہ واہ ؎

حضرت اقدس مسیحؑ زماں اپنے چیلوں کے مرسل یزداں

عجائب معجزات ہیں مرسل یزدانی کے۔ اس زمانے کے مرسل یزدانی ایسے ہی چاہئے کہ اپنی عزت ومال وجاہ کے لئے اپنا دین وایمان اور تمام عالم کا ایمان برباد کرنا مناع للخیر اپنے لئے اور تمام عالم کے لئے بننا مع ذالک ان کے مال اور جان کا بھی دشمن ہونا اس کا فرض منصبی ہو۔

’’**فلاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم**‘‘

قولہ...... ’’بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۹۹)

اقول...... یہ گویا مرزا قادیانی کی جانب سے توبہ ہے۔ کیونکہ آگے خدا سے الہام پا کر علمائے اسلام کو حرامزادہ، بدذات، لعنتی، ضال، دجال، شیطان وغیرہ کہا اور کہا کہ یہ امور واقعیہ ہیں نہ سب وشتم اور اب عہد پختہ ومصالحت اس بات پر کرتا ہے کہ ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ یہ توبہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے مرزا قادیانی کی اگلی شریعت حربی وجنگی ودریدہ ذہنی منسوخ ہوئی اور اس کی غلطی وخطا کاری ظاہر ہوئی۔ جس کو امور واقعہ کہتا تھا۔ خلاف واقعہ ثابت ہوا اور اب از سر نو، نئی شریعت مصالحت ومدارات وملائینت ومداہنت والی کا نزول ہوا۔ یہ سب نسخ وتبدیل وتغیّر بخاطر حضرت ابیض چہرہ شاہی علیہ ماعلیہ کی خاطر ہے جو آلہ اعظم ہے۔ مرزا قادیانی کا ان حضرات مبیضات الوجوہ کی توجہ میں کچھ فرق آ گیا ہے۔ جنگ وجدل کی صورت میں، لہٰذا مرزا قادیانی نے دوسری کروٹ بدلی ہے۔ رسول ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ ’’**فاعتبروا يا اولى الالباب**‘‘

پھر بے شک ہم کو درخواست مصالحت مرزا قادیانی کی بسر وچشم منظور ہے۔ اگر بشرط

انصاف اور قانون عدالت پر مبنی ہو اور اخلاص واستقامت سے ہو نہ نفاق وخدع سے۔ مرزا قادیانی کا قاعدہ مستمرہ ہے کہ اوّل علماء اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں اور پھر اگر ان کی دھوکا بازی پر گرفت اور مواخذہ کیا جاوے تو فوراً یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے فتویٰ تکفیر علماء وقت سے لے کر فریب سے جناب مولوی محمد حسین صاحب مؤلف اشاعۃ السنۃ بر بناحق جڑ دیا۔ جب کہا گیا کہ یہ کیسا فریب ہے؟ تو جھٹ فرماتے ہیں کہ یہ فریب جائز ہے کہ الحرب خدعۃ۔ پس ہم کو بھی یہی فکر ہے کہ علاوہ ان فریبوں کے جو اس اشتہار میں درج ہیں اور بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں کوئی اور فریب مخفی مرزا قادیانی کا ہو جو بحکم الحرب خدعۃ کے صلح کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اس میں پھنسانا چاہتے ہوں۔ اس لئے ہم دو شرطیں پیش کرتے ہیں جو محک ومعیار ہیں صداقت اور مخادعت کے پرکھنے کے لئے۔ اگر مرزا قادیانی نے منظور کر لیں تو بے شک راستی کی صلح ہے۔ ہم بھی فوراً صلح کا اشتہار حسب منشاء مرزا قادیانی کے دے دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ وہیہات ہیہات کو قبول کریں۔ کیونکہ کاذب ہیں، اور وہ دونوں شرطیں یہ ہیں۔

شرط اوّل...... مرزا قادیانی، تمام علماء اسلام سے جن کے حق میں سوءادبی کی ہے۔ عموماً اور جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ والے سے خصوصاً معافی طلب فرماویں۔ بایں الفاظ کہ: ’’میں نے جو آپ کی نسبت گستاخی وسوءادبی کی ہے وہ بسبب اغوائے شیطانی وحرص وہوا نفسانی کے کی تھی نہ بالہام ربانی ووحی آسمانی، اور میں نے خطا کی ہے کہ جن علمائے اسلام کی میں خاکپاء اور شاگردوں کی شاگردی کی بھی لیاقت نہیں رکھتا۔ بباعث حرص جاہ ومال کے بے ادبی کر کے اپنا روسیاہ کیا ہے اور اب میں تائب اور نادم ہوں۔ برائے خدا میرا یہ قصور معاف فرماویں اور مجھ کو اپنی اتباع میں داخل فرماویں اور میں بعد ازیں ہمیشہ مہاجرین وانصار وباقی صحابہ اخیارؓ وتابعین وتبع تابعین وسائر ائمہ دینؒ کا متبع ومطیع رہوں گا۔ جب تک زندہ ہوں ہرگز خلاف نہیں کروں گا اور جمیع بدعات ومحدثات سے مجتنب رہوں گا۔ اب میں نے ان چند شبہات فلسفی وشکوک نیچری کو جن کا بخار وغبار میرے دماغ میں گھس گیا تھا اور اس کی وجہ سے میں مخبوط الحواس ہو کر بڑی بڑی خرمستیاں کیں۔ یہاں تک کہ دعویٰ الہام ومجددی ومسیحائی، مہدویت ونبوت ورسالت کا بلکہ الوہیت وخدائی وابنیت کا بھی کیا اور فرعون کی طرح منارہ بنانے کی بھی ریس کی وغیرہ وغیرہ اور کیا جو کچھ کہ کیا ان شبہات کے نشہ سے اب میں نے ان کو اپنے دماغ سے نکال دیا ہے اور نہایت نادم وپشیمان ہوں۔ پس آپ صاحبان للہ میری یہ خطا وگستاخی معاف فرماویں۔‘‘

شرط دوم...... یہ کہ تالیفات مرزا قادیانی کی جو سب کی سب توہین اسلام وتحقیر انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین اور ہتک علماء امت موجودین سے مالا مال ہیں علماء اسلام کو ان میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔ حرامزادہ، بدذات، ضال، دجال، دجال کاذب، شیطان، شیطان اعمیٰ، غول، اغوی، شقی، ملعون، بدذات، لعنتی، خنزیر، کتا، احمق، یہودی۔ تمام علمائے امت کو یہودی کہا اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ الفاظ بولے۔ چور، جھوٹا، نادان، موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی وعملی قویٰ میں بہت کچا، شریر، مکار، فریبی، شعبدہ باز، ترکھان کا بیٹا اور (انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ص۴۱) پر لکھا کہ: ''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔'' اور کشلیا رام چندر کی ماں کا نام ہے اور بدچلن، متکبر، ناپاک خیال، راست بازوں کا دشمن۔ اس کی تین دادیاں ونانیاں کسبی وزنا کار تھیں۔ نعوذ باللہ من ہذا الکفر والارتداد!

ایسے پاک اور مقدس پیغمبر کہ اولوالعزم میں سے ہے۔ فداہ ابی وامی! جس کی تعریف سے تمام قرآن شریف اور حدیث نبوی پر ہے۔ ایسے پلید الفاظ استعمال کرنا اسی مرتد کا کام ہے۔ لعنة اللہ علیہ!

''قال اللہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ اٰدم ونوحاً واٰل ابراھیم واٰل عمران علی العلمین'' وغیرہ آیات بیّنات جو متفرق سورتوں میں موجود ہیں اور تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک سب کو رودانداھا کہہ دیا۔ یہ بھی اسی مفتری کا کام ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعضے سور وآیات کا مطلب نہیں سمجھا جیسے سورہ زلزال وغیرہ اور نہ حقیقت دجال، دابۃ الارض ویاجوج وماجوج وغیرہ کی انہوں نے سمجھی، جیسا مرزا قادیانی سمجھتا ہے۔'' نعوذ باللہ، کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا'' اور آریوں اور پادریوں سے سیدنا محمد ﷺ کو ہزار ہزار گالی دلوائیں وغیرہ کفریات جو شمار میں نہیں آسکتے۔ جیسے ملائکہ وجن کا انکار اور قیامت وبعث ونشور کا انکار غرض کہ تمام شرائع انبیاء ومرسلین کے ساتھ صریح کفر۔ پس ان سب کتابوں کو جن میں یہ بے ایمانیاں، کفر، نفاق، زندقہ والحاد ہے۔ علیٰ رؤس الاشہاد جمع کر کے جلادیں اور اشتہار عام کے ذریعہ اپنی برأت وبیزاری ان کتابوں سے ظاہر وشائع کردیں۔ پھر آئندہ عزم جزم کریں کہ ہمیشہ جب تک زندہ رہوں گا مذہب اہل سنت وجماعت کی تائید وخدمت کروں گا اور جو کچھ میں نے حق کا کتمان کیا ہے اب خوب بیان کروں گا اور اس استثناء الٰہی میں داخل ہونے کی پوری کوشش کروں گا۔'' الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاؤلئک اتوب علیھم'' اور توبہ نصوح کریں، جب مرزا قادیانی

ایسا کریں گے۔ تب جناب پیر صاحب اور ہم سب اہل اسلام، مرزا قادیانی کو از سرنو اسلام میں داخل ہونے کی مبارک بادی دے کر مصالحت کا عہد و پیماں موافق ان کی مرضی کے فوراً شائع کریں گے اور مشہور کر دیں گے کہ مرزا قادیانی کفر وارتداد سے نکل کر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔ جیسا اور مسلمانوں سے معاملہ و برتاؤ ہے ان سے بھی ایسا ہی چاہئے، اور اگر ایسا نہ کریں تو صاف طور پر ظاہر ہو جاوے گا کہ مرزا قادیانی دھوکا بازی اور فریب کرتے ہیں اور نہ ہم بجز ان دونوں شرطوں کے مصالحت کرتے ہیں اور نہ ہم کو جماعت علماء اسلام اہل جلسہ اسلامیہ لاہور جن کا امیر وسپہ سالار جناب پیر صاحب گولڑہ والے ہیں۔ اجازت دیتے ہیں۔

(روئیداد جلسہ اسلامیہ لاہور مطبوعہ مصطفائی لاہور، منعقدہ ۲۷/اگست ۱۹۰۰ء)

اور شرائط توبہ کی بھی یہی چار ہیں۔ ایک اقلاع عن الذنب، دوئم ندم وپشیمانی علی ماضی، سوئم عزم جزم برعدم عود، چہارم معافی خواستن از صاحب حق جس پر ظلم کیا ہو مال وجان یا آبرو کا۔ اگر حقوق العباد سے، پس مرزا قادیانی اگر ہوائے نفسانی کے مجبور ومجذوب نہیں تو میدان میں نکلیں اور برخلاف ہوائے نفس فروتنی وتواضع کر کے سب مسلمانوں سے معافی مانگیں۔ ''ان فی صدورھم الاکبر ماھم ببالغیہ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع البصیر'' اور ہمیشہ انشاء اللہ تعالیٰ، رسوائی، ذلت، خزی، لعنت مرزا قادیانی پر ترقی وتزائد میں ہوگی۔ کیونکہ نصرت وتائید الٰہی رسل ومومنین کا حق ہے اور مرزا قادیانی دشمن ان کے اور ظالم ہیں۔ ''قال اللہ غرمن قائل، انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد یوم لا ینفع الظالمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سواء الدار''

قولہ...... فی الحاشیۃ ''سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۹۹)

اقول...... ازالہ میں یہ باتیں امور واقعیہ تھیں نہ سخت زبانی۔ اب سخت زبانی میں داخل ہوگئیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ الہامی تھا یا یہ الہامی ہے یا دونوں؟ برتقدیر اوّل مرزا قادیانی اوّل کافر ہوئے اپنے الہام کے ساتھ اور پھر گئے۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

برتقدیر ثانی، مرزا قادیانی باوجود مرسل یزدانی ہونے کے اور معصوم ہونے کے اتنی مدت خطاء وجہالت پر مستقر رہے اور انبیاء کو خطا پر استقرار نہیں ہوتا اجماع امت سے، یہ گویا ان کی نبوت ورسالت پر دھبا لگا اور معیوب ہوئے۔ وبرتقدیر ثالث ملہم ان کا متناقض ومتہانت ہوا اور

خطا کار۔فاعتبروا یا اولی الابصار!

قولہ...... ’’اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آئے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول...... تہذیب اور شائستگی ومدارات جب اپنے موقعہ پر ہو تو محمود اور مرغوب اور لائق تحسین ہے اور اگر بے موقع وبے جاواقع ہو۔یعنی تغلیظ چاہئے۔لاسیما! ایسے مرتدین کہ تمام انبیاء ومؤمنین کے تنقیص وتوہین کرتے ہوں اور علو وعتو وفساد میں حد سے گذر گئے ہوں۔حتیٰ کہ خود مدعی نبوت ورسالت بلکہ مدعی الوہیت وربوبیت کے ہوں اور داعی الی الضلال والارتداد از جنس دعاۃ علی ابواب جہنم کے ہوں۔تابحدیکہ فتنہ اور فساد وزندقہ والحادان کا مشرق سے مغرب تک پہنچ گیا ہو۔ایسوں کے ساتھ مدارات سخت ظلم ہے اور دلائل اس کے بے شمار ہیں۔کچھ بطور اختصار کے مناسب مقام کے ذکر ہوتے ہیں۔’’قال اللہ تعالیٰ، یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ومأواھم جھنم وبئس المصیر وقال تعالیٰ، اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین وقال تعالیٰ، اشداء علی الکفار رحماء بیھنم وقال تعالیٰ، ودّو الوتدھن فیدھنون وقال تعالیٰ، ولا یطؤن موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدونیلًا الّا کتب لھم بہ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین وقال تعالیٰ، قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برأٓء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبد بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتیٰ تومنوا باللہ وحدہ. وقال رسول اللہ ﷺ لحسان بن ثابت شاعر الاسلام اھجھم وروح القدس معک‘‘ اور اللہ عزوجل جو کافروں سے تہذیب وشائستگی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کو جاہل،مسرف،کافر،مجرم،فاسق،منافق،مشرک،ظالم،مکذب،لعنتی وغیرہ الفاظ سے یاد فرماتا ہے۔ بلکہ آپ جیسوں کے یہ اوصاف بیان فرماتا ہے:’’قال اللہ تعالیٰ، ولا تطع کل خلاف مھین ھماز مشّاء بنمیم مناع الخیر معتد اثیمٍ عتل بعد ذٰلک زنیم ان کان ذامال وبنین اذا تتلی علیہ اٰیاتنا قال اساطیر الاولین سنسمہ علیٰ الخرطوم‘‘

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:’’من تعزی بغراء لجاھلیۃ فاعضوہ بھن ابیہ ولا تکنوا قال فے المرقات ای قولو الہ اعضض بذکر ابیک اوایرہ او فرجہ ولا تکنوا بذکر الھن من الایربل صرحوالہ بالۃ ابیہ التی کانت سبباً فیہ تنکیلا‘‘ اور ابوبکر صدیقؓ نے حدیبیہ میں روبرو رسول اللہ ﷺ کے فرمایا۔عروۃ بن مسعود ثقفی کو جو مشرکین

مکہ کی طرف سے سفیر ہو کر آیا تھا۔’’امصص بظر اللات قال فی مجمع البحار البظر بفتح الباء الھنۃ التی تقطعھا الحافقۃ من فرج المرأۃ عند الختان ومنہ یا ابن مقطعۃ البظور جمعہ وکانت امہ تختن النساء وقد ندم بہ وان لم یکن امہ خاتنۃ ن ھو بسکون معجمۃ ھنۃ عند شغرتی الفرج واللات صنم وفیہ ان التصریح باسم العورۃ عند الحاجۃ لیس خروجاً عن المروۃ‘‘ پس ہم بسبب ان دلائل بیّنہ وغیرہ کے منع کئے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ مداہنت ومدارت وملائینت کرنے سے اس واسطے کہ آپ مرتد کافر ہیں۔’’بفتوی علماء اسلام اعزھم اللہ وابقاھم وکثرھم ونصرھم علی اعدآئھم ‘‘ مگر بعد بجالانے آپ کی دونوں شرطوں مذکورہ کے ہم مجاز ہیں۔ کیونکہ اس وقت آپ سے لفظ کافر ومرتد کا رفع ہو جاوے گا۔ ظاھراً واللہ یحاسبک علی السریرۃ!

قولہ...... ’’یہ ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آ جاتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ آج کل حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی باوجود ان سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکہ معظّمہ ارض مقدس بھی ان کو ایک مصلیٰ پر جمع نہیں کر سکی ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول...... یہ دھوکا ہے اور رجم بالغیب اور قیاس مع الفاروق من جنس قیاس البیع علی الربوا وقیاس المنیۃ علی المزکی۔ بلکہ اس فرقہ ابوجہلیہ وطائفہ احمقیہ کو اتباع مسیلمہ کذاب واسود عنسی وامثالہما پر قیاس کرنا چاہئے۔ نہ حنفی، شافعی وغیرہما پر اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرح خدا اس کو مضمحل ونیست ونابود کردے گا جیسا ان کو کیا۔’’ان شانئک ھو الابتر. فقطع دابر الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین. کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار. فاما الزبد فیذھب جفاء ان الباطل کان زھوقا. قل جاء الحق ومایبدئ الباطل وما یعید‘‘ یہ مذہب باطل مثل شجرہ خبیثیہ وجہال زاہق ونابود ہو جاوے گا۔ ضرور یقیناً انشاء اللہ تعالیٰ:’’قال تعالیٰ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الا شھاد یوم لا ینفع الظٰلمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار. الم تر الیٰ الذین بدّلوا نعمت اللہ کفرا واحلّوا قومھم دار البوار جھنم یصلونھا وبئس القرار ‘‘اور اب بھی رسوائی پر رسوائی اور ذلت پر ذلت اور لعنت پر لعنت پے در پے تم پر پڑتے جاتے ہیں اور اللہ عزوجل احکام وقضایا شرعیہ وقدریہ دونوں سے تم کو روسیاہ کرتا جاتا ہے۔ یعنی بفتوائے علماء شریعت بھی تم کو ذلیل، روسیاہ کیا اور قضایائے قدریہ سے بھی تم کو ذلیل وروسیاہ کرتا

ہے کہ ہر پیش گوئی مصنوعی میں تمہارے کذب کو ظاہر کر دیتا ہے۔ خواص وعوام میں جیسے عبداللہ آتھم ومنکوحہ آسمانی وغیرہ کے مقدمہ میں۔ لیکن تم بسبب ختم وطبع وخذلان کے نہیں جانتے۔ کما قیل

والله ما یدری الفتی بمصابه　　والقلب تحت الختم والخذلان
وارحمتاه لکم غبنتم حظکم　　من کل معرفة ومن ایمان
هٰذا جزاء المعرضین عن الهدیٰ　　متعوضین زخارف الهذیان

پھر یہ دھوکا ورجم بالغیب وقیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے اور اپنے اتباع مخذولین وملعونین مطرودین کو ائمہ اربعہؒ کے اتباع...... منصورین مرحومین ماجورین پر قیاس کرنا۔ فاسد ترین وباطل ترین قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ وہ اس اصول میں متفق ہیں اور بعض فروع میں مختلف اور وہ اختلاف ان کا فرع ہے۔ اختلاف صحابہؓ کا آپس میں، بعض فروع میں وہ سب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، آپس میں بھائی ہیں۔ ''انما المؤمنین اخوة'' متبع ہیں، اصل میں مہاجرین وانصار وائمہ اخیار کے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

اسی واسطے ان کو ثبوت وشیوع واستقرار ہے۔ ''واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذٰلک یضرب الله الامثال. کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون'' نہ تمہارے طبع بدلگام وشتر بے مہار، کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار خارج از جمیع شرائع وبیانات انبیاء مرسلین علیهم الصلوٰة والسلام۔

پھر اس فرقہ ابوجہلیہ کا کثرت سے پھیلنا ممکن نہیں۔ بلکہ محالات سے ہے۔ جیسا فرقہ مسیلمہ واسود وابوجہل کا۔ ''قال تعالیٰ، فاوحی الیهم ربهم لنهلکن الظالمین ولنسکننکم الارض من بعدهم ذٰلک لمن خاف مقامی وخاف وعید واستفتحوا وخاب کل جبار عنید''

قولہ...... ''لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کے ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جاوے۔ الیٰ قولہ اپنے اخلاق دکھلائیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول...... علماء اسلامؒ وکثرہم نے بڑی خوبی وشائستگی کے ساتھ اس فرقہ ابوجہلیہ سے اخلاقی برتاؤ کیا۔ جیسا ان پر واجب وفرض تھا۔ حجت وبیان سے بموجب تقویٰ واجب کے اور اچھی طرح سے اخلاقی معاملہ کیا۔ جیسا حکم شرع کا تھا۔ تغلیظ وتہدید وتوبیخ وقول بلیغ سے بحکم ''وقل لهم فی انفسلهم قولا بلیغا'' اور جہاد حجت وبیان کا پورا پورا کیا۔ بحکم جاهد الکفار والمنافقین

واغلظ علیھم ۔تا بحدیکہ تم مصالحت وصلح کا نام مجبور و بے بس ہو کر لینے لگے۔ یہاں ہی کے مساعی حسنہ ومجاہدات جمیلہ کا اثر ہے۔ جزاھم اللہ فی الدارین خیراً!

خصوصاً جناب پیر صاحب گولڑہ والے کہ انہوں نے تو تمہاری کمر توڑ ڈالی اور سر پھوڑ ڈالا اور تمہارا خاتمہ ہی کر دیا اور سوائے اضطراب وحرکت مذبوحی کے اور کچھ تم میں باقی نہیں چھوڑا اور نہ امید ہے کہ پھر کوئی تمہارا فریب چل سکے۔ جزاھم اللہ عنا عن سائر المسلمین خیر الجزاء آمین!

اور یقیناً معلوم ہے کہ یہ تمہارا نامبارک مذہب خدا کی طرف سے نہیں۔ ایسا ناپاک وخبیث وبے بنیاد مذہب کہ تناقض واختلاف میں اس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جاوے اور استقامت سے بون بعید رکھتا ہو۔ ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل علیم وحکیم کی جانب سے ہو۔ ''قال اللہ تعالیٰ، ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً'' چنانچہ قدرے قلیل اس کی خبائث آگے ہم بیان کر آئے ہیں اور اگر سب اس کی ہفوات وکفریات نقل کئے جاویں تو مجلدات ضخام میں بھی نہ آسکے۔ پس باعتراف خود مرزا قادیانی، خدا جس کو نیست ونابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔

پس بقول خود مرزا قادیانی یہ سلسلہ نیست ونابود ہو جاوے گا اور خدا نے اس کو نیست ونابود کرنا چاہا ہے۔ اسی واسطے علماء اسلام خصوصاً پیر صاحب گولڑہ والے کے ہاتھ میں علم ونشان دے کر اس کے برباد ونیست ونابود کرنے پر متعین ومسلط کر دیا اور تمہاری جند مہزوم ومخذول کو اسیر ومحبوس کر دیا۔

''فالقول فیھم ما قال الحافظ ابن القیمؒ فی القصیدۃ النونیۃ''

فغدت نواصیھم بایدینا فلا	یلقوننا الا بحبل امان
پس ہوگئے بال پیشانی ان کی کے ہمارے ہاتھوں میں پس	نہیں ملتے ہم کو مگر ساتھ عہد امن کے
وغدت ملوکھم ممالیکا لا	نصار الرسول بمنۃ الرحمان
اور ہو گئے بادشاہ ان کے غلام واسطے	انصار رسولؐ کے پروردگار کے احسان سے
واتت جنودھم التی صالوا بھا	منقادۃ العساکر الایمان
اور آئے وہ لشکر ان کے جن کے ساتھ حملہ کیا تھا انہوں نے	فرمانبردار واسطے لشکر ایمان کے
وتراھم اسریٰ حقیرا شانھم	ایدیھم غلت الی الاذقان
اور دیکھتا ہے تو ان کو قیدی ذلیل ہے حال ان کا	ہاتھ ان کے باندھے ہوئے گردنوں کی طرف

وتراھم تحت الرماح ذریہ
اور دیکھتا ہے تو ان کو نیچے نیزوں کے ٹکڑے ٹکڑے

مافیھم من فارس طعان
نہیں ان میں کوئی سوار نیزہ مارنے والا

وتراھم تحت السیوف تنوشھم
اور دیکھتا ہے تو ان کو نیچے تلواروں کے کر لیتی ہیں ان کو

من عن شمائلھم وعن ایمان
بائیں کی طرف سے اور دائیں کی طرف سے

وتراھم انسلخوا من الوحیین و
اور دیکھتا ہے تو ان کو کہ نکل گئے دونوں وحی سے اور

العقل الصحیح ومقتضی القرآن
عقل صحیح سے اور مقتضی قرآن سے

وتراھم واللہ ضحکۃ ساخر
اور دیکھتا ہے تو ان کو بخدا ہنسی مخول کرنے والے کے

ولطال ما سخروا من الایمان
اور وہ مدت سے ایمان کے ساتھ مخول کرتے تھے

قد او حشت منھم ربوع زادھا
ضرور بھاگ گئیں ان سے بہاریں زیادہ کرے ان کو

الجبار ایحا شامدی الازمان
جبار بھاگنا آخر زمانہ تک

وخلت دیارھم وشتت شملھم
اور خالی ہوئے گھر ان کے اور پریشان ہوا حال ان کا

مافیھم رجلان مجتمعان
نہیں ان میں دو شخص جمع ہونے والے

لا تخش من کید العدو ومکرھم
نہ ڈر منصوبے دشمن سے اور ان کے فریب سے

فقتالھم بالکذب والبھتان
پس لڑائی ان کی ساتھ جھوٹ اور بہتان کے ہے

فجنود اتباع الرسول ملائک
پس لشکر تابعداران رسولؐ کے فرشتے ہیں

وجنودھم فعساکر الشیطان
اور لشکر ان کے پس لشکر ہیں شیطان کے

شتان بین العسکرین فمن یکن
دوری ہے درمیان دونوں لشکروں کے پس جو کوئی ہو

متحیراً فلینظر الفئیتان
حیران پس چاہئے کہ دیکھے دونوں لشکروں کو

’’فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین‘‘ اور تم باوجود اس قدر کوشش وسعی کے اسلام ومسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

قولہ...... ورنہ یہ احمدی فرقہ۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول...... ابوجہلی فرقہ کا احمدی نام رکھنا تمہارا ہی کام ہے۔ چنانچہ تمہارے شیخ معلم اوّل نے شجرۂ منہی عنہا کا نام شجرۃ الخلد رکھا۔’’قال تعالیٰ ھل ادلکم علیٰ شجرۃ الخلد وملک لا یبلے‘‘ ایسا ہی آپ نے پوری پوری تقلیدا پنے استاد کی کی۔ کیوں نہ ہو...... کہ شاگرد رشید ہیں۔ اسی واسطے آپ نے فرقہ احمدی نام رکھا ؎

بعکس نہند نام زنگی کافور

قولہ…… چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہوجائیں گے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول…… اخسأ عدو اللہ ولن تعدوا قدرک

بل انت اھون علی اللہ من ذلک

ابھی بہت لوگ فرنٹ ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں۔

’’سحطةً لدینک ‘‘ یہ سب بہتان ودجالیت تمہاری ہے۔ ایسا مذہب خبیث ناپاک بے بنیاد عقل اور نقل دونوں کے خلاف متناقض ومتہافت کبھی پھیل نہیں سکتا۔ چنانچہ اوپر مفصل مذکور ہوا

شبہ تھافت کالزجاج تخالھا حقا و کل کاسر مکسور

شبہ تھافت کالزجاج تخالھا حقاً وقد سقطت علی الصوان

قولہ…… ’’بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول…… لعنة اللہ علی الکاذبین ! یہ صریح بہتان ہے۔ مجھ کو یقین نہیں کہ یہ فرقہ ابوجہلیہ مخذول ومطرود وملعون تعداد میں دوسوتک بھی پہنچے۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ چند ہزار ہیں تو تم سب کی فہرست بقید ولدیت وقومیت وسکونت کے شائع کرو، کبھی، نہ کرسکو گے۔ تم بے شک وشبہ کذاب ومفتری ہو بشہادت ہزارہا دلائل عقلی ونقلی کے، اور بشہادت علماء اسلام واہل اسلام مع باقی اہل ملل کے پس جب تم ایسے اکذب الکاذبین ہوئے تو تمہاری بات بغیر بیّنہ وبرہان کس طرح مانی جاوے؟ ’’قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین‘‘

چونکہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ اس واسطے تم کبھی یہ فہرست شائع نہ کروگے اور نہ کرسکو گے۔

قولہ…… ’’جیسا کہ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۹۹)

اقول…… خداتعالیٰ نے کہاں تم جیسے بے ایمانوں، مفتریوں سے وعدہ کیا ہے اور کیا اس کی دلیل ہے؟ اب بھی بے حیائی کو نہیں چھوڑتا۔ کیا وعدہ موت آتھم کا بھول گیا۔ کیا وعدہ منکوحہ آسمانی نے تمہارا منہ کالا نہیں کیا؟ جس وعدہ میں لامبدل لکلمات اللہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ کہ حد حصر سے تجاوز کر گئے ہیں۔

لطیفہ…… ایک شہدی کو ایک مجلس سے بے عزت کر کے لوگوں نے نکال دیا۔ وہ کہنے لگا کہ کیا چوتیا مجلس ہے ہم بڑی بڑی عظیم الشان مجلسوں سے بے عزت ہوکر نکالے گئے۔ یہ کیا وعدہ ہے آگے بڑے بڑے شدومد کے ساتھ وعدے ہوئے اور خلاف ہوا۔ سچ ہے ؎

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

اذا لم تستحی واصنع ماشئت

فائدہ...... صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ غریب پریشان بالوں والا، غبار آلودہ، گمنام مومن بھی اگر خدا پر قسم کھاوے تو اللہ عزوجل بپاس خاطر اس کی کے اس کو سچا کرتا ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ وعدہ سابق اور الہام نہ ہو۔ ’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لواقسم علی الله لا برّه رواه مسلم. وعن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبه له لواقسم علی الله لا بره منهم البراء بن مالک رواه الترمذی والبیهقی فی دلائل النبوة. وعن انسؓ ان الربیع بنت النضر عنه کسرت ثنیة جاریة فطلبوا الیها العفو فابوا فعرضوا الارش فابوا فاتوا رسول الله ﷺ فابوا الا القصاص قام رسول الله ﷺ بالقصاص فقال انسؓ بن النضر یا رسول الله انکسر ثنیة الربیع لا والذی بعثک بالحق لا تکسر ثینتها فقال رسول الله ﷺ یا انس کتاب الله القصاص فرضی القوم فعفوا فقال رسول الله ﷺ ان من عباد الله من لواقسم علی الله لا بره متفق علیه واللفظ للبخاری ‘‘اور مرزا قادیانی کو آتھم کے بارہ میں الہام سے وعدہ ہوا۔ چنانچہ مرزا قادیانی (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۳) میں بایں الفاظ لکھتے ہیں: ’’میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ اس میں آسمان وزمین ٹل جاویں گے۔ پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔‘‘

اور منکوحہ آسمانی کے حق میں یہ الہام ہوا۔ ’’زوجنا کها لا مبدل لکلمات الله‘‘ دیکھو مرزا قادیانی ایسی ایسی پکی قسمیں کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ پھر وقت پر اللہ عزوجل اس کو جھوٹا و روسیاہ، ذلیل کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا مفتری اور کافر مرتد ہے۔ کیونکہ اگر ایمان رکھتا تو کبھی خدا اس کو اس قدر ذلیل نہ کرتا۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے، اس کے کاذب اور کافر ہونے کی۔ فاعتبروا یا اولی الالباب!

قولہ...... ’’اور میں نے انتظام کرلیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا۔ جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰۰)

اقول...... تم اور تمہارے حواری جب بک بک کے منہ میں جھگ آ گئی اور تھک گئے اور اللہ عزوجل وملائکہ کے نزدیک مبغوض وممقوت ومقبوح وملعون ہوئے۔ وبحکم ثم یوضع لہ البغضآء فی الارض! تمام لوگوں کے نزدیک مخذول ومطرود ہوئے۔ ملعونین ''اینما ثقفوا اخذوا '' کا مصداق بن گئے۔ معاملہ وبرتاؤ تم سے روکا گیا۔ عورتیں چھینی گئیں۔ مردے خراب وبے جنازہ پھینکے گئے۔ مال وآبرو کا نقصان روپیوں کی آمدنی میں خلل آ گیا۔ بدیکہ مردوں کے خیرات کا مال تیجا، ساتواں، چہلیہ اور مردے کے کپڑے یہاں راولپنڈی سے قادیان بھیجے گئے اور مردہ یہاں بے خیرات چھوڑا گیا کہ خیرات قادیان بھیج دی ہے اور مسجدوں میں جا سکو، نہ مجلسوں میں اور بحکم سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب۔ تمہارے دلوں میں رعب مہر الرجال ڈالا گیا اور یہ سب اس سبب سے ہوا کہ تم نے اللہ کے پاک بندے عیسیٰ علیہ السلام پر سخت ظلم کیا۔ تو اب آگے تم کیا کر سکتے ہو۔ عصمت بی بی از بے چادری لاچار ہو کر درخواستیں صلح کی شائع کرو اور گھر بیٹھے بیٹھے انتظام کرتے رہو اور قسم قسم کے فریب ودجالیت بناتے جاؤ۔ اب مسلمان تمہارے دام میں نہیں پھنسیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ! ''لا یلدغ المؤمن من حجر واحد مرتین'' اب تو وقعت لاہور نے تمہارا کام ہی تمام کر دیا ہے اور پیر صاحب موصوف نے بحکم لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ آخری فیصلہ کر دیا اور روئیداد چھپ گئی۔ اب تم خاطر جمع ہو جاؤ اور تسلی فرماؤ نہ ہم کوئی تمہارا رد لکھتے ہیں اور نہ کوئی اشتہار مصالحت کا کبھی تمہاری نسبت نکالیں گے۔ جب تک تمہاری طرف سے ہماری دونوں شرطوں کی قبولیت ومنظوری وتعمیل کا مفصل اشتہار نہ نکلے اور علیٰ رؤس الاشہاد تم تائب ونادم نہ ہو۔

قولہ...... ''مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار نکلے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰۰)

اقول...... یہ خوشی کبھی قیامت تک تم کو نصیب نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ! جب تک ہماری شرطیں معروضہ قبول نہ کرو۔

قولہ...... ''دنیا میں سچائی اوّل چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰۰)

اقول...... سچ ہے ''ان الکذوب قد یصدق کما قال رسول اللہ ﷺ لابی ہریرۃؓ اما انہ صدقک وھو کذوب'' جیسے مذہب مہاجرین وانصار کا اوّل غریب تھا۔ ''بدأ لاسلام

غریباً‘‘ پھر کس طرح عزیز وغالب ہوکر بحکم لیظہرہ علی الدین کہ تمام جہان میں ہر ستارے کے نیچے پھیل گیا اور پھول اور پھل لایا اور لاوے گا اور حق جوئی کے پرندے ہر زمانہ میں آرام کرتے ہیں۔’’کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا‘‘ اور تمہارا جھوٹا اور ناپاک مذہب کس طرح اوّل دھوئیں کی طرح آسمان کو جاتا نظر آیا اور پھر تھوڑی دیر میں کیا نیست ونابود ہوکر زمین میں گھس گیا۔’’کان لم تغن بالامس کشجرۃ احبتثت من فوق الارض مالہا من قرار‘‘

یرقی الی الاوج الرفیع وبعدہ

یہوی الی قعر الحضیض السدان

اور عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ! نشان تک نہیں رہے گا۔ جیسا تمہارے بھائیوں مسیلمہ واسود عنسی، ابوجہل وفرعون، ہامان وغیرہم کا۔ ان شانئک ہو الابتر فقطع دابر قوم الذین ظلموا والحمدللہ رب العلمین.

قولہ...... فی الحاشیہ ’’کم سے کم تین برس تک یہ مصالحہ ضروری ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۰۰)

اقول...... یہ قول تمہارا کیسا مشابہ ہے۔ مشرکین مکہ کے قول سے ’’سامحنا سنۃ فی تعظیمنا الہتنا ثم نطیعک‘‘ جس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔’’وذوا لو تدھن فیدھنون‘‘ اتنا فرق ہے کہ انہوں نے ایک سال میعاد رکھی اور تم نے تین سال۔’’اتوا صوابہ بل ہم قوم طاغون کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم‘‘ اہل اسلام اس سے ہرگز نفس صلح کو بھی نہیں مانتے۔ خواہ ایک ساعت کی ہو اور وہ آگے ہی تین تین سال کی میعادیں مقرر کرتا ہے۔ اکثر فقرے اس اشتہار کے اس مقولہ پنجابی کے مصداق ہیں۔ اوہ دکان تے نہیں چڑھنے دیتا یہ کہتا ہے پورا تول۔

قولہ...... المشتہر مرزا غلام احمد قادیان مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۱ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۰۰)

اقول...... المجیب، دشمن نفاق، خاکسار عبدالاحد خانپوری از شہر راولپنڈی، مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۱ء، فقط والسلام!

’’وصل اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید المرسلین وخاتم النّبیین وعلیٰ اٰلہ والطاہرین وعلیٰ اصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النّبیین

جس کے دل میں رائی کے دانہ کی تہائی چوتھائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہرگز ہرگز بھی مصالحت نہ کرے گا۔ ایسے شخص سے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کا مقابلہ کر رہا ہو اور ان کی دشمنی پر کمر باندھ رکھی ہو اور ساری دنیا کے سمجھانے سے مقابلہ نہ چھوڑے اور دشمنی سے باز نہ آوے اور الٹا ناصحوں سے جنگ کو تیار رہے۔ مگر بعد شائع کرنے قبولیت دو شرطوں مذکورہ کے۔

وہ ایسا جری کون ہے؟ وہ تو ابلیس اور فرعون کیسا ساری دنیا میں مشہور ومعروف ہے۔ قصبہ یزیدیاں[۱] المعروف قادیان شریف کا رہنے والا پھٹیا ہو یا ایک جاٹ[۲] ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا کیا مقابلہ کیا ہے؟ سبحان اللہ! آپ کیا بیس برس سے اب تک سو رہے ہیں۔ جن کو اب تک اتنی خبر بھی نہیں پہنچی؟

ا...... اللہ تعالیٰ نے جب سے انسانوں کو پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک ایک لاکھ چوبیس ہزار اشخاص کو انسان کی راہنمائی کے واسطے برگزیدہ اور مقدس بنایا ہے اور معجزات اور پیشین گوئیوں سے ان کی تائید کی ہے۔ اس غرض سے کہ انسان کے دل میں ان کی بزرگی جگہ پکڑے اور انسان ان سے خدا تعالیٰ کی راہ سیکھے۔ خرق عادت دیکھ کر انسان خواہ مخواہ قائل ہو جایا کرتا ہے۔ یہ دین وایمان کی قید سے آزاد جاٹ ان برگزیدگان کی برگزیدگی کو مٹیا میل کرتا اور مقدسوں کو مکدر بناتا ہے۔ معجزات کو مسمریزم (جادو) (ازالہ اوہام ص۲۹۵ تا۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۱ تا۲۵۵) اور شعبدہ بازی کہتا ہے اور صراحتاً اور استلزاماً کہتا ہے کہ سب کی پیش گوئیاں غلط نکلیں۔

(ازالہ اوہام ص۶،۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶)

جب بعض پیش گوئیاں غلط نکلیں تو ان کے غلط نکلنے سے دوسرے بعض کو ساقط الاعتبار کر دیا تو یہ نادان جاٹ لوگوں کو ان مقدسوں سے بداعتقاد کر کے نفرت دلاتا ہے کہ کوئی ان سے خدا کی راہ نہ سیکھے۔ یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۱؎ اس شخص نے خود اس قصبہ کو یزیدیوں کا قصبہ کہا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۳۴ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۶۷)

۲؎ خود اس شخص نے حارث کی حدیث سے تمسک کر کے اپنے حارث (جٹ) ہونے پر فخر کیا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۵، خزائن ج۳ ص۱۳۵)

۲...... اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ساری دنیا سے زیادہ عقلمند دیکھ کر اپنے ایک خاص کام پیغام رسانی کے واسطے برگزیدہ کیا اور اپنے ایک خاص فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کی زبانی اپنے سارے پیغام ان کو پہنچا دیئے۔ بلکہ بعض باتیں ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے پاس بلوا کر روبرو بھی کہہ دیں۔ ’’**سبحان اللہ الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً. ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ. عند سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنت الماویٰ**‘‘ اور معراج کی احادیث ملاحظہ ہوں۔ تو قیامت کے دن جب میدان محشر میں سب انسان خدائے تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں۔ کسی کو ناواقفی اور نافہمی کا عذر کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ یہ جہل مرکب مجسم جاٹ بکتا ہے کہ فرشتہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (رسالہ دافع الالتباس) اور بحکم دروغگو ئے را حافظہ نباشد! پھر اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ: ’’جبرائیل ایک ایسی روح کا نام ہے جس کا سورج سے ایسا شدید تعلق ہے کہ سورج سے اس کا جدا ہونا محال ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص۱۸، ۳۷، ۳۸، خزائن ج۳ ص۶۰، ۷۰) پھر نہ تو یہ اختراعی جبرائیل ایسی سخت قید سے چھوٹ کر ساتوں آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کو جاسکا اور نہ وہاں سے سن کر کروڑوں کوسوں کی مسافت پاؤں سے چل کر طے کر کے زمین پر محمد ﷺ کے پاس سنانے کو آسکا اور نہ محمد ﷺ کرہ زمہریرا اور کرہ ناری سے عبور کر کے اور ساتوں آسمانوں کو پھاڑ کر کے خدا کا کلام سننے کو جا سکے۔ (یہ شخص معراج کا منکر ہے۔ ازالہ اوہام ص۴۷، ۴۸، ۳۹۶، خزائن ج۳ ص۱۲۶، ۳۰۴) اور نہ خود خدا تعالیٰ زمین پر سنانے کو آیا۔ پھر یہ مہبط حقائق ومعارف اور مشرف بہ مکالمہ الٰہی فائق برہمہ انبیاء ایک موٹی بات کا جواب نہیں دے سکتا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام کیوں کر کہلا سکتا ہے۔ (سب انبیاء کی پیش گوئیاں غلط نکلنی بتاتا ہے۔ ازالہ اوہام ص۸، ۱۴۳، خزائن ج۳ ص۱۷۳، ۴۳۹، ۱۰۶، اپنی پیش گوئی کا غلط نکلنا سن کر ہر ایک سے الجھتا ہے اور گالیاں سناتا ہے) اس جاٹ، دشمن اسلام کے نزدیک قرآن شریف محمد ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر محض افتراء ہے۔ (نزول وحی سے سورج کی روح کی اثراندازی مراد لیتا ہے اور پھر اس میں زانیہ کا عین حالت زنا میں بھی حصہ ٹھہراتا ہے۔ توضیح المرام ص۲۰ تا ۴۰، ملخصاً خزائن ج۳ ص۶۸، ۶۹)

۳...... خدائے علیم وحکیم اپنے رسول اعقل البشر کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ ’’**کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر وانزلنا الیک الذکر لتبین الناس سانزل الیھم ولعلھم یتفکرون**‘‘ اور یہ الوجاٹ بولتا ہے کہ محمد ﷺ نے بہت باتوں کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ لیلۃ القدر غیر معین گمراہی کے زمانہ کا نام تھا۔ (فتح الاسلام ص۵۴، ۵۵، خزائن ج۳ ص۳۲) وہ اس کو غلط فہمی سے ایک خاص رات سمجھ کر مدت العمر اس کی تلاش میں راتوں جاگتے رہے اور اپنے اور بیگانوں کو بھی جگاتے رہے۔ خود بھی نافہمی سے مدت العمر بیداری کا رنج اٹھاتے رہے اور

لوگوں کو بھی ناحق راتوں بیداری کی تکلیف میں ڈالا۔ سورت تکویر وغیرہ میں دنیا کی آبادی کی ترقی کے اسباب پیدا ہونے کا بیان تھا۔ (دافع الوساوس ص۴۶۹، خزائن ج۵) اس کو غلطی سے مقدمات قیام قیامت سمجھ کر اور فکر واندیشہ میں پڑ کر اور ڈر ڈر کر پیش از وقت پیری بوڑھے ہوگئے۔ (مشکوٰۃ باب البکاء والخوف آخر فصل ثانی) علیٰ ہذا القیاس دابۃ الارض اور طلوع آفتاب از مغرب اور دجال اور خر دجال اور یاجوج وماجوج وغیرہ وغیرہ۔ (ازالہ اوہام ص۴۷۴تا۵۱۱، خزائن ج۳ ص۳۵۴تا۳۷۴ ملخصاً، دافع الوساوس ص۴۶۹، ۴۸۵، خزائن ج۵ ملخصاً) بہت باتوں کی حقیقت کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔

اسی طرح کی محمد ﷺ کی بہت غلطیاں اس کور باطن اجہل جاٹ نے آج تک نکالی ہیں اور آئندہ غلطیاں نکالنے کے واسطے چند سفلوں کو جمع کر کے ایک کمیٹی قائم کر رکھی ہے۔ خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچے گی اور اصل میں کام تو ابھی سے تمام ہو چکا۔ جب بعض باتوں کے سمجھنے میں غلطی کا وقوع تسلیم ہو چکا تو باقی میں وقوع غلطی کا احتمال قوی پیدا ہو گیا اور ساری شریعت پایۂ اعتبار سے ساقط ہو چکی اور غیر ملت کے لوگوں کے واسطے اسلام پر اعتراض جمانے کے لئے اس جاٹ بوٹا بٹ نے خوف پٹڑی جمادی۔ ایسے اظلم سے خدا آپ سمجھے۔ اب کہئے یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۴...... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات (احیائے موتی وابرائی اکمہ وابرص واخبار نجوردہ درخانہ ذخیرہ کردہ) ایسے صاف لفظوں سے بیان کئے ہیں جن میں دوسرے معنوں کا ہرگز ہرگز احتمال ضعیف بھی نہیں ہے اور ہم مسلمان لوگ قطعاً جانتے ہیں کہ ہمارے خدائے پاک کی مراد بھی یہی تھی جو ہم نے سمجھا ہے اور ہم پورا یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے رسول کریم ﷺ نے بھی ان کا یہی مطلب سمجھا تھا جو ہم نے سمجھا ہے اور ایک لاکھ اور کتنے اصحاب اور بیشمار تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ محدثین اور مفسرین اور فقہاء ومجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان معجزات کا مطلب یہی سمجھا تھا جو ہم نے سمجھا ہے اور یہ خدا اور رسول ﷺ اور سارے مسلمانوں کا دشمن پھٹیا ہویا جاٹ بھونکتا ہے کہ جس کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۹۶، ۲۹۷، خزائن ج۳ ص۲۵۱، ۲۵۲) خدا اور سول ﷺ اور کروڑوں مسلمانوں اولیاء وعلماء کو مشرک بتاتا ہے اور بابا نانک ہندو کو ست بچن میں موحد مسلمان صاحب کرامات بتاتا ہے۔ (ست بچن ص۳۲، ۴۱، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، خزائن ج۱۰ ص۱۴۴تا۲۶۹) اور جو اس کی مسلمانی کو نہ مانے اس پر لعنتیں بھیجتا ہے۔ یہ خدا اور سول ﷺ سے دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ تف ہے ان پر جو ایسے شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

۵...... اگر کوئی بھانڈ اپنے ایک نبی کا سوانگ بنے تو سارے مسلمان اس کو کافر بتاویں۔ یہ پھٹیا ہوا جاٹ سارے پیغمبروں کا سوانگ (مثیل) بنتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳

ص۲۲۷) اور بایں ہمہ کمالات ولایت اور امامت وضلالت کلی اور مجددیت اور محدثیت اور مہدویت اور نبوت اور رسالت کا دعویدار۔ (توضیح المرام ص۱۷تا۱۹، خزائن ج۳ ص۵۹،۶۰، ازالہ اوہام ص۶۷۳تا۶۷۷، خزائن ج۳ ص۴۶۳، دافع الوساوس ص۴۸۳، خزائن ج۵ ص ایضاً) اور الوہیت کے دعوے کا امیدوار ہے۔ (دافع الوساوس ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً) اور اگر یزیدیوں کا قصبہ قادیان میں جاکر دیکھو تو گوپیوں کے ساتھ ہولی کھلیتا ہوا کاہن دکھائی دیتا ہے۔

۶...... خداتعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ نے کسی کو خدا کا بیٹا کہنے کو خدا کو ایسی گالی دینا ٹھہرایا ہے جس سے ساتوں آسمان وزمین پھٹ جاویں اور ساری دنیا کے پہاڑ گر کر خاک ہو جاویں۔ ’’**تکاد السموٰات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا. ان دعوا للرحمن ولداً. واما شمة ایای فقوله اتخذ الله ولداً**‘‘ (حدیث قدسی مشکوٰۃ ص۵) یہ پھٹیا ہویا جاٹ خود بھی خدا کا بیٹا بنتا ہے۔ (توضیح المرام ص۲۱،۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲) اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بناتا ہے اور ایک قسم کی تثلیث کا بھی قائل ہے۔ یہ مقابلہ اور دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔

۷...... خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں حشر احیاء کے مسئلہ کو اور میدان محشر میں رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کے مسئلہ کو صدہا آیتوں میں اور اس کے رسول کریم ﷺ نے بیشمار حدیثوں میں بیان فرمایا ہے۔ یہ جاٹ بادام روغن کے تڑکے کے نشہ میں آکر سب سے منکر ہے۔

(ازالہ اوہام ص۳۵۰، خزائن ج۳ ص۲۷۹)

۸...... خدا پاک اور رسول کریم ﷺ نے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنے کو اشتراک فی التسمیہ حرام ٹھہرایا ہے۔ اس احمق جاٹ نے حرمت کو منسوخ کر کے جائز کر دکھایا۔

(دافع الوساوس ص۱۸۹تا۱۹۲، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۹...... خداورسول ﷺ نے زانیہ کی اجرت کو حرام قطعی ٹھہرایا۔ اس پیٹ کے بندے جاٹ نے اللہ دیا تائب از طوائف کا اسی قسم کا مال کھا کر خداورسول ﷺ کی سند سے حرام کو حلال بنانے کا قانون وضع کر کے اپنی الہامی کتاب (دافع الوساوس ص۶۰۱، خزائن ج۵ ص ایضاً) میں درج فرمایا۔

۱۰...... خداورسول ﷺ نے تصویر کا بنانا اور بیچنا حرام ٹھہرایا۔ اس بت فروش جاٹ یا مثیل فرعون نے تیرہ سو برس کے بعد اس کو منسوخ کر کے ترویج عبادت صنم کا بیڑا اٹھایا۔

(توضیح المرام ص۹، خزائن ج۳ ص۵۵)

۱۱...... خداورسول ﷺ نے معراج کا اثبات کیا اور امت نے اس کو پڑھا، پڑھایا۔ ان سب کے دشمن، جاٹ نے معراج کا نام لینے کو گناہ کبیرہ ٹھہرایا جس کا ارتکاب پہلے خود خداتعالیٰ نے کیا۔

پھر اس کے رسول ﷺ نے۔ پھر ساری امت نے نبی کی جناب میں گستاخی گناہ کبیرہ ہے۔

(ازالہ اوہام ص۱۴۶،۱۴۷، خزائن ج۳ ص۱۷۴،۱۷۵)

۱۲...... رسول کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک کے کلمات طیبات سے امت کو دجال سے ڈرایا اور امت نے ان کلمات کو پڑھا اور پڑھایا اور جن کتابوں میں درج کیا ان کی تلاوت کو موجب استجابت دعا کا مجرب پایا۔ اس مست جاٹ نے فرمایا ہم اس قریب الشرک بلکہ سراسر شرک سے بھرے ہوئے کلمے کو کیوں منہ سے بولیں۔ دیکھو ان کلمات کو سراسر شرک سے بھرے ہوئے الفاظ ٹھہرایا اور ان کے زبان سے نکالنے کو جرم بتایا۔ جس سے منہ کا پلید ہو جانا جتایا۔ پہلے پیغمبر کو مجرم قرار دے کر ان کا منہ پلید بنایا۔ پھر ساری امت کا۔ نعوذ باللہ!

۱۳...... خدا ورسول ﷺ ایک دفعہ نبوت کو ختم کر کے اس پر مہر لگا چکے تھے۔ اس زبردست جاٹ نے دونوں کو جھگڑے سے مغلوب کر کے اور مہر کو توڑ کر اور اپنے حصہ کی نبوت وصول کر کے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے دوبارہ مہر لگوا کر نبوت کو ختم کروایا۔ خدا اور رسول ﷺ کے ساختہ پرداختہ پر صبر نہ ہو سکا۔

۱۴...... خدا پاک کا یہ دعویٰ تھا کہ میرے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا اور میں اپنے رسولوں کے سوا کسی کو اپنے علم غیب کی اطلاع نہیں دیتا۔ ’’**وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب**‘‘ اللہ ایسا نہیں کہ تم کو (اے ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وغیرہ جو موجود ہو اور جو آئندہ پیدا ہوں گے) اپنے علم غیب پر مطلع کرے۔ ’’**عالم الغیب فلا یظھر علی غیبیه احداً الامن ارتضیٰ من رسول**‘‘ تیرہ سو برس تک یہ خدائی دعویٰ چلتا رہا۔ ادنیٰ اعلیٰ کے زبان زد ہو گیا کہ ’’**من ادعی الغیب لنفسه فقد کفر**‘‘ اب اس زور آور جاٹ نے آ کر توڑ دیا اور اڑ ر پو پو بننے کے واسطے کفر کو بالائے طاق رکھ دیا۔

۱۵...... اللہ ورسول ﷺ نے گالی دینے کو حرام ٹھہرایا تھا۔ اس شیر بہادر نے نہ خود خدا کو چھوڑا نہ رسول کو۔ نہ ان کے پیارے اولیاء وعلماء کو، نہ کسی مسلمان وعیسائی وہندو کو، کہ جس کو کچھ نہ کچھ ناگفتنی نہ سنایا ہو۔ اگر اس کے آگے چوں وچرا کرو تو سارا قرآن گالیوں سے پر بتاتا ہے۔

۱۶...... رسول ﷺ نے ’’**ید اللہ علی الجماعة**‘‘ فرمایا۔ اس خود کور باطن جاٹ نے ایسی جماعت کو کور باطن بنایا۔

۱۷...... اللہ ورسول ﷺ نے علماء کو سارے بنی آدم سے افضل بتایا۔ ان سب کے دشمن جاٹ نے ان سب کو بدذات اور سب سے بدتر یہودی ٹھہرایا۔

۱۸...... اللہ ورسول ﷺ نے اپنی اطاعت پر نجات کا انحصار رکھا۔ اس زبردست جاٹ نے وہ انحصار توڑ کر اپنی مریدی اور ادائے نذرانہ کو نجات کا موقوف علیہ قرار دیا۔

(فتح الاسلام ص۴۲ تا ۵۸، خزائن ج۳ ص۲۶ تا ۳۴)

۱۹...... رسول ﷺ نے نزول مسیح کے وقت لوگوں کو اپنے صحابہ کی مثل سے افضل بتایا۔ اس غرض کے بندے جاٹ نے ان کو ساری مخلوق سے بدتر یہودی صفت ٹھہرا کر اپنے مبعوث ہونے کی ضرورت واقتضاء کو ثابت کر دکھایا۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۱۴ ص۳۵۳)

۲۰...... خدا ورسول ﷺ نے کسی پر قطعی جنتی ہونے کا حکم لگانے سے سخت منع کیا تھا۔ اس بہشتی جاٹ نے دونوں سے بغاوت کر کے اپنے واسطے دس برس پہلے سے جس کو آج تک تخمیناً بیس برس گذرے ہوں گے قطعی جنتی ہونے کا حکم لگوائے بغیر ان کو نہ چھوڑا۔ تب ہی دین وایمان کی قید سے آزاد ہے۔ سلامتی ایمان کے طالبوں کو اس مقابلہ وعداوت کا مشت نمونہ از خروارے۔ اسی قدر کافی ہے۔ خدا ورسول ﷺ سے اس شخص کی بیس برس کی لڑائی کے حالات چند پرچوں میں کب سما سکتے ہیں۔ اس واسطے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۰، خزائن ج۳ ص۳۰۱)

عذر

’’بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ہر ایک ایسی بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کو لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب وشتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاوے اور اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے گالیوں کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۳،۱۴، خزائن ج۳ ص۱۰۹)

قرآن پر تو ہمارا ایمان ہے۔ لہٰذا اس کی گالیوں سے پر ہونے کا اقرار تو ہم کر نہیں سکتے۔ باقی سب مسلم ہے۔ بنابرآں جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ سب دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہے اور اپنے محل پر چسپاں ہے۔ آزار رسانی کی غرض سے نہیں ہے۔ کوئی صاحب اس پر نکتہ چینی نہ کریں۔ خاکسار: ہدایت اللہ، راولپنڈی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول

الملقب به

سوط الابرار علیٰ متن الاشرار

مولانا قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’الحمد للہ الذی نصر العبد وھزم الاحزاب وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین بھم قام الدین وبہ قاموا وجعلھم حزبہ وجندہ‘‘

بنمائی بہ صاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

امابعد! پس ارباب بصائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ جناب مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب نے مسیلمہ ثانی مرزاقادیانی کے بعض کفریات بطور فہرست کے مشتہر کئے تاکہ عوام اہل اسلام اس کے کفریات سے مطلع ہوکر اس کے دام میں نہ پھنسیں۔ ’’**بحکم الدین النصیحۃ**‘‘ اور جب وہ اشتہار راولپنڈی کے نئے عیسائیوں (مرزاقادیانی کے چیلے چانٹوں) نے دیکھا تو نہایت غیظ میں آکر ’’(**قل موتوا بغیظکم) حیث لا تطفی نیران غیظکم علی ھذالموحد یا اولی الخذلان فاللہ یوقدھا ویصلی حرّھا یوم الحساب محرف القراٰن**‘‘ ایک چھوٹا سا پرچہ جس میں سے مجذوموں کا نزلہ پک رہا تھا اور بجز بے ادبانہ کلمات کے اس میں کچھ مطلب نہ تھا۔ مشتہر کیا جس پر خاکسار نے بقول ؎

چوں بروکارت بکودک گفتاد
پس زبان بہ کود کی باید کشاد

ایک اشتہار جیسا کہ اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں۔ مدلل ومبرہن جس میں ہر پہلو پر مرزا کے کفر والحاد کا ثبوت تھا۔ مشہور کیا جسے پڑھ کر نئے عیسائی (مرزائی) ورطۂ حیرت وتردد میں سرنگوں اور رنگ ہیچو صم بکم عمی رہ گئے اور اپنے دارالامان وکہف الشیطان کادیان میں اپنی کونسل میں استغاثہ پیش کیا اور ایک دوسرے سے تناصر کر کے عرصہ دراز کے بعد ایک اور اشتہار رسالہ کی صورت میں نکالا جس کے اوّل میں نہ بسم اللہ اور نہ آخر میں نام مشتہر۔ باوجودیکہ وہ تمام مرزائیوں کا معہ مرزا کے عرق متعفن دست نکلا ہے۔ کوئی دلیل عقلی یا نقلی برائے نام ہی سہی نہ تھی۔ بجز رونے اور شکوہ وشکایت وبے فائدہ لغویات کے۔ بلکہ اس رسالہ پرضالہ کے ابتر ونامبارک ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے اوّل میں تیمّن وتبرک واستعانت بسم اللہ کے ساتھ نہیں کی گئی اور کیوں ایسا کیا جاتا وہ کوئی امر ذی بال تھوڑا ہی ہے جو بسم اللہ کے لائق ومناسب ہوتا۔ مثل مگس سر بریدہ ودم بسر چسپانیدہ کے زبان

درازی اور کیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اہل بصیرت کے لئے رسالہ پر ضالہ کا جواب لکھنے سے پہلے کادیانی کا مختصر سا حال اور اس کی حکمت عملیوں کا بیان کریں تا کہ پڑھنے والے پر حقیقت ظاہر ہو جائے۔ پس جاننا چاہئے کہ مسیلمہ ثانی مرزا کادیانی حقیقت میں دہریہ، ملحد اور زندیق ہے اور سب انبیاء کا دشمن اور محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی خاتم النّبیین اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، کلمۃ اللہ، روح اللہ علیہ وعلیٰ نبینا الف الف صلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصاً سب سے بڑھ کر عداوت وبغض رکھتا ہے اور محمد ﷺ کے ساتھ در پردہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بے حجابانہ ہتک اور تکذیب واستہزاء کرتا ہے۔ (جس کی تفصیل پہلے اشتہار میں ہو چکی ہے۔ اس رسالہ میں بھی انشاء اللہ ہوگی) اور محمد ﷺ کی بے حجاب ہو کر اس واسطے ہتک نہیں کرتا کہ مبادا چند احمق ناعاقبت اندیش جو میرے دام میں پھنسے ہوئے ہیں نکل نہ جائیں اور ان ابلہوں کی بدولت جو شکار ملتا ہے وہ کھو نہ بیٹھوں ورنہ اپنی ابلہ فریبیوں سے تو حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی ہتک میں بھی اس ملعون اسلام نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور ان کے خاتم النّبیین ہونے کو توڑ کر خود خاتم الانبیاء بن بیٹھا اور سورۂ صف میں جو خداتعالیٰ نے عیسیٰ سے نقل کیا: ’’**ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**‘‘ جو باتفاق ملت اسلامیہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہے اس سے ان کو معزول کر کے خود احمد مبشر بن بیٹھا، اور ان کی پیش گوئیوں کو تو غلط ثابت کرتا ہے اور اپنی پیش گوئیوں جو سراسر مکروفریب کذب وافتراء اور حیلہ سازی ہیں۔ سچی بتلا کر کہتا ہے اگر کوئی میری ایک پیش گوئی بھی غلط ثابت کر دے تو میں بیس ہزار روپیہ تاوان دینے کو تیار ہوں اور اس طرح جسے شب وروز شریعت محمدی کی بیخ کنی میں سرگرم وساعی رہتا ہے۔ ’’**علیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین**‘‘ یہ خبیث الباطن کفار کے معبودوں کو گالی دے کر احمقوں کو خوش کرتا ہے۔ باوجودیکہ خداوند کریم اہل اسلام کو ہدایت کرتا ہے کہ ’’**لا تسبو الذین یدعون من دون اللہ فیسبو اللہ عدوًا بغیر علم**‘‘ ﴿مت گالی دو مشرکوں کے معبودوں کو پھر گالی دیں گے وہ اللہ کو۔ ضد سے بغیر سمجھے۔﴾

چنانچہ اس آیت کا خلاف کر کے اس مفتری علی اللہ والرسول نے اوّل ہندوؤں کے بزرگوں کو سخت سست کہا جس کے عوض انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ کی ہتک، ہجو اور بے ادبی میں وہ وہ الفاظ کہے اور لکھے جنہیں سن کر سنگ خارا کا سینہ بھی پھٹتا ہے۔ اگر یہ ملعون معہ اپنے چیلے چانٹوں کی خوشی سے سنتا اور سناتا ہے اگر کسی کو شک ہو تو تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھ رام اور دیگر آریوں کے رسائل پڑھ لے۔ بارہا اہل اسلام نے ان کی تحریروں کی برخلاف گورنمنٹ سے چارہ جوئی کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر کچھ نہ بن سکا۔ کیونکہ غیر اسلام اس کو مسلمان مانتے ہیں اور ابتداء اس

کی طرف سے ہے۔ اگرچہ اہل اسلام نے اس کو بالاتفاق اسلام سے خارج ہی کر دیا ہے۔ اگر یہ دجال کذاب گالیوں کی سلسلہ جنبانی نہ کرتا تو ہندوؤں سے ایسی گستاخیوں کی امید نہ تھی۔ اب جو گالیاں مخالفین نے رسول اکرم ﷺ کے حق میں بکیں ان سب کا وزر اسی خناس کے سر پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''المستبان ما قالا فعلی البادی منها حتی یعتدی المظلوم (رواہ مسلم) قال رسول اللہ ﷺ من الکبائر شتم الرجل والدیه قالوا یا رسول اللہ وهل یشتم الرجل والدیه قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباه ویسب امه فیسب امه متفق علیه '' اور جب اہل ہنود سے اشرف المخلوقات خاتم الانبیاء ﷺ کو گالیاں دلوا چکا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔ (جسے مسلمان اولوالعزم نبی کہتے اور نصاریٰ غلط فہمی سے خدا کا بیٹا کہتے ہیں) اور اس کے حق میں وہ وہ سب وشتم اور بے بسط کفریات بکے کہ معاذ اللہ تا کہ اہل ہنود کی طرح نصاریٰ بھی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے حق میں جو نہ کہنا مناسب ہے سو کہیں۔ غرض یہ کہ مخالفین اسلام چڑیں گے اور بانی اسلام ﷺ کے حق میں گالیاں اور کلمات بے ادبانہ بکیں گے تو میں ان کا برائے نام مقابلہ کر کے اہل اسلام کا پیشوا بن جاؤں گا اور احمقوں کو چونکہ اپنے دام تزویر میں لانے کا آج کل یہ ایک سہل نسخہ ہے۔ یہ ملعون اس کے ذریعہ سے اپنا الّو سیدھا کر رہا ہے اور برائے نام مخالفین اسلام کا مقابلہ کر کے اپنی یہودیت، کفر اور زندقہ والحاد کو رواج دے رہا ہے اور یہ کتب فروش پیغمبر اپنی پر از کفر والحاد وزندقہ کتابوں سے اسلام کی بیخ کنی کی کوشش اور دنیاوی مفاد حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو رہا ہے۔ کیونکہ جہلاء میں حامی دین اسلام مشہور ہو رہا ہے اور رسول اکرم ﷺ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک اور بے حرمتی بھی دل کھول کر کر رہا ہے۔ اس کذاب نے یہودیت کی پوری پوری داد دی ہے۔ کیونکہ یہود لوگ بھی ان دو نبیوں سے بالخصوص عداوت رکھتے ہیں جیسا کہ یہ۔ اس دجال کا اثر دین اسلام پر ایسا ہے جیسے عیسوی دین پر پولس یہودیوں کا۔ پس مسیح دو ہیں۔ ایک مسیح ہدایت دوسرا مسیح ضلالت۔ پس اس خبیث کے مسیح ضلالت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ وہ بھی یہودی ہوگا اس واسطے تمام جہان کا ملعون حتیٰ کہ اپنے منہ سے لعنتی ہو چکا ہے۔ یہ کذاب عبداللہ آتھم پادری کے بارے میں اپنی جنگ مخنث میں لکھتا ہے: ''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے

گا۔ضرور ایسا کرے گا۔اس میں آسمان وزمین ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔‘‘

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳)

زمین وآسمان تو نہ ٹلے لیکن کذاب بدمعاش کا الہام شیطانی ٹل گیا اور پادری عبداللہ آتھم کی موت اس تاریخ سے ٹل گئی۔اس پیش گوئی کے ہندو، مسلمان، عیسائی، مرزائی اور مہتر سب منتظر تھے اور اس ملعون اسلام نے بھی بہت سامان چاول، گھی وغیرہ اس خوشی کے واسطے کہ میری جفری جوتشی اور نجومی پیش گوئی ٹھیک نکلے گی، جمع کر رکھا تھا۔مگر جب چھٹی ستمبر کی آدھی رات کو تار آیا کہ پادری عبداللہ آتھم صحیح وسلامت جیتا جاگتا ہے۔

رگ جاں کاٹنے آیا تھا تیری ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
غضب فتادنہ جا ماند کادیانی را نہا میخ بہ بستر چھٹی ستمبر کی
جو ہم نے کی تیری تکفیر تو خفا ولیک تھا اب اپنے منہ سے ہے کافر چھٹی ستمبر کی

لگا حیلے حوالے بنانے۔ایسا ہی احمد بیگ کی لڑکی کے واسطے بہت ہی کوشش کی کہ کسی طرح نکاح میں آجاوے۔زمین دینے کی اور اور کئی طرح کی سازشیں کیں۔جب پہلی بیوی اور لڑکوں نے چاہا کہ وہ لڑکی اور کو دے دی جائے تب بیوی کو طلاق دے دی اور بیٹوں کو محروم الارث کر دیا اور الہام بازی شروع کی۔چنانچہ یہ الہام تراشا کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے: ’’زوجنٰکھا لا مبدل لکلمات اللہ ‘‘یعنی ہم نے وہ عورت تجھ کو نکاح کر دی اللہ کی باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا اور کہا کہ اڑھائی سال کے اندر مجھ کو مل جاوے گی خواہ کنواری، خواہ بیوہ ہوکر۔ اب مدت سے وہ میعاد بھی گذر گئی ہے اور سلطان احمد اس عورت سے خوب لطف اڑا رہا ہے اور دھڑادھڑ بچے جنا رہا ہے اور مرزا دیکھ رہا ہے اور کرے تو کیا کرے۔تدبیر کند بندۂ تقدیر کند خندہ۔

پس بعض بے وقوف نہیں سمجھتے کہ ہم دیوث، بے عزت اور لعنتی کی امت بن رہے ہیں۔اسی طرح جب پیش گوئیاں اس دجال کی گوزشتر سے بھی کم وقعت والی اور جھوٹیاں ہیں ایک بھی اب تک صحیح نہیں نکلی۔پھر کبھی مجدد، کبھی محدث وملہم، کبھی رسول ونبی، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی نامبارک اپنے بچے کو۔’’کان اللہ نزل من السماء ‘‘کبھی خود خدا کا بیٹا، کبھی رسول اللہ ﷺ کی غلطیاں وغلط فہمیاں نکالتا، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرا کر صلیب پر چڑھا خود عیسیٰ موعود مثیل مسیح، کبھی احمد مبشر، کبھی کیا اور کبھی کیا بنتا ہے۔ فلعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ وانصارہ!

اب راولپنڈی کے لئے عیسائیوں (مرزائیوں) کے اشتہار کا جو رسالہ کی صورت میں انہوں نے شائع کیا ہے جواب شروع ہوتا ہے۔’’فاستمع ولا تکن من الغافلین. قولھم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ’’انہوں نے اپنے پہلے اشتہار میں بھی یہی لکھا تھا بعدہ آیت سورۂ یٰسین کی لکھی تھی ’’**یا حسرة علی العباد** ‘‘تو خاکسار نے لکھا تھا کہ مراد ان کی رسولہ سے مرزا قادیانی ہے۔ بشہادت چند قرائن ودلائل کے۔ پھر رسالہ میں انہوں نے خاکسار کے دلائل وشواہد سے کچھ تعرض نہیں کیا بلکہ ہمارے دعویٰ کو ثابت کیا اور پھر بھی نام مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا نہ لیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے مان لیا کہ ہمارے دلائل وزنی ہیں بے شک مراد ان کی رسولہ سے ؎

حضرت اقدس مسیح زماں، اپنے چیلوں کے مرسل یزداں

’’**کما ستعرف انشاء الله تعالیٰ** ‘‘بعد میں اشتہار کی پیشانی پر یہ آیت لکھی ہے: ’’**وجعلناکم شعوباً وقبائل** ‘‘اس میں لفظ انا کا اپنی طرف سے ایزاد کیا۔ قرآن میں نہیں یہ آیت سورۂ حجرات کی ہے۔ دیکھ لیں۔ اس آیت میں واللہ اعلم! ان کا کیا مطلب ہے۔ ہم تو ان کو اسی قوم وقبیلہ کے ساتھ پہچانتے ہیں جو ان کا ہے اور ان میں تقویٰ کا نام ونشان بھی نہیں دیکھتے۔ اس واسطے اکرام نہیں جانتے، لیکن چور کی داڑھی میں تنکا۔ ہم نے تو بجز لفظ شریف اور شرافت کے اور کچھ نہیں بولا۔ اگر جناب مولوی ہدایت اللہ صاحب کو برا بھلا نہ کہتے تو ہم کو کیا ضرورت تھی کہ ان کی ذاتی شرافتوں کو ٹٹولتے۔ جب انہوں نے سخت بے جا الفاظ بولے تو ہم نے سبب دریافت کیا تو شرافت ذاتی ولطافت جبلی وجوہری نکلی۔ ہاں! اگر تقویٰ اختیار کرتے تو یہ سب شرافتیں مٹ جاتیں۔ بعدہ آیت ’’**جاء الحق وزهق الباطل** ‘‘لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں ’’**کلمة حق ارید بها باطل** ‘‘اور گویا ہمارے واسطے فال نیک نکل آیا۔ اب مرزا قادیانی کا مذہب باطل عنقریب زاہق ہوجائے گا۔ ’’**ان الباطل کان زهوقا**‘‘

قولہم ...... ’’مولوی ہدایت اللہ صاحب نے اب تک ہمارے اشتہار کی تردید نہیں کی۔‘‘

اقول...... مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اشتہار لکھا۔ اب تک مرزا دم نہیں مار سکا اور چپ چاپ صم بکم رہ گیا۔ گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ آپ نہ، جناب مولانا صاحب کے مخاطب ونہ اس کے لائق کہ مولانا صاحب آپ جیسے جاہلوں کو مخاطب کریں اور خاکسار نے بارشاد مولانا صاحب آپ کے اشتہار کی کماحقہ پوری پوری مع آپ کے کاذب رسول کے قلعی کھولی اور خوب خاکا اڑایا اور مرزائیوں کو نیچا دکھایا۔ آپ مانیں تو کیا حرج ؎

الشمس شمس وان لم یراها الضریر | **والعسل عسل وان لم یذق طعمه المرور**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | **چشمۂ آفتاب راچہ گناہ**

مثل الخفا فیش التی اذجاء ھا ضؤ النھار ففی کوی الحیطان
خفی اذاما اللیل جاء ظلامہ البصرتہ لتسعی بکل مکان

قولہم …… خواہ مخواہ ایک اور صاحب نے۔

اقول …… واہ صاحب یہ بھی مسیح کاذب صاحب کا ایک معجزہ ہے کہ بے فائدہ اور لغو باتوں میں ٹالنا، ایسا ہی مرزا نے لاہور بٹالہ، انبالہ، سیالکوٹ، پٹیالہ، دہلی وغیرہ مواضع میں کیا۔ دیکھو! مرزا کادیانی فضول باتیں بنا اور صریح دم دبا کر بھاگ نکلا۔ ہمارا اشتہار تو منصف کے نزدیک دندان شکن جواب ہے۔ لیکن آپ بتایئے! کہ تمہارا رسالہ کس فقرے اشتہار کا جواب ہے۔ خاک جو کادیانی کے سر پر پڑی۔ فقط فضول خارج از مبحث اور لغویات کہ نہ سر اور نہ پاؤں اور شکایتیں ۔

واللہ ما جئتم بقال اللہ اوب قال الرسول ونحن فی المیدان
ما عندکم الا الدعاوی والشکا اوی او شھادات علی البھتان
ھذا الذی واللہ نلنا منکم فی الحرب اذ یتقابل الصفان

قولہم …… ’’بھٹیاریوں کی طرح الیٰ قولہ ذاتیات کو درمیان میں لا دیتے ہیں۔‘‘

اقول …… ’’………… بداٴھا وانسلت‘‘ ذرا اپنا چھوٹا سا اشتہار دیکھنا اور اپنے رسالہ کو پھر ملاحظہ فرمانا کہ یہ کلام کس کا ہے؟ جب تمہارے رسول کاذبہ کی گالیوں فحشوں بدزبانیوں سے اولوالعزم پیغمبر نہ چھوٹے تو تمہاری گالیوں اور بھٹیاریوں کی طرح بدزبانیوں سے اور کون چھوٹ سکتا ہے۔ بکوا دو اور بکے جاؤ۔ ہم کہاں ذاتیات کو درمیان میں لائے ہیں۔

دروغ گویم بروئے تو

ہاں! جب آپ نے مولانا مولوی ہدایت اللہ صاحب کو بہت برا بھلا کہا اور سخت بدزبانی سے پیش آئے تو ہم نے اشتہار کے اخیر میں جب بالکل مضامین سے فارغ ہوگے نہ کہ درمیان میں آپ کے ذاتی کمالات اور جوہری فضائل اور جبلی شرافتوں پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ ۔

نیش گژدم نہ از پے کین است مقتضائے طبیعتش این است

جب آپ صاحب ہم کو منطقی صاحب کا خطاب دیتے ہیں تو منطقی ذاتیات وعرضیات دونوں سے ضرور بحث کیا کرتے ہیں۔ پھر خفا کیوں ہوتے ہو اور شکایت کیوں فرماتے ہو۔

قولہم …… ’’اس مغلوب الغضب مشتہر کو الزامی یا حقیقی جواب دینا تو آتا نہیں۔‘‘

اقول …… خاکسار تو مغلوب الغضب لیکن آپ کا جھوٹا پیغمبر اشتہاری اور کتب فروش مہدی، تو بڑا حلیم الطبع ہے اور مہذب دیکھو اس کی کتابیں حرامزادہ اور بدذات وغیرہ تو اس کا ورد زباں ہے۔ شیخ

الکل سید مولوی محمد نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی رشید صاحب گنگوہی وغیرہ کو سخت گالیاں دیں۔ کسی کو ضال، دجال، کسی کو دجال کاذب، کسی کو شیطان اعمیٰ وغول اغویٰ وشقی وملعون لکھا۔ پھر سب کو بدذات لعنتی کی نسبت کی اور تمام علماء اسلام کو یہودی کہتا ہے اور بابا نانک کو پاک وجود اور جو اس کے برخلاف کہیں ان کو لعنت دیتا ہے۔ (ست بچن ص۴۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۰، ۱۴۱)

اور بابا نانک کی بعض کرامتوں کا ذکر (ست بچن ص۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، خزائن ج۱۰ ص۲۵۹ تا ۲۳۶) وغیرہ اور (ست بچن ص۹، خزائن ج۱۰ ص۱۲۱) میں لکھتا ہے کہ میں نے تیس برس تک گرنتھ پڑھتا رہا۔ بابا نانک مسلمان مقبول اور برخلاف اس کے لعنتی اور علماء اسلام لعنتی اور یہود اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے نزدیک چور اور جھوٹا اور نادان، موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی وعملی قوی میں بہت کچا اور شریر، مکار، فریبی، شعبدہ باز جس کی تین دادیاں نانیاں کسبی زنا کار تھیں۔ متکبر ناپاک خیال، راست بازوں کا دشمن وغیرہ وغیرہ۔ **نعوذ بالله من هذا الكفر الجسيم والنفاق العظيم والا نداد الفخيم** پھر ہندوؤں کے معبودوں اور عیسائیوں کے معبود کو برا بھلا کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو سب سے گالی دلوائیں۔ یہ ہے علم اور تہذیب تمہارے رسول صاحب کی۔ واہ رے تہذیب مجددی ومحدثی تمہارے رسول ملعون کی اور آپ بھی ماشاء اللہ چشم بددور اس تہذیب وحلم میں پیرومرشد ورسول اپنے کے، سنت پر پورا پورا عمل درآمد کرنے والے ہیں۔ دیکھو آپ کا چھوٹا سا پرچہ اشتہار کہ گویا دریائے حلم وتحمل وتہذیب کو ایک کوزہ میں بند کر دیا۔ خصوصاً آخر کی دو تین سطریں **فلاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم. نعوذ بالله من الخذلان۔** ہم کو تو الزامی، حقیقی جواب نہیں آتا۔ لیکن آپ کو تو الزامی حقیقی (لوگ تحقیقی کہا کرتے ہیں۔ شاید صحیح حقیقی ہوگا جو قسیم ہے مجازی کا کیونکہ ہم کو تو آتا ہی نہیں پھر نام کیا جانیں) خوب آتا ہے ذرا بتایئے تو سہی کہ آپ نے کون سا الزامی یا تحقیقی جواب لکھا ہے۔ (جلنے والی کا سر)

قولہم...... ’’پھر اس کو جواب کوئی دے تو کیا دے اور کس بات کا جواب دے۔‘‘

اقول...... آپ نے سچ کہا: ’’**ان الكذوب قد يصدق**‘‘ آفرین صد آفرین آپ کے رسالہ میں بفرض محال اگر کوئی سچ ہے تو یہ ہے۔ اس واسطے کہ خاکسار کے اشتہار کا جواب واقعی سخت ونا ممکن ہے۔ آپ اگر جواب دیتے تو کس کس بات کا دیتے؟ (۱) کیا اس کا جواب دیتے کہ رسولہ سے مراد مرزا قادیانی نہیں؟ (۲) یا اس کا کہ پیشانی کی آیت میں رسول سے مرزا قادیانی مراد نہیں؟ (۳) یا اس کا کہ ازالہ اور دافع الوساوس میں مرزا قادیانی نے رسالت ونبوت کا دعویٰ نہیں کیا؟ (۴) یا اس کا کہ مرزا قادیانی نے اپنی آل کو محروم الارث نہیں کیا؟ (۵) یا اس کا کہ

مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان وتصرف بے جا کا الزام نہیں لگایا؟ (۶) یا اس کا کہ تم نے مولوی ہدایت اللہ صاحب پر بہتان نہیں باندھا۔ یا اس کا کہ اپنے کادیانی رسول کی سنت پر عمل نہیں کیا؟ (۷) یا اس کا کہ مرزا قادیانی نے یسوع مسیح کی تکذیب وکفر وبدزبانی وتفریط وانکار معجزات عیسوی کا نہیں کیا؟ (۸) یا اس کا کہ جس جس نمبر سے تم نے اپنے اشتہار میں سکوت کیا ہے وہ تسلیم نہیں کیا؟ (۹) یا اس کا کہ مرزا قادیانی نے عیسوی معجزات کو خلاف واقع سراسر مشرکانہ باتیں اور کفر سے بدتر اور الحاد اور سخت بے ایمانی نہیں کہا؟ (۱۰) یا اس کا کہ پیغمبر ﷺ دجال وخر دجال ودابۃ الارض وابن مریم اور یاجوج ماجوج کی حقیقت کما حقہ نہیں جانتے تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی جانتا ہے۔ (۱۱) یا اس کا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ احمد مبشر ہونے کا نہیں کیا؟ (۱۲) یا اس کا کہ علماء ہندوستان پنجاب نے مرزا قادیانی پر فتویٰ کفر کا دے کر شائع نہیں کیا؟ (۱۳) یا اس کا کہ مرزا قادیانی معجزات عیسیٰ کو جو کلام اللہ میں آیات بینات مذکور ہیں نہیں مانتا؟ (۱۴) یا اس کا کہ آپ نے جو مولوی ہدایت اللہ صاحب کو برا بھلا کہا وہ آپ کی ذاتی جوہری وسرشتی شرافت نہیں ہے؟ **الیٰ غیر ذالک من الاشکالات!**

آپ بالکل سچ کہتے ہیں۔ اگر جواب دینے کو بیٹھیں تو کس کس بات کا جواب دیں اور کیا دیں۔ یہاں خالہ جی کا گھر تو نہیں۔ آپ تو آپ ہیں اگر مرزا قادیانی کی ساری نسل چنگیز خان وہلاکو بلکہ الآن قویٰ تک نکل آوے تو بھی جواب نہیں دے سکتے۔ پھر آپ کیا دے سکیں۔ اسی واسطے آپ نے دوراندیشی کی اور الزامی وتحقیقی جواب سے اعراض کر کے شوروغوغا ولغویات وشکایات کی طرف توجہ فرمائی۔ اپنے اسلاف کے طریق پر ’’**وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھٰذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون** (حم سجدۃ:۲۶)‘‘ تاکہ عوام جان لیں کہ جواب ہو چکا۔

قولہم ...... ’’امت محمدی میں فتنہ وفساد ڈالتے ہیں۔‘‘

اقول ...... امت مرزائی باوجود اس قدر فساد کے مدعی اصلاح کی ہے۔ صدق اللہ العلی العظیم!

’’**واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون** (البقرۃ:۱۱تا۱۳)‘‘

قولہم ...... ’’بات تو ہمارے اور مولوی ہدایت اللہ کے درمیان ہے۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے تجھے کس نے بلایا، پوچھا۔‘‘

اقول ...... بات تو مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مرزا قادیانی کے درمیان تھی۔ آپ کو کس نے بلایا

تھا؟ اور خاکسار تو چونکہ مولوی ہدایت اللہ صاحب اس وقت تالیف وتکمیل رسالہ رفع الالتباس بین الناس میں (کہ وہ بھی آپ کے اور آپ کے رسول کاذب کی خدمت ہے) معروف ومشغول تھے۔ اس واسطے اس فقیر نے کہ ان کے خادموں میں سے ہے۔ آپ کے اشتہار (جو مجموعہ لغویات وہزلیات اور بہتانوں کا تھا) کا جواب دندان شکن ومدلل ومبرہن دلائل قاطع سے ثابت کیا اور ثابت بھی انہی کے نصوص وظواہر سے کر دکھایا۔ اسی واسطے تو آپ سے اور آپ کے رسول کاذب سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ سوائے دجل اندازی ولغویات وہزلیات کے۔ بھلا خاکسار تو ماموں تھا آپ کہاں کے چوہدری بن کر آبیٹھے کہ ہمارا نام بھی لیجو! اور خواہ مخواہ اپنے رسول کو رسوا وبدنام کیا۔ مرید اور چیلے ہوں تو آپ ہی جیسے لائق فائق ہوں۔ ہائے افسوس مرزائیو! خدا کے مارو، روتے کیوں ہو اور یہ زنانہ شکایتیں کیسی؟

انکنتم انتم فحولاً فابرزوا ودعوا الشکاوی حیلة النسوان

اگر آپ اور آپ کے جھوٹے رسول سے جواب نہیں ہوسکتا تو خاموش ہورہو یا توبہ کر کر کذاب کے مرتدوں سے باہر آجاؤ۔ توبہ کا دروازہ تو کھلا ہے۔ رونا اور شکایتیں کس کام اور آپ مولوی ہدایت اللہ صاحب کے مخاطب نہیں ونہ ہوسکتے ہیں۔

قولہم ...... ’’اگر کچھ علمیت کا گھمنڈ ہے۔‘‘

اقول ...... علمیت کا گھمنڈ تو آپ کو اور آپ کے جاہل رسول کو ہوگا۔ ہم تو مہاجرین وانصار اور ائمہ ہدیٰ کے متبع ہیں جن کو تمہارا رسول کذاب، اندھا کہہ بیٹھا ہے اور الہامی گوزیں مار رہا ہے اور جہاں کی لعنتوں کا ہار پہن چکا ہے۔

پڑے گی ہر طرف سے تجھ پہ لعنت بس اب ہر وقت رہ تیار مرزا
ذرا خوش ہو کے گھر جا کر دکھانا گلے میں لعنتوں کا ہار مرزا

قولہم ...... ’’مرزاقادیانی کی کتابیں لے کر اور اسے آخر تک پڑھو۔ قادیان میں چلے جاؤ۔ کتاب کوئی دیکھی نہیں وغیرہ وغیرہ۔‘‘

اقول ...... حسب الارشاد کتابیں دیکھیں۔ ان میں سوائے ابلہ فریبی، دجل اندازی وبے ایمانی وکفریات، لغویات، جہالت وخباثت اور فضلہ خوری وکاسہ لیسی، نیچری کے اور کچھ نہیں پایا۔ لعنة اللہ علی مؤلفھا!

اگر مرزاقادیانی کی کتابیں نہ دیکھتے تو آپ کو اس طرح اسفل السافلین کا سیر نہ کراتے اور معاذ اللہ کہ ہم قادیان دجال خانہ میں جائیں اور اس منحوس شکل اکذب الکاذبین ورئیس

المفترین ومثیل مسیح الدجال کے زیارت کریں۔ ہم تو نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے ہیں۔
’’اعوذبک من فتنة المسیح الدجال‘‘

قولہم ...... ’’تمہارا ایسا کرنا گویا مخالفین اسلام کو سبق دیتا ہے۔‘‘

اقول ...... کیا آپ موافق اسلام ہیں؟ کلا دلما کہ آپ جیسی شکلیں اسلام کے موافق ہوں۔ تمہارے رسول نے لغت ولسان سے امان اڑادی۔ استعارہ ومجاز کا نشان کھڑا کر کے خواہ مخواہ کا رسول، محدث، ملہم، مجدد، مہدی، مثیل مسیح بن بیٹھا۔ عیسیٰ بنا ان کو سولی پر چڑھا کر قاتل بنا۔ احمد رسول مبشر بنا۔ خدا کا بیٹا رسول ﷺ کا معبود بنا۔ ’’قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین ‘‘اور اپنے نامراد بیٹے کو’’ کأن الله نزل من السماء ‘‘ کہا۔ عیسیٰ سے بہتر بنا۔ ان کے معجزوں کو مسمریزم سے شعبدہ بازی صنعت کا مکروفریب کہا اور کہا کہ اگر میں اس امر کو مکروہ قابل نفرت نہ جانتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا کہا۔ صاف تکذیب صدیقہ کبریٰ بنص قرآن محضہ بقول رحمان المصطفات علیٰ نساء العالمین کی علیٰ رؤس الاشہاد کی: ’’قالت انّٰی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذالک قال ربک ھو علی ھیّن ولنجعله آیة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا (مریم:۲۰، ۲۱) ‘‘فرشتوں کے نزول کا انکار کیا اوران کو بمجرد غرض وتخمین گیروں وستارہ پرستوں کے خیال ومداخلت کو روحانیت بتایا۔ قیامت کا تحریف کے ساتھ انکار کیا۔ وغیرہ وغیرہ! کفریات، اپنے آپ کو مسلمان کہلوا رہے ہیں۔ اس واسطے آپ اور آپ کے رسول کاذب یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں سے بڑھ کر مخالف اسلام ہو۔ اسلام کو ہرگز دوسرے مخالفین سے ایسا عذر نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا کہ تم اور تمہارے مصنوعی رسول سے پہنچ رہا ہے۔

قولہم ...... ’’مرزا قادیانی کے کلام پر علماء معاصرین یا عام لوگ۔‘‘

اقول ...... ہم مرزا قادیانی کو کذاب، دجال، مفتری، غدار، عاق، شاگرد سید احمد نیچری اوراس کا چور جانتے ہیں اور آپ (مرزائی) بمجرد دعاوی بغیر برہان کے مجدد مہدی مسعود مسیح موعود کہتے جاتے ہیں اور اگر دلیل کا مطالبہ ہو تو کہتے ہیں کہ فلاں صاحب نے لکھا ہے کہ جب مسیح یا مہدی آئے گا تو لوگ اس کی مخالف کریں گے۔ سبحان اللہ! کیا عجیب دلیل نقل پیش کی ہے۔ اوّل تو اس بات کا ثبوت نہیں۔ پھر دعویٰ پر کسی قسم کی دلالت نہیں نہ مطابقی نہ تضمنی نہ التزامی۔ اگر یہ دلیل سچی ہے تو یہ بھی سچی ہوگی۔ ’’ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل ‘‘اور یہ بھی سچی ہوگی۔ ’’ان انتم الا بشر مثلنا ‘‘اس کو قیاس شبہ کہتے ہیں۔ یہ دلیل کفاروں یا بے علموں کی ہوتی ہے۔ اگر یہ سچی

ہوتو کوئی قیاس علت یا قیاس دلالت لاؤ جو دلیل ہو سکے۔ اگر اسی کا نام دلیل ہے تو بے شک مرزا دجال کا مثیل ہے۔ یہ بودے نادان مرزائی اب تک نہیں سمجھے کہ دلیل وحجۃ کس حیوان وپتھر یا درخت کا نام ہے۔ آؤ! میں تم کو یہ سبق پڑھاتا ہوں دلیلیں شرع کی چار ہیں۔

اوّل...... کتاب اللہ۔

دوم...... سنت رسول اللہ۔

سوم...... اجماع امت۔

یہ تین ادلہ معصوم ہیں اور

چہارم...... قیاس جو غیر معصوم ہے۔

پس مرزا قادیانی کے مسیح موعود وغیرہ ہونے پر ان چاروں میں سے کون سی دلیل ہے۔ بتاویں ورنہ گوزشتر کی طرح بیہودہ ژٹلیں نہ ہانکیں کیونکہ ہم نے تو اس کے کافر مرتد دجال ہونے کے بہت سے دلائل قطعی اور حجج بینہ پیشتر اشتہار میں اور اس رسالہ میں لکھ دی ہیں۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

کیا حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ کے یہ فرمانے سے (کہ علماء ظواہر عیسیٰ سے مخالفت کریں گے یا مہدی پر فتویٰ لگائیں گے) دجال قادیانی کا عیسیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے؟ یا یوں دونوں باتوں میں کسی قسم کی ملازمت ہے؟ اگر ہے تو وجہ تلازم کی بیان کیجئے!

قولہم...... حدیث صحیح میں آیا ہے: ’’من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة الجاهلية‘‘

اقول...... آپ اور آپ کا کذاب رسول بھی حدیث شریف کے مصحح بن بیٹھے۔ ’’انا للہ وانا الیہ راجعون من این انتم والحدیث والحجة والوحی المعقول والبرهان‘‘

اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہے تو ہم اس کی صحت کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کس نے اہل صحاح وسنن ومسانید میں سے اس کو تخریج کیا اور کوئی راوئ حدیث نے جس کی تصحیح کی اور اسناد اس کا کہاں ہے اگر نہ بتاؤ (اور نہ بتا سکو گے) تو بغیر اس کے کیا کہا جاوے کہ تم دجال کذاب کی امت ہو اور کذب وبہتان وافتراء آپ کا عین دین وایمان ہے۔ اس حدیث کے ساتھ مطہر علی رافضی نے منہاج الکرامہ میں تمسک کیا تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ نے ’’منہاج السنۃ‘‘ میں یوں جواب دیا: ’’من روی هٰذا الحدیث بهذا اللفظ واین اسناده وکیف یجوزان یحتج بنقل عن النبی ﷺ من غیر بیان الطریق الذی به ثبت ان

النبی ﷺ قال هٰذا لو کان مجهول الحال عند اهل العلم بالحدیث فکیف وهٰذا الحدیث بهذا اللفظ لا یعرف، انما الحدیث المعروف ما روی مسلم فی صحیحهٖ من خلع یدًا من طاعة لقی الله یوم القیامة لاحجة له، ومن مات ولیس فی عنقهٖ بیعة مات میتة جاهلیة انتهیٰ ‘‘اور یہ حدیث خلیفۂ وقت اور امیر قوم کی اطاعت وبیعت میں وارد ہے۔ اسی لئے تمام اہل حدیث اس حدیث کو ’’کتاب الامارۃ‘‘ میں لائے ہیں۔ یہ حال ہے حدیث کا جس کو مرزائیوں نے خیانت وخباثت سے صحیح کہا۔ باوجود اس کے ان کے مقصود کے لئے کسی قسم کا مساس بھی نہیں رکھتی۔ یہ ان کے کاذب ومفتری ہونے پر کافی دلیل ہے۔

’’الائمة من قریش ‘‘اور امام قریش میں سے ہونا چاہئے۔ نہ کہ چنگیز خان اور بوزبخر خان کی نسل سے۔ چنانچہ نسائی اور حاکم وغیرہ میں بروایت انسؓ آیا ہے: ’’الائمة من قریش ‘‘اور تلخیص میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ میں نے اس حدیث میں ایک جزء مستقل لکھی ہے چالیس صحابہ سے، اور صحیح بخاری میں ہے: ’’عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: لا یزال هذا الامر فی قریش مابقی منهم اثنان ‘‘اور نیز بخاری میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے مہاجرین وانصار کے روبرو فرمایا: ’’نحن الامراء وانتم الوزراء ‘‘اور فتح الباری میں بروایت امام احمدؒ کے آیا ہے۔ ’’فتکلم ابوبکر فقال والله لقد علمت یا سعد ان رسول الله ﷺ قال وانت قاعد قریش ولاة هٰذا الامر فقال له سعد صدقت انتهیٰ ‘‘پس جب امام کا ہونا قریش میں سے باحادیث ثابت ہو تو بوزبخر خان کی اولاد کب امام زمان بن سکتی ہے۔ ’’وعن جابرؓ الناس تبع لقریش فی الخیر والشر (رواه مسلم) وعن ابی هریرةؓ ان النبی ﷺ قال الناس تبع لقریش فی هٰذا الشان مسلمهم تبع لمسلمهم وکافرهم تبع لکافرهم (متفق علیه) ‘‘پس معلوم ہوا یہ دجال بھی مدعی امامت کا ہے۔ اسی واسطے حضرت سلطان المعظم کے حق میں جو کہ خلفاء عثمانیہ میں سے ہیں اس منحوس مقبوح ملعون نے الفاظ بے ادبانہ بکے ہیں تاکہ کسی طرح وہ امام نہ بنیں اور یہ خبیث امام زمان بن جاوے۔

قولہم ...... ہم ’’لا اله الا الله محمد رسول الله‘‘ کہنے والے...... الخ!

اقول ...... جناب من مسیلمہ کذاب بھی ’’لا اله الا الله محمد رسول الله‘‘ کہتا تھا اور منافق بھی۔ پس جب تک اس کلمہ پر اعتقاد وعمل نہ ہو تو ہرگز آپ مسلمان نہیں ہوتے۔ تم تو صریح اس کے مخالف ہو اور ایک کذاب کو رسول ونبی بنا بیٹھے ہو اور وہ برابر محمد ﷺ کی غلطیاں نکالتا چلا جاتا ہے۔ تم کو اس کلمہ شریف سے کیا نسبت؟ تم تو زبان عام وقال سے کہہ رہے ہو: ’’مرزا غلام احمد

رسول اللہ‘‘ پھر منافقانہ طور پر’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ‘‘زبان سے کہنا کیا معنی رکھتا ہے اور آگے بیان ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ کہ آپ اور آپ کا رسول یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی اور منافق مسلمان بھی۔

قولہم...... ہم کو عیسائیوں سے کیا نسبت۔

اقول...... بالکل سچ۔ آپ کا امام (مرزا قادیانی) تو عیسیٰ کو قتل کرنے والا صلیب سے یہودیوں کی طرح چڑھانے والا اور سخت سخت گالی بکنے والا اور جان وعزت کا دشمن اور عیسائی ان کی تعظیم میں افراط کرنے والے اور خدا یا خدا کا بیٹا کہنے والے پھر آپ کو ان سے کیا نسبت۔ اگر ہے تو یہودیوں سے ہے۔ کیونکہ وہ بھی عیسیٰ کے تمہارے رسول کی طرح سخت دشمن ہیں۔ جیسا تمہارا امام۔ لیکن ہم نے آپ کو نئے عیسائی اس واسطے کہا ہے کہ تمہارا رسول اپنے آپ کو ابن اللہ اور قائل تثلیث اور عیسیٰ ومسیح موعود کہتا ہے۔ اس اعتبار سے آپ عیسائی اور پہلے اعتبار سے آپ یہودی اور منافقانہ اقرار سے آپ منافق مسلمان۔ پس آپ یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی اور منافق مسلمان بھی۔ آپ کا عجیب رنگ اور ڈھنگ ہے۔ اس واسطے آپ کی تحریر کا بھی عجیب رنگ ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ کہیں اقرار اور کہیں انکار۔’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

قولہم...... ہمارے امام علیہ السلام نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا داخل جنت ہونا۔

اقول...... ’’وباللہ التوفیق‘‘ اوّل کذاب مرزائیوں کی حدیث صحیح کی کچھ خبر لے کر پھر انشاءاللہ اور بحث کریں گے۔

اوّلا...... ہم کہتے ہیں کہ کس نے ائمہ حدیث میں سے اس کی تصحیح کی، اور کس نے اس کی تخریج کی، اور کس کتاب میں صحاح وسنن ومسانید سے یہ حدیث موجود ہے، اور اس کا اسناد کہاں ہے اور ائمہ جرح وتعدیل میں سے کس نے اس کی توثیق کی ہے۔ ضرور بتاویں۔ ورنہ آپ کے دجال کذاب کادیانی کی سنت پر عمل کرنے میں کیا شک۔ ایسا دھوکہ دینا بے ایمانوں کا کام ہے نہ مسلمانوں کا۔ نہ صاحب یواقیت نے اس کا مخرج بیان کیا اور نہ اس کی سند لایا اور نہ تفسیر ابن کثیر میں اس کی سند ومخرج کا پتہ ہے۔ پس یہ حدیث بھی مثل حدیث سابق کے بے اصل اور مجہول ہے۔ پھر اس کو صحیح کہنا بڑا ظلم وبہتان ہے۔

ہاں! حدیث’’لو کان موسیٰ حیا ماوسعه الا اتباعی (مشکوٰۃ ص ۳۰)‘‘ امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے روایت کیا:’’قال الا بهری لكن فی اسناده مجالد ابن سعید وهو ضعیف، قال ابن حبان كان ردی الحفظ یقلب الاسناد ویرفع المراسیل لا

یجوز الا حتجاج به، قال الشافعی الحدیث عن حرام، ابن عثمان حرام وعن مجالد تجالد وعن ابی العالیة الریاحی ریاح قال احمد بن حنبل حدیث مجالد حلم (مرقاة) ’’پس چونکہ وہ لفظ جو مسند احمد وبیہقی میں موجود ہے، ضعیف ہے۔ جس میں عیسیٰ کا نام ونشان بھی نہیں۔ پھر وہ لفظ جس کا وجود اصول وامہات میں بالکل نہیں۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ایسی حدیث کو اہل حدیث ’’لا اصل لہ ‘‘ کہتے ہیں۔ پھر اس کو صحیح کہنا بے دینی نہیں تو کیا ہے اور اگر بفرض محال صحیح بھی ہو جاوے تو روایت احمد ’’لو کان موسیٰ حیا بین اظہرکم‘‘ مفسر اس کے ہوگی کیونکہ قید ’’بین اظہرکم ‘‘ منافی ان کی حیات کو ملاء اعلیٰ میں نہیں۔ فتدبر!

اور باوجود بے اصل ہونے کے مخالف ہے دلائل قاطعہ کے آیات بینات واحادیث متواترہ سے جو حیات مسیح پر دال ہیں اور کچھ عنقریب بیان بھی کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

پس اوّلاً جاننا چاہئے کہ ہم اہل سنت وجماعت کا قول ہر مسئلہ وہر باب میں خواہ اصول ہو خواہ فروع اعتقاد ہو یا عمل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اور جو فرمایا مہاجرین وانصار نے جو افضل خلق اللہ ہیں علی الاطلاق بعد النّبیین اور جو باقی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے فرمایا اور جو فرمایا ائمہ ہدیٰ ومصابیح دجی ائمہ اربعہ وغیرہم نے رضی اللہ عنہم اجمعین اور یہی ہے دین اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے کامل کیا اور اپنی کتاب میں خبر دی: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:۳) ‘‘ اور یہی لوگ منعم علیہم ہیں جن کا راستہ ہم کو مانگنے کا حکم ہے۔ ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں: ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم (فاتحہ:۶،۷) ‘‘ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں فرماتا ہے: ’’ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النّبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (نساء:۶۹) ‘‘ اور فرمایا: ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسآءت مصیرا (نساء:۱۱۵) ‘‘ اور فرمایا: ’’والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه (توبه:۱۰۰) ‘‘ اور فرمایا: ’’ام لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین ما لم یأذن به اللہ (الشوریٰ:۲۱) ‘‘ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ’’من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه ‘‘ اور فرمایا ’’کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة ‘‘ امام احمدؒ کو خلیفہ وقت سخت مارتا اور عذاب کرتا۔ اس بات پر کہ کہے قرآن مخلوق ہے اور وہ محبوب رب العالمین کہتا ’’کیف اقول مالم یقل ‘‘ یعنی کس

طرح کہوں میں وہ بات جو خیر قرون میں نہیں کہی گئی۔ یعنی بدعت ہے اور فرماتے تھے: ’’ایاک ان تتکلم فی مسئلة لیس لک فیها امام‘‘ یعنی پرہیز کر بات کرنے سے اس مسئلہ میں کہ اس میں کوئی تیرا امام نہ ہو مہاجرین اور انصار میں سے اور جو بات اعتقاد ہو یا عمل قرون ثلثہ میں بغیر نکیر نہ پائی جاوے وہ بدعت ہے اور ضلالت، اور علماء سلف نے فرمایا ہے: ’’البدعة برید الکفر‘‘ بدعت کفر کا قاصد اور بلانے والا ہے اس لئے کہ بدعتی اللہ عزوجل پر بدظنی کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ نے اپنے دین کو کامل و پورا نہیں کیا بلکہ بعضے عقائد حقہ و اعمال صالحہ اور علوم نافعہ دینیہ سے مہاجرین و انصار و تابعین اخیار کو محروم رکھا۔ چنانچہ مرزا خبیث گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک تمام عباد اللہ الصالحین کو عقائد حقہ سے محروم رکھا اور مجھ کو مخصوص و مشرف کیا۔ کسی کو مہاجرین و انصار و صدیقین و شہداء و صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے وہ عقائد حقہ نہیں بتائے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی، اور مجھے بتادیئے، اور اجماع امت کا کورانہ اجماع ہے اور کہا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مضامین کے سمجھنے میں غلطی کی تو امت کا کورانہ اجماع کیا اعتبار رکھتا ہے۔ دیکھو تمام امت کور اور اندھی ہوئی اور علماء و فضلاء و ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ اندھے ہوئے اور یہ ایک ملعون دجال مسیح ان قویٰ بے زوج اور بوزبخر خان بے پدر کا نسبی بیٹا بینا (سوجا کھا) اور بصیر نکلا۔ ’’نعوذ باللہ من الجرأة الا فی دین اللہ و خزلانه فما احسن ما قال الحافظ ابن القیم فی النونية‘‘ ؎

واللہ لولا اللہ ناصر دینه	وکتابه بالحق والبرهان
لتخطفت اعداء ه ارواحنا	ولقطعت منا عری الایمان
أیکون حقاذا الدلیل وما اهتدی	خیر القرون له محال ذان
وفقتموا للحق اذحرموه فی	اصل الیقین ومعقد العرفان
وهدیتمونا للذی لم یهتدوا	ابدا به واشدة الحرمان
ودخلتموا للحق من باب وما	دخلوه واعجبا لذا الخذلان
وسلکتموا طرق الهدی والعلم	دون القوم واعجبا لذا البهتان
اللہ اکبر انتم اوهم علیٰ	حق وفی غیّ وفی خسران
واللہ ثم رسوله قد بیّنا	طرق الهدی فی غایة التبیان
فلایّ شیٔ اعرضا عنه ولم	نسمعه فی اثر ولا قراٰن
لکن اتانا بعد خیر قروننا	بظهور احداث من الشیطٰن

ثانیاً...... جاننا چاہئے کہ تفسیر قرآن وہی چاہئے جو سلف صالحین، مہاجرین وانصار سے (جو حاضرین وحی تھے) منقول ہو۔ جو شخص برخلاف ان کی تفسیر کے اپنی رائے وتخمین سے کسی آیت کا معنی کرے تو وہ گمراہ اور مورد اس وعید کا ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے: ’’**قال رسول اللہ ﷺ: من قال فی القراٰن برأیہٖ فلیتبوأ مقعدہ من النار. وفی روایۃ من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار** (رواہ الترمذی) **وقال ﷺ: من قال فی القراٰن برأیہٖ فاصاب فقد اخطأ** (رواہ الترمذی، وابوداؤد) **وایضاً قال: الرأی فی القراٰن کفر، وسمع ﷺ قوما یتدارؤن فی القراٰن فقال: انما ھلک من کان قبلکم بھٰذا ضربوا کتاب اللہ بعضہ ببعض، وانما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا، وما جھلتم فکلوہ الیٰ عالمہٖ** (رواہ احمد وابن ماجۃ، مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۵)‘‘ جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہئے کہ یہ مرزا دجال اور مرزائی دجالین اسلام کی جس کی بناء ان دونوں اصول پر ہے۔ صریح مخالف ہیں تمام امت مرحومہ جو خیر الامم اور امت وسط بنص قرآن ہے۔ صحابہؓ سے لے کر اس وقت تک باتفاق قائل ومعتقد ہیں۔ علیٰ اختلاف المذاہب کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مع جسد وروح زندگی کی حالت میں اللہ عزوجل نے آسمان پر اٹھالیا اور پھر قرین قیامت نزول فرماویں گے اور مسیح الدجال کو قتل کریں گے اور یہ دجال تمام امت مرحومہ وخیر الامم کو اندھا کہہ کر تخطیہ کرتا ہے وایضاً تحریف قرآن وحدیث کی اور از خود معانی مستحدثہ موافق مطلب خود تراشتا تو یہودیوں سے بڑھ کر کرتا ہے اور اس کے ہر فقرہ سے بے ایمانی وآثار وشواہد کذب وکفر ’’**کالشمس فی رابعۃ النہار**‘‘ ظاہر ہیں۔ لیکن یہ اندھے، بے عقل، احمق مرزائی بالکل نہیں سمجھتے۔ ایسے مرزا خبیث کے تلاشی بنے کہ عقل اور آنکھ وکان سب کو جواب دے بیٹھے۔

’’**ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل واولئک ھم الغٰفلون**‘‘ مرزائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر کئی چیزوں کے ساتھ کہ ’’**کبیت العنکبوت**‘‘ میں تمسک کیا ہے۔ ’’**وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون**‘‘

اوّل...... تفسیر متوفیک کی ممیتک کے ساتھ کی جو ابن عباسؓ سے بطور تعلیق بخاری میں ہے۔

دوم...... حدیث بے اصل جس کا حال اوپر گزرا۔ ’’**لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین**‘‘

سوم...... آیت:''وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فهم الخٰلدون، کل نفس ذائقة الموت''

چہارم...... حدیث''لا نبی بعدی''

پنجم...... آیت:''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد''پس مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی نے ان سب تمسکات واہیہ کو ہباء منبثا کر کے حیات مسیح علیہ السلام بدلائل قاطعہ ثابت کر دکھائی اور مرزا کو ایسا مبہوت اور مصداق''فبهت الذی کفر''کا بنایا کہ دہلی سے دم دبا کر بحث کو ناتمام چھوڑ کر بھاگا۔ اس رسالہ کا نام''الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح''ہے اور اس کا جواب نہ مرزا سے ہوسکا نہ اس کے چیلوں سے اور بے حیائی سے انہیں مردودہ دلائل کے ساتھ بغیر جواب کے تمسک کرتے جاتے ہیں۔

قولہم...... ممیتک الخ! اس کا جواب بچند وجوہ ہے۔

وجہ اوّل: یہ کہ روایت ممیتک کی بخاری میں ابن عباسؓ سے معلق ہے اور بخاری جو اصح الکتب ہے۔ اس سے مرا بخاری کی وہ احادیث ہیں جو مرفوع ومسندا اپنی کتاب میں لایا ہے نہ تعلیقات، اور راوی اس کا علی بن ابی طلحہ ہے۔ چنانچہ قسطلانی شرح بخاری میں لکھا ہے اس کی ابن عباسؓ سے ملاقات نہیں ہے اور ضعیف ہے، تقریب میں ہے:''علی ابن ابی طلحة سالم مولٰی بنی العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یره من السادسة صدوق قد یخطی''خلاصہ میں ہے:''عن ابن عباسؓ مرسلا وعن مجاهد والقاسم وعن ثور بن یزید ومعمر والثوری قال احمد له اشیاء منکرات وقال الفتنوی ضعیف'' کاشف میں ہے:''قال احمد له اشیاء منکرات''میزان میں ہے:''قال احمد بن حنبل له اشیاء منکرات، وقال رحیم لم یسمع علی ابن ابی طلحة التفسیر عن ابن عباس انتهٰی ملخصا کما فی الحق الصریح''

وجہ دوم: یہ کہ یہ روایت باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہے۔ دو اثر صحیح کے جو ابن عباسؓ سے بسند صحیح مروی ہیں۔ پہلا وہ جو تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں مذکور ہے۔''عن ابن عباسؓ وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته قال قبل موت عیسیٰ ابن مریم''دوسرا اثر یہ ہے جو تفسیر فتح البیان وغیرہ میں مسطور ہے۔''عن ابن عباسؓ قال: لما اراداللّٰہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج الیٰ اصحابه وفی البیت اثنی عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین فی البیت ورأسه یقطرماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشر

مرة بعد ان اٰمن بی ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنًّا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال انا، فقال انت ذاک فالقی علیه شبه عیسیٰ ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء وجاء الطلب من یهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه فکفر به بعضهم اثنتی عشر مرة بعد ان اٰمن به وافتر قوا ثلٰث فرق الیٰ اٰخره ''اور یہ تمام اثر مع تصحیح وترجمہ کے رسالہ حق الصریح کے ص۲۰،۱۱۸ میں ہے۔

وجہ سوم: یہ کہ اگر توفی کا معنی موت حقیقی لیا جاوے تو آیت میں تقدیم وتاخیر ہوگی۔ جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے اور ابن عباسؓ وضحاک وقتادہ وفرا وغیرہم سے منقول ہے۔ پس سنئے یہ ہوا کہ میں تجھ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پھر بعد از نزول مارنے والا ہوں۔ اس طرح توفی کے معنی موت بھی ہوگئے اور کچھ جرح نہیں۔ معنی بھی موافق مذہب تمام امت کے ہوگئے۔

وجہ چہارم: یہ کہ موت نوم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ دعا ماثورہ میں جو جاگتے وقت پڑھی جاتی ہے۔''الحمدلله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور (مشکوٰۃ ص ۲۰۹، باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام) ''توفی کے حقیقی معنی پورا لینا ہے اور موت اس کے مجازی معنی ہیں۔ چنانچہ آگے بیان ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ!

اور آیت:''وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد وکل نفس ذائقة الموت'' عمومات میں سے ہیں۔''وما من عام الاوقد خص منه البعض ''اور عام معارض خاص کے نہیں ہوتا۔ اصول فقہ دیکھو اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ کے واسطے خلد نہیں۔ بعد نزول کے وفات پائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس مدفون ہوں گے۔''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ''اس عموم کی مخصص ہے، اور آیت''مبشرا برسول یأتی من بعدی ''کے ساتھ مرزائیوں کو عجیب تمسک ہے۔ من بعدی سے موت کہاں نکلتی ہے۔ ہاں! اگر''من بعد موتی ''ہوتا تو درست تھا۔ بلکہ معنی اس کا یہ ہے''من بعدی ''اے بعد رفعی الی السماء اور لفظ''بعد'' سے موت مراد نہیں ہوتی۔ مگر بقرینہ بینہ ''قال تعالیٰ فانا قد فتنا قومک من بعدک وغیر ذالک من الاٰیات ''اور موسیٰ اس وقت زندہ تھے اور حدیث''لا نبی بعدی ''کسی طرح ان کے مدعا پر دال نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ کی نبوت قبل نبوت محمد ﷺ کے ہے اور جب آخر زمانے میں نزول فرماویں گے تو شریعت محمدی کے

مطابق عمل کریں گے۔ حتیٰ کہ نماز بھی امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ورفع کی خبر دی ورنہ کون جانتا۔ پھر مرزا دجال کے پیرو کہتے ہیں اگر مسیح اب تک زندہ ہے تو احمد رسول ﷺ اب تک تشریف نہیں لائے۔

اب جب ہم مرزائیوں کے دلائل کا جواب دے چکے تو مختصراً بعضے دلائل حیات مسیح علیہ السلام کے لکھتے ہیں۔ زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو ''رسالہ الحق الصریح تالیف مولانا مولوی محمد بشیر صاحب'' کا مطالعہ کریں۔

دلیل اوّل: آیت سورۂ نساء: ''وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا''

دلیل دوم: یہ آیت سورۂ نساء کی: ''وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیما''

دلیل سوم: یہ آیت سورۂ آل عمران کی: ''ومکروا ومکرالله والله خیر الماکرین. اذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطهرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمة ''توفی کا حقیقی معنی پورا لینا واخذ تام وقبض تمام ہے۔ قاموس میں ہے: ''واوفی علیه اشرف وفلانا حقه اعطاه وافیا کوفاه واوفاه فاستوفاه وتوفاه ''اور صحاح میں ہے۔''اوفاه حقه ووفاه بمعنی ای اعطاه حقه وافیاً واستوفا حقه وتوفاه بمعنی ''مصباح منیر میں ہے: ''توفیته واستوفیته بمعنی ''مجمع البحار میں ہے: ''واستوفیت حقی ای اخذته تاما ''صراح میں ہے۔ ایفا گذاردن حق کسے بتمام ''ویقال منه اوفاه حقه ووفاه استیفآء ''توفی تمام گرفتن حق۔ ایسا ہی قسطلانی بیضاوی، کبیر وغیرہ تفاسیر میں ہے اور موت اور نوم توفی کے مجازی معنے ہیں۔ بغیر دلیل صارف کے مجرد لفظ سے نہیں سمجھا جاتا۔''کذافی الحق الصریح مبسوطاً'' پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے۔ میں تجھ کو پورا مع الجسد والروح لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ مرزائی اس آیت کو ہٹ دھرمی اور بے انصافی سے اپنی دلیل بغیر علم کے بناتے ہیں۔ اس واسطے لغت کی نقل کی گئی ہے۔

چوتھی دلیل: سورۂ مائدہ کی یہ آیت: ''وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (مائده:۱۱۷)''اور توفی کے معنی ''اخذ الشئ وافیاً ''یعنی مع الروح والجسد جیسا کہ اوپر گذرا۔

پانچویں دلیل: سورہ آل عمران کی یہ آیت: ''ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین (آل عمران:۴۶) ''وجہ استدلال کی یہ رفع ان کا قبل سن کہولت کے واقع ہوا۔ تینتیس

سال کی عمر میں جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ’’فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ فی الصحیح‘‘ پس سن کہولت بعد نزول ہوگا۔ جب آخر زمانہ میں نزول فرماویں گے۔ موافق آیات واحادیث کے، یعنی جیسا کلام فی المہد ایک آیت ومعجزہ ہے۔ ایسا ہی کلام فی الکہولت معجزہ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس زمان دراز تک جسم کا بغیر طعام وشراب رہنا اور اس میں کچھ تغیر نہ آنا خارق عادت ہے۔ ورنہ کلام فی الکہولت تو سب ہی کھول کر کیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس میں کیا کمال ہوا۔ جس کو اﷲ عزوجل نے فہرست نعم جلیلہ میں ذکر فرمایا۔ ’’کذا فی الحق الصریح‘‘

چھٹی دلیل: سورۂ زخرف کی یہ آیت: ’’وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ہذا صراط مستقیم (زخرف:۶۰)‘‘ شاہ ولی اﷲ صاحبؒ یوں ترجمہ لکھتے ہیں۔ وہر آئینہ عیسیٰ نشانست قیامت را۔ الخ! اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ فائدہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا نشان ہے قیامت کا۔

ساتویں دلیل: سورۂ حشر کی یہ آیت: ’’وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتہوا (الحشر:۷)‘‘ یعنی جو دیوے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور حسب ارشاد اس آیت کے جب احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کیا تو بکثرت پایا۔ ’’عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اﷲ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرۃؓ فاقروأ ان شئتم وان من اہل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، مسلم ج۱ ص۲۹۹، باب نزول عیسیٰ بن مریم)‘‘ اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔ چنانچہ حجج الکرامہ میں بعد بیان احادیث کثیرہ کے امام شوکانی سے نقل کیا۔ کہا: ’’فہذہ تسعۃ وعشرون حدیثاً تنضم الیہا احادیث اخر ذکر فیہا نزول عیسیٰ علیہ السلام منہا ما ہو مذکور فے احادیث الدجال ومنہا ماہو مذکور فے احادیث المنتظر وتنضم الیٰ ذٰلک الاثار الواردۃ عن الصحابۃ فلہا حکم الرفع اذلامجال للاجتہاد فی ذٰلک الیٰ ان قال وجمیع ماسقناہ حد التواتر کما لایخفی من لہ فضل اطلاع فتقرر بجمیع ما سقناہ فی ہذا ان الاحادیث الواردۃ فی المہدی المنتظر متواترۃ والاحادیث الواردۃ فی الدجال متواترۃ والاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام متواترۃ وفی ہذا

المقدار کفایة لمن له هدایة ‘‘ص۴۲۰،۴۳۴ میں امام شوکانی سے نقل کیا۔’’ واما الاحادیث الواردة فی الدجال فالذی اذکرہ هنا مأیة حدیث الخ ‘‘اوراسی طرح احادیث مہدی علیہ السلام بہت کثرت سے لایا۔ ان سب آیات واحادیث متواترہ کے ساتھ یہ طائفہ مرزائیہ دجالیہ کفروتکذیب کرتے ہیں اور تمسخر کے ساتھ کہتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو ان کے لئے روٹی کون پکاتا ہے۔ کپڑے کون بنتا ہے اور ٹٹی ان کی کہاں ہے۔ چنانچہ دجال کادیانی پولس ثانی بچہ ہلاکو بکتا ہے۔’’لعنة اللّٰه علیه. فلا حول ولا قوة الا باللّٰه ‘‘ یہ فقط اس اخنس کی نیچریت اور خوشہ چینی وکاسہ لیسی اور فضلہ خوری سید احمد نیچری کی ہے۔ جس کا یہ عاق شاگرد اور چور ہے۔ اس سے نیچریت چرا کر الہام کے سانچے میں ڈھال دی۔ اس نے کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اس نے کہا پھر میں نبی ورسول ومرسل یزدانی ہوں۔ اس نے کہا کہ عیسیٰ یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ اس نے بھی وہ ہی الہام بنالیا۔ اس نے معجزوں کا انکار کیا۔ اس نے بھی اس کے قدم بقدم تقلید کی۔ اس نے رفع عیسیٰ کا انکار کر کے سولی پر چڑھا کر قتل کیا۔ اس نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے معراج نبوی کا بجسد مبارک انکار کیا۔ اس نے بھی یہ سب باتیں اس کی تفسیر سے چرا کر ملہم ومجدد ونبی وغیرہ بن بیٹھا۔ اس نے نقطے ڈالے۔ اس نے اس پر لکیر کھینچ دی۔

نقطتم انتم وهم خطوا علی نقط لکم کمعلم الصبیان

اس کی نیچریت پر محدث ونبی ورسول بن بیٹھا۔ جیسا ایک چوہے کو ایک سونٹھ کا ٹکڑا مل گیا۔ پنساری بن بیٹھا۔ اس بے ایمان کی نبوت ورسالت ومجددیت ومہدویت کا سارا سرمایہ وخزانہ وہی نیچریت سید احمد خان کی ہے وبس۔ اگر وہ اپنی نیچریت مستعار اس خبیث سے واپس لے لے تو پھر یہ تو فقط ایک الّو کا الّو بلکہ الّو کا پٹھارہ جاتا ہے۔ لیکن یہ عاق شاگرد اور ناشکرہ نمک حرام اس محسن کو بھی صلوٰتیں سناتا ہے۔’’فلعنة اللّٰه علیه وعلیٰ اعوانه وانصارہ ‘‘ حافظ ابن القیم صاحبؒ انہی کے مناسب حال ایک لطیفہ سناتے ہیں ؎

فالحکم ماحکما به لأرای اهل الاختلاف وظن ذی الحسبان

آرأهم احداث اهل الدین نا قضة لاصل طهارة الایمان

آرائهم ریح المقاعد این تلک الریح من روح ومن ریحان

پس اراء ونیچریت ان کی ریح المقاعد ہے اور قرآن وحدیث روح وریحان۔ سعدی دوم کہتا ہے ؎

تصدیق دین بود ہمہ آسان بمومناں تکذیب میکنی وبعسری میسری

انکار قدرت ازرہ الحاد میکنی رہن تعجی بہ تقاضآء نیچری
نیچر فسون کفر بروح تو درد مید ناممکن است رفعت اجساد عنصری
منکرز رفع عیسیٰ ومعراج احمدی بررد دین زکوری نیچر شدی جری

قولہ...... یعنی عیسیٰ نازل تو ہوگا مگران معنوں سے کہ دوسرے بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا۔

اقول...... ان بے دینوں کا کوئی اپنا مذہب نہیں سوائے دجالیت کے۔ ''**کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران لہ اصحاب یدعونہ الیٰ الھدی أتنا** (انعام:۷۱)''اب آریوں سے تناسخ کا مسئلہ سیکھ کر اپنے دجال کو مسیح موعود بنانے کے لئے تناسخ پر قائم ہوگئے ہیں۔ چنانچہ قیامت کا انکار بھی اس پر دال ہے۔ جیسا عیسائیوں سے مسئلہ تثلیث کا سیکھا اور یہودیوں سے عیسیٰ علیہ السلام کی بے حرمتی اور گبروں ستارہ پرستوں سے یہ کہ ملائکہ ستاروں کی روحانیات ہیں اور نیچریوں سے اکثر مسائل، ان کا اپنا کوئی مذہب نہیں۔ گویا سب کفاروں کا کفر مل کر مرزائیوں کا کھچڑی مذہب بنا ہے۔ لیکن زیادہ تر ڈول وشباہت یہودیوں سے ہے اور بڑا حیرت انگیز تعجب وافسوس یہ کہ رسول کادیانی ان کا انجیل کو پہاڑی تعلیم اور یہودوں کی کتاب طالمود سے چورائی ہوئی تعلیم نکمی کہتا ہے۔ جس سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اس بیجا حرکت سے شرمندہ ہیں، بتاتا ہے اور یہ اس کے مرتد خود کہتے ہیں کہ یہ انجیل وہ نہیں جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ پھر اسی انجیل سے اپنے مدعا کے واسطے نقل کیا، بلکہ استدلال کرتے ہیں۔ ''**نعوذ باللہ من ھذا الالحاد والزندقۃ والکفران والخزی والھوان والخذلان فعلیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والانس والجان الیٰ یوم الدین وقیامۃ الابدان** ''اور پھر وہ بھی مخالف ہے انجیل کے چنانچہ ان کے رد میں سعدی دوم فرماتا ہے۔ رباعی مستزاد ؎

یحییٰ سے یہ بات کاہنوں نے پوچھی...... سچ ہم کو بتا
الیاس ہے یا مسیح تو یا وہ نبی...... انکار کیا
بولا نہیں۔

یسعیا والی ہوں ندا تا صاف ہو راہ
انجیل نے دیکھ کادیانی ڈھادی کیا تیری بنا

قولہم...... پس منصف مزاج بلکہ تمام اہل اسلام کو اس زمانہ میں لازم ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے معاملہ میں خوب غور کریں۔

اقول...... ہم نے اور تمام اہل اسلام نے بجز چند احمقوں اور نالائقوں کے خوب غور کیا تو اس کو

کافر، بے ایمان، دجال، کذاب، مفتری، غدار، دھوکہ باز، سید احمد نیچری کا چور اور ابن عربی وجودی اتحادی کی تالیفات سے چرانے والا اور پھر مدعی الہام بننے والا۔ عیسیٰ کا وخاتم الانبیاء ﷺ کا مکذب، کفر کرنے والا فرشتوں، رسولوں اور آسمانی کتابوں کا۔ منکر قیامت، مدعی ابنیت اور خدا تثلیث اور خدا کا بیٹا، اور استعارہ کی آڑ میں خدا کا باپ بننے والا اور احمد مبشر کا مدعی پایا۔ لعنه الله وحزبه الشيطان!

پس ہم تم کو بھی نصیحۃً کہتے ہیں کہ اس شیطان بصورت انسان کو چھوڑ دو اور اگر خدا تعالیٰ کی رضا کی کچھ خواہش ہو تو مہاجرین وانصار کی اطاعت اختیار کرو۔ ’’قال تعالیٰ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه (توبه:۱۰۰)‘‘ اور اگر تمہارے دلوں پر کفر کی مہر لگ گئی ہے اور ’’بل طبع الله عليها بكفرهم (نساء:۱۵۵)‘‘ کا مصداق بن رہے ہو تو پھر نہیں سمجھتے ہو تم کو ہوش اس وقت آئے گی جب تم کو کہا جائے گا: ’’لقد كنت فى غفلة من هذا فكشفنا عنك غطاء ك فبصرك اليوم حديد (ق:۲۲)‘‘ اور جب دوزخ کے داروغوں کو کہو گے ’’لو كنا نسمع او نعقل ما كنا فى اصحاب السعير (الملک:۱۰)‘‘ اور جواب ملے گا ’’فاعترفوا بذنبهم فسحقا لاصحاب السعير (الملک:۱۱)‘‘

’’اسمع بهم وابصر يوم يأتوننا لكن الظالمون اليوم فى ضلال بعيد (مریم:۳۸)‘‘

قولہم ...... اسی قوۃ واختیار سے الیٰ قولہ بیس ہزار روپیہ تاوان لے۔

اقول ...... یہ اعور دجال کادیانی کی گوزیں ہیں اور وہ پرلے درجہ کا جھوٹا اور مفتری ہے۔ اگر یہ بے ایمان سچا ہے تو جب مولوی محمد بشیر صاحب نے دہلی میں اس کا منہ کالا کر کے عیسیٰ کا صعود ونزول جسد عنصری کے ساتھ ثابت کیا اور اس کی سب ناجائز شرطیں بھی مانیں اور تمام عذرات توڑے۔ یا جب کہ مولوی ابوسعید صاحب نے ’’اشاعۃ السنۃ‘‘ میں اس کی دھوکہ بازیوں کی قلعی کھولی اور عیسیٰ کا صعود ونزول جسد عنصری کے ساتھ ثابت کیا اور مرزا قادیانی سے اب تک کوئی جواب نہ بن آیا۔ کیوں بیس ہزار روپیہ نہ دیا؟ وہ دجال تو پیسے کے واسطے اپنا دین بیچ کر حرام کھا رہا ہے۔ ٹکا، اس کا دین وایمان ہے۔ براہین کے نام پر دس ہزار روپیہ دھوکہ دے کر لوگوں سے لے لیا اور اب تک اس تین سو دلائل والی کتاب کا نام تک نہیں۔ اس کی نبوت ورسالت کے دعوے اور لوگوں کو دھوکے دیئے۔ وغیرہ! بدمعاشیاں پیسے کے واسطے ہیں۔ پھر وہ ایسی عزیز چیز اوروں کو کب دینے لگا۔ یہ سب

خاندان نبی، پاک ومطہر ہے۔ ایک بھائی اس کا مہتروں (بھنگیوں) کا مرشد بنا اور دوسرا بھائی ذکر بریدہ ہیجڑوں (مخنثوں) کا پیر۔ تیسرے (مرزا) کذاب نے چاہا کہ میں نیچریوں اور احمقوں کا پیغمبر بن جاؤں۔ آپ کا سب خاندان ہی نور علی نور ہے اور یہ نورالان قویٰ سے ان کو بوراثت ملا ہے۔ **فافهم وتدبر!**

قولہم ...... تم کو عیسیٰ کا بھاٹ کہنا مناسب ہے۔

اقول ...... تمہارے بے ایمان پیغمبر نے تو اولوالعزم رسولوں کی ہتک اور بے حرمتی کر کے لعنت کا تمغہ حاصل کیا ہے، اور ہم نے تو عیسیٰ کی وہی تعریف کی ہے جو خداوند کریم اور رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین وانصار اور ائمۂ اسلام اور جملہ اہل اسلام نے کی ہے، اور اس پر اجماع واتفاق امت مرحومہ کا ہے جس کا اجماع خطا سے معصوم ہے اور منکر اس کا کافر ومرتد ہے، اور سیوم حجۃ اسلام کی ہے۔ اگر ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بھاٹ ہیں تو یہ الزام تمام امت پر بلکہ خدا اور رسول پر ہے۔ بقول تمہارے یہ سب بھاٹ بنے نعوذ باللہ ایسے بے باکانہ اور پراز کفر کلمات سوائے کسی کافر مرتد اور خدا ورسول کے دشمن کے اور کسی کے منہ سے نہیں نکلتے۔ ''**كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا** (الکہف:۵)'' اور یہ استہزاء ہے، نبی برحق عیسیٰ کے ساتھ۔ جس سے تم بنص قرآن کافر ہوگئے ہو۔ ''**قال تعالىٰ ابالله واٰياته ورسوله كنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم** (توبہ:۶۶)''

قولہم ...... بقول مرزا قادیانی ؎

مسیح ناصری را تاقیامت زندہ می مہند مگر مدفون یثرب راندادند ایں فضیلت را

اقول ...... ''**لعنة الله على الدجال الكاديانى**'' یہ شعر اس خبیث کا کیسا خباثت سے پر ہے۔ ایسی خبیث کلام اسی خبیث کو زیبا ہے۔ ''**الخبيثات للخبيثين**'' یہ انوکھی بدمعاشی ہے کہ درازی عمر کو موجب فضیلت بنایا۔ اس خیال خبیث کی خرابیاں بھی سنئے۔ دیکھو نوح کی عمر نبوت اور طوفان سے پہلے ساڑھے نو سو برس بنص قرآن ثابت ہے۔ ''**فلبث فيهم الف سنة الا خمسين عاما** (عنکبوت:۱۴)'' اور قبل نبوت اور طوفان سے پیچھے ملا کر ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔ پھر بقول اس خبیث کے نوح علیہ السلام بھی، رسول اللہ ﷺ سے افضل ہوئے؟ اور ان کے علاوہ جن لوگوں کی عمر ۶۳ سال سے بڑھ جاوے۔ رسول اکرم ﷺ سے افضل ہوئے؟ بالآخر ابلیس لعین جس کی عمر، تمام بنی آدم سے بنص قرآن لمبی ہے۔ سب سے افضل ہوا۔ ''**نعوذ بالله من الخذلان**'' اور دیکھو یہ بے ایمان کہتا ہے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میری عمر اسی سال کی ہوگی۔

اب رسول اللہ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس اور اس پلید کی اسی برس تو بقول خود یہ ملعون الکل، رسول اکرم ﷺ سے بہتر بنا۔ ’’علیہ لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین. ثم اقول. اخسأ عدواللہ ولن تعدو قدرک ‘‘جس کام کے واسطے رسول اللہ ﷺ آئے تھے وہ بخوبی تمام وکامل ہوگیا۔ ’’الیوم اکملت لکم دینکم ‘‘یعنی اتمام واکمال دین برغم انف مرزادجال باکمل وجہ ہو چکا اس واسطے وہ رفیق اعلیٰ کو تشریف لے گئے اور عیسیٰ کا کچھ کام ابھی باقی ہے اور وہ قتل دجال اعور کا جس کا تمہارا کذاب مثیل ہے اور کسر صلیب وقتل خنزیر وغیرہ وغیرہ جو صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ اس واسطے اب تک زندہ ہیں جب ان کا کام بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ بھی وفات پاکر مدینہ شریف میں متصل قبر شریف رسول اللہ ﷺ کے دفن ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ پھر بڑا افسوس ہے کہ اس بے ایمان کی دجالیت ہر ہر فقرہ سے ’’کالشمس فی رابعة النہار ‘‘ظاہر ہو رہی ہے۔ ’’قدبدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر‘‘ پھر بھی یہ مرزائی اندھے ایسے لایعقل ہیں کہ نہیں سمجھتے

؎

واللہ ما یدرے الفتی بمصابہ — والقلب تحت الختم والخذلان
وسوف تری اذا انکشف الغبار — افرس تحت رجلک ام حمار
بروز حشر شود ہمچو روز معلومت — کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

قولہم ...... ہاں! ہم لوگ مثیل عیسیٰ علیہ السلام کے مرید ہیں۔

اقول ...... بے شک آپ مسیح الدجال کے مرتد ہیں جو کہ دشمن ہے عیسیٰ علیہ السلام کا، اور ان کو گالی دیتا ہے۔ چنانچہ اوپر بتفصیل گذرا اور پہلے اشتہار میں بھی مذکور ہوا۔ پس ہم بفضل خدا مسلمان متبع سلف صالحین اور دشمن نئے وپرانے یہودوں دجالچیوں مرزائیوں کے ہیں۔ ’’والحمد للہ علی ذالک یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب الحمدللہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ لقد جاء ت رسل ربنا بالحق‘‘

قولہم ...... شرم کرو امت محمدی میں نام رکھوا کر الٰی قولہم زمین پر نازل ہوں گے۔

اقول ...... ہم تو خدا اور رسول سے شرم کرتے ہیں اور حتی الوسع اطاعت بھی کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر بدل وجان کرتے ہیں۔ تمہاری طرح تکذیب وتمسخر واستہزاء شریعت کے ساتھ نہیں کرتے۔ لیکن تم بڑے بے حیا، بے شرم اور شوخ دیدہ ہو کہ دیدہ ودانستہ عمداً قرآن وحدیث اور انبیاء پر بہتان وافتراء باندھتے ہو۔ باوجودیکہ نہ کوئی آیت قرآن کی، نہ حدیث نبوی،

نہ مہاجرین وانصار یا دیگر امامان دین متین کا کوئی قول، عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلالت کرتا ہے نہ دلالت مطابقی نہ تضمنی نہ التزامی، اور حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن وحدیث واجماع امت سے بے شمار دلائل ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ پھر مرزائیوں کی بے حیائی کے صد نفرین ''اذالم تستحیی فاصنع ما شئت ''مشہور ہے بے حیاء باش۔ ہر چہ خواہی کن، اور نیز ''منہ تھیں لتھی لوئی، تے کی کریگا کوئی۔''

اب تمام انبیاء کرام اور تمام امت مرحومہ پر یہ الزام ان بدبختوں نے لگایا کہ سب وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ''فلعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین''

فالبھت عندکم رخیص سعرہ حشوا بلاکیل ولا میزان

بکواور بکے جاؤ زمانہ آزادی کا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

قولہم ...... ایک طرح ہم کیا الیٰ قولہ ترغیب دیتا ہے۔ ''یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللّٰہ''

اقول ...... اس آیت میں خداوند کریم فرماتا ہے کہ تم انصار اللہ بنو۔ جیسا کہ حواریوں نے کہا تھا۔ ''نحن انصار اللّٰہ'' جیسے کہ ہم اہل سنت والجماعۃ انصار اللہ ہیں اور اعداء اللہ مرزائیوں سے مقابلہ وجہاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اللھم انصر دینک وکتابک ورسولک وعبادک المؤمنین واخذل من اعرض عن دینک وکتابک ورسولک وعبادک المؤمنین آمین یا ارحم الراحمین ''پھر اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ مرزا دجال ابن مریم ہے اور ابن مریم علیہ السلام فوت ہوگیا اور بجائے اس کی یہ مثیل بن کر آیا ہے؟ کچھ تو شرمایا کرو۔ خدا سے نہیں تو دنیا سے ہی سہی۔ ظاہراً تو کفار بھی شرما جایا کرتے ہیں۔ دیکھو ابوسفیان کا قصہ کفر کی حالت میں ہرقل کے سامنے مشہور اور اوّل بخاری میں مسطور کہ جھوٹ بولنے سے کیسا شرم کیا۔ آپ شاید اس واسطے شرم نہیں کرتے صریح صریح کذب سے۔ کہ آپ مرتد ہیں، اور ابوسفیان ابتدائی کافر تھا اور مرتد بڑا بے ایمان ہوتا ہے، اور آپ لوگ شرم وحیاء وایمان سب مرزا کی نذر کر چکے ہو۔ اب خالی ہاتھ ہوکر طوفانوں پر کمر باندھ کر یا دغا یا فریب کا وظیفہ کمانے لگ گئے۔ ہم نے سچ کہا تھا کہ تمہارے پیغمبر کا یہی ایک بڑا معجزہ ہے کہ اپنے مرتدوں کو ایک نظر سے دین وایمان وشرم وحیا وراستی وصداقت کی الائشوں سے صاف وپاک کر کے اپنی مثل مثیل مسیح الدجال بنا دیتا ہے۔

قولہم ...... ان مبارک کلمات سے الیٰ قولہ مرزا قادیانی سے ہرگز مراد نہیں۔

اقول ...... اگر مرزا مراد نہ ہوتا تو تم ہمارے دلائل وقرائن وشواہد کا جو اشتہار میں ہم نے لکھے تھے

جواب حرفاً حرفاً دیتے جب تک ہمارے دلائل قائم ہیں۔ تب تک آپ مجرد دعویٰ بے دلیل کے ہمارے الزام سے نہیں چھوٹ سکتے۔ بلکہ تم نے تو ہمارے دلائل و مدعا کو اور پختہ ومضبوط کر دیا۔ ساتھ ہی لکھتے ہو کہ منطقی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں مومنوں پر بھی صلوٰۃ ہے۔ ’’**ھو الذی یصلی علیکم وملئکۃ** (الاحزاب:۴۳) **اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ** (البقرہ:۱۵۷)‘‘ یعنی صلوٰۃ تو ہم نے مرزا ہی پر بولی ہے۔ لیکن کوئی ممانعت نہیں۔ اس واسطے کہ صلوٰۃ مومنوں پر بھی آئی ہے۔ ان دونوں آیتوں میں یہ قول آپ کا ہمارا اور نیا گواہ نہیں بن سکتا کہ مراد آپ کی مرزا ہے نہ محمد ﷺ۔ لیکن یہ لکھتے ہوئے بمقتضائے

دروغگو را حافظہ نبا شد

یہ یاد نہ رہا کہ وہاں تو رسول کا لفظ بھی موجود ہے تو پھر صلوٰۃ عامہ مراد نہ ہوگی۔ بلکہ صلوٰۃ خاصہ جو انبیاء ورسولوں کے ساتھ خاص ہے مراد ہوگی۔ جیسا حافظ ابن القیمؒ نے جلاء الافہام میں لکھا ہے’’**واما صلوٰۃ اللہ سبحانہ علی عبادہ فنوعان عامۃ وخاصۃ اما العامۃ فھی صلوتہ علی عبادہ المؤمنین قال اللہ تعالیٰ ھو الذی یصلی علیکم وملئکۃ الیٰ قولہ النوع الثانی صلوتہ الخاصۃ علی انبیائہ ورسلہ خصوصاً علی خاتمھم وخیرھم محمد** ﷺ‘‘ یہ بھی ایک قسم کی دجالیت ان کی ہے کہ عام لفظ کے ساتھ استدلال کرنا اور مراد خاص لینا آگے جا کر پھر صاف نبوت کا اقرار کیا۔ گو ودھیانہ ہو گھٹیا ہی سہی۔ کہتے ہیں: مرزا قادیانی یا ان کے مریدوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ وہ حامل شریعت رسول ہیں انتہی۔ ناظرین انصاف کریں۔ یہ نبوت ورسالت کا صریح دعویٰ ہے یا نہ۔ پھر توضیح سے دجال کا قول نقل کیا۔’’**اما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد اٰمنا بانقطاعۃ**‘‘ دیکھو مطلق نبوت کو ختم شدہ نہیں مانتا اور صاف مدعی نبوت ہے۔ گو ناقصہ ہی ہو۔ پھر مرزا قادیانی دجال سے فرق نبی ومحدث کا نقل کیا ہے جو اسی کا تراشا ہوا خانہ زاد فرق ہے کہ نبی نبی بالفعل ہوتا ہے اور محدث نبی بالقوہ یعنی رفتہ رفتہ نبی بالفعل بن جاتا ہے۔ یہ فرق بھی اب تک کسی نے نہیں کیا اور نہ کسی نے تحدیث کو نبوت کہا ہے۔ یہ اس دجال کی چالاکی ہے تاکہ میں کسی وقت نبی بالفعل بن جاؤں۔ پھر آگے جا کر ص۹ پر لکھتا ہے’’کہ ان کو رسول اور مرسل کہنے میں کچھ حرج نہیں۔‘‘ خیال کرو یہ اقرار رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر آگے جا کر ص۱۰ میں اپنے اور اپنے رسول پر لعنت کر کے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کے لکھتے ہیں۔

’’امت محمد میں جو محدث ہوں گے وہ امتی بھی ہوں گے اور رسول بھی۔‘‘ نہ رسول حامل

شریعت یا صاحب نبوت تامہ، وہاں یہ الفاظ ہیں یعنی ازالہ میں۔ ’’میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘ دیکھو اس دجال کی چالاکی یہ صاف دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ آگے جا کر ص۱۱ میں لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کسی حالت میں اگر اپنے آپ کو محمد کہہ بھی دیں تو کون سی غضب کی بات ہے۔ دیکھو یہ دعویٰ رسالت ونبوت کا صریح ہے یا نہ؟ یہ دجال کسی جگہ دھوکہ دینے کو نبوۃ ناقصہ کا دعویٰ کرتا ہے اور کسی جگہ اولوالعزم نبیوں سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ بکتا ہے ؎

عیسیٰ کجاست تابنہد پابہ ممبرم

(ازالہ ص۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

یعنی عیسیٰ بمرتبہ من نمی رسد، ان سب قرائن وشواہد ودلائل سے مع ان شواہد کے جو اشتہار میں لکھے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ صلوٰۃ میں رسول سے مراد ان کی مرزا قادیانی ہے اور وہ مدعی نبوت ورسالت کا ہے۔ پھر جو ہم نے صریح عبارت (دافع الوساوس ص۴۸۳) سے اور ترجمہ اس کا (ص۴۹۴) سے نقل کیا۔ اس کا کوئی جواب بہ لا ونعم کیوں کچھ نہ دیا۔ غرض کہ صاف وصریح دعویٰ نبوت ورسالت کا کرتا ہے۔ لیکن دجالیت کے سبب بعضے جا انکار بھی کر جاتا ہے۔ جیسا کہ جھوٹوں کا شیوہ ہے۔ کہتا ہے ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

(ازالہ اوہام ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

اسی واسطے احمق فریب میں آجاتے ہیں۔ سعدی اس کے قصیدہ کے رد میں فرماتا ہے ؎

منکر شدہ زختم نبوت حواریت | تا گسترد برائے تو فرش پیمبری
حکم آیدت زچرخ رسانیش برزمیں | وحیت کند بوحی رسولاں برابری
اکنوں مگر رسالت حق چیست غیر ازیں | این ست کفر تو بخدا سخت کافری
من نیستم رسول چرا بر زبان تست | با ادعا خویش مکن جنگ زرگری
خود گفتۂ کہ احمدم وکردہ بہر من | عیسیٰ مبشرا برسول مبشری

الیٰ آخرھا فما احسنہ

ہر جا یہ بدمعاش محدثیت کے ساتھ تمسک کر کے اس پر پاؤں رکھ کر نبوت کے زینہ پر چڑھتا ہے۔ اسی واسطے کچھ محدثیت کا معنی ومطلب حافظ ابن قیم کی کلام سے لکھتا ہوں۔ قال رحمہ اللہ تعالیٰ فی مدارج السالکین!

’’فصل المرتبة الرابعة مرتبة التحديث وهذه دون مرتبة الوحی

الخاص وقد تکون دون مرتبة الصدیقین کما کانت لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه کما قال النبی ﷺ ''انه کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی هذه الامة احد فعمر بن الخطاب'' وسمعت شیخ الاسلام ابن تیمیةؒ یقول جزم بانهم کائنون فی الامم قبلنا وعلق وجودهم فی هٰذه الامة بان الشرطیة مع انها افضل الامم لاحتیاج الامم قبلنا الیهم واستغنیآء هٰذه الامة عنهم بکمال نبوة نبیها ورسالته فلم یحوج اللّٰہ الامة بعده الیٰ محدث ولاملهم ولا صاحب کشف ولا الیٰ منام فهٰذه التعلیق لکمال الامة واستغناء ها لالنقصها والمحدث هو الذی یحدث فی سره وقلبه بالشئ فیکون کما یحدث به قال شیخنا والصدیق اکمل من المحدث لانه استغنےٰ بکمال صدیقیته ومتابعته عن التحدیث والالهام والکشف فانه قد سلم قلبه کله وسره وظاهره وباطنه للرسول فاستغنی به عما منه قال وکان هذا المحدث یعرض ما یحدث به علی ماجاء به الرسولؐ فان وافقه قبله والارده فعلم ان مرتبة الصدیقیة فوق مرتبة التحدیث الیٰ اٰخره''

دیکھو کیسا اس دجال کا منہ کالا کیا اور صاف فرمادیا کہ محدث صدیق کے درجہ سے کمتر ہے اور اس امت کو کسی محدث وملہم وصاحب کشف ومنامات کی کچھ حاجت نہیں۔ اسی واسطے رسول اللہ ﷺ کی کلام معجز نشان فصاحت تبیان میں ''ان'' شرطیہ واقع ہوا بخلاف اگلی امتوں کے اور عمر فاروقؓ کہ رأس المحدثین تھے۔ اپنی محدثات کو قرآن وحدیث پر عرض کرتے اگر موافق ہوتو قبول کرتے ورنہ رد کردیتے۔ برخلاف اس جھوٹے محدث کے جس کو ابلیس کی طرف سے تحدیث ہوتی ہے اور عمر فاروقؓ نے کبھی نہیں کہا کہ میں نبی ہوں بلکہ کہتے کہ میں آحاد مؤمنین میں سے ہوں اور یہ کذاب، دجال، جھوٹا، ابلیسی محدث وشیطانی ملہم کہتا ہے کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ ایک بے ایمانی وجعل یہ بنایا کہ میں رسول صاحب شریعت نہیں ہوں۔ یعنی میرے اوپر کوئی کتاب جامع احکام نہیں اتری۔ جیسے محمد ﷺ وموسیٰ علیہ السلام پر۔ یہ فقط اس کی دھوکہ بازی اور مکر ثعلبی ہے۔ کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش نبی آئے ہیں۔ ان میں صاحب شریعت بہت کم ہوئے ہیں۔ چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل بعد موسیٰ علیہ السلام کے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کذاب بے ایمان نبی بننا چاہتا ہے۔ بلکہ صریح مدعی نبوت ورسالت کا ہے اور کبھی کبھی مدعی کتاب کا بھی بن بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ ''براہین احمدیہ'' میں مجھ کو خدا نے مامور کیا ہے اور میں نے براہین خدا کے الہام سے لکھی ہے اور بے ایمان برابر اپنی خبیث کتابوں سے تحدی بھی کری جاتا ہے۔ مثل

قرآن شریف کے۔

قولہم ...... علماء امتی کانبیآء بنی اسرائیل۔

اقول ...... اس کا جواب بدو وجہ ہے۔ اوّل یہ کہ اس حدیث میں علماء اس امت کو ساتھ انبیاء بنی اسرائیل کی تشبیہ دی گئی ہے اور پر ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مغائرت ہوتی ہے۔ یعنی وہ انبیاء تھے اور علماء اس امت کے انبیاء نہیں۔ کیونکہ نبوت مطلقاً ختم ہوچکی ہے۔ کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ان کی جگہ دین کی خدمت علماء کریں گے اور قائم مقام انبیاء بنی اسرائیل کے ہوں گے۔ یہ علماء امت کے حق میں ہوگی نہ دجال، کذاب، خبیث کے حق میں۔ اگر ثابت وصحیح ہو تو ''وہیہات ہیہات'' کے ثابت ہو۔ وجہ دوم یہ کہ یہ حدیث بے اصل ہے۔ ملا علی قاری ہروی نے موضوعات میں لکھا ہے۔ حدیث ''**علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل لااصل له کماقاله الا میری والزرکشی والعسقلانی انتهی**'' اور امام شوکانی نے اپنی موضوعات میں کہا۔ حدیث ''**علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قال ابن حجر والزرکشی لااصل له انتهی**'' ان بے حیاؤں کا طریقہ ہے کہ اپنے مطلب کے واسطے موضوع و بے اصل حدیث کو صحیح کہہ کے دلیل بنالیتے ہیں۔ اگرچہ اس حدیث میں ان کے دعوے پر کوئی دلالت نہ ہو۔ نہ مطابقی نہ تضمنی نہ التزامی اور اس میں دو بے ایمانیاں ہیں۔ ایک یہ کہ حدیث موضوع کو صحیح کہہ کر دھوکہ دیا۔ دوم یہ کہ اس حدیث میں کسی قسم کی دلالت نہیں ہوتی۔ محض دھوکہ اور فریب دینے کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے تاکہ جاہل جان لیں کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں حدیث دلیل لائے ہیں اور اگر اپنا مطلب برآمد نہ ہوتا ہو تو احادیث صحیحہ صریحہ قطعیۃ الدلالت کو اور قرآن مجید کو صاف جواب دے بیٹھتے ہیں۔ **فلعنة الله علیٰ من حرف وبدل وکذب بالصدق اذجاءہ الیس فی جهنم مثوی للکفرین!**

قولہم ...... مرزاقادیانی کے ٹائٹل پیج پر مرزاقادیانی کا اپنا کلام نہیں ہے۔

اقول ...... ارے۔ ولیکن مرزاقادیانی نے دیکھا اور پسند کیا، کاپی دیکھی، پروف دیکھا، اس کے اپنے مطبع میں چھپا پھر تمام کتاب میں آخر تک نہ لکھا کہ یہ کلمہ غلطی سے لکھا گیا اور پھر جب لوگوں نے اس کا اخذ کیا تو بھی اپنے ہٹ پر قائم رہا اور اس لفظ کو لکھ کر خدا اور اس کے بندوں سے نہ شرمایا۔ بلکہ اپنی کتاب میں جابجا دعویٰ نبوت اور رسالت کا کیا اسی واسطے اس کا اپنا کلام سمجھا جاتا ہے اور ''مکتوبات مجدد الف ثانی'' ان کی وفات کے بعد چھپے ہیں اور امام ربانی کوئی کلمہ بے جا خلاف شریعت نہیں۔ جیسے مرسل یزدانی اور مامور رحمانی ''**فافترقا من کل وجه**'' اور ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی اس پر راضی ہے اور خوش ''**والرضاء بالکفر کفر**''

قولہم...... ذوق فرماتے ہیں ؎

کہانیاں ہیں حکایات خضر وآب بقا بقا کا نام کہاں اس جہان فانی میں

اقول...... مرزائیوں کا اس شعر کو عیسیٰ کی حیات کے انکار میں پڑھنا مشابہ ہے قول کفار مکہ کے۔ جو کہ قرآن شریف کو کہتے تھے۔’’**اساطیر الاولین اکتبتها فهی تملی علیه بکرة واصیلا** (الفرقان:۵) **اتوا صوابه بل هم قوم طاغون** (ذرایت:۵۳) **کذالک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم** (بقرہ:۱۱۸)‘‘

قولہم...... مرزا قادیانی انہیں معنوں سے رسول ہیں۔

اقول...... تفسیر جامع البیان میں ہے:’’**اذجاء ها المرسلون رسل الله او رسل عیسیٰ بامر الله الیٰ قوله انا الیکم مرسلون. من ربکم اومن رسول ربکم. انتهی**‘‘پس اگر رسل اللہ مراد ہوں تو استدلال رأساً باطل ہوا یا ادعا رسالت مرزا درست نکلا اور اگر رسل عیسیٰ ہوں تو بھی استدلال باطل ہے۔ اس واسطے کہ اس زمانہ میں فقط عیسیٰ ہی رسول نہ تھے بلکہ اور بھی رسل اللہ تھے۔ نبوۃ ختم نہیں ہوئی تھی جیسے یحییٰ وغیرہ۔ ایک زمانہ میں متعدد انبیاء ہوا کرتے تھے۔ بعض مفضل بعض مفضل علیہ جیسے کہ موسیٰ وہارون وشعیب اور ابراہیم ولوط علیہم السلام۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نے دونبیوں کو بامر خدا اصحاب القریہ کی طرف بھیج دیا۔ جیسا کہ تفسیر مذکورہ میں تحت’’**اذ ارسلنا الیهم اثنین**‘‘وادعیا الرسالۃ لکھا ہے اور ایسے ہی اور بہت سے قرائن ان آیتوں میں ہیں جو متأمل پر پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ اور رسل عیسیٰ دونوں میں کسی قسم کا تضاد وتناقض نہیں ہوسکتا ہے کہ رسل اللہ بھی ہوں اور رسل عیسیٰ بھی۔ دیکھو اگر موسیٰ علیہ السلام کسی شہر کی طرف ہارون علیہ السلام کو بھیج دیتے یا ابراہیم علیہ السلام لوط کو دعوت حق کے لئے کسی طرف روانہ فرماتے تو ہارون ولوط رسل اللہ بھی ہوتے اور رسل موسیٰ وابراہیم بھی۔ ان کے رسول ونبی ہونے میں کیا نقصان آتا ہے اور اگر مان لیں کہ وہ رسل عیسیٰ تھے اور رسل اللہ نہ تھے تو بھی تمہارے دعویٰ کی دلیل تو نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود اور تم، اس کو ظاہر خدا کا رسول کہتے ہو۔ جیسا کہ اوپر گذرا۔ اگر خدا کا رسول نہیں تو کس کا رسول ہوگا؟ شیطان کا یا اپنے بھائی لال بیگ یا دوسرے ذکر برید ہ بھائی یا مولوی نورالدین یا کسی اور کا۔ ذرا بیان فرماویں۔ پھر تو کچھ نہ بنا۔ ان مرزائیوں کے سب دلائل ایسے ہی واہی تباہی اور’’**کبیت العنکبوت**‘‘ہی ہوا کرتے ہیں:’’**وان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون** (عنکبوت:۴۱)‘‘ ؎

تاالله قد لاح الصباح لمن له عینان نحو الفجر ناظر تان

واحو العمایة فی عمایة یقول الـلـیـل بـعـد ایستوی الرجلان

قولہم ...... جناب ابن عباسؓ نے ''ولا نبی'' کے بعد ''ولا محدث'' بھی فرمایا ہے۔

اقول ...... ولا محدث ابن مسعودؓ کی قرأت ہے۔ نہ ابن عباسؓ کی، اور وہ بھی قرأت منسوخہ، ذرا سوچ کر لکھا کرو اور پھر ہم مطلق محدث کے منکر تو نہیں۔ ہاں! محدث کے نبی ہونے کے منکر ہیں اور وہ اب تک نہ تم نے نہ تمہارے کذاب نے دلیل سے ثابت کیا۔ پس آیت سورۂ حج کی پڑھنا کیسا بے موقعہ ہے۔ کیونکہ مرزا دجال اب تک مسلمان نہیں بنا۔ پھر محدث وملہم ومخاطب کس طرح بن سکتا ہے؟ ثبت الفرش ثم انقش۔ پھر عجب یہ کہ مرزا نزول ملائکہ کے ساتھ کافر ومنکر اور چیلے چانٹے ''**تتنزل علیهم الملئکة**'' سے حجۃ پکڑیں اور بھی بے موقعہ، سچ ہے۔ من چہ میگوئم وطنبورہ من چہ مے سراید۔ پھر وہ آیت تمام مؤمنین صادقین مستقیمین کے حق میں ہے۔ ''**تتنزل علیهم الملئكة قال ابن عباس عند الموت قاله قتادة ومقاتل اذا قاموا من قبورهم قال وكيع بن الجراح البشریٰ تكون فی ثلث مواطن عند الموت وفی القبر وعند البعث انتهی** (معالم التنزیل ج۴ ص۳۶)'' اور یہ امت غضبیہ کے پیرو مرزا دجال کی نبوت پر دلیل لاتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو کافر ہے مومن بھی نہیں۔ اس سے اس کو کیا نسبت؟ مثل مشہور ہے (میں تو تمہارا ناک کاٹنے کو تیار اور تو مجھ سے نتھڑی مانگتی ہے) ایسا ہی آیت ''**کتب فی قلوبهم الایمان**'' مومن صادق کے حق میں، اور مرزا قادیانی کے دل میں تو کفر لکھا ہوا ہے۔ یہ مرزائی آیت تو لکھ لیتے ہیں۔ لیکن وجہ دلالت واستدلال کی ندارد ہے۔

قولہم ...... یہی نعمتیں ہیں جن سے اسلام کو زندہ مذہب کہا جاتا ہے۔

اقول ...... بے شک یہی نعمتیں ہیں جن سے تمام مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک اور آئندہ بھی تمام سچے مسلمان زندہ دل چلے آئے اور چلے آئیں گے۔ لیکن بڑا افسوس کہ تم کو مرزا خبیث الباطن نیچری المذہب دجال نے اکثر اصول اسلام بلکہ کل سے منکر بنا کے مردہ دل اور اسلام سے خارج کر دیا۔ ''**فانالله وانا الیه راجعون**''

قولہم ...... حضرت مولوی صاحبان یا ملا صاحبان۔

اقول ...... مولوی صاحبان تو ان نعمتوں سے ہرگز خالی نہیں رہتے جو اللہ مسجدوں میں علم منزل حاصل کرتے ہیں۔ ''**والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین** (عنکبوت:۶۹)'' لیکن آپ تو مڈل تک پاس کر کے مسجدوں سے بالا بالا اور دور دور عیسائی اسکولوں میں ان نعمتوں کو حاصل کر کے مرزا قادیانی کی کون لیسی اور گوز سونگنے سے مشرف ہو گئے

ہیں۔ تازہ تازہ ونوبہ نوگوزیں۔ حضرت دجال صاحب کی سونگتے ہو ؎

ارائم ریح المقاعد این تلک الریح من روح ومن ریحان

بھلا ہم کو یہ نعمتیں کب حاصل۔ نعوذ باللہ منہا، اوراس دجال کذاب کو نبی صادق خیال کر بیٹھے ہیں۔ اس کے دھوکوں نے تم کو ایسا اندھا نابینا کور باطن کر دیا کہ باوجود ہزار ہا دلائل اور نشانوں کے درمیان صادق المصدوق اور کاذب المکذوب کے فرق نہیں کر سکتے۔ باوجودیکہ ہزار ہا نشان ودلائل بینہ اس کے کذب پر شاہد عدل دیکھتے ہو۔ پھراسی کی متعفن گوزوں کو سونگتے چلے جاتے ہو۔ ''**فمن کان فی ھٰذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور. ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم**''

قولہ...... فضائل مہدی کو کتاب (حجج الکرامہ ص۳۸۶) نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم میں دیکھو۔

اقول...... حجج الکرامہ حسب الارشاد دیکھا تو آپ کی خباثت اور خیانت پر اور یقین ہوا کہ مرشد آپ کا کذاب خائن ہے ؎

کادیانی رافضی بے پیر ہے کفر اس کی آج کل جاگیر ہے

اسی واسطے آپ نے بھی اس سے خباثت وبے ایمانی ہی سیکھی ہے۔ بعینہ یہ عبارت تو نہ تھی لیکن کچھ تھا اس میں ہے۔ ''**قد کاد یفضل علی بعض الانبیاء**'' اور تم نے یوں لکھا: ''**فقال ما ابوبکر ھو افضل من بعض النبیین**'' اور دونوں لفظوں میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ لفظ کاد اثبات میں نفی اور نفی میں اثبات کرتا ہے۔ بخلاف اور افعال کے۔ جیسا کہ بعض علماء نے نحو اور چیستان کے طور پر شعر کہا ہے ؎

انحوی ھذا العصر ما ھی لفظۃ جرت فی لسان جرھم وثمود

اذا استعملت فی صورۃ النفی اثبتت وان اثبتت قامت مقام جحود

پس کادیفعل کا یہ معنی ہوا کہ افضل تو نہیں لیکن قریب افضل ہونے کے ہے۔ یعنی انبیاء سے افضل نہیں اور **ھو افضل** کا یہ معنی کہ بے شک وہ افضل ہے۔ لیکن آپ نے یہ تحریف وتبدیل لفظ کی اس واسطے کی ہے تاکہ مرزا کافر کو بعض انبیاء سے افضل بنادیں۔ جیسا خود وہ دجال بکتا ہے ؎

عیسیٰ کجا است تابنہد پابمبرم

یہ تو آپ نے دیکھ لیا لیکن متصل اس کے اسی سطر میں یہ نہ دیکھ سکے کہ فرمایا: ''**والاوجہ عندی تاویل اللفظین علی ماأوّل علیہ بل اجر خمسین منکم الیٰ قولہ فالاحادیث**

الصحاح والاجماع علی ان ابابکر وعمر افضل الخلق بعد النبیین والمرسلین. الیٰ قوله بعد اسطر گویم قول ابن سیرین اگرچه سندش صیحیح باشد درمانحن فیه وقتے حجة است که ماخذ ان مشکوٰة نبوت باشد والافلا انتهی''

معلوم شد نیم تن درگور باشد نیم تن درزندگی
بافندگی

شاید خیانت درنقل وتطفیف وکذب وافتراءاس کے رسول کی شریعت میں تقویٰ ہوگا۔

اسی بناء پر رسالچہ کی پیشانی پر''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' لکھا اور یہی نعمتیں ہیں جوملا صاحبان ساری عمر مسجد میں گزار کر ان سے خالی رہتے ہیں اور آپ اور آپ کے رسول پر باران رحمت کی طرح نازل ہوتے ہیں۔ ایسی خباثتیں اس رسالہ میں باران کی طرح بے حساب ہیں اور ہم اہل سنت والجماعت بیچارے سوائے امانت وانصاف اور راستی وصداقت کے اور کچھ نہیں جانتے۔ لہٰذا ان نعمتوں سے محروم رہنا ہمارے لئے لازمی ہوا۔ پھر اگر مہدی کو انبیاء سے افضل بفرض محال مان بھی لیں اور تسلیم کرلیں تو بھی آپ کا دعویٰ افضلیت مرزا بعض انبیاء پرتب ثابت ہو جب کہ مرزا مہدی بن جاوے۔ اب تک تو آپ نے کسی دلیل شرعی یا عقلی سے اس کو مسلمان بنا کر کفر سے بھی نہیں نکالا۔ مہدی تو بجائے خود رہا۔ وہ رے چالاکی ؎

بعکس نہند نام زنگی کافور

قولہم ...... چونکہ مرزا قادیانی الیٰ قولہم ان کو رسول اور مرسل کہنے میں کچھ حرج نہیں۔

اقول ...... یہ دیکھو دجال کے چیلوں کی اور بے ایمانی اگر فی الواقع بات اسی طرح ہے تو آگے دوسرے صفحہ پر''لعنة اللہ علی الکاذبین'' کہہ کر کیوں انکار کیا۔ کبھی اقرار اور کبھی انکار؟ اب لعنت کا مورد سچ بتاؤ تم یا کوئی اور؟''صدق اللہ تعالیٰ: بل کذبوا بالحق لما جاء هم فهم فی امر مریج (ق:۵)''تم اور تمہارا رسول اور مرسل کسی ایک بات پر ثابت نہیں رہتے۔ بہتیری روباہ بازیاں کرتے ہو۔ مگر تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے۔

قولہم ...... جیسا کہ آج کل مرزا قادیانی سے ہورہا ہے۔

اقول ...... ''نعوذ باللہ من الخذلان'' خداوند کریم نے ایسا سلوک کسی ادنیٰ مسلمان بلکہ کافر کے ساتھ بھی بہت کم کیا ہوگا۔ جیسا کہ اس دجال کذاب کے ساتھ کیا۔ تمام جہان کا ملعون ہر طرف سے لعنتوں کی بارشیں اور طرح طرح کی رسوائیوں، ذلتوں اور پھٹکاروں کی باڑیں۔ حتیٰ کہ عبداللہ آتھم کے مقدمہ میں اپنے منہ سے بے ایمان ملعون روسیاہ ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوا اور کہا کہ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔

رگ جاں کاٹنے آیا تھا تیری   ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
غضب فتادنہ جاماند کادیانی را   نہاد میخ بہ بستر چھٹی ستمبر کی
جو ہم نے کی تیری تکفیر تو خفا تھا ولیک   اپنے منہ سے ہے کافر چھٹی ستمبر کی

اور منکوحہ آسمانی جس کے حق میں یہ الہام ہوا: ’’**زوجنا کہا لا مبدل لکلمات اللہ**‘‘ اس سے اور شخص عیش اور لطف اڑا رہا ہے اور تمہارا بے غیرت رسول دیکھ رہا ہے اور عمو ائیل جس کے حق میں ’’**کان اللہ نزل من السماء**‘‘ احتلام ہوا وہ بار بار تمہارے رسول کا منہ کالا کر نامراد لڑکپن میں ہی مر گیا۔ وغیرہ وغیرہ! مخلوق کے سامنے بھی روسیاہ مطرد و منحوس اور خالق کے نزدیک بھی مقبوح ملعون ہوا۔ لیکن افسوس کہ تم کو نہ عقل نہ دین نہ شرافت جبلی۔ جس سے سمجھو یا غیرت کرو۔ اگر تم کو کہا جاوے کہ یہ دریا ہے تو ضد سے کہو گے نہیں سراب ہے کما قیل ؎

لو قلت ہذا البحر قال مکذبا   ہذا السراب یکون بالقیعان
او قلت ہذا الشمس قال مباھتاً   الشمس لم یطلع الیٰ ذالاٰن
اوقلت قال اللہ قال رسولہ   غضب الخبیث وجاء بالکتمان
اوحرف القراٰن عن موضوعہ   تحریف کذاب علی القرآن

قولہم ...... علماء کو سلاطین اسلام الیٰ قولہ خدا کا فضل ہے کہ گورنمنٹ منصف مزاج ہے۔ **الحمدللہ!**

اقول ...... گورنمنٹ کو کیوں منصف مزاج نہ کہو کہ تم اس کے سایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو گالی بکتے ہو۔ انبیاؤں کی غلطیاں نکالتے ہو۔ تمہارا رسول، کبھی نبی، کبھی رسول ومرسل، کبھی ابن اللہ استعارہ کی آڑ میں کبھی خدا کے باپ کی جگہ نعوذ باللہ بن بیٹھتا ہے۔ کبھی کہتا ہے ؎

عیسیٰ کجاست تابنہد پابمبرم

الیٰ غیر ذٰلک من الکفریات!

سلاطین اسلام کب ایسا حوصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر حکومت اسلام ہوتی تو اب تک فیصلہ ہو جاتا اور تم کو اور تمہارے رسول کو خطاب ’’**ذوقو مسّ سقر**‘‘ کامل جاتا یا تائب ہو جاتا۔ گو نفاق ہی سے توبہ کرتا۔

قولہم ...... گذشتہ صدی کے اوپر۔

اقول ...... کوئی لازم نہیں کہ مجدد وہ ہو جو دعویٰ مجددیت کا کرے۔ دیکھو (حجج الکرامہ ص۱۳۴) **ومعلوم نمیشود ایں مجدد مگر بغلبۂ ظن معاصرین وئے ز اہل علم وبقرائن احوال. الخ!**

تمہارے رسول کی طرح جو جاہل ہو کر بیہودہ دعویٰ کرے وہ دجال ہوتا ہے۔ نہ مجدد۔

قولہم …… سوائے اس مرد میدان کے الیٰ قولہ: ’’الحق یعلو ولا یعلے‘‘

اقول …… مرزا بے شک مرد میدان ہے مثل اپنے استاد وشیخ کے۔ جیسا وہ مرد میدان، میدان میں بڑے دربار میں روبرو احکم الحاکمین کے کھڑا ہوکر بڑی دلیری سے سینہ سپر لعنت کر کے کہنے لگا۔ ’’فبعزتک لا غوینہم اجمعین‘‘ مرزا قادیانی بھی بڑی استقامت سے معلم الملکوت کا خلیفہ بنا ہے۔ بیشک وہ دجالیت میں یکتا ہے۔ ہم جادۂ انصاف سے منحرف نہیں ہوتے۔ دیکھو اس کی اور اس کے شیخ کی بہادری کا کیسا اقرار کرتے ہیں اور ہزار ہزار نفریں دیتے ہیں کہ ایسا بہادر ہے کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ ہاں! البتہ آریوں سے ڈرتا ہے اور پاد نکلتی ہیں۔ انصاف کرنا چاہئے۔ دیکھو اس کا عریضہ گورنمنٹ کی خدمت میں جو اپنی حفاظت کے لئے بھیجا تھا اور کس قدر چھوٹی خوشامد منافقانہ کر کے اپنی حفاظت کے واسطے پولیس مانگی اور خدا کو بھول گیا۔ بلکہ اس الہام کی بھی پرواہ نہ کی۔ جس میں اس کی عمر اسی برس دی گئی ہے۔ اس بات کا ہم اقرار کرتے ہیں کہ وہ بہادر خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ تم اس سے انکار مت کرو کہ آریوں سے بہت ڈرتا ہے اور پاد نکلتی ہیں اور پاجامہ ناپاک ہوا جاتا ہے۔ ایسا کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے وعدہ کا کہ اسی برس عمر دے چکا ہے۔ کچھ اعتبار بھروسہ نہ کر کے گورنمنٹ کے آگے ایڑیاں رگڑتا ہے۔ واہ واہ پڑھنا آپ کا ’’الحق یعلو ولایعلی‘‘ ہم کہتے ہیں۔ کلمته حق ارید بها باطل!

قولہم …… اس امت میں ایک گروہ گذرا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو انا الحق کہلایا۔ سبحانی ماعظم شانی انا محمد تو در کنار. الخ!

اقول …… پھر عیسائی جو ابن اللہ یا اللہ مسیح کو کہتے ہیں۔ کیوں کافر ہیں؟ یا فرعون نے جو انا ربکم الاعلیٰ کہا کیوں کافر ہوا؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتوے میں منصور کے بارے میں کہا۔ ’’قتل ظالماً غیر مظلوم وقتل علیٰ الزندقة التی اقربها بلسانه وقالها صاحیا غیر سکران لاسکر حال ولا سکر خمرو من قال انه قتل مظلوماً فانه لا یعرف حاله وان الذی قاله کفر باطناً وظاهراً یجب قتله باتفاق اهل الاسلام علمائهم وفقرائهم فان اصر علی خلاف ذلک عوقب عقوبة تردعه ولا ینتصر للحلاج الاجاهل بحاله او منافق عدو لله ورسوله والله اعلم واخبار الحلاج مذکورة فی کتب المصنفین کابی بکر الخطیب وابی الفرج ابن الجوزی وسبطه وقد ذکر ابوعبدالرحمن السلمی ان جمهور المشائخ اخرجوه عن الطریق وکان ساحراً وله مصنف فے السحر انتهی‘‘ اور نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں ص ۲۳۹

میں فرماتے ہیں: ''وبعضے بطریق نیرنجات علم غیب بیان میکردند در بغداد در ۳۰۸ حسین ابن منصور حلاج ظاہر شد در علم سیمیا دستگاہ داشت وعجائب مینمود۔ الیٰ ان قال شیخ الاسلام ابن تیمیہ نیز اوراز اصحاب سحر وشعبدہ شمردہ وگروہے نادان از مشائخ اورا در اولیاء داشتہ اند۔ وبہ بث مناقب ورا در کتب خود پرداختہ واللہ اعلم بحالہ ومالہ انتہی! وملا علی قاری در شرح فقہ اکبر ورسالہ رد فصوص صریح فتوے برابن عربی طائی صاحب فتوحات مکیہ وفصوص بر طائفہ اوداده واز علماء بسیار نقل نمودہ ہمچناں علامہ تفتازانی وامام سخاوی در قول المبنی فی تکفیر ابن عربی کفر اور ابا تفاق علماء مذاہب اربعہ ثابت نمودہ'' نقل عبارات میں تطویل ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفاء کی گئی ہے۔ واما بویزید بسطامی فہو من کبار مشائخ الصوفیۃ لہ ثناء عجیب وحال غریب امام ذہبی گفتہ وما احلی۔ قولہ: ''لو نظرتم الیٰ رجل اعطی من الکرامات حتی یرتفع فی الھوی فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف ہو عند الامر والنہی وحفظ حدود الشریعۃ واشیا غیر مرضیہ'' کہ انہوں سے منقول ہیں۔ بعض اہل علم نسبت ان اشیاء کے ان کی طرف صحیح نہیں جانتے۔ تقصار میں لکھا ہے: ''شیخ الاسلام ابواسماعیل انصاری ہروی گفتہ بربایزید دروغہا بستہ اندیکے آنست کہ برآسمان شدم خیمہ زدم برعرش وبعض اہل علم قائل صحت آنند از ایشاں در حالت سکرنہ درحالت صحو امام ذہبی نوشتہ ومن الناس من یصحح ہذا عنہ ویقول قال ہذا فی حال سکرہ. شعرانی درطبقات کبری نوشتہ سئل ابوعلی الجوز جانیؒ عن الالفاظ التی تحکی عن ابی یزید فقال رحمہ اللہ ابویزید نسلم لہ حالہ ولعلہ بہا تکلم علی حدغلبۃ او حال سکر وموید این ست آنچہ صاحب تذکرۃ الاولیاء از خود ایشاں نقل نمودہ یکبار در خلوت برزبانش رفت کہ سبحانی ما اعظم شانی چوں بازبخود آمد مریداں گفتند شما چنیں لفظے گفتید شیخ گفت کہ خدا عزوجل شمارا خصم باد اگر یکبار دیگر بشنوید ومرا پارہ پارہ نکنید پس ہریکے را کاردے دادتاوقتے دیگر اگر ہماں لفظ بگوید اور ابکشند ومع ہذا حسین بن علی بسطامی کہ از ائمہ حدیث است ویرا از بسطام اخراج نمودہ وتاحیوۃ محدث مذکور بازبہ بسطام نآمد. وشعرانی درطبقات نوشتہ ونقل الثقات عن ابی یزید البسطامیؒ انہم نفوہ من بلدہ سبع مرات امام ذہبی درمیزان نوشتہ قال ابوعبدالرحمن السلمی انکر علیہ اہل بسطام ونقلوا الیٰ

الحسین بن عیسیٰ البسطامی انه یقول له معراج کما کان للنبی ﷺ فاخرجه من بسطام فحج ورجع الیٰ جرجان فلمامات الحسین رجع الیٰ البسطام قلت کان الحسین من ائمة الحدیث وابویزید فسلم حاله له واللہ یتولی السرائر ونتبرا الیٰ اللہ من کل من تعمد مخالفة الکتاب والسنة. انتهی ’’پس مرزا کذاب کہ اپنے الفاظ کفریہ پر حالت صحو وہوش میں دعویٰ ’’هل من مبارزیبا رزنی‘‘ کا کرتا ہے۔ اس کے حال کا قیاس منصور کے حال پر ہوگا اور سزا بھی موافق سزا منصور کے ہوگی اور اس کے حال کو بایزید بسطامی کے حال پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور ابن عربی کے عقائد باتفاق ملت اسلامیہ کفر ہیں۔ اگرچہ بعضے علماء بسبب حسن ظن تاویل کرتے ہیں اور تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ استدلال کیسا ہوگا۔ نواب صدیق حسن صاحب مرحوم اکسیر فی اصول التفسیر میں تفسیر ابن عربی کہ حق میں فرماتے ہیں۔ مانا بتحریف قرآنست نعوذ باللہ منه انتهی!

ملا علی قاری حنفی نے ردفصوص میں لکھا ہے: ’’ثم اعلم ان من اعتقد حقیة عقیدة ابن عربی فهو کافر بالاجماع من غیر النزاع‘‘ حافظ ابن القیمؒ نے بعد بیان طویل کے کہا ہے۔

یا امة معبودها موطؤها این الاله وثخوا الطعان
یا امة قد صار من کفر انها جزء یسیر جملة الکفران

الغرض ہم کو ان کے کفر وایمان سے کیا بحث؟ مقصود یہ کہ ان کے کلام سے کسی طرح استدلال درست نہیں جو ان کے مخترعات سے دلیل پکڑے وہ بے شک ملحد زندیق ہے۔

قولهم ...... ابو محمد بن حزم محدث یہ حضرت بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ایسا ہی امام مالک، محقق ابن تیمیہ، ابن قیم، امام بخاری وغیرہ محققین۔

اقول ...... ’’سبحانک هذا بهتان عظیم ولعنة اللہ علی الکاذبین‘‘ امام ابن قیم اپنی مشہور کتاب قصیدہ نونیہ میں لکھتے ہیں۔

والیه قد عرج الرسول فقدرت من قربه من ربه قوسان
والیه قد رفع المسیح حقیقة لسوف ینزل کے یری بعیان

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وکذاک معراج الرسول الیه حقا ثابت ما فیه من نکران
وکذالک رفع الروح عیسیٰ المرتضیٰ حقا الیه جأ فی القرآن

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فتویٰ حمویہ وعقیدہ واسطیہ والجواب الصحیح وغیرہ تصانیف میں تصریح کی ہے۔ اسی طرح امام مالک اور تمام علماء اسلام متفق ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور رفع ونزول پر، لیکن آپ نے جو کذب وافتراء اور دجالیت کا سبق اسلام کے ملعون سے سیکھا ہے اس کے کیا کہنے ہیں؟ بس یہی نعمتیں ہیں جن سے ہم محروم رہے ہیں والحمدللہ علیٰ ذالک کہ ہم ایسی بے ایمانیوں اور دھوکہ بازیوں سے محروم رہے ہیں۔

قولہم ...... جو مطابق حدیث ''لامھدی الا عیسیٰ'' مسیح بھی ہیں اور مہدی بھی دیکھو ابن ماجہ اور حاکم اور کتاب (حجج الکرامہ ص۳۸۰) ''لا مھدی الا عیسیٰ''

اقول...... حوالہ بالکل غلط بلکہ (ص۳۸۴) میں یہ حدیث مذکور ہے۔ اس طرح پر ''وآنکہ دربعضے احادیث آمدہ ''لامھدی الاعیسیٰ بن مریم'' پس باوجود اینکہ ایں حدیث ضعیف است نزد حفاظ تاویلش واجب است۔''

پھر چند ایک تاویلیں کر کے شوکانی سے نقل کیا۔ ''وھذ التاویل متحتم لمخالفۃ ظاھرہ للاحادیث المتواترۃ'' پھر حافظ ابن قیم سے وجہ ضعف نقل کر کے کہا ''فرجع الحدیث الیٰ روایۃ محمد بن خالد وھو مجھول عن ابان وھو متروک عن الحسن وھو منقطع واحادیث دالہ بخروج مھدی اصح الاسناد اندالی قولہ فی ص ۳۸۶ انہ حدیث لایصح'' ابھی بے ایمانی ہم نے نہیں دیکھی جیسی اس دجال کی امت میں دیکھی۔ حدیث تو نقل کی لیکن تضعیف اس کی سے اعراض کر کے صریح خیانت کیا اور پھر اس کو صحیح کہہ دیا اور حوالہ اور صفحہ کا دے دیا۔ دھوکہ دینے کو ہر جگہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ مرزائیوں کا بالکل ''یوم یقوم الناس لرب العالمین'' کے ساتھ ایمان نہیں۔ ورنہ حدیث میں ایسی خیانت نہ کرتے اور امام شوکانی فوائد مجموعہ میں اور علامہ عبدالعزیز ''کوثر النبی'' میں لکھتے ہیں۔ حدیث: ''لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم قال الصّنعانی موضوع وقال النسائی منکر وقال الذھبی ھو خبر منکر وقال الحاکم اوردتہ تعجبا لا محتجابہ وفی سندہ ابن خالد الجندی قال الازدی منکر الحدیث وذکر الذھبی فیہ علۃ اخری ثم قال فانکشف وھی انتھی کذافی صیانۃ الاناس''

کیوں صاحب یہی آپ کی صحیح حدیث ہے شرم، شرم، شرم۔ پس جو کچھ آپ نے اس پر لکھا بناء فاسد بر فاسد ہوئی ؎

فھوی البناء وخر للارکان لایزال بنیانھم الذی

بنو اریبة فی قلوبهم الا ان تقطع قلوبهم

یہ مرزائی جابجا نواب صاحب کے حجج وغیرہ سے نقل کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو فہرست دجاجلہ میں شمار کیا ہے۔ یہ بڑی تعجب کی بات ہے۔ چنانچہ جلد اوّل دین خالص کے ص۴۰۵ میں ذکر مسیلمہ واسود عنسی وسجاح ومختار ثقفی وغیرہ کے فرماتے ہیں۔

''واقول ذکر صاحب حجج الکرامة اسماء هذه الثلاثین الکذابین غالباً وعدّ منهم ذلک الرجل النابغ فی هذا العصر وقضٰی علیه بانه دجال کذاب ضال زاعم فیه انه نبی وهذا یرده قوله ﷺ فی هذا الباب وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی قال الحسن ای الذی ختم به النبوة ای انه اٰخر الانبیاء کما قال تعالیٰ ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیین وانما ینزل عیسیٰ ابن مریم علیهما السلام فی اٰخر الزمان حاکما بشریعة محمد ﷺ مصلیا الیٰ قبلته وهو افضل هذه الامة قال رسول اللّٰه ﷺ والذی نفسی بیده لینزلنّ فیکم ابن مریم حکما مقسطا فلیکسرن الصّلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة انتهی''

قولہم ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں برا نہیں کہا۔ الیٰ قولہ قرآن کا مسیح اور ہے اور انجیل کا مسیح یا یسوع اور ہے۔

اقول ...... وباللہ التوفیق۔ یہ عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے اور یہ اوّل دلیل ہے ان کی۔ کذب وافتراء ودجالیت وحیلہ گری وفریب پر ہم پہلے بھی اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ اس قادیانی متنبّی کا یہی معجزہ ہے کہ اپنے مرتدوں کو ایک نظر اور توجہ سے دین وایمان وراستی وصداقت وشرم وحیا کی الائشوں سے صاف وپاک کر کے اپنی مثل کان کترا بنا دیتا ہے کہ ضروریات وبدیہیات کے صریح انکار سے بھی نہیں شرماتے۔ تمام اہل ملل ثلٰث متفق ہیں کہ یسوع اور مسیح ابن مریم اور عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل ایک ہے۔ اسی کو یہودی برا کہتے ہیں اور اس کی ماں صدیقۃ الکبریٰ المصطفاۃ علی نساء العالمین کو بہتان عظیم کی نسبت کرتے ہیں اور اسی کو نصاریٰ ابن اللہ یا اللہ یا ثالث ثلثہ کہہ کر پرستش کرتے ہیں اور اسی کو اہل اسلام اولوالعزم انبیاء میں سے رسول برحق خاتم الانبیاء بنی اسرائیل اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ جانتے ہیں اور اس کے آسمان پر مع جسد اٹھایا جانے اور آخر زمان میں قریب قیامت نزول فرمانے ودجال کو قتل کرنے پر ایمان رکھتے ہیں، اور وہ ایک ہی ہے نہ متعدد۔ **''خلافاً للزنا دقة المستحدثته المرزائیته لعنهم اللّٰه''** وایضاً عیسائیوں نے قبل بعثت محمد ﷺ کے اور قبل نزول قرآن مجید کے عیسیٰ بن مریم کو ابن اللہ یا اللہ یا ثالث ثلثہ کہا تھا۔ جس کا

فیصلہ قرآن شریف نے یوں کیا۔ ’’لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم‘‘ وغیرہ آیات میں پھر بعد میں عیسائیوں نے اپنے معبود کو ہرگز نہیں بدلا۔ وہی ہے جو اس وقت تھا اگر بدلا ہے تو بیان فرمادیں۔

ثانیاً...... ہم کہتے ہیں: ’’ء انتم اعلم ام اللہ ‘‘ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ ’’قال تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم (المائدۃ:۷۲،۷۱) وقال تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ (المائدۃ:۷۳) وقال تعالیٰ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (النساء:۱۵۷) وقال تعالیٰ واذقال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ (المائدۃ:۱۱۶) الیٰ غیر ذٰلک من الاٰیات‘‘ کیا یہ مسیح اور ہے اور عیسائیوں کا معبود صاحب انجیل اور ہے؟ کچھ تو شرماؤ اللہ عزوجل منزل قرآن کی غلطیاں تو نکالو۔ تمہارا رسول کاذب تو پیغمبروں کی غلطیاں اور غلط فہمیاں بیان کرتا ہے۔ آپ جب لائق فائق چیلے بنو گے کہ رب العالمین کی خطائیں پکڑو۔ واہ سبحان اللہ! کیا یہ وہ یسوع نہیں جس کو عیسائی پوجتے ہیں اور تمہارے رسول صاحب اس کو گالی دیتے ہیں۔ کیا یہ عیسیٰ بن مریم نہیں کیا معاذ اللہ خدا نے خلاف واقعہ بزعم تمہارے کہا ہے۔ ’’لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم‘‘ کیا ہم نے اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام ایزاد کیا۔ کیا ایمان وحیا تو نہیں۔ لیکن عقل وتمیز بھی اڑ گئی۔ دن اور رات میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔ اسی شیخی پر جواب لکھنے کو بیٹھ گئے۔ ’’صدق رسول اللہ ﷺ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت‘‘

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

ثالثاً...... ہم کہتے ہیں قرآنی مسیح وہی ہے جس پر انجیل شریف اتری نہ کوئی اور۔ ’’قال اللہ تعالیٰ وقفینا علی اٰثارھم بعیسیٰ بن مریم مصدقالما بین یدیہ من التوراۃ واتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور الیٰ قولہ والیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ (المائدہ: ۴۷،۴۶) وقال اللہ تعالیٰ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولا الیٰ بنی اسرائیل (اٰل عمران:۴۸) الیٰ غیر ذٰلک من الایات‘‘ کیا یہ انجیلی مسیح نہیں یا قرآنی مسیح اور کوئی ہے جس پر سوائے انجیل کے کوئی اور کتاب اتری ہے۔ ہم نے تو سارا قرآن مجید پڑھا۔ مگر اس قرآنی مسیح کا پتہ نہ ملا۔ سو مہربانی کر کے ذرا بتلادو یا کوئی اور قرآن تمہارے کادیانی رسول پر نیا اترا ہے۔

ھذ جزاء المعرضین عن الھدیٰ　　　متعوضین زخارف الھذیان

تمہارے جیسا عقلمند کہہ سکتا ہے کہ قرآنی مسیح اور ہے اور انجیلی مسیح یسوع اور۔ ورنہ اور تمام عقلاء بنی آدم اس کو خبط اور ہزل وہذیان جانتے ہیں۔ لو اب تو آپ کے نزدیک چار مسیح بن گئے۔ ایک وہ مسیح جس کو ہم اہل اسلام عیسیٰ بن مریم علیہما السلام رسول برحق جانتے ہیں۔ دوئم وہ جس کو عیسائی پوجتے اور ابن اللہ کہتے ہیں۔ سوم وہ جس کو یہودی برا کہتے ہیں۔ چہارم وہ جس کو مرزا برا بھلا کہتا ہے اور اس کے مرتد اس کو فرضی قرار دیتے ہیں۔ بلکہ پانچ ہو گئے۔ پنجم خود بذات خاص مرزا قادیانی کہ مسیح موعود ہیں۔ بزعمہ الکاذب۔ لو اب تو مسیحوں کے انبار چڑھ گئے۔ اب جس کو چاہو گالی دو۔ میدان کشادہ نکل آیا۔ ’’**نعوذ باللہ من الھذیان والخذلان. ولعنۃ اللہ علی الکاذبین**‘‘

رابعاً…… ہم کہتے ہیں کہ ہاں صاحب کچھ دال میں کالا کالا تو نظر آتا ہے خود آپ نے بذات خود اپنی تکذیب کی اور نمبر۴ میں صاف اعتراف فرمایا کہ ہم بھی مانتے ہیں کہ اس یسوع کے اصل وہی مسیح بن مریم ہیں۔

اقول…… پھر تو صریحاً آپ اور آپ کے رسول صاحب قادیانی اپنے اعتراف سے کافر اور مرتد اور بے ایمان اپنے منہ سے ہیں۔ کیونکہ جس یسوع کو تمہارے کذاب رسول نے گالی بکی وہ وہی مسیح بن مریم ہیں۔ ’’**فاعترفوا بذنبھم فسحقاً لاصحاب السعیر**‘‘ کیوں صاحب اب دروغ گویم بروئے تو کا مصداق کون بنا ہم یا تم۔ ’’**رمتنی بدائھا وانسلت**‘‘

جب مسیحا دشمن جان ہو تو کیونکر ہو علاج　　　کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

خامساً…… ہم کہتے ہیں کہ اگر یسوع اور ہے اور عیسیٰ بن مریم اور، تو پھر آپ نصاریٰ کو عیسائی کیوں کہتے ہو۔ بلکہ تمام جہان ان کو عیسائی کہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ خود اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ جیسے یہودیوں کو موسائی اور مسلمانوں کو محمدی۔ کیا یہ آپ کے کذاب ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا یہ آپ کا منہ کالا نہیں کرتے۔ ’’**فاعتبروا یا اولی الابصار**‘‘

سادساً…… ہم کہتے ہیں کہ آپ کے حضرت اخبث صاحب نے (ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹) میں بکا ہے کہ ’’آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ جن جن پیش گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توراۃ میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا۔ ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں۔‘‘

کیوں صاحب توراۃ میں کس یسوع کی پیش گوئیاں ہیں۔ مسیح بن مریم کی یا اور کی، اور پھر یہ قول یہود کا اور صاف یہودیت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ بات انجیل میں تم بتا سکتے ہو۔ کیوں یہ

الزامی جواب ہے یا صریح کفر و بے ایمانی و یہودیت ہے۔ توراۃ میں صریح لکھا ہے: ''جاء اللہ من طور سینا واشرف عن سامیر واستعلن من جبال فاران'' اس میں مسیح اور محمد ﷺ دونوں کی بشارت اور پیش گوئی ہے۔ لیکن تمہارا رسول مفتری قرآن وانجیل وتوراۃ تینوں کا مکذب ہے۔ ''فلعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ وانصارہ'' ایسا ہی اشعیاء نبی نے کہا ہے: ''اری راکب الحمار وراکب الجمل'' راکب الحمار عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور راکب الجمل محمد ﷺ۔ لیکن مرزا قادیانی بے ایمان، ملحد، زندیق، دہریہ، پولس ثانی ہے۔ وہ تکذیب میں اور حیلہ گری میں بے نظیر ہے۔

سابعاً...... ہم کہتے ہیں کہ حضرت اکفر صاحب بکتے ہیں کہ: ''اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

ذرا غور کرو یہ انجیلی مسیح ہے انجیل میں کہاں لکھا ہے کہ مسیح نے انجیل کو یہودیوں کی کتابوں سے چرا کر لکھا۔ یہ تو یہودوں کا قول ہے جو مکذب انجیل ہیں۔ یہ مسیح بن مریم اور انجیل کی تکذیب نہیں تو بتائیے کیا ہے؟ کیا یہ الزامی جواب ہے کیا یہ بات انجیل میں موجود ہے۔ کیا عیسائی اس کے قائل ہیں کہ مرزا قادیانی مکذب دجال ان کو الزام دیتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس کا دیانی یہودی کا خبث وکفر باطنی ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رکھتا ہے۔

ثامناً...... پھر بکتا ہے: ''لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی۔ عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔'' (ایضاً)

اگر عیسیٰ علیہ السلام چور نہیں تو عیسائی کیوں شرمندہ ہیں۔

تاسعاً...... پھر کہتے ہیں: ''لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔'' (ایضاً)

اگر یہ بے جا حرکت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں تو عیسائیوں کی کیوں سخت روسیاہی ہوئی۔

عاشراً...... پھر یسوع کا استاد یہودی جس سے توراۃ سبقاً سبقاً پڑھا بتا کر اور ہجو تشنیع کر کے کہا کہ: ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے نہیں لکھے تو اور کس کے لکھے اور پھر ان کو عیسائی کون کہتا ہے۔

حادی عشر...... پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) میں لکھتا ہے: ''آپ کے ہاتھ میں

سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔‘‘

کیا عیسائی مسیح بن مریم علیہ السلام کو خدا نہیں بناتے تو اور کس کو۔ ’’**لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم**‘‘ پھر تم ان کو عیسائی کیوں کہتے ہو۔

ثانی عشر...... پھر لکھتا ہے کہ: ’’پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

کیا عیسائی اور مسلمان کس کو نبی قرار دیتے ہیں اور پھر ان کو عیسائی بار بار کیوں کہتا ہے۔ اگر وہ یسوع مسیح بن مریم نہیں تو دیکھو یہ کذاب مفتری بے ایمان کس قدر سینہ کھول کھول کر اس نبی صادق بن صدیقہ، وجیہ، صالح، مقرب عبداللہ، ورسول اللہ کو صریح صریح بے حجاب ہو کر گالی بکتا ہے۔ پھر یہ مرزائی چیلے چانٹے اس کو عقل کے مارے نہیں سمجھتے۔ سچ ہے: ’’**ختم اللہ علی قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلیٰ ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم** (البقرة:۷) **کذالک یضل اللہ من هو مسرف مرتاب کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار** (غافر:۳۵)‘‘

ثالث عشر...... پھر عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نسبت جو قرآن میں موجود ہیں یوں کہتا ہے: ’’ممکن ہے کہ اپنی معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی ہی بیماری کا علاج کیا ہو۔ الیٰ قولہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے پاس سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

(ازالہ اوہام ص۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶) میں لکھتا ہے: ’’کیا تالاب کا قصہ عیسوی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔‘‘

اگر ان معجزات کا انکار وتکذیب عیسائیوں کے مقابلہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تکذیب اور انکار نہیں تو اور کس کی ہے اور پھر عیسائیوں کو عار اور الزام کیسا ہے؟

رابع عشر...... (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) میں کذاب کادیانی لکھتا ہے: ’’پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جن کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘

دیکھو صفائی بیان۔ کیسا صاف بیان لکھا کہ یسوع وہی مسیح وعیسیٰ بن مریم ہیں معہ اقرار نبوت کے پھر کادیانی صاحب کے کفر و بے ایمانی میں اب بھی شک ہے۔ باوجود اس اعتراف صحیح وواضح کے ''**فاعترفوا بذنبهم فسحقالاصحاب السعير**''

اب بھلا توضیح کی توضیح کیا   شک رہا کیا جب ازالہ ہوچکا

پھر مرزائیوں کا یسوع ومسیح میں فرق کرنا از قبیل ''**تاویل القول بما لایرضی به قائله**'' نہیں تو کیا۔ مرزا قادیانی کیا کہتا ہے اور چیلے چانٹے کیا فرماتے ہیں۔ ''**من چه میگوئم وطنبورهٔ من چه میگوید**''

ہم کو تو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کتابیں اوّل سے آخر تک دیکھو اور خود بدولت توضیح تک نہ دیکھا۔ ''**العجب فالعجب کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون** (حم سجده:۳) '' **الیٰ غیر ذلک من الوجوه!**

کیا ہم اگر یہودیوں کا مقابلہ کریں تو یہودیوں کے الزام دینے کو ہم موسیٰ علیہ السلام کو گالی دے سکتے ہیں؟ یا روافض کے مقابلہ میں ہم حضرت علیؓ کو یا خوارج کے مقابلہ میں اصحاب ثلثہؓ کو برا کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ احمق نئے عیسائی (مرزائی) کہتے ہیں کہ یہ الزامی جواب ہیں۔ عیسائیوں کو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک یہ الزامی جواب ہیں۔ لیکن یہودیوں کی طرف سے نہ مسلمانوں کی جانب سے۔ عیسائیوں کے مقابل دو گروہ ہیں۔ ایک مسلمان، دوم یہود۔ یہ مرزا بھی یہودوں کی طرف سے عیسائیوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اسی واسطے یہودیت کا پورا پورا داد دے رہا ہے اور امت غضبیہ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے اور مطلب اصلی اس کا کہ پولس ثانی ہے۔ یہ ہے کہ جب میں عیسائیوں کے معبود کو یہودوں کی طرف سے برا کہوں گا اور گالی دوں گا تو وہ مجھ کو مسلمان جان کر انتقام لینے کو محمد ﷺ کو سینہ کھول کر گالی بکیں گے۔ تو میرا دل خوش اور آنکھیں سرد ہوں گی۔ خدایا ایسا کبھی نہ کریو، اور پھر میں ان کا برائے نام مقابلہ اور جنگ زرگری کروں گا۔ تو احمق نام کے مسلمان جو میرے مرتد بنائے ہوئے ہیں۔ مجھ پر فدا ہو کر چندہ دیں گے، اور کتابیں میری جو بظاہر ان کا جواب اور حقیقت میں مجموعہ کفر والحاد دجالیت کا ہوگا۔ خوب خریدیں گے دنیا حرام بھی کماؤں گا اور اپنے پیرو ملہم ابلیس لعین کا بھی مقرب اور برخوردار بنوں گا۔ ورنہ تو مشرکوں کے معبودوں کو اگرچہ ذی حرمت ورسول نہ ہوں تو بھی گالی بکنی منع ہے۔ ''**لاتسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله اعدوا بغیر علم** (انعام:۱۰۸) '' لیکن یہ دجال قرآن مجید کو کب مانتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نصاریٰ کا معبود بھی ہے اور رسول برحق بھی، دونوں وجہ سے ان کو

گالی دینی منع وکفر ہے لیکن اگر کوئی ایمان رکھتا ہو’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

اللّٰہ اکبر ھتکت استارکم	ویدت لمن کانت لہ لعینان
اللّٰہ اکبر ھتکت استارکم	حتی غدوتم ضحکۃ الصبیان
بادم شیری تو بازی میکنی	باملائک ترکنازی میکنی
ہاں، ہاں ترک حسد کن ماشہاں	ورنہ ابلیسی شوی اندر جہاں

قولہم ...... تم کو یسوع سے کیا غمخواری ہے۔ کچھ دال میں کالا کالا تو نہیں۔ جبھی ہم کو نئے عیسائی لکھا تھا۔

اقول...... ہم کو یسوع سے کیوں غمخواری نہ ہو ان کے ساتھ بدل وجان ایمان رکھتے ہیں اور محبت للہ اور سب رسولوں کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔’’قال اللّٰہ تعالیٰ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ. وقال تعالیٰ قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (البقرہ:۱۳۶)‘‘ہم آپ کی طرح ’’نؤمن ببعض ونکفر ببعض‘‘نہیں کہتے۔’’افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذٰلک منکم الّا اخزی فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم القیمۃ یردون الیٰ اشد العذاب وما اللّٰہ بغافل عما تعلمون (البقرہ:۸۵)‘‘چنانچہ اللہ عزوجل آپ کے اور آپ کے جھوٹے فریبی رسول کے حق میں فرماتا ہے۔’’ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا (نساء:۱۵۰)‘‘اور ہمارے حق میں فرماتا ہے:’’والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجرھم وکان اللّٰہ غفوراً رحیما (نساء:۱۵۲)‘‘پھر ہم مسلمان ہوکر کیوں مسیح علیہ السلام کی غمخواری نہ کریں۔ تم کو تو مرزا قادیانی نے مرتد بنا ہی لیا ہے۔ نعوذ باللّٰہ من الخذلان!

اور ہم نے تم کو نئے عیسائی اس واسطے کہا ہے کہ تم تثلیث کے قائل ہو اور رسول تمہارا جس کی تم نئی امت بنے ہو اپنے آپ کو ابن اللہ اور عیسیٰ مسیح کہلاتا ہے اور علیٰ رؤس الاشہاد بآواز بلند اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ پس جب وہ نیا عیسیٰ بنا تو تمہارے نئے عیسائی ہونے میں کیا شک ہے۔

واللہ ما بعد البیان لمنصف الا العناد ومرکب الخذلان

قولہم ...... جب عام مسلمانوں کے قدیم اعتقاد کے مطابق ظاہری معنوں میں کسر صلیب ہوا۔ **الیٰ آخر الرسالۃ!**

اقول ...... وباللہ التوفیق۔ یہ بھی ایک بے ایمانی ان دجالچوں کی ہے کہ کسر صلیب وقتل خنزیر وغیرہ کے حقیقی وموضوع لہ معنے سے انکار کر کے بعید از لفظ معنے مجازی بغیر قرینہ صارفہ کے مراد لیتے ہیں اور تمام صحابہ وعلماء مجتہدین کے اجماعی اعتقاد کو عام مسلمانوں کا قدیمی اعتقاد بیان کرنا اور پھر اس کو قتل عام وغدر سے تعبیر کرنا اور بے فائدہ بتانا یہ صریح نفاق وزندقہ ہے۔ ’’**واذا قیل لہم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفہاء الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون (البقرہ:۱۳)**‘‘ یہ منافق بھی ایسا ہے جب ان کو کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور سب مسلمان ایمان لے آئے۔ تم بھی ایمان لاو عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول حیات وقتل خنزیر وکسر صلیب وخروج امام مہدی اور خروج دجال ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج اور فرشتوں وغیرہ امور مومن بہا کے ساتھ۔ تو کہتے ہیں ’’**انؤمن کما آمن السفہاء الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون**‘‘ وچونکہ مرزا ومرزائی ہمیشہ سے استعاروں اور مجاز وتاویل کی آڑ میں کفربازیاں کھیلتے ہیں۔ اس واسطے ہم پر ضرور ہوا کہ ان کی اس کس وخاشاک کی ٹٹی میں مٹی کا تیل ڈال کر آتش زنی کریں۔ سو جاننا چاہئے کہ اصل معنی لفظ کا وہی ہوتا ہے جو حقیقی اور موضوع لہ ہو جو معنے حقیقی کا مدعی ہو وہ اصل کا مدعی ہے۔ اس کو کسی دلیل کی حاجت نہیں اور جو معنی حقیقی کو چھوڑ معنی مجازی کی طرف رجوع کرے۔ اس پر لازم وواجب ہے۔ چار دلیلیں قائم کرنی، تاکہ دعویٰ صحیح ہو۔ ورنہ کاذب ملحد ہوگا اور وہ چار دلیلیں یہ ہیں۔ دلیل اوّل! دلیل صارف یعنی اصلی وحقیقی وموضوع لہ معنی سے پھیر دینے والی دلیل جس سے ثابت ہو کہ معنی حقیقی یہاں مراد نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ دلیل قائم ہو جاوے تو پھر دلیل دوئم! کا مطالبہ ہوگا اور وہ دلیل احتمال اللفظ ہے۔ یعنی وہ لفظ لغت عرب میں اس معنی میں مستعمل ہوا ہے اور احتمال وبرداشت اس معنی کی رکھتا ہے۔ اگر یہ دونوں دلیلیں قائم ہوگئیں تو پھر تیسری دلیل! کا مطالبہ ہوگا اور وہ دلیل تعین مراد ہے کہ یہی معنی مراد ہیں اور نہیں، ہم نے مانا کہ حقیقی معنی مراد نہیں ہوسکتے۔ لیکن ممکن ہے کہ یہ معنی مجازی مراد نہ ہوں اور ہوں۔ اس واسطے کہ چوبیس علاقہ مجاز مرسل کے ہیں اور ایک علاقہ تشبیہ کا۔ چنانچہ علم بدیع ومعانی وبیان وعلم اصول فقہ وعلم میزان میں مبین ہے۔ بلکہ بعضوں نے مجاز مرسل کے علاقے تیس تک بیان کئے ہیں۔ چنانچہ

امام شوکانی نے ذکر کیا۔ پس جائز ہے کہ وہ معنی مجازی مراد نہ ہو۔ دوسرا معنی مجازی مراد ہو۔ اگر یہ دلیل بھی ثابت ہوگئی تو دلیل چہارم! کا مطالبہ ہوگا اور وہ دلیل جواب عن المعارض ہے۔ یعنی جو دلائل متصل یا منفصل کہ معارض ہیں اس معنی مجازی کے۔ ان کا جواب دینا۔ پس جب تک تم اے جہال مرزائیو! یہ چار دلیلیں نہ لاؤ تو ہرگز ہرگز ظاہری معنی سے عدول نہیں کر سکتے۔ مرزا جیسے بہت دجال آئے اگر یہ تاویل کا راستہ آسان ہوتا تو اب تک اسلام کا نام ونشان بھی نہ رہتا۔ لیکن یہ دعویٰ بڑا مشکل ہے۔ پھر اب تم کو بھی لازم ہے کہ صلیب کے کسر وغیرہ کے حقیقی معنی مراد ہونے پر بھی چار دلیلیں لاؤ۔ ہم تم سے سخت مطالبہ کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو کہو تمام مرزائیوں کو جمع کرو۔ ہرگز نہ کرسکو گے۔ ''**وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین** (البقرة:۲۴)''

قولہم ...... حالانکہ انجیل میں لکھا ہے۔

اقول ...... پہلے صفحہ پر مقابل اس کے سامنے تم نے لکھا ہے انجیل کے باب میں محرف اور باطل اور ناقابل تعظیم پھر اس صفحہ پر اسی سے استدلال، کچھ تو شرم کرو۔

قولہم ...... حضرت اقدس کا طرز تحریر محققین کے مطابق بھی ہے اور بالکل نرالا بھی ہے۔

اقول ...... اس واسطے کہ حضرت اخبث صاحب منافق زندیق ملحد ہیں۔ کبھی موافق، کبھی مخالف، کہیں کچھ، کہیں کچھ۔ کہیں اقرار، کہیں انکار۔ ظاہر کچھ، باطن کچھ۔ کبھی مدعی نبوت ورسالت، کبھی نبوت ورسالت سے دست بردار۔ مذبذبین ''**بین ذٰلک لا الیٰ هولاء ولا الیٰ هولاء ومن یضلل الله فلن تجدله سبیلا** (نساء:۱۴۳) **ومن یکن الشیطان له قرینا فساء قرینا** (نساء:۳۸)''

قولہم ...... اس سلطان القلم نے تمام مخالفین اسلام کو عموماً۔

اقول ...... اس شیطان القلم نے تمام علماء اسلام کو یہودی ملعون وغیرہ سے یاد کیا اور بابا نانک کو مقبول مسلمان صاحب کرامات بتایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں بکیں اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دلوائیں اور اس کے چیلے جب عیسائیوں کے مقابلہ میں ہار گیا امرتسر میں۔ تو عیسائی ہوگئے، اور خود ان کے مقابلہ میں الہام مثل شیطانی احتلام کے نکال کر روسیاہ ہوا۔ پرلے درجے کا جاہل، فریبی، بے ایمان، دجال، کذاب بنا اور ملعون سارے جہان کا: ''**لیس له سلطان علی الذین اٰمنوا وعلیٰ ربهم یتوکلون انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون ان**

عبادی لیس لک علیهم سلطان الامن اتبعک من الغاوین وان جهنم لموعدهم اجمعین. واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین. وسبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین‘‘

فتویٰ قال القاضی عیاضؒ فی الشفاء. اعلم وفقنا الله وایاک ان جمیع من سب النبی ﷺ اوعابه او الحق به نقصاً فی نفسه اونسبه اودینه اوخصلة من خصائله اوعرض به اوشبهه بشئ علی طریق السب والازراء علیه او التصغیر لشانه اوالغض منه اوالعیب له فهو ساب له والحکم فیه حکم الساب یقتل کما بینته ولا نستشنیٰ فصلاً من فصول هٰذالباب علی هذ المقصد ولانمتری فیه تصریحاً کان اوتلویحاً ونقل عن ابن عتاب انه قال الکتاب والسنة موجبان ان من قصد النبی ﷺ باذی او نقص معرضاً اومصرحا وان قل فقتله واجب

جان تو توفیق دے اللہ ہم کو اور تجھ کو تحقیق جس نے گالی دی نبی ﷺ کو یا عیب لگایا اس کو یا کوئی نقص لگایا اس کو اس کے وجود میں یا نسب میں یا دین میں یا کسی خصلت میں اس کی خصلتوں سے یا اشارہ کنایہ کیا اس کے ساتھ یا تشبیہ دی کسی شئے سے گالی اور نقصان لگانے کے طریق پر یا اس کی شان کو ہلکا سمجھنے یا بے قدری یا اس کو عیب لگانے کے طریق پر۔ پس وہ شخص گالی دینے والا ہے واسطے اس کے، اور حکم اس کا حکم گالی دینے والے کا ہے۔ قتل کیا جاوے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا اور یہ عام حکم ہے۔ ہم جدا نہیں کرتے کسی بات کو اس باب سے اس مقصد پر اور نہ شک کرتے ہیں۔ اس میں تصریح ہو یا اشارت اور نقل کیا گیا ابن عتاب سے یہ کہ اس نے کہا قرآن وحدیث دونوں واجب کرنے والے ہیں کہ جو شخص قصد کرے نبی ﷺ کا ساتھ گالی یا نقصان وبے ادبی کے اشارۃً یا صراحۃً اگرچہ تھوڑی سی ہو۔ پس قتل اس کا واجب ہے۔

پس اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ اشارے کنائے سے پیغمبروں کی نسبت کچھ عیب وغیرہ لگانے والوں کا جب اسلام یہ فتویٰ لگائے تو پھر مرزا قادیانی منہ پھاڑ پھاڑ کر تحریروں اور تقریروں میں فاحش بکواس کرے۔ اس کا حشر کیا ہونا چاہئے اور اس کے چیلوں کی نسبت اپنی طرف سے یہاں کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں اس لئے سعدی علیہ الرحمۃ کے دوشعروں پر اکتفا کیا جاتا ہے ؎

زنان بارد اراے مرد ہوشیار اگر وقت ولادت مار زائند
ازاں بہتر بنزدیک خرد مند کہ فرزندان ناہموار زائیند

العبد: خاکسار عبدالاحد خانپوری مقیم راولپنڈی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

عجالہ المسمّٰی بہ اغاثۃ الملہوف المسجون

فی مصائد القادیانی المجنون

الملقب بہ

الفتح المبین علیٰ معتقدی المہین

مولانا قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’الحمد ﷲ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین‘‘

اما بعد! پس جاننا چاہئے کہ ایک معزز مرزائی نے چند سوالات بذریعہ تحریر بخدمت جناب مولانا وشیخنا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی ابن مرشدنا وشیخنا عبداللہ الغزنوی مرحوم ارسال کئے۔ پس جناب مولانا صاحب نے بحکم ’’**لان یھدی اللہ بک رجلا واحداً خیر لک من حمر النعم**‘‘ وبحکم ’’**الدین النصیحۃ**‘‘ اپنی اوقات عزیزہ ومعمورہ صرف کر کے جواب پختہ ومضبوط مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ تحریر فرما کر ارسال کیا۔ پھر اس معزز مرزائی نے ان سب مضامین عالیہ ایمانیہ علمیہ کو نظر انداز کر کے فقط تمہید کے ایک فقرہ کو پکڑ کر اس پر بے جا حملہ کیا۔ لیکن وہ حملہ بالکل مہمل بلکہ اس کی سب تقریر ایسی مہمل ومتناقض ومتضاد ہے کہ اس سے کوئی نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا۔ ’’**کما ستعرفہ انشاء اللہ تعالیٰ**‘‘ عنقریب ایسا ہی تمام کلام مرزا ومرزائیوں کا ہمیشہ بے نتیجہ صحیح ہوا کرتا ہے۔ ’’**کما لا یخفی علی من تدبر کلامھم حق التدبر**‘‘ چونکہ مولانا صاحب اہل اللہ میں سے ہیں اور اپنی اوقات معمورہ ایسے مباحثات میں صرف کرنا نہیں چاہتے۔ لہٰذا اس تحریر کو اس ہیچ مدان وہیچ میرز کی طرف ارسال فرما کر مامور کیا کہ مختصر جواب اس کا لکھوں۔ اگرچہ وہ تقریر لائق جواب نہیں بلکہ وہ خود اپنا جواب ہے۔ لیکن چونکہ خاکسار کمترین تلامذہ میں سے ہے۔ مجبوراً امتثالاً للامر کچھ لکھنا پڑا۔

جاننا چاہئے کہ مولانا صاحب کی تحریر دلپذیر میں مضامین علمیہ بہت ہیں۔ چنانچہ کچھ بطور نمونہ ذکر کرتا ہوں۔ تمہید مشتمل برامور ایمانیہ ایمان بالغیب وانقیاد وتسلیم وتقدیم نقل صحیح بر عقل وتمثیل بقصۂ ابلیس وملائکہ وغیرہ وجواب سوالات مرزائی درباب حکمت نزول مسیح وکسر صلیب وقتل خنزیر ووضع حرب ووضع جزیہ وفیض مال ’’**حتی لا یقبلہ احد ویکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا وتفسیر آیہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء: ۱۵۹)**‘‘ بقول ابی ہریرہؓ وجواب سوال عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے یا امتی؟ ومعنی امامکم منکم وذکر تحریف مرزا وجواب سوال حق تعبیر کا پیشین گوئیوں میں کس کو ہے۔ وبیان اتباع مہاجرین وانصار وسلف صالحین وخیر قرون اور بیان ان قباحتوں ستہ کا جو صحابہؓ کی تابعداری چھوڑنے میں لازم آتی ہیں اور وہ چھ عدد بیان فرمائے اور جواب اس سوال کا کہ جو مدعی مسیحیت کو یعنی مرزا قادیانی کو

مسیح مانے اس کا کیا حکم ہے؟ اور بیان حدیث رب اشعث اغبر الحدیث مرزا کے رد میں اور ذکر پیشین گوئی عبداللہ آتھم والی اور بیان ضرر مرزا کا اسلام پر اور مغلوب ہونا مرزا قادیانی کا عیسائیوں کے مقابلہ میں اور سخت ذلت اٹھانا اس کا وغیرہ اور یہ سب مضامین بادلائل لکھے۔ ان سب کو مرزائی صاحب نے نظرانداز کر دیا۔ مگر ایک فقرہ پر بجا حملہ کیا۔ ''**کما سنقف علیه انشاء الله تعالیٰ فالآن نشرع فی المقصود بعون الملک المعبود** '' جناب مولانا صاحب نے تمہید میں جو مضمون عقل ونقل کے بارہ میں ذکر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نقل صحیح وثابت کے مقابلہ میں جو عقل ہو وہ صحیح نہیں بلکہ بیچون وچرا نقل ثابت پر ایمان لانا چاہئے۔ یہی شیوہ صدیقین مومنین بالغیب کا ہے نہ یہ کہ اگر عقل ناقص اس کو قبول کرے تو ایمان لاوے اور اگر عقل مستقیم اس کو نہ مانے تو ایمان سے استعفاء دے کر اپنی تشہی اور ہوا کے مطابق نقل ثابت ظاہر الدلالت پر بے جا حملے کئے جاویں۔ یہ شیوہ مغضوب علیہم وضالین کا ہے۔ چنانچہ ان کے معلم اوّل ابلیس نے ایسا ہی کیا کہ الٰہی فرمان کے مقابلہ میں یہ دلیل عقلی پیش کی ''**انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین** '' ایسا ہی بعضے آثار میں آیا ہے اور علماء سلف نے بھی فرمایا۔ اوّل ''**من قاس ابلیس** '' یعنی جس نے اوّل نص کے مقابلہ میں عقلی دلیل پیش کی ابلیس تھا۔ مرزائی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

قولہ...... ''جناب کی یہ رائے ہے کہ خدا کے قول اور فعل میں ہم کو عقل سے بالکل کام نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ اس پر ایمان رکھنا چاہئے اور اس پر شیطان کی نافرمانی کی مثال دے کر جناب نے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہ صرف ایمان کو کام میں لاکر تعمیل حکم کرتا اور انا خیر منہ نہ کہتا تو اس تباہی اور بربادی میں نہ پڑتا۔ لیکن میں نے اس کا مضمون یہ نہیں سمجھا ہے جو جناب تحریر فرماتے ہیں۔ میری رائے میں انسان کو دو چیزوں سے دیگر حیوانات پر فوقیت حاصل ہے۔ عقل اور ایمان سے، ان دونوں میں اگر ایک کی بھی کمی ہو جائے تو حال ابتر ہو جاتا ہے۔''

اقول...... بحول اللہ وقوتہ! مولانا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ خدا کے قول اور فعل میں ہم کو عقل سے بالکل کام نہیں لینا چاہئے۔ یہ فقرہ بالکل خلاف نفس الامر ہے۔ بلکہ عقل خداداد سے اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے انقیاد وتسلیم واطاعت کا کام لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل ہر صفت کمال کے ساتھ موصوف ہے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں اور ہر صفت نقصان وعیب سے پاک ہے اور اس کے واسطے قدرت کاملہ ہے۔ ''**ان الله علی کل شئ قدیر، یفعل الله ما یشاء ویحکم ما یرید** (حج:۳)'' اور اس کے افعال میں تفکر کر کے تسبیح پڑھنی چاہئے۔ ''**ویتفکرون**

فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار ’’ نہ یہ کہ اس کے قول اور فعل میں چوں وچرا کر کے ابلیس کی طرح اس کے اوامر واخبار کا مقابلہ اپنی ناقص عقل سے کریں اور اس کی بے انتہاء قدرت وطاقت کو اپنی عقل کے پیمانہ میں ڈال کر جو زیادہ ہو اس سے صاف انکار کریں کہ نہ وہ جسم عنصری کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام ورسول اللہ ﷺ کو زندہ آسمان پر لے جاسکتا ہے اور نہ وہاں سوائے کھانے پینے اورٹٹی کرنے کے زندہ رکھ سکتا ہے اور نہ نزول عیسیٰ علیہ السلام ویاجوج وماجوج ودابۃ الارض ودجال وملائکہ کے خبر دینے میں وہ سچا ہے اور نہ خاتم النّبیین کہنے میں صادق اور نہ خرق عادت ومعجزات دکھلانے پر قادر وغیرہ وغیرہ!

کیونکہ یہ سب ہماری عقل کے خلاف ہے۔ اس طرح عقل کو کام میں لانے سے بے شک مولانا صاحب سخت منع فرماتے ہیں اور اسی کو چون وچرا کہتے ہیں۔’’لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون (الانبیاء:۲۳) ‘‘ مرزا قادیانی بھی بعض جگہ اس بات کو مان گئے ہیں۔ چنانچہ ص۵ کے اخیر میں فرماتے ہیں کہ اگر شیطان عقل کو کام میں لاتا اور سوچ لیتا کہ اچھا وہ ہے جس کو بنانے والا اچھا کہے۔ تا اخیر ص۶۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان اگر صرف ایمان کو کام میں لاتا اور بغیر چون وچرا کے تعمیل حکم کرتا اور نص کے مقابلہ میں عقل کو کام میں نہ لاتا بلکہ عقل کو طاعت میں کام میں لاتا اور یہ دلیل عقلی انا خیر منہ، پیش نہ کرتا تو بے شک اس تباہی وبربادی میں نہ پڑتا۔ لیکن مرزائی صاحب اس کا مضمون یہ نہیں سمجھے جو مولانا صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ مان بھی گئے ہیں۔’’من حیث لا یشعرون ‘‘ جیسا ص۵ تا۶ کا حوالہ اوپر گذرا اور فرماتے ہیں کہ انسان کو دو چیزوں سے دیگر حیوانات پر فوقیت حاصل ہے۔ عقل اور ایمان سے۔

اقول...... حیوان عربی میں زندہ وزندگانی کو کہتے ہیں۔ پس یہ قول بھی مرزائی صاحب کا ایسا مہمل ہے کہ کیا کہوں۔

اوّلاً...... حصر صحیح نہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے انسان کو اور حیوانوں پر بہت چیزوں سے فوقیت دی ہے۔ عقل ونطق وضحک وغیرہ سے جو خواص انسانیت کے ہیں اور بہت اکرامات وانعامات سے فوقیت دی ہے:’’ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات (الاسرا:۷۰) ‘‘پس حصر مرزائی کا باطل ہوا۔

ثانیاً...... جیسی عقل افراد انسان میں شائع ہے اور لازمی امر ایسا ایمان نہیں بلکہ ایمان اقل قلیل انسانوں کو دیا گیا ہے۔’’قال تعالیٰ ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الافریق من المؤمنین ‘‘ وغیر ذلک من الآیات (سبا:۱۹) پس عقل کو عدیل وہم پلہ ایمان کا کرنا کیسا

اورفوقیت انسان کی اور حیوانات پر بجز دانسانیت کے ایمان سے کیسے ہوئی۔ کیا کفار انسان بھی اور حیوانوں پر عقل وایمان سے فوقیت رکھتے ہیں۔ پھران کے حق میں ’’**کالانعام بل هم اضل** (اعراف:۱۷۰)‘‘ کیوں فرمایا، یا مرزائی صاحب کے نزدیک ہر انسان مومن ہے۔ اسی واسطے ایمان کو معادل وشقیق عقل کا کر کے انسان کے ساتھ مختص کیا اور اس پر شاہد عدل انہیں کا قول ہے۔ کیونکہ ایمان کے معنی بالغیب چیز کو ماننے کے ہیں اور انہوں نے (ہندوؤں) نے اپنے بزرگوں سے متبرکاً سنا ہے کہ پتھر اور لنگ وغیرہ کی پرستش سے آدمی نجات پا سکتا ہے اور اسی ایمان بالغیب کی رو سے وہ کارروائی کررہے ہیں۔

پس مطابق اس حدوتعریف ایمان کے ہر انسان مومن ہے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی کسی غائب چیز کو مانتا ہے۔ پس جس طرح عقل ہر انسان میں ہے ایسا ہی ایمان بھی تمام افراد انسان میں موجود ہے۔ پھر دنیا میں کافر کوئی نہیں رہا۔ سبحان اللہ! کیا معارف وحقائق ہیں اور کیا عقل رسا۔

ثالثاً...... کیا جن اور فرشتے بھی ایمان وعقل رکھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک یا نہ یا یہ زندہ نہیں ہیں آپ کے نزدیک یا آپ کے نزدیک وجود خارجی نہیں رکھتے یا ملائکہ روحانیات کواکب ہیں اور جبرائیل روح آفتاب کا اور وہ ہرگز اس سے جدا نہیں ہوسکتا اور نہ زمین پر اتر سکتا ہے اور نہ زمین سے کوئی آدمی آسمان پر جاسکتا ہے۔ پھر تقدیر عقل وایمان ملائکہ رکھتے ہیں یا نہ۔

رابعاً...... میں کہتا ہوں کہ اگر مرزائی صاحب کی رائے میں انسان کو اور حیوانات پر دو چیزوں سے فوقیت حاصل ہے تو کیا اور حیوانات سب بے ایمان اور کافر ہیں اور سب انسان مومن ہیں۔ **نعوذ بالله من هذه الجرأة** ! نہیں بلکہ سب منقاد ومطیع حکم الٰہی ہیں۔ ’’**قال الله تعالیٰ والله یسجد ما فی السمٰوات وما فی الارض من دابة** (نحل:۴۹)‘‘

’’**وقال الله تعالیٰ الم تر ان الله یسجد له من فی السمٰوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب ومن یهن الله فما له من مکرم ان الله یفعل مایشاء هذان خصمان اختصموا فی ربهم** (حج:۱۸)‘‘ اور ہدہد حیوان کا قول سورۂ نمل سے ’’**وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون الله**‘‘ دیکھ لیں۔ سبحان اللہ! مرزائی صاحب کیا یہی عقل ہے جس کا نمبر ایمان سے پیشتر رکھا گیا ہے۔ جس کو ایک ادنیٰ فقرے میں اتنی ٹھوکریں لگتی ہیں کہ بیس دفعہ اسفل السافلین میں گرتا ہے۔ پس بڑا حیف ہے مرزائیوں بیچاروں پر کہ باوجود اس بودی ونکمی عقل کے کس دھوکہ میں پھنس گئے کہ تمام اسلام ومہاجرین وانصار واجماع امت کو اس

عقل کے بھروسے پر جواب دے بیٹھے۔’’فانا ﷲ وانا الیه راجعون ‘‘ایمان کی تعریف قرآن شریف وحدیث شریف سے سیکھنی چاہئے۔ اگر قرآن وحدیث دیکھا ہوتا تو ہندوؤں کو مؤمنین بالغیب کے قطار میں نہ جکڑتے۔’’قال اﷲ تعالیٰ قولوا آمنا باﷲ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراهیم واسمعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون فان اٰمنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانماهم فی شقاق فسیکفیکهم اﷲ وهو السمیع العلیم (بقرہ:۱۳۶)‘‘

اورحدیث تعلیم جبرائیل میں فرمایا:’’فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باﷲ وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخر وتومن بالقدر خیره وشره قال صدقت‘‘ پس جب تک مثل مہاجرین وانصار کے ایمان شرعی نہ لاویں تو مومن نہیں ہوتے۔ پھر مرزائی صاحب ہندوؤں کو کس طرح مومن بالغیب فرماتے ہیں۔ جب سرے سے ایمان ہی نہیں۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار ‘‘اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ مرزائی صاحب کی سب تقریر مہمل بے معنی اور عقیم ہے کہ کوئی نتیجہ صحیحہ اس سے نہیں نکل سکتا۔ بجز مجرد لفاظی وخالی ملمع سازی کے پھر میں کہتا ہوں کہ عقل سے آپ کی کیا مراد ہے۔ آیا وہ قوت فہم ومعرفت جو اﷲ عزوجل نے ہمارے وجود میں رکھی ہے یا وہ علوم ومعارف جو اس قوت سے حاصل کئے ہیں۔ برتقدیر اوّل پس وہ قوت تو شرط ہے تمام علوم ہمارے کے لئے خواہ عقلی علوم ہوں خواہ نقلی پھر وہ نقل کے معارض کس طرح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ شرط کبھی معارض مشروط کے نہیں ہوتی۔ یہ محل ہے عقل میں کہ جس چیز کی شرط ہو اسی کے معارض بھی ہو۔ پھر اس کو ایمان کا عدیل بنانا کیسا ہو۔ او، برتقدیر ثانی یعنی مراد عقل سے وہ علوم ہیں جو اس قوت سے حاصل ہوئے ہیں پس وہ سب معارف ومخالف نقل کے نہیں بلکہ جو ان میں صحیح ہیں وہ موافق ہیں نقل کے اور معاضد اور جو شبہات وغلط وزلات عقل سے ہیں وہ بے شک مخالف ہیں نقل صحیح کے چنانچہ علوم وشبہات وشکوک دہریوں اور فلاسفوں ونیچریوں، مرزائیوں وغیرہ طوائف گمراہوں کے بلکہ عقلاء بنی آدم میں بڑا سخت اختلاف واضطراب ہے۔ جس سے عقلمند جان سکتا ہے کہ عقل لائق اعتماد کے نہیں جب تک تابع وحی کے نہ ہو۔ چنانچہ مرزائی صاحب بھی قائل ہیں کہ تنہا عقل سے آدمی دہریہ بن جاتا ہے۔

اب اضطراب عقلاء کا حال سنئے۔ کوئی اپنی عقل سے کہتا ہے کہ اس عالم مشہور کا کوئی خالق ہی نہیں۔ بلکہ خود بخود اور قدیمی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ خالق تو ہے لیکن مادہ عالم کا اور ارواح

قدیمی ہیں اور پھر عقلی دلائل پیش کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اپنی عقل سے کہ خالق بعینہ یہی مخلوق ہے یا خالق مخلوق میں حال وساری ہے۔ جیسے روح جسم میں، اور کوئی کہتا ہے کہ خالق عالم نہ فوق ہے نہ تحت نہ یمین میں ہے نہ شمال میں نہ متصل ہے نہ منفصل نہ داخل عالم ہے نہ خارج، اور کوئی کہتا ہے کہ یہ محالات سے ہے اور کوئی عقل سے کہتا ہے کہ خالق ہر جگہ و ہر مکان میں موجود ہے اور کوئی کہتا ہے کہ عقل صحیح موافق نقل صحیح کے ہے۔ اس باب میں کہ صانع عالم بائن ہے مخلوقات سے عالی ہے عرش پر اور علی الاعلی ہے۔ جیسا مذہب ہے تمام انبیاء وصدیقین وشہدأ وصالحین کا علیٰ ہذا القیاس حشر اجساد ورویت ودیدار رب العباد وجنت ودوزخ وغیرہ وغیرہ!

امور میں عقلاء سخت مختلف ومضطرب ہیں اور ہر ایک دعویٰ عقل کا کرتے ہیں اور مرزائیوں سے ہزار درجہ اعقل ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ صعود جسم مبارک ولطیف رسول اللہ ﷺ کا معراج فوق سبع سمٰوات ممکن وواقع ہے۔ چنانچہ نقل صحیح ومتواتر نے خبر دی ہے اور عین مطابق عقل کے ہے اور ایسا ہی صعود ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا موافق کتاب وسنت واجماع امت کے ہے اور عقل صحیح اس پر گواہ ہے اور کوئی عقل مردود سے کہتا ہے کہ جسم عنصری وکثیف کے ساتھ معراج وصعود ورفع ممکن نہیں اور نہ کرۂ زمہریر سے جو نہایت سرد ہے عبور ممکن ہے اور یہ خلاف قانون قدرت کے ہے اور نہ افلاک قابل خرق والتیام کے ہیں۔ ایسا ہی اختلاف فرق ضالہ اسلامیہ مثل روافض وخوارج وجہمیہ جبریہ مرجیہ قدریہ معتزلہ واصناف متکلمین کا ہے۔ پس جب عقلیات میں اختلاف واضطراب اس قدر بے شمار وبے حساب ہے اور ہر کوئی مدعی عقل کا ہے تو ہم اپنے ایمان کو کس کس کی عقل کے ساتھ وزن کریں۔ کوئی میزان اس کی مرزائی صاحب ہم کو بتاویں یا باوجود اس قدر اختلاف واضطراب کے ہر کوئی مثل شتر بے مہار کے اپنی عقل کے پیچھے چلا جاوے۔

پس اس وقت جتنے آدمی ہوں اتنے ہی مذاہب ہوں گے کیونکہ دو عاقل ہرگز متفق نہیں ہوتے جب تک کسی کی تقلید نہ کریں۔ ''**قال اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً** (نساء:۸۲)'' ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر ہوتا یہ قرآن غیر کی طرف سے البتہ اس میں اختلاف ہوتا۔﴾ اعقل کسی امر میں صحیح فیصلہ نہیں دے سکتے اسی واسطے علماء وآئمہ اسلام نے ادلہ اربعہ مقرر کر کے اوّل کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع کو رکھا ہے کہ یہ تینوں ادلہ معصوم ہیں خطا سے اور پھر۔

چہارم...... مرتبہ پر قیاس یعنی دلیل عقل رکھی ہے اور قیاس بھی وہ، جس کی بناء کتاب وسنت پر ہو اور علت جامعہ مابین مقیس ومقیس علیہ منصوصہ ہو اور پھر فرمایا کہ یہ قیاس خطا سے معصوم نہیں یعنی

کبھی صحیح ہوتا اور کبھی فاسد۔ لیکن مرزائی صاحب نے قیاس کا نمبر ایمان سے بھی اوّل رکھا ہے۔

بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

پس جب ثابت ہوا کہ عقول عقلاء سخت مضطرب ومختلف ومتناقض اور متضاد ہیں تو پھر کسی امر میں فیصلہ نہیں دے سکتے اور حکومت سے معزول ہیں۔ چہ جائیکہ کتاب منزل من السماء پر مقدم کئے جاویں۔ لہٰذا ہر اختلاف وتنازع میں فیصلہ کے واسطے اللہ عزوجل نے کتاب منزل من السماء اور سنت رسول اللہ کو متعین ومقرر فرمایا اور جو اس فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کو بے ایمان ومنافق کا خطاب دیا اور فرمایا کہ سب تنازعات کتاب وسنت کی طرف رد کرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

’’**قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الیٰ اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذالک خیر واحسن تاویلاً** (نساء:۵۹)‘‘ ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمابرداری کرو رسول کی اور حاکموں کی تم میں پس اگر نزاع ہو جائے۔ کسی چیز میں پس رد نزاع کو اللہ اور رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان رکھتے ساتھ اللہ اور دن قیامت کے یہ بہتر ہے اور بہت اچھا ہے عاقبت میں۔﴾

’’**قال اللہ تعالیٰ وما اختلفتم فیہ من شئ فحکمہ الیٰ اللہ** (شوریٰ:۱۰)‘‘

﴿اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس چیز میں تم اختلاف کرو پس حکم اس کا اس کی طرف ہے۔﴾

’’**وقال اللہ تعالیٰ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً** (نور:۴۸تا۵۰)‘‘ ﴿اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس قسم ہے تیرے رب کی نہیں مومن ہوتے جب تک کہ تجھ کو حاکم نہ کریں۔ بیچ ہر اس چیز کے اختلاف پڑے درمیان ان کے پھر نہ پاویں اپنے دلوں میں تنگ دلی۔ تیرے حکم سے اور خوشی سے مان لیں۔﴾

’’**وقال تعالیٰ واذا دعوا الیٰ اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین افی قلوبھم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ بل اولئک ھم الظالمون الایتین وغیر ذالک من الایات**‘‘ ﴿اور جس وقت بلائے جاتے ہیں طرف اللہ کی اور رسول اس کے کی تاکہ حکم کرے درمیان ان کے ناگہان ایک فرقہ ان میں سے منہ پھیرنے والا ہے اور اگر ہووے واسطے ان کے حق آتے ہیں طرف اس کے مطیع ہوکر کیا بیچ دلوں ان کے کے بیماری ہے یا شک

کرتے ہیں یا ڈرتے ہیں ظلم نہ کریں اللہ او پر ان کے اور رسول اس کا بلکہ یہ لوگ وہی ہیں ظالم۔﴾

ان آیات میں اللہ عزوجل نے مؤمنوں کو صاف فرمادیا ہے کہ ہر نزاع کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی طرف رد کریں اگر اللہ اور قیامت پر ایمان ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے فیصلہ ممکن ہی نہیں۔ اگر عقول وآراء رجال وقیاسات عقلیہ کی طرف رد کریں تو وہ جب آپس میں سخت مختلف ہیں اس سے اور اختلاف واضطراب وشک وارتیاب بڑھ جاتا ہے اور اگر تقلید کی طرف رد کریں تو ہر ایک کا متبوع جدا ہوتا ہے۔ ایک کہتا ہے میں مثلاً ابوحنیفہ کا مقلد ہوں شافعی کی بات نہیں مانتا وبالعکس اسی واسطے اللہ عزوجل فرماتا ہے:''**کان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه** (بقرہ:۲۱۳)'' ﴿تھے لوگ امت ایک، پس بھیجا اللہ نے پیغمبروں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور اتاری ساتھ ان کے کتاب ساتھ حق کے تاکہ حکم کرے درمیان لوگوں کے بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کرتے ہیں بیچ اس کے۔﴾

پس اللہ عزوجل نے کتاب اتاری حاکم اور فیصلہ کرنے والے درمیان لوگوں کے جس چیز میں وہ اختلاف کریں۔ اس واسطے کہ ممکن نہیں کہ کوئی چیز فیصلہ کرے موارد نزاع واختلاف میں علی الاطلاق۔ مگر کتاب منزل من السماء۔ پس مرزائیوں اور نیچریوں نے خواہ مخواہ اپنے الٹے اور کجرو عقول کے سر پر چودھریت وحکومت کی پگڑی تغلباً باندھ دی ہے۔ حالانکہ جیسے ان کے عقول ناقص وخفیف ومنتکس (الٹے) ہیں۔ ایسے تو اہل جاہلیت کے بھی نہ تھے۔ ہاں! لفاظی اور زبان درازی بے معنی اور فضول تقریر میں وتاویلین بہت کچھ ہیں۔ پھر مرزائی صاحب فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے اگر ایک کی بھی کمی ہو جاوے تو حال ابتر ہو جائے۔

اس فقرہ کا معنی ومطلب تو شاید مرزائی صاحب کے بطن میں ہی ہوگا۔ ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا کیا اس کا یہ معنی ہے کہ عقل کو ایک پلہ ترازو پر رکھیں اور ایمان کو دوسرے پلہ پر اور وزن کریں اگر برابر ہوں تو بہتر ورنہ حال ابتر ہو جاوے گا اور پھر ابتری حال کا بیان کچھ یہ کیا کہ کسی طرح لیکن تمثیل سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایمان بڑھ گیا تو ہندو ہو جاوے گا۔ کیونکہ وہ بھی مومنین بالغیب ہیں۔ لیکن عقل کی کمی ہے اور اگر عقل بڑھ گیا تو دہریہ بن جاوے گا۔ یا یہ معنی کہ جو کچھ مخبر صادق نے خبر دی ہے امور مومن بہاء کے متعلق مثل اخبار ماضیہ مثل بدءُ خلق وانبیاء گذشتہ وقصص وخوارق ومعجزات انبیاء بتفصیل یا اخبار مستقبلہ مثل اشراط ساعت صغریٰ وکبریٰ وحشر ونشر اجساد وجنت ونار وانواع نعیم وعذاب ووزن اعمال وصراط وغیرہ وغیرہ!

اس میں سے آدھی کو مان لے اور اس کے ساتھ ایمان لاوے بغیر عقل کے اور آدھی باقی کا بذریعہ عقل صاف انکار کردے یا یہ معنی کہ اپنی عقل ناقص کو قرآن وحدیث پر مسلط کردے جیسا ریوڑ میں بھیڑیا مسلط ہوجاتا ہے جب آدھے کا صفایا کردے تو باقی آدھا قبول کر لی یا یہ معنی کہ نصف کے ساتھ ایمان لاوے اور نصف باقی کے ساتھ بذریعہ عقل کے کفر۔

''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (بقرہ:۸۵)'' ﴿کیا پس ایمان لاتے ہو تو بعض کتاب کے ساتھ اور کفر کرتے ہو بعض کے ساتھ۔﴾

جیسا کہ مرزا قادیانی کے ہم مشربوں نے کہا ہے: ''نؤمن ببعض ونکفر ببعض (نساء:۱۵۰)'' ﴿ایمان لاتے ہیں ہم بعض کے ساتھ اور کفر کرتے ہیں ہم بعض کے ساتھ۔﴾ یا کوئی اور معنی ہے تو مرزائی صاحب بیان فرماویں اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ یہ تقریر بالکل مہمل غیر منتج ہے۔ فافہم!

قولہ...... مثلاً اگر عقل کو کام میں نہ لایا جاوے تو ایک اللہ تعالیٰ کے عطیہ کو اور خصوصاً سب سے زیادہ معزز عطیہ کو معطل چھوڑنا ہے۔

اقول...... وباللہ التوفیق ! کون کہتا ہے کہ عقل ودانش خداداد کو معطل چھوڑ دو۔ لیکن مرزائی صاحب کے نزدیک مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک جتنے علماء وائمہ مجتہدین واولیاء کرام وصلحاء عظام وتمام اہل اسلام گزرے ہیں سب نے عقل کو جو ایک معزز عطیہ ہے معطل چھوڑا ہے۔ فقط ہندوؤں کی طرح ایمان بالغیب ناممکنات کے ساتھ لے آئے ہیں۔ جیسے معراج نبوی بجسم عنصری ورفع مسیح ونزول بجسد عنصری وظہور مہدی وخروج دجال ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج ومعجزات عیسوی وغیرہ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا اور عقل کو خوب کام میں لایا قرآن وحدیث واجماع امت میں جو جو ناممکنات تھی مثل ہنود کے ان سب کی تحریف وتاویل وتغیر کر کے انکار کردیا۔ اسی واسطے اس نے سب امت کو کور اور اندھا کہہ دیا اور کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے بھی غلطی ہوگئی تو کورانہ اتفاق امت کا کیا اعتبار ہے۔ اسی واسطے نبوت ورسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے اور مسیحیت وابنیت وغیرہ کا بھی۔ یہ اسی عقل کے استعمال کا نتیجہ ہے جو مرزا قادیانی نے کیا۔

''فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ﴿پس نہیں پھرنا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور نہ قوۃ ہے اس پر مگر بتوفیق اللہ بلند بزرگ کے۔﴾

اگر مرزائی صاحب اس معزز عطیہ کو استعمال فرماتے تو مرزا کذاب مفتری کو فوراً چھوڑ دیتے۔ جس کے کاذب اور مفتری ہونے پر ہزارہا دلائل عقلی وشواہد نقلی وفطرتی وشرعی وکونی موجود

ہیں۔ چنانچہ عنقریب کچھ بطور نمونہ بیان ہوگا۔ لیکن بمقتضائے مثل مشہور ’’دیگر انرا نصیحت خودرا فضیحت‘‘ مرزائی صاحب کو کوئی کذب وکفر مرزا کا نظر ہی نہیں آتا۔ اگرچہ ہزار عینک لگائیں۔’’وان یروا کلّ اٰیۃ لا یؤمنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلاً (اعراف:۱۴۶) فانا للہ وانا الیہ راجعون، حبک الشی یعمی ویصم‘‘ ﴿پس ہم اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف پھرنے والے ہیں۔ محبت تیری کسی چیز کے ساتھ تجھ کو اندھا بہرا کردیتی ہے۔﴾

اس جگہ ضرور جاننا چاہئے کہ عقل دو قسم کی ہیں ایک عقل معارض ومناقض ومقابل کتاب وسنت واجماع امت کے اور دوسری عقل موافق ومؤید وناصر ومنقاد کتاب وسنت واجماع امت کے موافق وہ عقل ہے جس نے گواہی دی کہ محمد ﷺ بن عبداللہ نبی برحق، سید الاولین والآخرین، وخاتم النّبیین والمرسلین، صادق المصدوق، مطاع، واجب الاتباع ہے اور جو چیز وہ لایا ہے وہ سب بہ تمامہ حق مطابق واقعہ ونفس الامر وموافق عقل صحیح کے ہے۔ ہاں! بعضے ایسے امور بھی لایا ہے جو برتر وفوق قوت عقل سے ہے نہ مخالف عقل کے جو کچھ وہ نبی کہے فداہ ابی وامی ﷺ وہی حق ہے۔ عقل ناقص انسانی اس کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتی جو عقل اس کا مقابلہ کرے وہ عقل شیطانی ہے جس نے پہلے حکم کے مقابلہ میں کہا:’’انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین (اعراف:۱۲)‘‘ ﴿میں بہتر ہوں اس سے، پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو کیچڑ سے۔﴾ جو کچھ محمد ﷺ نے فرمایا وہ ایسا حق مطابق واقع ہے کہ کسی طرح خلاف واقع ہونا اس کا ممکن ہی نہیں اور نہ احتمال نقیض کا رکھتا ہے ایک یہ عقل ہے جیسی عقل مہاجرین وانصار وتمام صحابہ اخیار وتابعین وتبع تابعین وخیر قرون بنص مختار وائمہ مجتہدین وعلماء اسلام اہل سنت وجماعت در ہر قرون الیٰ یومنا ھذا رضی اللہ عنہم اجمعین کی اور وہ کروڑہا ہیں، اور دوسری عقل وہ ہے جو معارض ومناقض ومخالف ومعاند ہے۔

’’ماجاء بہ الانبیاء والمرسلون وما علیہ الصحابہ والتابعون والائمۃ المجتھدون‘‘

جیسی عقل ابلیس اور دہریوں ونیچریوں اور مرزائیوں وغیرہم کی اور جاننا چاہئے کہ عقل کبھی سچ بولتی ہے اور کبھی جھوٹ، جیسی عقل ہے دہریوں اور فلاسفوں، برہموں، سماجوں وغیرہ طوائف ضالین کی اور کتاب وسنت صحیحہ ثابتہ اور اجماع امت کبھی جھوٹ نہیں بولتے بلکہ جو کچھ اس میں ہے سب حق ہے باطل نہیں۔ صدق ہے کذب نہیں۔ ہدایت ہے گمراہی نہیں، بلکہ جھوٹ اس

میں ممکن ہی نہیں، اور نبی امی فداہ ابی وامی ﷺ صادق ہیں موافق ومخالف کے نزدیک یہاں تک کہ سخت دشمنوں نے مثل ابی لہب ملعون کے مجمع عظیم میں کہہ دیا، روبرو رسول اللہ ﷺ کے ’’**ماجربنا علیک کذبۃ قط**‘‘ ایسا ہی ابوجہل نے اور ایسا ہی امیہ بن خلف نے کہا کہ ’’**واللہ ما یکذب محمد اذا حدث**‘‘ اور اس کی بی بی نے کہا: ’’**واللہ ما یکذب محمد**‘‘ (بخاری مطبوعہ احمدی ج۱ ص۵۱۳) وہ بیشک صادق المصدوق ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اگر تحصیلدار صاحب کے اجلاس میں کسی مقدمہ میں ایک طرف ایسے گواہ گزریں کہ کبھی مدت العمر میں انہوں نے جھوٹ نہیں بولا اور صداقت کے ساتھ معروف ومشہور اور ضرب المثل ہیں اور امکان واحتمال جھوٹ کا کبھی نہیں رکھتے اور نہ جھوٹ کا ان پر گمان ہوسکتا ہے اور دوسری طرف ایسے گواہ گزریں جو کبھی سچ بولتے ہیں اور سچی گواہی دیتے ہیں اور کبھی جھوٹ بولتے ہیں اور ظاہر جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور جھوٹ ان کا تحصیلدار صاحب کے نزدیک ثابت ہوچکا تو آدمی دہریہ بن جاتا ہے۔

تو پھر آپ کن گواہوں کی شہادت منظور کریں گے اور مطابق اس کے فیصلہ دیں گے؟ البتہ جنہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا انہیں کی شہادت پر فیصلہ دیں گے اور دوسرے مجرموں کا ذبوں کو رد کردیں گے۔ اگر انصاف کو کام میں لاویں۔ پس ایسا ہی یہاں بھی سمجھ لیں جو عقل خلاف کتاب وسنت واجماع امت کی شہادت دے اس کی شہادت کو کتاب وسنت واجماع امت کی شہادت کے مقابلہ میں رد کردیں۔ کیونکہ یہ تینوں گواہ خطا سے معصوم ہیں اور عقل غیر معصوم، فتدبر!

پس جب عقل دو ہوئی ایک مؤید اور ایک معارض تو آپ کا اطلاق صحیح نہ ہوا اسی واسطے خاکسار کہتا ہے کہ آپکی سب تحریر مہمل مثل اشکال عقیمہ اہل منطق کے غیر منتج ہے جس میں لبس حق کا ساتھ باطل کے ہے۔ تمویہ کے طور پر ’’**قال اللہ تعالیٰ، ولا تلبسو الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون** (بقرہ:۴۲)‘‘ ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مت ملاؤ حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو اور تم جانتے ہو۔﴾

’’**وقال تعالیٰ یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون** (آل عمران:۷۱)‘‘ ﴿اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو حق کو ساتھ باطل کے اور چھپاتے ہو حق کو اور تم جانتے ہو۔﴾

قولہ...... ’’اور دوسرا دین وہی دین بن جاتا ہے جو ہندوؤں کا ہے۔ کیونکہ ایمان کے معنی بالغیب چیز کو ماننے کے ہیں اور انہوں نے اپنی بزرگوں سے تبرکاً سنا ہے کہ پتھر ولنگ کی پرستش سے آدمی نجات پاسکتا ہے اور اسی ایمان بالغیب کی رو سے وہ کارروائی کررہے ہیں۔ دوئم وہ وہ ناممکنات ان

کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں کہ ایک عاقل آدمی دیکھ کر حواس باختہ ہوجاتا ہے۔‘‘

اقول...... ’’**بحول اللہ وقوته نعوذ باللہ من الزیغ والارتیاب ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک**‘‘ (کہتا ہوں میں ساتھ حول اللہ کے اور قوۃ اس کی کے پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کی ساتھ کجروی اور شک کرنے سے اے رب ہمارے نہ پھیر ہمارے دلوں کو پیچھے اس کے کہ ہدایت کی تو نے ہم کو اور بخش ہم کو اپنے پاس سے رحمت تو ہی ہے بخشنے والا۔ اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ ہمارے دل اوپر دین اپنے کے۔)

مطلب ومقصود مرزائی صاحب کا اس قول سے یہ ہے کہ صحابہؓ سے لے کر آج تک جتنے مسلمان ہیں سوائے جماعت پاک مرزائیوں کے سب نے ہندوؤں کی طرح تبرکاً اپنے رسول ﷺ سے سن کر بلا واسطے جیسے صحابہؓ نے یا بالواسطے جو بعد ان کے ہیں الیٰ یومنا ہذا ایمان لے آئے ہیں اور ناممکنات کے ساتھ مثل رفع مسیح علیہ السلام ونزول ان کا آخرزمان میں۔ ومعراج رسول اللہ ﷺ بجسد مبارک۔ معجزات عیسوی مثل ابراء اکمہ وابرص واحیاء موتی باذنہ تعالیٰ وخلق طیر ونفخ روح کا اس میں باذنہ تعالیٰ۔ خروج دجال ودابۃ الارض وسوائے باپ کے تولد عیسیٰ علیہ السلام کا وغیرہ کے، اور اپنی عقل کو معطل چھوڑ دیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے تبرکاً رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں مانا اور نہ ایمان بالغیب مثل ہندوؤں کے اس قول کے ساتھ لائے ہیں جس قول رسول اللہ ﷺ کو ان کی عقل نے تسلیم کیا ہے اور جس قول رسول اللہ ﷺ وقول خدا کو ان کی عقل نے تسلیم نہیں کیا اسے رد کر دیا بانواع حیل وتحریفات اور جیسے ہندوؤں کی کتابوں میں ناممکنات بھرے ہیں ایسے ہی ان مسلمانوں بے عقلوں عقل جیسے عطیہ کو معطل چھوڑنے والوں اندھوں کی کتابوں میں بھرے ہیں۔ جیسے خردجال وملائکہ کا نزول اور جبرائیل کا آنا رسول اللہ ﷺ کے پاس زمین پر وغیرہ۔

امور جو عنقریب ذکر ہوئے پس یہ مسلمان اگر عقل کو استعمال کرتے اور اس معزز عطیہ کو معطل نہ چھوڑتے تو کبھی ایسے ناممکنات کے ساتھ ایمان بالغیب ہندوؤں کی طرح نہ لاتے۔ مگر مرزائی جماعت عقل کو کام میں لانے والے ہندوؤں کی طرح مومن بالغیب نہیں بلکہ مومن بعقولھم ہیں اور باقی سب مسلمانوں کا ایمان، اللہ عزوجل وقیامت وملائکہ وکتب ورسل اور اخبار رسل وتوحید ورسالت ونبوت کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا ہندوؤں کا ایمان پتھروں اور لنگ پر اور مرزائی جو بڑے عاقل ہیں مسلمانوں کے ایسے عقائد دیکھ کر حواس باختہ ہوجاتے ہیں۔

یہ ہے شرح وتفصیل مرزائی کے مدعا کی اس کلام سے:''**فسبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وانا للہ وانا الیہ راجعون**'' یہ کیسی بے عقلی کی بات ہے، قطع نظر اس سے جو اس میں کفر ونفاق وزندقہ والحاد وضلال ہے اور مرزائیوں اور مرزا قادیانی کو ایسی ہی باتیں مناسب ہیں کہ محمد ﷺ جس کی صداقت ونبوت ورسالت پر ہزارہا آیات بینات وحجج وبراہین ومعجزات وکروڑہا عقول سلیمہ صحیحہ نے گواہی دی ہے اور دے رہے ہیں کہ اگر سب کا ذکر کیا جاوے تو مجلدات ضخام میں نہ آ سکے اور کوئی عقل مجال اس کے انکار کی نہیں لاسکتی۔ ان کے اتباع وپیروی کو ہندوؤں کے بزرگوں کے اتباع پر قیاس کرنا اور محمد ﷺ کی مخبرات کے ساتھ ایمان بالغیب لانے کو ہندوؤں کے بزرگوں کے مخترعات واکاذیب پر ایمان لانے پر قیاس کرنا کیسا صریح ظلم وکفر ونابینائی ہے۔ شاید مرزا قادیانی کی توتیا میں یہی تاثیر ہے کہ کفر کو ایمان اور ایمان کو کفر دیکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:''**ساصرف عن اٰیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانھم کذبوا بایاتنا وکانوا عنھا غافلین** (اعراف:۱۴۶)'' ﴿البتہ پھیردوں گا میں نشانیوں اپنی سے ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں بیچ زمین کے سواحق کے اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لاویں ساتھ اس کے اور اگر دیکھیں راہ بھلائی کی نہ پکڑیں اس کو راہ اور اگر دیکھیں رہ گمراہی کی پکڑیں اس کو راہ یہ سبب اس کے کہ انہوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تھے ان سے غافل۔﴾

مطلب یہ ہوا کہ مخبر صادق مؤید بمعجزات کی خبر پر ایمان لانا ایسا ہی ہے جیسے ہندو اپنے بزرگوں کے مفتریات واکاذیب وظنون پر ایمان لاتے ہیں اور قول وفعل وتقریر محمد ﷺ کی حجت وبرہان ودلیل ہونے سے معزول ہے۔ بلکہ مثل اقوال ہندوؤں کے بزرگوں کے ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی عقل شہادت دے اور قبول کرے تو مقبول ہے۔ ورنہ مردود''**نعوذ باللہ من ھذا الکفر الصریح والارتیاب القبیح**'' ﴿پناہ مانگتے ہیں ہم اس صریح کفر اور شک بڑے سے۔﴾ یہی ہے قیاس مع الفاروق:''**مثل قیاس البیع علی الربا وقیاس المیتۃ علی المزکی**'' ﴿مثل قیاس کرنے خرید وفروخت کے اوپر بیاج کے اور قیاس کرنے مردار کے ذبح کی ہوئی چیز پر۔﴾ بلکہ بدتر اس سے تمام امور مومن بہا مسلمانوں کو اصنام ولنگ وغیرہ پر قیاس کیا۔ زہے عقل وزہے دانش اور پھر اسی عقل پر ناز ہے۔

نبی صادق المصدوق کو ہندوؤں کے بزرگوں پر قیاس کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے تشبیہ دیتے ہیں اور دونوں میں فرق نہیں کر سکتے۔ یہ ہے مرزائی کذاب کی تعلیم کا اثر ونتیجہ۔ ’’فانا ﷲ وانا الیہ راجعون‘‘ اس جگہ جاننا چاہئے کہ عقل کا فقط اسی قدر کام ہے کہ نبی صادق مؤید بمعجزات کو پہچان کر وہاں پہنچادے کہ اس کی تابعداری واجب اور لازم ہے۔ پھر اگر وہ عقل متناقض ہوکر کہے کہ بعضی جگہ میری بات رسول اللہ ﷺ کی بات پر مقدم جانو۔ یا یہ کہے کہ میری شہادت کے بغیر نہ مانو تو وہ عقل مردود الشہادت ہے اور اپنی بات میں متناقض اس کی بات نہ ماننی چاہئے جیسے کوئی بیمار کسی سے حکیم حاذق کا پتہ پوچھے اور وہ شخص ساتھ ہوکر حکیم حاذق تک پہنچا دے اور حکیم صاحب اس کے لئے ایک نسخہ تجویز کریں۔ مثلاً مشک، عنبر، کافور، زعفران۔ پس بعد ازاں وہ شخص جس نے حکیم صاحب کا پتہ بتایا اور حکیم صاحب کے پاس لے گیا کہے کہ یہ نسخہ میری دانست میں صحیح نہیں ہے یا مؤول ہے یعنی مشک سے مراد جند بیدستر ہے اور عنبر سے مراد حلتیت ہے اور کافور سے مراد مصبر ہے اور زعفران سے مراد ہلدی ہے۔ پس اس وقت وہ بیمار کس کے قول پر عمل کرے؟ حکیم صاحب کے قول پر یا اس دوسرے شخص کے قول پر جو حکیم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر کہ یہ میرا رہنما ہے اگر اس کا قول نہ مانوں تو اس کی رہنمائی معطل ہوتی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو میں حکیم صاحب کے پاس نہ پہنچ سکتا۔ یا جیسے کسی مقدمہ والے مستغیث نے کسی شخص سے تحصیلدار صاحب کے اجلاس کی جگہ کا نشان پوچھا اور اس شخص نے تحصیلدار صاحب تک اس کو پہنچادیا پھر تحصیلدار صاحب نے اس کو ایک حکم دیا اور وہ شخص برخلاف سرکاری حکم کے اور حکم اس کو دے تو وہ شخص کس کا حکم مانے؟ لامحالہ عقلمند یہی کہے گا کہ حکیم صاحب اور تحصیلدار صاحب کے حکم کی تابعداری اور تعمیل کرے۔

یہی مثال ہے عقل کی۔ بہ نسبت حکم رسول اللہ ﷺ کے کہ ایسی جگہ رسول اللہ ﷺ کا حکم واجب الاتباع لازم القبول ہے اور حکم اس عقل معارض کا واجب الرد اور غیر مقبول ہے۔ یہ مثال بطریق قیاس بالاولی کے ہے۔ کیونکہ عقل مخلوق ہے اور حکم رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ عزوجل کا ہے۔ غیر مخلوق ہے۔ یعنی جب تحصیلدار صاحب اور حکیم صاحب کے مقابلہ میں عامی جاہل کا حکم مردود ہے۔ حالانکہ دونوں انسان مخلوق ہیں تو عقل انسانی مخلوق کا حکم خالق کے حکم کے مقابلہ میں بطریق اولیٰ واحری مردود ہے۔

’’فاعتبروا یا اولی الابصار والالباب‘‘ ﴿پس عبرت پکڑو اے صاحبان بصیرت وعقل۔﴾

مرزائی صاحب نے ایمان کے عجب معنی کیا۔ فرماتے ہیں ایمان کے معنی بالغیب چیز کو ماننے کے ہیں۔ اس تفسیر پر جتنے افراد بنی آدم کے ہیں تمام طوائف کے یہود ونصاریٰ ہندو وغیرہ سب مومن ہیں۔ کیونکہ سب کے سب کسی غائب چیز کو مانتے ہیں۔ یہ ہے فلاسفی وعلم وعقل مرزائیوں کا، اور پھر اس عقل پر اتنا ناز کہ ایمان سے بھی نمبر اس کا مقدم رکھا۔ ’’**فما لهؤ لاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثاً**‘‘ ﴿پس کیا ہوا اس قوم کو کہ نزدیک نہیں کہ سمجھیں کسی بات کو۔﴾

قولہ...... ’’اور اگر نرا عقل ہی استعمال کیا جاوے تو آدمی دہریہ بن جاتا ہے اور تنہا عقل کبھی آدمی کو سیراب نہیں کر سکتا اور آسمان وزمین کے واسطے صرف یہاں تک سوچ سکتی ہے کہ اس کا خالق ہونا چاہئے۔ پس انسان کو خداوند کریم کے عطیہ کردہ ہر دو اشیاء کو استعمال کرنا چاہئے۔ یعنی ایمان وعقل۔‘‘

اقول...... پس جب عقل ایسا غدار، دھوکہ دہ، دشمن ایمانی ہے بحدیکہ انسان کو اکفر الکافرین یعنی دہریہ بنا دیتا ہے اور سخت خائن ہے تو پھر اس پر کیا بھروسہ ہے اور وہ معزز عطیہ کس طرح ہوا۔ شاید ’’**بما جاء به الرسول**‘‘ کے ساتھ ایمان لانے میں تمکو دھوکہ دے بیٹھے اور دہریہ یا مرزائی بے دین بنا دے اس واسطے اس سے بچنا چاہئے اور خلاف کتاب وسنت واجماع امت کے اس کے بات نہ ماننی چاہئے اور اللہ عزوجل اور رسول ﷺ اس کا تم کو کبھی ایسا دھوکہ نہیں دیتے۔

’’**فلا تضربوا لله الامثال ان الله یعلم وانتم لا تعلموان** (النحل:۷۴)‘‘
﴿پس نہ بیان کرو اللہ کے واسطے مثالیں عقلی، بتحقیق اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔﴾
ورنہ دہریہ بنائیں گے اگر نری ان کی ہی تابعداری کرو۔

’’**وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ** (النجم:۳) **وان تطیعوہ تھتدوا**‘‘ ﴿اور نہیں بات کرتا یہ رسول اپنے نفس کی خواہش سے آ نہیں ہے وہ مگر وحی جو وحی کیا جاتا ہے اس کو، اور اگر اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ۔﴾

’’**اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم لا تتبعوا من دونه اولیاء** (اعراف:۳)‘‘
﴿تابعداری کرو اس چیز کی جو اتاری گئی تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور نہ تابعداری کرو سوائے اس کے دوستوں کے کارسازوں کے۔﴾

مرزائی صاحب بھی یہاں کچھ سمجھ گئے ہیں۔ لہٰذا یہاں بخلاف اور جگہ کے ایمان کا نمبر عقل سے اوّل رکھا ہے۔ فافہم!

پھر یہ قول مرزائی صاحب کا کہ نرا عقل دہریہ بنا دیتا ہے۔ صحیح نہیں بلکہ باطل وخلاف نفس الامر ہے۔ کیونکہ سوائے ملل ثلث، اکثر عقلاء بنی آدم نری عقل کے تابع ہیں جیسے فلاسفہ

وعقلاء ہنود وغیرہم!

وہ سب صانع عالم کے قائل ہیں اور دہریہ پر سخت رد کرتے ہیں۔ کیونکہ اقرار صانع اور یہ کہ اثر بغیر موثر کے نہیں ہوتا۔ یہ قضاء یا فطریہ سے ہے اور اجلی بدیہات سے ہے۔ تابحدیکہ اطفال شیر خوار کو اگر کوئی مارے اور چھپ جاوے تو وہ روتا ہے۔ ہر چند کہ اس کو کہا جاوے کہ تم کو کسی نے نہیں مارا، بلکہ خود بہ خود اتفاقیہ تم کو یہ مار پڑگئی ہے۔ تو ہرگز اس کی فطرت اس بات کو نہ مانے گی۔ یہاں تک کہ اپنے مارنے والے کا پتہ لگا کر اس سے انتقام نہ لے، صبر نہ کرے گا۔ اسی واسطے اللہ عزوجل ایسے قضایا کو بصیغہ استفہام انکاری ذکر کرتا ہے۔

’’**فی اللہ شک فاطر السموات والارض** (ابراھیم:۹) **ام خلقوا من غیر شئ ام ھم الخالقون** (طور:۳۵) **وغیر ذالک من الایات**‘‘ ﴿کیا اللہ میں شک ہے جو پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ہے۔ کیا پیدا کئے گئے ہیں سوائے کسی چیز کے یعنی بغیر خالق کے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں۔﴾

اسی واسطے طائفہ دہریہ اقل قلیل وشاذ ونادر ہے۔ بلکہ قریب قریب نایاب ہونے کے ہے۔ پس مرزائی صاحب کا قول کہ نرا عقل دہریہ بنادیتا ہے۔ کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط وبے معنی ہے بلکہ فطرت وہزارہا دلائل وبراہین عقلیہ صانع وخالق عالم پر گواہی دیتے ہیں۔

’’**ففی کل شئ لہ آیت علی انہ سبحانہ واحد**‘‘ ﴿پس ہر شئے میں واسطے اس کے نشانی ہے۔ اس پر کہ وہ سبحانہ ایک ہے۔﴾

اسی لئے ایک اعرابی جاہل سے کسی نے پوچھا کہ وجود خالق پر کیا دلیل ہے۔ اس نے بہ سبب فطرت سلیمہ کے فی البدیہہ جواب دیا۔

’’**اثر القدم تدل علی المرور والبعرۃ تدل علی البعیر فالسمٰوات بھذہ الرفعۃ والارض بھذہ الوسعۃ الاتدل علی الخالق الخبیر القدیر**‘‘ ﴿اثر قدم کا دلالت کرتا ہے گذرنے پر، اور میگن دلالت کرتی ہے اونٹ پر۔ پس آسمان ساتھ اس بلندی کے اور زمین ساتھ اس فراخی کے کیا نہیں دلالت کرتی اوپر خالق باخبر کے۔﴾

ایک عالم کے پاس ایک طائفہ دہریہ کا گیا اور کہا کہ صانع عالم کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ اس عالم نے کہا کہ ذرا مجھے معاف کیجئے کہ میرا دل ایک عجیب وغریب بات میں مستغرق ومشغول ہے۔ دہریوں نے کہا وہ عجیب وغریب امر کیا ہے۔ عالم نے کہا میں نے سنا ہے کہ دریا دجلہ میں ایک بڑی کشتی ہے۔ اصناف واقسام عجائب اموال سے مملو ہے اور وہ آتی ہے اور جاتی

ہے۔ دریا میں بغیر کسی آدمی کے کہ چلاوے اس کو، بلکہ وہ خود بخود چلتی ہے بغیر چلانے والے کے جو اس پر خبر گیر ہو۔ دہریوں نے کہا کیا، تم دیوانے ہو عالم نے کہا میں کیسے دیوانہ ہوں؟ دہریوں نے کہا کسی کی عقل اس کو مانتی ہے؟ عالم نے کہا پھر کس طرح مان لیا تمہاری عقلوں نے کہ تمام جہان جو باقسام وانواع حوادث عجیبہ کے جو اس میں ہیں اور یہ فلک دوار، سیار جاری ہوتا ہے اور اس میں ایسے ایسے حوادث پیدا ہوتے ہیں اور اس میں اتنے ستارے چلتے ہیں بغیر کسی چلانے والے کے۔ پس ''فبھت الذی کفر'' ﴿پس حیران ہوا کافر۔﴾ کے مطابق اپنے نفسوں کو لگے ملامت کرنے۔ لیکن اللہ عزوجل نے اثبات صانع کا بھی بوجہ عقل پر نہیں رکھا بلکہ خود کلام اللہ شریف میں ایسے ایسے دلائل عقلیہ سے اثبات کیا ہے کہ کوئی عاقل مناظر ومتکلم ایسا بیان نہ کر سکے۔ پس عقل کا یہی کام ہے کہ کلام الٰہی میں تدبر کرے۔ وبس!

''افلا یتدبرون القراٰن ام علی قلوب اقفالھا ما لھولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثاً'' ﴿آیا پس نہیں تدبر کرتے قرآن میں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں۔ کیا ہوا اس قوم کو کہ سمجھنے کے نزدیک نہیں آتے۔﴾

پس جب بقول آپ کے عقل کا صرف یہی کام ہے کہ خالق کے وجود کا قائل ہو۔ تو بس فیصلہ شد۔ آؤ مرزائی صاحب باقی سب اصول وفروع میں بیچون وچرا کتاب وسنت کے تابع ہو جاویں اور عقل کو تشریع وحکومت سے معزول کر دیں۔ جیسا کہ مولانا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس جگہ مرزائی صاحب نے اپنا سب لکھا ہوا منسوخ کر کے مولانا صاحب غزنوی سے متفق ہوگئے ہیں۔

''من حیث لا یشعرون'' ﴿اس طرح کہ نہیں سمجھتے۔﴾

اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ مرزائی صاحب کی تحریر مہمل غیر منتج ہے نہ خود کوئی نتیجہ اس سے نکال سکتے ہیں نہ کوئی اور۔ پھر میں کہتا ہوں کہ یہ قول مرزائی صاحب کا بھی صحیح نہیں کہ عقل صرف صانع عالم کو سوچ سکتی ہے۔ وبس بلکہ یہ علم تو امر وجدانی فطرتی اور اجلی بدیہات سے ہے۔ بغیر سوچنے کے معلوم ہے بلکہ سوچنا یہ ہے کہ خالق اس عالم کا علیم وحکیم ہے کہ تمام مخلوقات اس کے علم اور حکمت پر گواہی دے رہی ہے۔ چنانچہ ہر ہر جزو اس کی حکمتوں اور فوائد وغایات محمودہ سے مملو ومشحون ہے۔ پس وہ بے فائدہ کھیل کے کاموں سے پاک ومنزہ ہے۔ ضرور ''لیجزی الصادقین بصدقھم'' ﴿تاکہ جزا دے راست بازوں کو ساتھ راستی ان کی کے۔﴾ اور کاذبوں کو کذب کی سزا دی اس واسطے پیدا کیا ہے۔

قال تعالیٰ:’’ ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار (آل عمران:۱۹۲) ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مومن فکر کرتے ہیں بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے، کہتے ہیں اے رب ہمارے نہیں پیدا کیا تو نے اس کو بے فائدہ پاکی ہے تجھ کو اس سے پس بچا ہم کو عذاب آگ سے۔﴾

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر عقل کا صرف یہی کام ہے تو پھر یہ نتیجہ نکالنا آپ کا صحیح نہیں۔ (پس انسان کو خداوند کریم کے عطیہ کردہ ہر دو اشیاء کو استعمال کرنا چاہئے یعنی ایمان و عقل) جب کام اس کا تمام ہو چکا تو پھر کس میں استعمال کریں کیا ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ میں اثبات صانع لے بیٹھیں گے؟ اس کا کام تو صرف اسی قدر تھا کہ اس عالم مشہود کا خالق ہے۔ سو وہ اس نے جان لیا۔ پھر وہ آپ کے نزدیک بالکل معطل ہوا۔ اب اس معزز عطیہ کو معطل کرنے والے آپ ہیں یا ہم؟

’’رمتنی بدا بھا وانسلت‘‘ ﴿تہمت دی مجھ کو ساتھ اپنے عیب کے اور خود نکل گئے۔﴾

قولہ...... ’’اور مبارک وہ لوگ ہیں جن میں ان ہر دو جواہر کے استعمال کا مادہ بدرجہ کمال ہے۔ مشاہدہ اس کا عمدہ گواہ ہے۔ مثالوں سے خط لمبا ہو جاتا ہے۔‘‘

اقول...... ارے بے شک مبارک وہی لوگ ہیں جو عقل اور ایمان میں بدرجہ کمال ہیں۔ لیکن مرزائی صاحب نے بخوف طویل کے کوئی نظیر و مثال نہیں بیان فرمائی۔ بلکہ مولانا صاحب کی لیاقت و فہم پر حوالہ دیا اور مشاہدہ کی شہادت پر اکتفاء کیا۔

لہٰذا مثال و نظیر ہم بیان کرتے ہیں۔’’فاستمع بقلب شھید‘‘ ﴿پس سن ساتھ دل حاضر کے۔﴾ وہ مبارک لوگ مہاجرینؓ و انصارؓ ہیں جن کو اللہ عزوجل نے اولین و آخرین سے افضل واعلم واعقل جان کر چن لیا اور اختیار کیا اپنے رسول خاتم النّبیین کے صحبت کے لئے اور قائم کرنے دین اپنے کے اگر ان سے کوئی بہتر و مبارک تر ہوتا تو اس کو اس خدمت کے واسطے اصطفاً و اختیار کرتا۔ کیونکہ اللہ عزوجل حکیم و علیم ہے۔ محل قابل کو خوب جانتا ہے۔

’’اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ (انعام:۱۲۴) الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (الملک:۱۴) وان ربک حکیم علیم (الملک:۱۴) اھم یقسمون رحمۃ ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم (الزخرف:۳۲) عن ابن مسعودؓ قال من کان مستناً فلیستن بمن قدمات فان الحی لا نؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوباً واعمقھا علماً واقلھا تکلفاً اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولا قامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم

واتبعوهم على اثرهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدىٰ المستقيم (رواه رزین مشکوٰة ص ۳۲) قال رسول الله ﷺ من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنوا جذو اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعت وكل بدعت ضلالة (مشکوٰة ص ۳۰) وقال رسول الله ﷺ وتفترق امتى على ثلث وسبعين ملة كلهم فى النار الاملة واحدة قالوا من هى يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابى (مشکوٰة ص ۳۰)''

﴿اللہ زیادہ جاننے والا ہے اس محل کو جس میں رسالت رکھتا ہے۔ کیا نہیں جانتا وہ جس نے پیدا کیا اور وہ باریک بین خبردار ہے، اور تحقیق رب تیرا حکمت والا دانا ہے۔ کیا وہ تقسیم کرتے ہیں رحمت رب تیرے کی ہم نے تقسیم کے درمیان ان کی معیشت ان کی۔ روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہا جو کوئی ہووے پیروی کرنے والا پس چاہئے کہ پیروی کرے ان لوگوں کی جو فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ زندہ فتنوں سے امن میں نہیں وہ اصحاب محمد ﷺ کے ہیں کہ تھے افضل اس امت کے بہت نیک دل تمام امت سے اور بہت عمیق علم والے اس امت سے اور بہت کم تکلف والے اختیار کیا ان کو اللہ نے واسطے صحبت نبی اپنے کے اور واسطے قائم کرنے دین اپنے کے۔ پس پہچانو ان کے واسطے فضیلت ان کی اور پیروی کرو نقش قدموں ان کے اور تمسک کرو جس قدر ہو سکے تم سے ان کے اخلاق اور طریقہ کے ساتھ پس تحقیق تھے وہ اوپر ہدایت مستقیم کے، روایت کیا اس کو رزین نے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی زندہ رہا تم میں سے پیچھے میرے پس دیکھے گا اختلاف بہت، پس لازم پکڑو میری سنت کو اور سنت خلفاء راشدین ہدایت والوں کے کو، پنجہ مارو ساتھ اس کے اور داڑھوں سے مضبوط پکڑو اور بچو، نئی باتوں اور کاموں سے پس تحقیق ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے متفرق ہو جائے گی کہ میری امت تہتر ملت پر وہ سب جہنم میں جائیں گے۔ مگر ایک ملت، اصحاب نے عرض کیا وہ کون ہے، یا رسول اللہ فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔﴾

احادیث اس باب میں بے شمار ہیں اور اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں صریح الفاظ سے خبر دی ہے کہ میں ان سے اور ان کے تابعداروں سے راضی ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہیں۔

''قال تعالىٰ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه (توبہ:۹۹)'' ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور

سبقت لے جانے والے پہلے مہاجرین وانصار سے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی تابعداری کی ہے۔ راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔﴾

پس وہ مبارک لوگ جو عقل وایمان میں کامل ہیں یہ لوگ ہیں بنص خدا اور رسول واجماع امت اور جو ان کے تابع ہیں باحسان اور تابعین وتبع تابعین وخیر قرون وائمہ مجتہدین وعلماء صالحین ہیں جو مہاجرین وانصار کے متبع ہیں۔ الیٰ یوم الدین، اور وہی منعم علیہم ہیں بنص قرآن نہ مبتدعین واہل احداث در دین مثل طائفہ شاذہ مرزائیہ دور از عقل وایمان جن کو نہ عقل سے کچھ بہرہ دیا گیا اور نہ ایمان سے، جنہوں نے صراط مستقیم کو کہ صراط منعم علیہم کا ہے۔

''من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (نساء:۶۸)'' چھوڑ کر اپنی ہوا پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحون سے۔ واحداث وتشہی کے پیچھے لگ گئے ہیں۔

''الذین اتخذوا دینہم لہوًا ولعبًا وغرّتہم الحیاۃ الدنیا (اعراف:۵۰)'' ﴿اور جنہوں نے بنایا دین اپنا بیہودہ اور کھیل اور فریب دیا ان کو زندگانی دنیا نے۔﴾

اور قیامت کے دن دوزخ کے داروغوں کو کہیں گے۔ ''لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر'' ﴿اگر ہم سنتے یا عقل کرتے نہ ہوتے دوزخیوں میں۔﴾ اور جواب ملے گا: ''فاعترفوا بذنبہم فسحقًا لا صحاب السعیر'' ﴿پس اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہ کا پس لعنت ہے دوزخیوں پر۔﴾ کیونکہ وہ متبع غیر سبیل المؤمنین کے ہیں۔

''قال تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساء ت مصیرا (نساء:۱۱۴)'' ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوگئی اس کے لئے ہدایت اور تابعداری کرے سوائے راستے مؤمنوں کے دھکیلتے ہیں ہم اس کو جس طرف اس نے منہ پھیرا اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور بری بازگشت ہے جہنم۔﴾

اور مراد مومنین سے اس آیت میں مہاجرین وانصار ہیں جو نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ اللہ عزوجل وہی ایمان قبول کرتا ہے جو مثل ایمان مہاجرین وانصار کے ہو اور طائفہ نامبارک کہ مرزائیہ شقاق میں ہیں۔

''قال اللہ تعالیٰ فان امنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقداہتدوا وان تولوا فانماہم فی شقاق فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم (بقرہ:۱۳۷)'' ﴿پس اگر ایمان لاویں مثل تمہارے ایمان کے پس تحقیق ہدایت پائی انہوں نے اور اگر پھر جاویں پس

سوائے اس کے نہیں کہ وہ مخالفت میں ہیں۔ پس کفایت کرے گا تجھ کو ان سے اللہ اور وہ سننے والا جانے والا ہے۔﴾

پس مثال ونظیر بادلائل یہ ہے اور مشاہدہ اس کا گواہ ہے۔

’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘ ﴿پس عبرت پکڑو، اے آنکھوں والو۔﴾

قولہ...... ’’غرض کہ میری رائے میں عقل اور ایمان انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے ورنہ انسان کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔‘‘

اقول...... بے شک ولیکن مرزائیوں نے نہ عقل سے کام لیا نہ ایمان سے بہرہ اٹھایا۔ اسی واسطے ’’صراط مستقیم صراط الذین انعمت علیھم‘‘ ﴿راہ سیدھا راہ ان لوگوں کا جن پر انعام کیا تو نے اے رب۔﴾ سے بعد المشرقین کے مسافت پر جا پڑی۔

سارت مشرقة وسرت مغربا
شتان بین مشرق و مغرب

وہ چلے مشرق کو اور میں چلا مغرب کو۔ دوری ہے درمیان مشرق کو جانے والے کے اور درمیان مغرب کو جانے والے کے۔

نزلوا بمکة فی قبائل هاشم
ونزلت بالبیداء ابعد منزل

وہ اترے مکہ میں درمیان قبائل ہاشم کے، اور میں اترا جنگل میں جو بہت دور منزل ہے۔

واللہ ما استویا ولن یتلاقیا
حتی تشیب مفارق الغربان

قسم ہے اللہ کی نہیں برابر دونوں اور نہ ہرگز ملیں گے۔ یہاں تک کہ سفید ہو جاویں سر مسافروں کے۔

اسی واسطے مرزائیوں کی علمی وعملی حالت بہت خراب ہے۔ اس لئے نہ ایمان بالغیب ہے اور نہ تذکر بآیات قرآن شریف اور بے شک خداوند حکیم کا قول وفعل یہی سبق دیتا ہے۔ چنانچہ کتاب پاک وصحیفہ فطرت اور انسانی حالت اس کی گواہ ہے۔ لیکن حیف کہ مرزائیوں نے اس سبق سے اعراض کیا اور ان کی فطرت کو مرزا قادیانی کذاب نے بگاڑ دیا۔

’’خلقت عبادی حنفاء فاجتبالھم الشیاطین الحدیث‘‘ ﴿پیدا کیا میں نے اپنے بندوں کو حنیف موحد، پس گمراہ کیا ان کو شیطانوں نے۔﴾

قولہ...... ’’جناب نے شیطان وآدم کے قصہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر وہ ایمان رکھتا اور عقل کو کام میں نہ لاتا تو کیوں خدا کے حکم کی نافرمانی کرتا اور بری ذلت ورسوائی کا ہار اس کے گلے میں ابدالآباد تک ڈالا جاتا۔ لیکن جناب خیال فرماویں کہ میں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اگر شیطان عقل کو کام میں لاتا اور سوچ لیتا کہ اچھا وہ ہے جس کو بنانے والا اچھا کہے۔ کیونکہ بنانے والا اس چیز کی زیادہ خاصیتوں کو جانتا ہے تو ’’انا خیر منه‘‘ نہ کہتا۔‘‘

اقول...... جناب مولانا صاحب نے شیطان کے قصہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر شیطان نص وامر الٰہی کے مقابلہ میں اپنی عقل ناقص سے چون وچرا نہ کرتا اور تعمیل حکم کی اور امتثال امر خداوندی کر لیتا تو بے شک اس تباہی میں نہ آتا۔ شیطان کا دعویٰ یہ ہے: ’’انا خیر منه‘‘ اس پر دلیل یہ لایا۔

’’خلقتنی من نار وخلقته من طین (اعراف:۱۲)‘‘ میں بہتر ہوں اس سے۔ یعنی میرا مادہ نار ہے جو لطیف وعالی مجھ کو تو نے پیدا کیا آگ سے اور اس کو پیدا کیا کیچڑ سے۔

وہ نورانی ہے اور آدم کا مادہ طین ہے جو کثیف وسفلی وظلمانی ہے۔ پس قطع نظر اس سے کہ یہ حجۃ صحیح ہے یا غلط؟ مرزائی صاحب بتاویں کہ یہ دلیل اگر عقلی نہیں تو کیا نقلی ہے۔ کیونکہ دلیل یا عقلی ہوتی ہے یا نقلی اور دونوں صحیح بھی ہوتے ہیں اور غیر صحیح بھی۔ دلیل نقلی اگر سند ضعیف یا موضوع سے ہو تو غیر صحیح ہے اور دلیل عقلی کے کل مقدمات باطل ہوں یا بعض تو غیر صحیح ہوتی ہے۔ پس اس میں شک نہیں کہ ابلیس نے الٰہی فرمان کے مقابلہ میں عقلی دلیل پیش کی ہے۔ گو وہ دلیل فی نفسہ باطل وفاسد ہے۔ کیونکہ جو قیاس وعقلی دلیل نص کے مقابلہ میں ہو وہ ہمیشہ باطل وفاسد ہوتی ہے۔ چنانچہ دلائل عقلی مرزائیوں وفلاسفوں دہریہ ونیچریوں وغیرہم کی اور پہلے بسط کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ عقل دو ہیں۔ ایک موافق نصوص اور ایک مخالف ومعارف نصوص ۔

عقلان عقل بالنصوص مؤید
ومؤید بالمنطق الیونان

عقل دو ہیں ایک عقل ساتھ نصوص کے تائید کیا گیا ہے، اور دوسرا عقل ساتھ منطق یونانی کے تائید کیا گیا ہے۔

واللہ ما استویا ولن یتلاقیا
حتی تشیب مفارق الغربان

قسم ہے خدا کی ہرگز دونوں عقل برابر نہیں اور نہ کبھی ملاقات کریں گے۔ یہاں تک کہ سفید ہو جاویں سر کے بال مسافروں کے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ مرزائی صاحب جو تدبیر ونصیحت شیطان کے واسطے تجویز فرماتے ہیں خود کیوں اس پر عمل درآمد نہیں فرماتے اور کیوں اپنے نفس پر یہ شعر سعدی علیہ الرحمۃ کا نہیں پڑھتے۔

اگر شاہ روزرا گوئید شب ست این
بباید گفت اینک ماہ و پروین

اور معجزات عیسوی ورفع ونزول مسیح علیہ السلام بجسد عنصری ومعراج نبوی وملائکہ وغیرہ وغیرہ نہیں مانتے۔ بسبب ہزیان ودلیل شیطانی مرزا قادیانی کے اور کیوں آیت: ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ ﴿ولیکن رسول ہے اللہ کا اور ختم کرنے والا پیغمبروں کا۔﴾ کو نہیں مانتے۔ گویا شیطان را نصیحت وخود را فضیحت کرتے ہیں اور کیوں نہیں کہتے کہ صحیح وہی بات ہے جو خدا نے فرمائی اور اس کے رسول نے فرمائی۔ کیونکہ وہ بہ نسبت ہمارے اچھا جانتا ہے اور ہم ایک ناچیز ہستی ہیں اس کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ اگر مرزا قادیانی عقل کو کام میں لاتے اور سوچ لیتے کہ اچھا وہ ہے جس کو بنانے والا اچھا کہے۔ کیونکہ بنانے والا اس چیز کی زیادہ خاصیتوں کو جانتا ہے تو مہاجرین وانصار ومتبعین سنت نبوی کے مقابلہ میں مرزا پلید انجس واخبث کو اچھا نہ کہتے اور ’’ھو افضل من بعض النبیین‘‘ نہ بولتے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ’’والسابقون الاولون‘‘ اور مرزا قادیانی بالکل ان کا مخالف ہے اور اگر مرزا قادیانی بھی عقل کو کام میں لاتا تو شیطان کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ’’انا خیر منه‘‘ نہ کہتا۔ چنانچہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ’’انا خیر منه‘‘ کہا تھا۔

قولہ...... ’’غرض کہ مذکورہ بالا وجوہات سے میری یہ رائے ہے کہ عقل اور ایمان دونوں کا استعمال ہر ایک امر میں ضروری ہے۔‘‘

اقول...... وجوہات مذکورہ بالا جو کچھ ہیں وہ خود معلوم ہیں اور ان کی تردید ووجوہ تناقضات بیان ہو چکے ہیں۔ اوّل تو کوئی وجہ صحیح معقول آپ نے تحریر نہیں کی اور اگر باوجود غیر صحیح ہونے کے ذکر بھی کی ہے تو نتیجہ اس کا مطابق نہیں۔ فی نفسہ صحیح بھی نہیں اور معقول معنی بھی نہیں نکلتا۔ بجز لفاظی اور تمویہ (ملمع سازی) اور تناقض کے بلکہ عقل کو تو آپ نے بعد اثبات صانع کے اپنے منصب سے معزول اور معطل کر دیا اور مجرد ایمان بالغیب لانے کو ہندوؤں کا مذہب ٹھہرایا اور پھر عقل بیچاری پر بناحق تہمت دہریت کے لگائی اور پھر اثبات صانع کی خدمت اس کو سپرد کی، اور بعدہ اس کو پنشن خوار کر دیا۔ یہ وجوہات ہیں۔ ہاں! البتہ جو آپ نے شیطان کو نصیحت کی ہے وہ البتہ ٹھیک ہے۔ لیکن افسوس کہ مرزائی جماعت اس نصیحت کی تعمیل نہیں کرتے اور نہ آپ اس پر کاربند ہیں۔

’’لم تقولون مالا تفعلون به کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون (الصف:۲)‘‘ ﴿کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے، بڑے غضب کی بات ہے نزدیک خدا کے یہ کہ کہو تم وہ جو نہیں کرتے ہو۔﴾

قولہ...... ’’اور جہاں عقل کام نہ کرے وہاں تنہا ایمان پر بات چھوڑنی چاہئے۔‘‘

اقول...... کیا نہایت اعلیٰ درجہ کا سچ وحق ہے اگر اس پر عمل بھی ہو۔ جب مرزائیوں کی عقل امور ایمانیہ مثل بے باپ مسیح علیہ السلام کا پیدا ہونا اور رفع ونزول ان کا بجسد عنصری ومعجزات عیسوی ودجال ودابتہ الارض وغیرہ وغیرہ کے سمجھنے میں کام نہیں کرتے تو تنہا ایمان پر کیوں بات نہیں چھوڑتے؟

یہی تو عین مطلب ومدعا وخلاصہ تحریر مولانا صاحب غزنوی کا ہے۔ وبس ؎

اقام یعمل ایاماً رویة
وشبه الماء بعد الجهد بالماء

ٹھہرا رہا کئی دن استعمال کرتا رہا فکر اپنا اور مشابہ کیا پانی کو بڑی کوشش واجتہاد کے بعد ساتھ، پانی کے۔

مرزائی صاحب نے سارا زور لگایا آخر بڑی کوشش سے وہی بات ثابت کی جو مولانا صاحب غزنوی نے تمہید میں بیان کی تھی اور اللہ عزوجل نے انہیں کی زبان پر حق صریح جاری کر دیا۔ ’’من حیث لا یشعرون‘‘ ﴿جس جگہ سے نہیں سمجھتے۔﴾

عدو شود سبب خیرا گر خدا خواهد
خمیر مایه دکان شیشه گر سنگ است

یہ بھی ایک کرامت ہے مولانا صاحب غزنوی کی۔ فتذکر!

اگر اس قول کو شیطان کی نصیحت کے ساتھ ضم کیا جاوے تو بہت ہی اچھا نتیجہ نکلتا ہے کہ نصوص کے مقابلہ میں ہرگز عقل کو کام میں نہ لاوے بلکہ بے چون وچرا، مان لے اور یہی خلاصہ تقریر مولانا صاحب کا ہے وبس۔

تالله قد لاح الصباح لمن له
عینان نحو الفجر ناظرتان

خدا کی قسم بے شک ظاہر ہوگئی ہے صبح، جس کے واسطے دو آنکھیں ہیں فجر کی طرف دیکھنے والی۔

واخو العمایۃ فی عمایۃ یقول
اللیل بعد الیستوی الرجلان

اور اندھا اپنی نابینائی میں کہتا ہے اب تک رات ہے، کیا برابر ہیں دونوں شخص۔

قولہ...... ’’مرزا قادیانی کے ہم کوئی معتقد نہیں۔ ذرا توجہ سے سنیں۔ مشن اسکولوں میں پڑھ کر اور شہروں میں رہ رہ کر پادریوں سے بحثیں کر کے ہم کو اسلام ہوا معلوم ہونے لگا تھا اور کوئی شخص مسلمانوں سے غیر مذہب والوں کو تو چھوڑ دو ہمارا اطمینان نہیں کر سکتا تھا کہ اسلام کو غیر دینوں پر کیا فوقیت حاصل ہے۔‘‘

اقول...... سراسر خلاف واقع ونفس الامر بلکہ آپ ایسے معتقد ودلدادہ اور اس کے دام میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اگر ہزار ہا دلائل عقلی ونقلی مرزا قادیانی کے کذاب ومفتری علی اللہ ہونے پر قطعی ویقینی سنیں۔ کبھی توجہ تک نہیں کرتے اور اگرچہ وہ صریح صریح کفر کے کلمے زبان سے نکالے اور رسالت ونبوت کا دعویٰ علی رؤس الاشہاد کرے پھر بھی وہ بقول آپ کے آپ کا سید ومولیٰ ہے۔ آپ نے زہر مرزائیت ومحدثیت کے کھالئے اور رگ وریشہ میں سرایت کر گئے۔ اب نجات ورجوع براہ مہاجرین وانصارؓ نہایت مشکل۔

’’الا ان یشاء ربی وسع ربی کل شئ علما ‘‘ ﴿مگر یہ کہ چاہے رب میرا فراخ ہے علم، رب میرے کا ہر چیز کو۔﴾ ہم نے توجہ سے آپ کی بات سنی۔ لیکن آپ بھی براہ عنایت ذرا توجہ سے سنیں اور غور فرماویں۔

آپ اصول اسلام سے بہت ہی بے خبر ہیں۔ اسی واسطے آپ کو اسلام ہوا نظر آنے لگا بسبب تشکیکات پادریوں ضالوں کے، ورنہ جب سے دنیا پیدا ہوئی یعنی انسان کا وجود ہوا ایسا خبیث وناپاک مذہب اور خلاف عقل ونقل دنیا میں نہیں ہوا جیسا پادریوں احمقوں کا ہے۔

بے شک آپ سچ فرماتے ہیں یہ اثر مشن اسکولوں اور کفار معلمون کی تربیت کا ہے کہ آپ مرزا جیسے نااہل دشمن عقل وایمان، کذاب مفتری علی اللہ کے پیچھے دوڑے اور لگے باتیں بنانے کہ اسلام پر ہر طرف سے زبردست حملے کئے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور کیا چیز ہیں کہ اسلام پر حملے کرتے ان کے تمام حملوں واعتراضوں وشکوک وشبہات کا جواب فضلاء اسلام نے بخوب وجہ دے دیا ہے اور دیتے ہیں، اور جواب بھی دونوں قسم کا الزامی وتحقیقی ولیکن ؎

چو آن کرمے کہ در سنگے نہان است
زمین و آسمان او ہمان است

آپ نے فقط براہین دیکھی ہے جس میں بجز چند دلائل نبوت کے جو بطور سرقہ اور چوری کے علماء اسلام سے لے کر کچھ خطیات اپنے درج کر کے کچھ اشتہار و دعاوی و قسمیں کھا کر آپ جیسے سادہ لوحوں کو جو بقول خود کفاروں کی تربیت و تعلیم یافتہ قواعد و اصول اسلام سے ناواقف تھے۔ مبہوت کر کے اپنا چیلا و غلام دام افتادہ بنالیا۔

ورنہ آیئے تشریف لایئے! میں آپ کو تمام مضمون براہین کا جو صحیح ہے عربی کتابوں کے ایک صفحہ بلکہ آدھ صفحہ میں بتادیتا ہوں بلکہ اس سے ہزار درجہ بہتر بشرطیکہ آپ خلوص نیت وطلب حق کے واسطے آویں اور آپ مسترشد ہوں۔ نہ مکابر و متعصب و معاند کی شکل میں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے نصاریٰ کے رد میں کتاب لکھی ہے۔ چار جلدوں میں نام اس کا ''الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح'' ہے اور علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر معروف بحافظ ابن القیم نے رد نصاریٰ میں بہت بڑی کتاب لکھی ہے۔ ''ھدایت الحیاری فی الرد علی النصاریٰ'' اور علامہ آلوسی نے بھی بڑی عمدہ کتاب لکھی ہے۔ ''وغیر ذلک'' اور فارسی اردو میں بھی بہت کتابیں ہیں مولوی رحمت اللہ مرحوم کی کتابیں دیکھی ہوتیں۔

مرزائی صاحب فرماتے ہیں کہ علماء اسلام نہ ہماری تسلی کر سکتے ہیں اور نہ مخالفین کو جواب معقول دیتے ہیں۔ اگر ہم ان سے پوچھتے تو ہم کو کفر کا فتویٰ سناتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے جو عالم ہو کتاب وسنت کا وہ کبھی سائل مسترشد کو نہ کافر کہتا ہے اور نہ گانے سناتا ہے۔ لیکن مرزائی بیچارے اگر ایسے ایسے حیلے حوالے اکاذیب مفتریات لفاظی خوض بے جا نہ کر کے دکھائیں تو کریں کیا اور سوائے اس کے اور ان کے پاس ہے کیا۔ عقل صحیح ان کے پاس نہیں۔ نقل صحیح صریح کو لاتیں مار رہے ہیں۔ مہاجرین وانصار سے لے کر آج تک تمام علماء کو کور اور اندھا کہہ کر فارغ البال ہو بیٹھے ہیں۔ اب توکل واعتماد وآسرا ان کا مجرد بے معنی ومہمل تقریروں پر آرہا ہے۔

ورنہ مرزا قادیانی نے کیا کیا، خاک جو اس کے سر پر پڑی، سوائے اس کے، کہ میں عیسیٰ ہوں، مثیل مسیح ہوں، مہدی ہوں، مجدد ہوں، نبی ہوں، محدث ہوں، رسول ہوں، محمد ہوں، احمد ہوں، مرسل یزدانی مامور رحمانی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

اور پادریوں کے مقابلہ میں امرتسر میں جو کچھ ذلت اٹھائی اور دو چیلے اس کے اسی بحث میں عیسائی ہوگئے اور پھر شیطانی الہام منہ سے نکال کر دوبارہ ذلیل وروسیاہ ہوا نہ اس کی کتابوں میں بحث توکل کی ہے نہ صبر، نہ شکر، نہ انابت، نہ توبہ، نہ مراقبہ، نہ استقامتہ، نہ تقویٰ، نہ رضا، نہ توحید، نہ کوئی اور مقامات اولیاء وسالکین میں سے بس یہ کہ پیسہ دو، چندہ دو، منارہ فرعونی کے واسطے

اتنا چاہئے مسیح کی قبر کے واسطے اتنا چاہئے تاکہ پتا لگائیں کہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ!

اس نے آپ کے پھنسانے کے لئے صیاد کی طرح براہین کو بطور دانہ ڈالا۔ پھر ازالۃ الایمان کے دام میں پھنسا کر ایک کشش سے اسلام کے احاطہ سے باہر اور دور پھینک دیا اور عجب یہ کہ اب تک آپ کہتے جاتے ہیں کہ ہم معتقد مرزا قادیانی کے نہیں شاید معتقدوں کے سر پر سینگ ہوتے ہوں گے۔ خیر آگے چلئے!

قولہ...... ''لیکن جناب خیال فرماویں کہ موجودہ وقت میں ہمارا نظر ذرا اس سے بھی زیادہ اونچا ہوگیا ہے۔ یعنی یہ کہ جب تک کہ مرزا قادیانی ہمارے رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک کی عظمت میں لگا ہوا ہے جب تک کہ وہ ہمارے سید ومولیٰ فخر بنی آدم وسرور کائنات کی عظمت کا مداح اور ثابت کرنے والا ہے۔ جب تک کہ دین اسلام کی فضیلت کا تاج عقل ونقل والہام کے بابرکت ہاتھ سے دنیا کے سر پر رکھتا ہے۔ ہمارا سید ومولیٰ ہے اور یہی سنت وفرائض منصبی وعلّت غائی نبیوں کے لئے تھا اور قرآن حمید اس کا گواہ ہے۔ پس ہم کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے یا رسول یا ولی یا کچھ اور ہم کو تو اصل سے مدعا ہے لفظی تنازعات سے غرض نہیں۔''

اقول...... ''**نعوذ باللہ من الزیغ والارتداد**'' ﴿پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ کجروی اور مرتد ہونے سے۔﴾ مرزا مفتری علی اللہ نے مرزائیوں کو افتراء واکاذیب ومختلقات کا ایسا منشی معجون کھلایا کہ ان بیچاروں کو مست، مسلوب الحواس کر دیا یا یہ کہ مسحور ومطبوب کر دیا کہ ایسی ایسی مخلط باتیں کرتے ہیں اور ان کو کوئی ہوش نہیں آتے۔ گویا ان کی آنکھوں میں خاک ڈال دی پھر وہ کیسے سمجھیں۔ ''**صم بکم عمی فھم لا یرجعون فانا للہ وانا الیہ راجعون**'' ﴿بہرے ہیں گنگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں پھرتے حق کی طرف۔﴾ موجودہ وقت میں ان کی نظر اور اونچی ہوگئی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اوّل مرزا در پردہ نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا تھا اور کبھی نبوت کو تحدیث کے سانچے میں ڈال کر دعویٰ کرتا اور کبھی نبوت ناقصہ اپنے واسطے ثابت کرتا اور کبھی مرزائیوں کی آنکھ میں خاک ڈالنے کو صاف ومطلق نبوت سے انکار کر جاتا اور کہتا ؎

من نیستم رسول نیا وردہ ام کتاب

اس وقت جب مرزائیوں کو کہا جاتا کہ تمہارے گرو نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے تو سب یک قلم منکر ہو جاتے اور کہتے کہ یہ الزام وبہتان ہے۔

اس وقت ذرا نظر ان کی نیچی تھی اب جب مرزا تحدیث ونبوت ناقصہ سے اونچا ہوا اور اپنے نفس خبیث کو اولوالعزم انبیاء سے بھی افضل کہتا ہے۔ چنانچہ بکتا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ص۲۴۰)

اورازالہ ایک غلطی کا چھاپ کر مرزائیوں کا منہ کالا کیا اور لوگوں میں اپنے چیلوں کو ایسا ذلیل ورسوا کیا کہ کوئی تاویل نہیں کر سکتے اور نہ انکار کر سکتے ہیں کہ اس نے دعویٰ نبوت کا نہیں کیا اس واسطے موجودہ وقت میں ذرانظران کی اوراونچی ہوگئی ہے۔ کیونکہ ارتداد کے منارے کی چوٹی پر جا پہنچے ہیں۔ اگر سچا نبی ہے تو ایمان اس پر واجب اور فرض ہے اور اگر جھوٹا نبی ہے تو انکار ولعن وطرد اس کا لازم ہے۔ پھر یہ کیا معنی کہ ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ یہی ایک چالاکی اور دھوکہ ہے ان کا۔ ''**فاعتبروا یا اولی الابصار**'' ﴿پس جانچو اے بصارت والو۔﴾

پھر میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں کی بصارت میں کتنا فرق آ گیا ہے اور ان کی بصیرت کس طرح بالکل کالعدم ہوگئی ہے۔ مرزا قادیانی کو باوجود ایسی ایسی کفریات کے عظمت بیان کرنے والا ومداح رب العالمین وسید المرسلین ودین اسلام کا جانتے ہیں۔ ''**فلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**'' سبحان اللہ یہ عظمت اللہ اور رسول اللہ اور اسلام کی ہے کہ رب العالمین کے واسطے بیٹا ثابت کرنا استعارہ کی آڑ میں، اور یہ منصب اپنے نفس کے واسطے متعین کرنا جیسا یہودیوں نے کہا تھا استعارہ سے نحن ابناء اللہ اور اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ سے منکر ہو کر اس کو عاجز وناتوان قرار دیا کہ نہ انسان کو بجسد عنصری آسمان پر لے جا سکتا ہے اور نہ کرہ زمہریر اس کے قبضہ اختیار میں ہے اور نہ خرق افلاک اس کے قدرت میں اور نہ خرق عادات واظہار معجزات اس کے طاقت میں اور نہ بے طعام وشراب وٹٹی پھرنے کے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ رکھنا اس کی استطاعت میں اور نہ حشر اجساد وغیرہ وغیرہ پر وہ قادر ہے اور نہ بے باپ آدمی پیدا کر سکتا ہے اور نہ وہ اپنی باتوں اور وعدوں اور خبروں میں سچا ہے۔ ''**وغیر ذالک من الکفریات**''

یہ ہے عظمت اس کذاب خناس مفتری کی اللہ عزوجل کے واسطے اور اللہ عزوجل کے رسولوں محبوبوں پیاروں کو سخت گالیاں وفحش وہتک آمیز لفظوں سے یاد کرتا ہے۔ خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تو بہت ہی دریدہ دہنی کی۔ ان کے حق میں یہ الفاظ بولے۔ نقل کفر کفر نباشد، چور، جھوٹا، نادان، موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی وعملی قویٰ میں بہت کچا، شریر، مکار، فریبی، شعبدہ باز، مسمریزم، یعنی سحر کا کام کرنے والا جس کی تین دادیاں ونانیاں کسبی زناکار تھیں۔ متکبر ناپاک خیال راست بازوں کا دشمن وغیرہ۔ یہ سب کچھ ضمیمہ انجام آتھم میں کہا یا اور تمام جد

عیسیٰ علیہ السلام کو زنا کار کہا اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیوں ایسے بدچلن تھے کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ نعوذ باللہ من ہذا الکفر اور انجام آتھم ص ۴۱ پر کہا کہ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ کشلیا رام چندر کی ماں کا نام ہے۔

جاننا چاہئے کہ جد تمام انبیاء کے اور خاندان ان کا ایک ہی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ’’**ذریة بعضها من بعض**‘‘ اور فرمایا: ’’**ونوحاً هدینا من قبل**‘‘ ﴿اولاد ہے بعض ان کی بعض سے اور نوح کو ہدایت کی تھی۔﴾

’’**ومن ذریته داؤد سلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وهارون وکذالک نجزی المحسنین وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین واسماعیل والیسع ویونس ولوطاً وکلا فضلنا علی العالمین ومن آباء هم وذریاتهم واخوانهم واجتبیناهم وهدیناهم الیٰ صراط مستقیم الیٰ قوله فبهداهم اقتده** (انعام:۸۴تا۸۷)‘‘ ﴿پہلے اس سے اور اولاد اس کی میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو اور ذکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو ہر ایک صالحون سے تھا اسماعیل کو اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہر ایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموں کے اور باپوں ان کے سے اور اولاد ان کی سے اور بھائیوں ان کے سے اور پسند کیا ہم نے ان کے اور ہدایت کی ہم نے ان کو طرف راہ سیدھے کی تا اس قول تک پس ساتھ ہدایت ان کی کے پیروی کر تو۔﴾

گویا یہ قذف ورمی اس پلید کی، آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک سب کو شامل ہے۔ ’’**قال الله تعالیٰ ان الله اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراهیم وال عمران علی العٰلمین ذریة بعضها من بعض والله سمیع علیم** (آل عمران:۳۳،۳۴)‘‘ ﴿فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سب جہان پر بعض اولاد ہیں بعض کے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے آخر کئی آیتوں تک۔﴾

کیونکہ جتنے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام ابراہیم علیہ السلام سے پیچھے آئے ہیں وہ سب ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمان کی نسل سے ہیں۔ حافظ ابن القیم زاد المعاد جلد ثانی ص ۳۶۸ میں فرماتے ہیں: ’’**فان سبحانه جعل عیسیٰ من ذریة ابراهیم بواسطة مریم امه وهی من صمیم ذریة**‘‘ اور ابراہیم علیہ السلام ونوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کی نسل سے اور کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی نسبت کہ ان کے ہاتھ میں بجز مکروفریب کے اور کچھ نہ تھا اور اگر میں

ان باتوں کومکروہ اور قابل نفرت نہ جانتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا اور اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ المصطفاۃ علی نساء العلمین کے حق میں شہادت صدیقیت کے دیتا ہے۔ ’’وامّه صدیقه‘‘ ﴿اور ماں عیسیٰ علیہ السلام کی نہایت سچی ہے۔﴾

اور یہ بدمعاش ان کی تکذیب کرتا ہے وہ فرماتی ہیں: ’’انّیٰ یکون لی غلام لم یمسسنی بشر ولم اک بغیاً قال کذالک قال ربک ھو علّی ھین (مریم:۲۰،۲۱)‘‘ ﴿کس طرح ہوگا میرا بیٹا اور ہاتھ نہیں لگا یا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں ہوں میں زناکار۔ کہا جبرائیل نے اسی طرح ہے کہا رب تیرے نے یہ میرے اوپر آسان ہے۔﴾

اور یہ بکتا ہے کہ یوسف نجار کا بیٹا ہے جیسا کہ یہود کہتے تھے۔

اور کہتا ہے کہ جتنی پیشین گوئیاں عیسیٰ علیہ السلام کے جھوٹی نکلیں ہیں کسی نبی کی نہیں نکلیں۔ دیکھو سب نبیوں کے پیش گوئیوں کی صریح تکذیب کی۔ اس کی (مرزاقادیانی) کی اب تک ہرگز ایک پیش گوئی بھی جھوٹی نہیں ہوئی۔ نعوذ باللہ! اور محمد ﷺ کی معراج کا انکار اور ان کی نبوت کا بھی در پردہ انکار کرتا ہے۔ جب کہتا ہے کہ کوئی فرشتہ زمین پر اتر نہیں سکتا کیونکہ وہ روحانیات کواکب کے ہیں اور کواکب سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتے اور جبرائیل علیہ السلام روح آفتاب کا ہے اور وہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا اور اس کا اثر سب پر مساوی پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ زانیہ پر حالت زنا میں، اور رسول اللہ ﷺ خود آسمان پر جا نہیں سکتے۔ پس نبوۃ ان کی کیسے ہوئی اور قرآن شریف کلام الٰہی کیسے بنی اور اگر نبی ہیں تو سب ہیں حتیٰ کہ زانیہ حالت زنا میں بھی۔ یہ تمام نبوات کا صریح انکار ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کو کہتا ہے کہ انہوں نے اپنی پیش گوئی کا مطلب نہیں سمجھا اور نہ معنی سورۂ زلزال وحشر ونشر واشراط کبریٰ قیامت کے آیات کا مطلب سمجھا اور نہ دجال ویاجوج ماجوج ودابۃ الارض کی حقیقت سمجھے جیسے مرزاقادیانی نے سمجھے اور خلاف آیت۔

’’لا تسبو الذین یدعون من دون اللہ فیسبو اللہ عدوًا بغیر علم (الانعام:۱۰۸)‘‘ ﴿مت گالی دوان کو جن کو مشرک پکارتے ہیں سوائے خدا کے پس وہ گالی دیں گے اللہ کو ضد سے بغیر علم کے۔﴾ کا کر کے عیسائیوں اور ہندوؤں کے معبودوں کو گالی دے کر رسول اللہ ﷺ کو سب سے گندی گالیاں دلوائیں۔ وغیرہ وغیرہ!

یہ ہے عظمت بیان کرنی اس خبیث کی، رسول اللہ ﷺ کی اور باقی انبیاء کی، و مدح اس کی۔

اب سنو! عظمت اسلام کی جو وہ کرتا ہے بناء عظمت اسلام کی اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم

السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور علماء اسلام کی عظمت بیان کرنے سے ہوتی ہے۔ سو عظمت رب العالمین وانبیاء علیہم السلام کی جو وہ کرتا ہے وہ ابھی بیان ہو چکا۔ اب باقی سنو! صحابہؓ سے لے کر آج تک سب علماء کو رواندھے ہیں مرزا کے نزدیک۔ صرف سوجا کھ اور بینا فقط یہ یک چشم دجال ہے اور علماء اسلام کو ایسے القاب سے یاد کیا تمام علماء کو یہودی کہا اور مولوی سید نذیر حسین صاحب مرحوم کہ شیخ الکل ہیں اور مولوی رشید احمد صاحب وغیرہم کے حق میں یہ الفاظ بولے۔ حرامزادہ، بدذات، ضال، دجال، کاذب، شیطان، اعمٰی، غول، اغوٰی، شقی، ملعون، لعنتی، خنزیر، کتا اور اسلام کے دشمنوں کی تعریف کرتا ہے۔ بابا نانک کو پاک وجود اور جو اس کے خلاف کہے اس کو لعنت دیتا ہے اور نانک کی کرامتیں ذکر کرتا ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتاب ست بچن۔ انبیاء کے معجزوں سے انکار اور نانک کی کرامتوں کا اقرار۔ عیسیٰ علیہ السلام وانبیاء کی وعلماء اسلام کی ہتک اور نانک کی تعریف اور سب اصول اسلام سے انکار کر کے اپنی نبوت کا اقرار۔ کبھی اپنے نامراد بیٹے کو، اللہ عزوجل سے تشبیہ دے کر کہتا ہے: ’’کأن اللہ نزل من السماء ‘‘(گویا خدا اتر آیا آسمان سے) اور کبھی اپنے نفس کو اللہ عزوجل سے تشبیہ دیتا ہے کہ میں خود خدا بن گیا اور آسمان وزمین بنائی اور آدم کو پیدا کیا اور کبھی اللہ کا بیٹا بنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

یہ ہے عظمت بیان کرنی اس کی، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی، یہ ہیں کرتوت واعمال نامہ اس رسول کا جس کا تخت گاہ قادیان ہے۔ بقول اس کے: ’’فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (آل عمران:۸۷)‘‘ ﴿پس اس پر ہو لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام مخلوق کی۔﴾

بے شک یہ اثر مشن اسکول اور کفار معلمون کا ہے کہ اب بھی مرزائی صاحب کو وہ اسلام جو حقیقی وقدیمی ومنزل اسلام ہے جس پر مہاجرین وانصار تھے ہو انظر آتا ہے اور دل سے اس سے متنفر ہیں اور جس نام کے اسلام، مصنوعی کو آپ محبوب سمجھے ہیں وہ یہود ونصاریٰ وہنود کے کفر سے بدتر ہے اور صریح الحاد وزندقہ وارتداد ہے۔ مرزائی صاحب اس لیاقت پر لائق عیسائی سے بحث کا شوق رکھتے ہیں۔ یہ تمنا بھی عجب ہے۔

آپ لائق عیسائی سے کب بحث کر سکتے ہیں۔ جب پیر ومرشد وسید مولیٰ آپ کا امرتسر میں عبداللہ آتھم عیسائی کے مقابلہ ومباحثہ میں ایسا مبہوت ولاجواب ہوا اور ہار گیا کہ اسی وقت اس کے دو چیلے مرتد عیسائی ہو گئے اور پھر دوبارہ شیطانی الہام کی زٹل ہانک کر پندرہ ماہ کے بعد ایسا خوار وذلیل وروسیاہ تمام دنیا میں ہوا کہ کوئی آدمی کیا خنزیر وگدھا بھی ایسا ذلیل وبے عزت نہ ہوا ہوگا۔ پھر مرزا قادیانی کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہ آئی کہ دین اسلام کی فضیلت کا تاج عقل ونقل والہام کے

بابرکت ہاتھ سے دنیا کے سر پر رکھتا ہے۔ ہمارا سید و مولا ہے۔ کیونکہ مرزا کذاب نقل سے جاہل عقل صحیح سے بمراحل دور، جھوٹے الہام کے بے برکت ہاتھ نے اس کے منہ پر ذلت ورسوائی کی سیاہی مل دی۔ ایسی کہ کبھی دھونے سے نہ اترے۔ بلکہ اور بڑھتی جائے۔ عبداللہ آتھم ومنکوحہ آسمانی وبشیر والی الہام کی برکت بھول گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ! لیکن شاباش مرزائیوں کی حیاء وشرم وسفید چشمی وعیاری پر، کہ اب تک الہام الہام پکارتے جاتے ہیں۔ ایسی عقل کے پتلوں پر کیا امید ہدایت کی ہوسکتی ہے۔ ’’صم بکم عمی فهم لا یرجعون (البقرۃ:۱۸)‘‘ ﴿بہرے ہیں گنگے ہیں اندھے ہیں پس وہ بحق رجوع نہیں کرتے۔﴾ پھر یہاں ایسی تعریف کر کے اپنا سید و مولیٰ بنایا اور آگے مرزائی صاحب لکھ آئے ہیں کہ میں مرزا قادیانی کا معتقد نہیں۔ یہ کیسا تناقض وخلاف واقع ہے اور پھر مرزا قادیانی کی بدمعاشی وتحریف وزندقہ والحاد کو کہتے ہیں کہ یہی سنت وفرائض منصبی وعلت غائی نبیوں کے لئے تھی۔ گویا نبوت اور لوازم اس کے مرزا قادیانی کے واسطے ثابت کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: ’’سبحانک هذا بهتان عظیم‘‘ ﴿پاک ہے تو یا اللہ یہ ہے بہتان بڑا۔﴾ مرزائی صاحب نے نہ خدا کو پہچانا نہ رسول اللہ ﷺ کو نہ صحابہؓ کو نہ دین اسلام کو نہ قرآن کو۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کو بھی نہیں پہچانا۔ فقط مشن سے نکل کر ناگاہ مرزا قادیانی کے پنجہ میں گرفتار ہوگئے۔ بقول خود پرانے عیسائیوں کے پنجہ سے نکلے اور نئے عیسائیوں کے دام میں پھنس گئے۔ مرزا قادیانی کو اس وقت پہچانیں گے جب کہیں گے: ’’یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذجاء نی وکان الشیطان للانسان خذولا (فرقان:۲۷تا۲۹)‘‘ ﴿اے کاش میں پکڑتا رسول کے ساتھ راستہ اے خرابی کاشکے میں نہ پکڑتا فلانے (مثل مرزا) کو دلی دوست البتہ تحقیق اس نے گمراہ کیا مجھ کو قرآن سے بعد اس کے کہ آ گیا تھا میرے پاس اور ہے شیطان آدمی کو خوار کرنے والا۔﴾

پھر غضب یہ ہے کہ مرزائی صاحب اپنی عقلمندی سے فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے یا رسول یا ولی یا کچھ اور۔ ’’نعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ واللعن والرین‘‘ ﴿پناہ پکڑتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے غضب سے اور لعن اور سیاہی وتباہی دل سے۔﴾

تمام مسلمانوں کے نزدیک سب مخلوقات سے افضل وبہتر انبیاء علیہم السلام ہیں اور تمام مخلوقات سے بدتر اور خبیث تر اور ظالم تر وہ شخص ہے جو نبی نہ ہو اور کذب وافتراء سے دعویٰ نبوت ورسالت ووحی کا کر کے اپنے آپ کو نبی ورسول کہے۔ دلیل وحجت اس بات کی یہ آیت ہے: ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئ ومن

قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ (انعام:۹۳)‘‘ ﴿اور کون ظالم زیادہ ہے اس سے جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور کہے وحی کیا گیا میری طرف اور حالانکہ نہیں وحی کیا گیا طرف اس کی کچھ اور جو کہے اتارا گیا مثل اس کے کہ اوتارا ہے اللہ نے۔﴾

لیکن مرزائی صاحب کو اس سے کیا غرض۔ سبحان اللہ! اس جگہ مرزائی صاحب نے اوّل مرزا قادیانی کی تحریف وتخریب وہذیان وبے ایمانی کو فرائض منصبی وعلت غائی انبیاء کی کہی اور منصب نبوت اس خبیث اخبث کے واسطے تجویز کیا اور پھر دل میں اس کے نبوت ورسالت پر ایمان لاکر دھوکہ دہی کے طور پر فرماتے ہیں کہ ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ دیکھو مرزائیوں کی چالاکی، اور پھر کہا کہ قرآن حمید اس پر گواہ ہے۔ اگر مراد اس سے آیت مذکورہ ’’ومن اظلم‘‘ ہو تو بے شک ہمارا بھی اس پر صاد ہے کہ قرآن شریف اس کے کفر وبے ایمانی پر گواہ ہے۔ ورنہ کوئی اور شہادت قرآن کی تو ہم کو معلوم نہیں۔ ذرا مرزائی صاحب بیان تو فرماویں اور عجب درعجب یہ کہ اس کو لفظی تنازعات کی فہرست میں شمار کیا جو اصل اصول نزاع اہل علم وایمان واہل جہل وارتداد کا ہے۔ بھلا اب تک کسی نے مسئلہ نبوت ورسالت ودعویٰ نبوت کو لفظی تنازعات میں ذکر کیا ہے؟ ذرا ایک شخص سے تو نقل فرماویں۔ علماء امت سے ہم سب اہل اسلام، مرزا قادیانی کو انہیں کفریات کی وجہ سے کافر وملعون کہتے ہیں اور مرزائی ہم کو گمراہ وکافر کہتے ہیں۔ بھلا لفظی تنازعات کی وجہ سے کوئی کافر ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اصلی تنازع جو فروعات میں ہو وہ بھی مضر نہیں۔ چہ جائیکہ مجرد لفظی تنازع ہو جس کا معنی یہ ہے کہ مطلب دونوں فریق کا ایک ہی ہے فقط تعبیر واطلاق لفظ کا فرق ہے۔ یہ ہے علم وایمان وفہم ونیک نیتی مرزائی صاحب کی۔ مدعا یہ ہوا کہ اگرچہ جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے پھر بھی ہمارا سید ومولیٰ ہے۔

یا یہ ہوا کہ وہ سچا نبی ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے اور وہ ہمارا سید ومولیٰ ہے۔ ہر دو تقدیر پر جو نتیجہ نکلتا ہے ناظرین نکال سکتے ہیں۔ یہی چال بوزنوں کے ’’ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردۃ خاسئین (البقرہ:۶۵)‘‘ ﴿اور بتحقیق جان لیا تم نے ان لوگوں کو جو حد سے گزر گئے تم میں سے ہفتہ کی تعظیم میں پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ بندر نامراد۔﴾ بلکہ ان سے ہزاروں درجہ بڑھ کر کیونکہ انہوں نے بوزنہ پن عملیات میں کیا اور مرزائی صاحب بوزنہ گری علمیات واعتقادیات میں کرتے ہیں۔ پس اگر توبہ نہ کریں تو تمام جماعت منتظر رہیں خطاب قہر آلود۔ ’’کونو اقرہ خاسئین‘‘ ﴿بن جاؤ بورنے خوار۔﴾ کے مرزائی صاحب نے اس قول سے یا کچھ اور ہی سمجھ میں آتا ہے۔ یعنی اگر فرعون کی طرح ’’انا ربکم الاعلیٰ‘‘

بھی مرزا قادیانی کہہ دے تو بھی ہمارا سید ومولیٰ ہے اور یہ بھی تنازعات لفظی ہیں۔ کیونکہ زبان ہی سے الفاظ نکالے جاتے ہیں۔

قولہ...... ’’اور جب اس سے ذرا بھی مخالف ہو جاوے اس کی تحریر وتقریر میں کسی قدر بھی کسر شان ان ہر سہ عالیشان مضامین کا پایا جاوے تو خواہ وہ کتنا ہی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور خواہ وہ کتنی ہی تسبیحوں کا ہار باندھ کر گلے میں ڈالے یا شب وروز سنت نبوی کی پیروی میں اپنے آپ کو غرق بتلاوے ہم اس کو اسی وقت شیطان الانس مانیں گے اور اس کے ساتھ اگر ہو سکے تو جہاد کریں گے۔‘‘

اقول...... ’’ھداک اللہ ثم جزاک اللہ‘‘ ﴿ہدایت کرے تجھ کو اللہ پھر جزا دے تجھ کو اللہ۔﴾ اگر آپ راستی وصداقت وانصاف سے یہ بات کہتے ہیں تو ہم نے بڑی مخالفت اس کے ان تینوں مضامین میں ثابت کر دکھائی ہے اور بڑی کسر شان اس کی، اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے حق میں مدلل ومبرہن بیان کی۔ اب آیئے! اس کو شیطان الانس مانئے اور اس کے ساتھ جہاد بھی کیجئے۔ قلم ولسان سے ویا جو ہم نے لکھا ہے اس کا خلاف واقع ہونا حجۃ وبرہان سے ثابت کیجئے۔ مخالف ہونا اس کا دلیل سے بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور ایفاء عہد کا آپ کے ذمہ پر ہے۔ سو ہم نے بیان کافی کر دیا آپ بھی بحکم ’’اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا (الاسراء:۳۴)‘‘ ﴿پورا کرو عہد کو بے شک عہد سے سوال ہوگا۔﴾ اپنا عہد پورا کریں اور ایسے بے دین مخالف خدا ورسول واسلام کو اپنا سید ومولیٰ نہ بنائیں۔ اس سے تو تسبیحوں کے ہار کے بدلے، لعنتوں کا ہار اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ سعدی ہندی فرماتا ہے ؎

بس اب ہر وقت رہ تیار مرزا	پڑے گی ہر طرف سے تجھ پہ لعنت
گلے میں لعنتوں کا ہار مرزا	ذرا خوش ہو کے گھر جا کر دکھانا

قولہ...... ’’ہم کو رسول وغیرہ سے کچھ غرض نہیں۔ ہم اپنے مدعا کو جانتے ہیں۔‘‘

اقول...... اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ مرزا قادیانی سب انبیاء کی توہین علیٰ رؤس الاشہاد کرتا ہے اور گستاخی جناب باری تعالیٰ کے حق میں اور تحقیر اسلام ومسلمانوں میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا ہے۔ لیکن اگر مرزائی صاحب ہماری آنکھوں سے دیکھیں ؎

ولکن عین السخط تبدی المساویا	فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
ولیکن آنکھ غصے کی ظاہر کرتی ہے برائیوں کو	پس آنکھ رضامندی کی ہر عیب سے کند ونابینا ہے

وہ تو ان مضامین ثلثہ کا ایک ذرہ بھر بھی موافق نہیں وہ بالکل تمام شرائع ودیانات سے

خارج ہے۔ علماً وعملاً قولاً وفعلاً اصولاً وفروعاً مبدءاً ومعاداً۔ پس آپ کو چاہئے کہ اس کو شیاطین الانس والجن سے بدتر وملعون تر جانیں۔ اگر اپنے قول میں صادق ہیں۔

اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ اب مرزائیوں نے اور ڈھنگ بدلا ہے اور ان کی نظر ذرا اونچی ہوگئی ہے۔ اوّل ہمیشہ مسلمانوں کے مقابلہ میں جب ان کو الزام دیا جاتا کہ تمہارا گرو پیغمبری ورسالت کا دعویٰ کرتا ہے تو صاف کہتے کہ ہرگز نہیں یہ جھوٹ وافتراء ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی کتابوں سے نکال کر ان کا منہ کالا کیا جاتا، توضیح المرام وفتح الاسلام وازالہ اوہام ودافع الوساوس وغیرہ سے، پھر لگتے بے تکی تاویلیں بنانے، اور مرزا بھی ایک اور رسالہ یا اشتہار نکال کر (کہ میں نبی ہوں رسول ہوں اور میرے اوپر یہ الہام اترا: ’’یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ‘‘ وغیرہ وغیرہ!) ان کا اور منہ کالا کرتا اور مسلمانوں کی تصدیق کر دیتا تا بدیکہ اشتہار ازالہ ایک غلطی کا، نکال کر اپنے سب مریدوں کو جاہل نادان کہہ کر لکھا کہ جب مخالفین کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پیرومرشد نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا ہے وہ نادان ناواقف جواب میں انکار کر جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ مریدوں بیچاروں کا کیا قصور۔ وہ تو سادہ لوح ہیں۔ بیچارے تیرے دام میں پھنسے ہوئے نیم جان تو بے ایمان منافق خود بکتا ہے ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

’’پھر ان کو کیوں جاہل نادان بتاتا ہے‘‘ اس اشتہار نے مرزائیوں کی سخت روسیاہی کی اور باقی سب مسلمانوں کی تصدیق۔ پھر دافع البلاء نکال کر تو خاتمہ ہی کر دیا۔ اب مرزائیوں، غریبوں، یتیموں، بیچاروں، مظلوموں کو مجال انکار کی نہ رہی اور نہ تاویل کر سکیں۔ لاچار ہو کر جب اور کچھ بات نہیں بنتی کہنے لگے ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں کہ اپنے آپ کو نبی کہے یا رسول۔ انہیں واقعات کی طرف اشارہ ہے مرزائی صاحب کے اس قول میں کہ موجودہ وقت میں ہمارا نظر ذرہ اس سے اونچا ہو گیا ہے۔ یعنی اب ہم ذرہ بے دینی والحاد وزندقہ وجہالت کے صدر نشین اور رسوائی کے بالاخانہ پر چڑھ گئے ہیں اور بے حیائی وبے شرمی وبے غیرتی کا اعلیٰ پاس کر لیا ہے کہ گو وہ مرزا علیہ اللعنۃ تمام شرائع ودیانات کا منکر ہو کر دعویٰ نبوت ورسالت کا بھی کرے تو بھی وہ ہمارا سید ومولا ہے۔ واہ مرزائی صاحب آپ بھی عجب، اور آپ کی چالاکی ودھوکہ بازی اور عقل عقل پکارنا بھی عجب، کہ سب تقریر آپ کی لغو اور اکاذیب اور فریب اور دھوکہ اور خالی بے معنی لفاظی کا مجموعہ ہے۔ پھر کوئی عقلمند آپ کی تسوید سے ایک بات صحیح غیر متضاد تو نکال دے کبھی نہ نکال سکتے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور نہ آپ خود کوئی مطلب اپنی تحریر کا نکال سکیں گے اور نہ سمجھتے ہیں کہ ہماری

شفقتین سے کیا نکلتا ہے؟

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر سیاق وسباق کے سبب حسن ظن نہ کریں تو یہ کلمہ صریح کفر کا ہے کہ ہم کو رسول وغیرہ سے کچھ غرض نہیں۔ ہم اپنی مدعا کو جانتے ہیں۔ اس کا ظاہر معنی یہ ہے کہ ہم اپنے مدعا کے مقابلہ میں رسول وغیرہ سے بھی کچھ غرض نہیں رکھتے۔ لیکن ہم حسن ظن وسیاق وسباق سے کہتے ہیں کہ مراد آپ کی یہ نہیں بلکہ وہ مراد ہے آپ کی جس کا ہم نے جواب لکھ دیا ہے۔

قولہ...... ''ہم نے وہ لوگ بھی دیکھے ہیں اور سب سے زیادہ اس وقت موجود ہیں جو سبحانی ما اعظم شانی کہنے والے کو سردار خیل اولیاء مانتے ہیں اور انا الحق کہنے والے کو سردار خلق۔''

اقول...... جواب اس تلبیس کا ''سیف المسلول فی نحر شاتم الرسول'' میں ص۳۰ تا ۳۲ تک بخوب وجہ دے دیا گیا ہے۔ وہاں سے دیکھ لیں۔ لیکن یہاں بھی کچھ تھوڑا سا لکھتا ہوں جو وہاں نہیں لکھا گیا۔

سو جاننا چاہئے کہ ''سبحانی ما اعظم شانی'' کی نسبت جناب حضرت ابو یزید بسطامیؒ کی طرف کرتے ہیں لیکن اوّل تو یہ نسبت ان کی طرف صحیح نہیں، بہتان ہے۔ چنانچہ ایک جماعت علماء نے تصریح کی ہے اور اگر بفرض محال صحیح بھی مان لیا جاوے تو وہ اس میں معذور ہیں کہ حالت بے اختیاری وسکر حال کے وقت ان سے یہ کلمات سرزد ہوئے ہیں۔ ویا انہوں نے حکایۃً کہا اور سامع نے غلطی سے ان کی طرف منسوب کر دیا۔ جیسا کوئی کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنے۔ ''لا الہ الا انا فاعبدنی (طٰہٰ:۱۴)'' چنانچہ امام غزالیؒ وغیرہ علماء کے کلام سے معلوم کر لو گے انشاء اللہ تعالیٰ!

اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے تمام علماء کے نزدیک جس شخص کے عقائد وعملیات موافق کتاب وسنت وسلف امت کے ہوں اور اس سے کوئی بدعت واحداث فی الدین ماثور نہ ہو اور اہل بدع واہوا کے طوائف سے بعید ہو اور متبع مہاجرین وانصار کا ہو۔ چنانچہ حضرت ابا یزید بسطامیؒ ہیں ایسے شخص سے اگر کوئی کلمہ خلاف شرع منقول ہو تو اس کے تاویل ومحمل حسن نکالنا بسبب حسن ظن کے واجب ولازم ہے۔ کیونکہ ؎

واذ الحبیب اتی بذنب واحد	جاءت محاسنہ بالف شفیع
جب دوست ایک گناہ کرے	اس کے خوبیاں ہزار سفارش کرنے والے لاتے ہیں

اور اگر ایسے شخص سے جو مبتدع، ملحد، زندیق، مخالف کتاب وسنت واجماع امت وسلف امہ وائمہ امت، مفتری بے دین ہو، ایسا کلمہ سرزد ہو جو خلاف شرع شریف کا ہو جیسا مرزا قادیانی ہے جس نے ادعاء نبوت ورسالت وغیرہ کفریات بار بار خود لکھ کر طبع کر کے تمام دنیا

میں فتنہ برپا کردیا اس کی تاویل کرنی ناجائز وحرام ہے اور ظلم وبے دینی۔ پس اب استشہاد کے لئے علماء کے اقوال سنئے۔

’’قال الامام السخاوی فی کتابه ’’القول المبنی، عن ترجمة ابن عربی‘‘ ثم ان الذین اوّل کلامهم وحمل علی المحامل الحسنة لم یقع لهم من تلک الکلمات الانادر مع کونهم ممن جعل الله لم فی الامة لسان صدق ولهم یذکر احدمنهم ببدع ولا تزندق ولا شک وفی تعین ذالک ولا مانع من اختلاف الاحکام لما یقتضیة المقام ولهٰذا قال تقی الدین ابن تیمیةؒ مانصه انا نمیز بین الائمة الذین لهم فی الامة لسان صدق الذین لم تعرف لهم بدعة ظاهرة فی اصول الدین وبین اهل البدع المشهورة فی الاصول اوالمقالات المخالقة مخالفة ظاهرة للکتاب والرسول مثل الحلّاج وابن عربی وابن سبعین وامثالهم من ذوی الالحاد وائمة الاتحاد ومثل الجهم ابن صفوان والجعد بن درهم وامثالهم من الجهمیة وسبقه سید شیوخ الصوفیة بالاتفاق الشهاب ابوحفص السهروردی فانه فی عوارفه لما ذکر من تشبه بالصوفیة ولیس منهم. قال ومن جملة اولئک قوم یقولون بالحول ویزعمون ان الله تعالیٰ یحل فیهم اویحل فی اجسام یصطفیها ویسبق الی فهو مهم معنی قول النصاری فی اللاهوت والناسوت وما یحکی عن ابی یزید البسطامی من قوله سبحانی حاشا ان نعتقد فی ابی یزید انه یقول ذالک الاعلیٰ سبیل الحکایة عن الله سبحانه ولو علمنا انه ذکر ذالک القول مضمرا لشیٔ من الحلول رددناه کما نردهم قال فقد اتانا الرسول ﷺ لبشریعة بیضاع نقیة لیستقیم بها کل معوج وقد دلتنا عقولنا علی ما یجوز وصف الله تعالیٰ به وما لا یجوز والله تعالیٰ عزوجل منزه عن ان یحل بشیٔ او یحل به شیٔ الخ انتهی من (ص۹) الیٰ ان قال فی (ص۱۰) وسبقه حجة الاسلام ابو حامد الغزالیؒ فی المقصد الاسنی فی الاسماء الحسنی فقال فی اثناء کلامه وقول من قال منهم انا الحق فاما ان یکون معناه معنی قول الشاعر انا من اهویٰ واما ان یکون قد غلط فی ذالک کما غلط النصاری فی ظلهم اتحاد اللاهوت بالناسوت وقول ابی یزید ان صح عنه سبحانی ما اعظم شانی اما ان یکون ذلک جاریا علی لسانه فی معرض الحکایة عن الله کما لو

سمع وھو یقول لا الہ الا انا فاعبدنی لکان یحمل علی الحکایۃ واما ان یکون قد شاھد کمال حظہ من صفۃ القدس کما ذکرنا فی الترقی بالمعرفۃ عن الموھومات والمحسوسات وبا لھمۃ عن الحظوظ والشھوات فاخبر عن قدس نفسہ وقال سبحانی وارئ اعظم شانہ بالاضافۃ الی شان عموم الخلق فقال ما اعظم شانی وھو مع ذلک یعلم ان قدسہ وعظم شانہ بالاضافۃ الیٰ الخلق ولا نسبۃ لہ الیٰ قدس الرب تعالیٰ وعظم شانہ ویکون قد جری ھذا اللفظ فی سکر وغلبات حال فان الرجوع الیٰ الصحوو اعتدال الحال یوجب حفظ اللسان عن الالفاظ الموھمۃ وحال السکر ربما لا یحتمل ذلک فان جاوزت ھذین التاویلین الی الاتحاد فذلک محال قطعا فلا تنظر الیٰ مناصب الرجال حتی تصدق بالمحال بل ینبغی ان تعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال انتھی وبالجملۃ فمن اشتھرت ولایۃ ممن لم یعرف مذاھب المبتدعۃ یجب تنزیہ عن قول ما یخالف الشریعۃ اما بتجویز ان ادخل فی کلامہ او بعدم صحۃ الاسناد الیہ واما بالوھم اوکونہ نقلہ من کلام بعض الحشویۃ ولملاحدۃ غافلا عما فیہ من محذور فلا ولیاء غیر معصومین عن ذلک بخلاف غیرھم ممن علم بفساد العقیدۃ وکثرۃ المناکیر فی کلامہ فتنزیہ لیس بمرضی انتھی ما اردنا نقلہ ’’(کہا امام سخاوی نے اپنی کتاب ’’القول المنبی عن ترجمہ ابن عربی‘‘ میں: پھر وہ لوگ کہ تاویل کی جاتی ہے کلام ان کے کی اور حمل کی جاتی ہے کلام ان کے اچھے وجھوں پر، نہیں واقع ہوئے ان سے ایسے کلمات مگر نادر بہت کم، باوجود اس کے کہ وہ ان لوگوں سے ہیں کہ اللہ نے سچی زبان عطاء کی ہے۔ ان کے لئے امت میں، اور نہیں ذکر کیا گیا کوئی ان میں سے بدعت کے ساتھ اور نہ زندیقیت کے ساتھ، اور اس بات کے متعین ہونے میں کوئی شک اور کوئی مانع نہیں مختلف ہونے حکموں سے بسبب اقتضاء مقام کے، اس لئے شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہم تمیز وفرق کرتے ہیں درمیان اماماں دین کے جن کے لئے امت میں لسان صدق ہے۔ جن سے کوئی بدعت ظاہر اصول دین میں نہیں نقل ہوئی اور نہ درمیان اہل بدعت کے، جن سے بدعات اصول دین میں شہرت کو پہنچے اور مقالات مخالف ظاہر کتاب اور سنت رسول کے سرزد ہوئے مثل منصور حلاج وابن عربی وابن سبعین اور امثال ان کے کے، جو ملحد اور پیشوا وجودیوں کے ہیں اور مثل جہم بن صفوان اور جعد بن درہم وامثال ان کے، جہمیوں میں سے اور آ گے اس سے سید مشائخ صوفیہ بالاتفاق شہاب ابو

حفص سہروردی نے اپنی کتاب عوارف میں، جس جگہ ان لوگوں کا ذکر کیا جو صوفیوں کے ہمشکل ہیں اور درحقیقت صوفی نہیں، فرمایا ازانجملہ وہ قوم ہے جو قائل ہے حلول کی اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں حلول کرتا ہے یا حلول کرتا ہے ان اجسام میں جن کو چن لیتا ہے اور ان کے فہم میں نصاریٰ کے قول کا مضمون آیا جو لاہوت اور ناسوت میں ہے اور جو حکایت کی جاتی ہے بایزید بسطامی سے اس نے سبحانی کہا ہے حاشا ہم یہ اعتقاد کرتے کہ وہ یہ کہتا ہے؟ مگر بر سبیل حکایت اللہ عزوجل سے، اور اگر ہم جانیں فرضاً کہ اس نے کہا ہے حلول کے اعتقاد سے، رد کریں ہم اس کو جیسا ہم رد کرتے ہیں ان کو، فرمایا پس تحقیق آیا ہمارے پاس رسول ﷺ ساتھ شریعت سفید ستھری کے کہ سیدھا ہوتا ہے ساتھ اس کے ہر ٹیڑھا اور تحقیق دلالت کیا ہم کو عقلوں ہماری نے اوپر اس چیز کے کہ جائز ہے وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس کے، اور اس چیز پر کہ ناجائز ہے، اور اللہ تعالیٰ عزوجل پاک ہے اس سے کہ حلول کرے کسی چیز میں یا حلول کرے کوئی چیز اس میں، تا آخر اس جگہ تک کہ کہا اور قبل ازیں حجۃ الاسلام ابوحامد غزالیؒ نے فرمایا بیچ کتاب المقصد الاسنے فی الاسماء الحسنٰی کے فرمایا اپنے کلام کے درمیان، اور قول اس شخص کا جس نے کہا ان سے انا الحق یعنی میں خدا ہوں پس ہوگا معنی اس کا معنی قول شاعر کا میں وہ ہوں جس کو دوست رکھتا ہوں، اور یا یہ کہ غلط ہو گیا اس میں جس طرح نصاریٰ غلط ہوئے اپنے گمان میں، کہ لاہوت متحد ہوا سات ناسوت کے، اور قول ابی یزید کا اگر صحیح ہو اس سے سبحان ما اعظم شانی یا یہ کہ جاری ہوا ہو یہ کلمہ ان کی زبان پر بطور حکایت کے اللہ سے جیسا اگر سنا جاوے اور وہ یہ آیت پڑھتے ہوں نہیں کوئی آلہ مگر میں پس عبادت کر میری۔ البتہ حمل کیا جاوے گا حکایت پر، اور یا یہ کہ انہوں نے مشاہدہ کیا کمال حظ اپنا صفۃ قدس سے چنانچہ ذکر کیا ہم نے بیچ ترقی کے ساتھ معرفت کے موہومات اور محسوسات سے، اور ساتھ ہمت کے حظوظ اور شہوات سے۔ پس خبر دیا اپنی قدس نفس سے اور کہا سبحانی اور دیکھا اپنی عظم شان کو بہ نسبت شان عام خلق کے۔ پس کہا ما اعظم شانی اور وہ باوجود اس کے جانتا ہے کہ قدس و عظم شان اس کا بہ نسبت خلق کے ہے اور کچھ نسبت نہیں اس کو قدس رب تعالیٰ سے اور عظم شان اس کی سے، اور جاری ہوا ہو یہ نقطہ حالت سکر و غلبہ حال میں کیونکہ رجوع بحالت ہوشیاری و اعتدال حال واجب کرتا ہے حفظ لسان کو الفاظ موہمہ سے، اور حال سکر کا بسا اوقات نہیں برداشت کرتا اس کے پس اگر تجاوز کرے تو ان دونوں تاویلوں سے طرف اتحاد کے۔ پس وہ محال ہے قطعاً۔ پس نہ دیکھ طرف منصب مردوں کی تاکہ محال کے تصدیق نہ کرے تو۔ بلکہ چاہئے کہ تو مردوں کو پہچانے ساتھ حق کے نہ حق کو ساتھ مردوں کے۔ ختم ہوا کلام امام غزالی کا۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ جو کوئی مشہور ہو

ولایت اس کی ان لوگوں سے کہ نہیں پہچانتے مذاہب بدعتیوں کے۔ واجب ہے پاک کرنا اس کا ایسی بات سے جو مخالف ہو شریعت کے۔ یا ساتھ تجویز اس بات کی کہ داخل کیا گیا ہو اس کے کلام میں۔ یا ساتھ نہ صحیح ہونے اسناد کی طرف اس کی، یا ساتھ وہم کے۔ یا یہ کہ نقل کیا انہوں نے بعض حشویہ اور ملاحدہ کے کلام سے غافل ہو کر اس سے جو اس میں خرابی ہے۔ پس اولیاء غیر معصوم ہیں اس سے۔ برخلاف غیر ان کے جن کا فساد عقیدہ کا اور منکرات کے کثرت اس کے کلام میں معلوم ومشہور ہو پس تنزیہ وپاکی اس کے ہرگز پسند نہیں۔ ختم ہوا جو کچھ چاہا ہم نے نقول کرنا اس کا۔)

’’وقال فی مواضع اخر من الکتاب المذکور فی (ص۸۸) ناقلا عن شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ان بعض ذوی الاحوال قد یحصل له فی حال الفنابه لقاصر سکر وغیبة عن السوی والسکر وجد بلا تمیز قد یقول فی تلک الحالة سبحانی او ما فی الجبة الا اللّٰہ او ذلک من الکلمات التی توثر عن ابی یزید البسطامی نهی اللّٰہ عنه او غیره من الاصحاب وکلمات السکر حقها الطوی فلا تروی اذا لم یکن سکره بسبب محظور من بادة محرمة اووجد منهی عنه فاما اذا کان السبب لورا الم یکن السکر ان معذورًا لا فرق فی ذٰلک بین السکر السمانی والروحانی الاجسام بالطعام والشراب وسکر النفوس بالصور وسکر الارواح بالاصوات وفی مثل هذا الحال غلط من غلط یدعی الاتحاد والحلول ببعض مثل دعویٰ النصاریٰ فی المسیح ودعویٰ الغالیة فی علیؓ وأیمة اهل البیت ودعویٰ قوم من الجهال الغالیة فی مثل الحلّاج او یونس القتیبی او الحاکم بمصر او غیرهم‘‘ (اور کہا دوسری جگہ مذکور کے ص ۸۸ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے نقل کر کے۔ ان بعض صاحب احوال کو کبھی حاصل ہوتا ہے حالت فناء قاصر میں نشہ اور غائب ہونا ماسوی اللّٰہ اور سکر ونشہ یا وجد ہوتا ہے سوائے تمیز کے، پس کہتا ہے اس حالت میں سبحانی یعنی میں پاک ہوں، یا نہیں اس جبہ میں اللّٰہ، یا مثل اس کے ان کلمات سے جو نقل کئے جاتے ہیں۔ ابی یزید بسطامیؒ سے، یا غیر اس سے ہمارے رفقاء سے، اور کلمات سکر کے لائق یہ ہے کہ لپیٹے جاویں نہ روایت کئے جاویں۔ جب نہ ہو سکر بسبب ممنوع کے مثل مادہ حرام یا وجد ممنوع کے۔ پس جب ہو بسبب اس کے نہ ہوگا سکر والا معذور اس میں۔ فرق نہیں درمیان سکر اور روحانی کے، سکر اجسام کا ساتھ کھانے پینے کے اور سکر نفوس کا ساتھ حسین صورتوں کے اور سکر ارواح کا ساتھ سرود کے اور مثل اسی حال میں غلط ہوا جو دعویٰ کرتا ہے اتحاد اور حلول کا بعض اشخاص میں مثل دعویٰ نصاریٰ کے

مسیح علیہ السلام میں اور دعویٰ غالی شیعوں کا حضرت علیؓ میں اور امامان اہل بیت میں اور دعویٰ ایک قوم جہال غلول کرنے والوں کا مثل حلاج اور یونس قتیبی اور حاکم مصر وغیرہم میں۔)

ان نقول علماء مشہورین سے حال حلّاج کا بھی بخوبی معلوم ہوگیا اور سیف مسلول میں منصور حلّاج کے بارہ میں فتویٰ شیخ الاسلام کا منقول ہے۔ وہاں سے دیکھ لیں اور وہی فتویٰ مرزا قادیانی کے حق میں بعینہ تجویز کرلیں اور سزا بھی وہی ہوگی حلّاج کی تصنیف سحر میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام نے لکھا اور نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے حجج الکرامہ میں اس کو شعبدہ بازوں، ساحروں میں شمار کیا اور شیخ الاسلام سے نقل کیا اور جو لوگ دعویٰ حلول واتحاد کا کرتے ہیں منصور حلّاج وغیرہ میں وہ اس بارہ میں نصاریٰ سے بدتر ہیں۔

’’قال شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کما نقل عنه الامام السخاوی فی الکتاب المذکور: وهؤ لاء لد عواهم الاتحاد لغیر المسیح شرمن النصاریٰ فان المسیح صلوات الله علیه وسلامه افضل من کل من لیس نبی بل هو افضل من جماهیر الانبیاء والمرسلین فاذا کان عن ادعی اللاهوت اتحدبه کافرًا فکیف بمن ادعی ذلک فی من هو دونه وهذا الاتحاد الخاص غیر الاتحاد والحلول الاعام الیٰ اکر ما بین ‘‘ (فرمایا شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے چنانچہ نقل کیا ان سے امام سخاوی نے کتاب مذکور میں: اور یہ لوگ بسبب دعویٰ ان کے کے اتحاد کا غیر مسیح میں وہ بدتر ہیں نصاریٰ سے کیونکہ مسیح صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ افضل ہیں تمام ان لوگوں سے جو پیغمبر نہیں ہیں بلکہ وہ افضل ہیں جماہیر انبیاء اور مرسلین سے۔ پس جب ہوا وہ شخص کہ دعویٰ کرے کہ لاہوت متحد ہوئے ساتھ علیہ السلام کے کافر۔ پس کس طرح کافر نہ ہو وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے اس میں جو کمتر ہے اور ادنیٰ ہے مسیح علیہ السلام سے اور یہ اتحاد خاص غیر ہے اتحاد وحلول عام سے تا آخر کلام شیخ الاسلام تک۔)

اب مرزائی صاحب غور فرماویں کہ منصور وغیرہ کے ذکر سے آپ کو بجز ’’تشبث الغریق بالغریق ‘‘ (پنجہ مارنا غریب کا ساتھ غریق کے) کے کیا فائدہ ہوا یا آپ نے کوئی حجۃ پیش کردی۔ اتحاد وحلول کی حقیقت پر اور پھر اس سے آپ کو کیا فائدہ ملا کہ بعضے جہال منصور کو اولیاء کے قطار میں شمار کرتے ہیں اور سردار خلق جانتے ہیں۔ یہ بھی شاید مرزائیوں کے نزدیک حجۃ قطعی ہوگی۔ سبحان اللہ! پھر فرعون نے جو کہا کہ ’’انا ربکم الاعلیٰ ‘‘ (میں اعلیٰ رب تمہارا ہوں) اور اس کو بھی بعضوں نے ظاہر ومطہر کہہ دیا چنانچہ سید طائفہ وجودیہ وامام اہل الاتحاد نے کہا فرعون کے حق میں ’’مات طاهراً ومطهراً ‘‘ (مرا پاک اور پاک کیا ہوا) اور حافظ ابن قیم نے بھی ان سے

قصیدہ نونیہ میں نقل کیا ہے ۔

قالوا ولم یک کافراً فی قولہ	انا ربکم فرعون ذوالطغیان
کہا انہوں نے اور نہیں تھا کافر اس قول میں	میں رب ہوں تمہارا فرعون سرکش
بل کان حقا قولہ اذکان عین	الحق مضطلعًا بھذا الشان
بلکہ حق تھی بات اس کے واسطے کہ عین خدا	حلول کرنے والا اس میں ہے
ولذا غدا تغریقۃ فی البحر تطہیرًا	من الاوھام والحسبان
اور اسی لئے ہوا غرق کرنا اس کا دریا میں	واسطے پاک کرنے وہموں اور گمانوں سے

پس چاہئے کہ یہ بھی آپ کے لئے ایک پختہ دلیل ہو کہ جب فرعون کو بعض نے مسلمان وطاہر ومطہر کہہ دیا تو مرزا کیوں نبی ورسول نہ ہوں۔ سبحان اللہ! عجب فلاسفی اور علم وفہم ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ ایسی عقل نکمی اور کجرفتار کے ساتھ اہل ملل کے درمیان محاکمہ بھی کرتے ہیں اور پھر لائق عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا بھی شوق ظاہر کرتے ہیں ۔

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند	درجہل مرکب ابدالدہر بماند

آپ اوّل کسی عالم اسلام سے اصول وقواعد اسلام وکتاب وسنت کے تعلیم پاویں پھر تحریر فرمایا کریں۔ فقط مرزا کے لچرو بے معنی ومہمل تحریر وکتابیں (جن کو سامری کے گوسالہ کی طرح آپ جیسے سادہ لوحوں کے فریفتہ کرنے کے لئے مزخرف بنایا ہے) دیکھ کر مست وحواس باختہ نہ ہو جاویں۔ وہ تو ’’**کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمأن ماء حتی اذا جاء ہ لم یجدہ شیئاً الأیہ. او کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فمالہ من نور**‘‘ (مانند ریب کے ہیں بیچ میدان کے گمان کرتا ہے اس کو پیاسا پانی۔ یہاں تک کہ جب آیا اس کے پاس نہ پایا اس کو کچھ۔ یا مانند اندھیروں کے ہیں بیچ دریائے عمیق کے ڈھانکتی ہے اس کو موج اوپر اسکے اور موج ہے اوپر اس کے بادل ہے اندھیری ہیں بعض ان کے اوپر بعضوں کے جس وقت نکال لیوے ہاتھ اپنا نہیں نزدیک کہ دیکھے اس کو اور جو کوئی کہ نہ کرے اللہ واسطے اس کے نور پس نہیں واسطے اس کے کچھ نور۔)

کے ہے مرزا قادیانی کے گوسالہ مزخرف بانواع حیل کو چھوڑ کر مہاجرین وانصار کے اتباع بن جاؤ۔ اگر اپنے نفس کی کوئی قدر تمہارے پاس ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کیا مطابق حال مرزا فرماتے ہیں ۔

واتی الیٰ الکفر العظیم فصاغه
عجلا لیفتن امة الثیران
اور آیا طرف کفر بڑے کی پس گلا کر بنایا اس کو
بچھڑا تا کہ فتنہ میں ڈالے بیلوں کی جماعت کو
وکساه انواع الجواهر والحلی
من لؤ لؤ صاف ومن عقیان
اور پہنائے اس کو قسم قسم کے جواہر اور زیور
موتیوں صفا سے اور سونے سے
فرآه ثیران الوری فاصابهم
کمصاب اخوتهم قدیم زمان
پس دیکھا اس کو لوگوں کے بیلوں نے پس مصیبت پہنچی ان کو
مثل مصیبت پہنچنے بھائیوں ان کے کے قدیم زمانے سے
عجلان قد فتنا العباد بصوته
اهد اهما وبحرفة ذا الثانی
دو بچھڑے ہیں کہ گمراہ کیا لوگوں کو اپنی آواز سے
ایک بچھڑے نے اور ساتھ فن وفریب کے اس دوسرے بچھڑے نے
والناس اکثرهم فاهل ظواهر
تبدولهم لیسو اباهل معان
اور لوگ اکثر ان کی پس اہل ظواہر ہیں
جو ظاہر ہوتے ہیں واسطے ان کے نہیں ہیں اہل معانی
فهم القشور وبالقشور قوامهم
واللب خط خلاصة الانسان
پس وہ پوست ہیں اور پوستوں کے ساتھ ہے قوام ان کا
اور مغز حصہ ہے ان کا جو خلاصہ انسانوں کا ہیں

بڑا حیرت انگیز افسوس یہ ہے کہ دعویٰ مرزائی صاحب کا یہ ہے کہ ہم معتقد مرزا کے نہیں اور پھر اپنے ہی اقوال وافعال سے اپنی تکذیب کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ ہمارا سید ومولیٰ ہے۔ اگرچہ اپنے آپ کو نبی ورسول کہے اور پھر ایسے معتقد ہیں کہ اس کو نبی ورسول مانتے ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ وہ ایسا مشابہ رسول اللہ ﷺ کا ہی قول وفعل میں کہ صحابہؓ کے بعد کوئی نہیں ہوا اور ایسے سادہ لوح معتقد ہیں اور اعتقاد میں غلو کو پہنچ گئے ہیں کہ اس خبیث کے ایسے متعفن اور گندے اقوال کو بھی سن کر نہیں پھرتے جیسے وہ بکتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

ابھی شیخ الاسلام کے کلام میں گذرا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جماہیر انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں۔ کیونکہ وہ علیہ السلام ان پانچ اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب اور سورۂ شوریٰ میں کیا۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

فالقلب خمستهم اولوالعزم الاولی
فی سورة الشوریٰ توابیبان
پس درمیان صف پانچ ان میں سے اولوالعزم ہیں
جن کا ذکر سورہ شوریٰ میں آیا ہے بیان کے ساتھ
وفی اوّل الاحزاب ایضاً ذکرهم
هم خیر خلق الله من انسان

اور اوّل سورۂ احزاب میں بھی ذکر ہے ان کا وہ بہترین خلق خدا کے ہیں تمام آدمیوں سے

ولواء هم سیدالرسول محمدٌ فالکل تحت لواء ذی الفرقان

اورنشان ان کا بیچ ہاتھ رسول کے ہے جس کا نام ہے پس سب نیچے نشان قرآن والے کے ہیں

یعنی نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام واز کا ہما اور یہ پانچ انبیاء تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

پس گویا مرزا خبیث بقول خود سب انبیاء سے افضل وبہتر ہوا اور سب ملائکہ سے بھی۔

پھر آپ اس کے اعمال کو بھی نہیں دیکھتے کہ اپنی عورت منحوسہ نصرت جہان بیگم جس کو ام المومنین کا خطاب دیا ہے اور ہوا خوری وسیر کے لئے اپنے ساتھ وعلیحدہ باہر بھیج دیتا ہے اس کے زیورات کی عوض زمین وباغ باقی ورثہ کے محروم کرنے کے واسطے گروی رکھ کر رجسٹری کرادی اور سود وبیاج گروی کا خود بھی کھاتا ہے اور عورت کو بھی کھلاتا ہے۔

اور باقی وارثوں کو محروم الارث کر دیا بے قصور۔ فقط نئی بی بی کی محبت کے واسطے اور پرانی بی بی کو طلاق دی۔ اس گناہ کے سبب کہ اس نے الہامی منکوحہ محمدی نام (جو کہ برغم انف مرزا کذاب کے سلطان احمد کے گھر آباد ہے) کے بارے میں کوشش نہیں کی۔

اور پھر پیغمبر کی بی بی ام المومنین اور پانچ ہزار روپیہ کا دوہرا سونے کا زیور۔ پھر وہ زیور اگر بی بی کا ہے تو اس نے کہاں سے کمایا ناصر نواب تو غریب آدمی ہے اور اگر مرزا کا ہے تو اور فریب ہوا۔ اپنا مال جس میں سب ورثہ کا حق ہے عورت کو دے کر باقی جائیداد بھی رجسٹری کرادی۔

اور کنجر تائب کا مال جو زانیہ کی خرچی کا تھا زنا کی کمائی بھی کھا گیا۔ براہین کے نام دس ہزار روپیہ لوگوں کا فریب سے کھا گیا۔ حج نہیں کیا اور نہ زکوٰۃ دیتا ہے بلکہ مریدوں کو بھی زکوٰۃ وحج سے روک کر وہ مال خود لے لیتا ہے۔ مکہ ومدینہ قادیان کو بنایا اور پھر اس کو یزیدیوں کی بستی ازالہ میں کہا وغیرہ وغیرہ۔

اور نہ اس کی جھوٹی پیش گوئیوں کو دیکھتے ہو جیسے عبداللہ آتھم ومنکوحہ آسمانی والی وغیرہ وغیرہ۔

اور نہ اس کے دعاوے خبیثیہ کی طرف نگہ ڈالتے ہو کہ نبوت ورسالت وابنیت والوہیت کا دعویٰ علی رؤس الاشہاد کرتا ہے۔

اور نہ اس کے تناقضات کی جانب سر اٹھاتے ہو کہ اوّل دعویٰ نبوت کا کرتا ہے اور پھر کہتا ہے ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

اور اوّل دعویٰ نبوت ناقصہ کا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بڑے زور شور سے اولوالعزم انبیاء سے افضل بنتا ہے اور کہتا ہے ؎

عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

اور بکتا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

اوّل عیسیٰ علیہ السلام کی قبر شام میں بتلائی اور پھر کشمیر میں۔ حالانکہ وہ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں۔ (دیکھو فتح الباری ج۲۹ ص۵۶۶، حدیث ابن ماجہ واحمد وحاکم مع تصحیح حاکم باب ذکر الدجال وغیرہ) میں اوّل ''سرمہ چشم آریہ'' میں نیچریت کو رد کر کے معجزہ شق القمر کو ثابت کیا۔ اب خود نیچری بن کر اس سے منکر ہے۔ اوّل براہین میں اقرار کیا کہ مسیح ابن مریم خود آئیں گے اور اب اس سے انکار ہے۔ اوّل ازالہ میں جلی قلم سے مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم والد ماجد صاحبزادہ مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کی یہ بہت بڑی تعریف کی اور کہا کہ وہ خدا کی راہ میں کھویا گیا اور اب اس سے انکار بلکہ کلمات ہتک آمیز ان کے حق میں بکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

اور نہ اس کی بدزبانی ودریدہ دہنی کی طرف خیال فرماتے ہیں جو پیغمبروں والوالعزموں اور رسولوں کے حق میں کرتا ہے، اور جو کچھ علماء کے حق میں اپنا منہ سیاہ کیا۔ چنانچہ گذشتہ صفحات پر کچھ مشت نمونہ خروارے واندکے از بسیار ذکر ہوا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تو اس ملعون الکل نے حد سے گذر کر فحش گوئی کی اور قذف کیا ان کے تمام خاندان کو۔ **نعوذ باللہ من هذا الکفر العظیم الافحش** بلکہ وہ خود مرزا قادیانی نسلاً بعد نسل ولدالزنا چلا آتا ہے۔ قصہ آلان قوی کا تاریخ اخبار الاوّل جو حاشیہ تاریخ لکامل لابن الاثیر پر چھپی ہے۔ ص۱۶۵ سے دریافت فرمائیں اور تاریخ (روضۃ الصفاج۴ ص۷،۸) ملاحظہ فرماویں۔ پھر دیکھیں کہ مرزا حرامی وحرامزادہ وولدالزانیہ ہے یا نہ اور پھر یہ آیت پڑھیں: ''**ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریة بعضها من بعض**'' تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور کنبے ابراہیم کو اور کنبے عمران کے کو اوپر عالموں کے۔ اولاد ہیں بعضے ان کے بعضوں سے۔

یہ کہ مرزا ان سب کو کوستا ہے اور کور واندھا لکھتا ہے اور عجب یہ کہ یہ سب گالیاں آپ ہضم کر جاتے ہیں اور جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب پر بنا حق ناراض ہوتے ہیں کہ انہوں نے

مرزا قادیانی کو گالی دیں۔ چنانچہ جواب اس کا اپنے موقعہ پر آتا ہے اور عجب تر یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں مرزا قادیانی کا معتقد نہیں ہوں۔ حالانکہ تولاّ وتبرّا آپ کا اور حب وبغض سب للمرزا ہے۔ نہ للہ اور نہ مولوی محمد اسحٰق صاحب کا کیا قصور۔ یہ کیسا تناقض ہے۔ یا کہو کہ صریح کذب ہے، اور نہ آپ اس کی چالاکیوں کو دیکھ سکتے ہیں کہ طاعون کے بارے میں کتنی چالیں بدلیں۔ اوّل کیا لکھا کہ جہاں ایک مرزائی ہوگا تو دس لاکھ آدمی اردگرد کے طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ پھر یہ جھوٹی ہوئی تو کہا کہ قادیان کے نزدیک نہ آوے گی۔ جب وہاں پہنچی تو لکھا کہ خاص قادیان محفوظ رہے گا۔ جب وہاں بھی آٹھ دس کیس ہوئے تو کہا کہ ایسا طاعون جاروبکش کہ سب کو فنا کردیوے نہ ہوگا۔ آپ اس کے کسی بات کو نظر غور سے نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ ''حبک لشئ یعمی ویصم'' ۔

فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ

اور نہ اس کی شرارتوں وبدطینتی اور پس آنکہ رضا کی ہر عیب سے کند ہے۔

بغض وبدخواہی وبہتانوں کی طرف توجہ کرتے ہو کہ کس طرح اسلام ومسلمانوں کا بدخواہ ودشمن ہے کہ سرکار کے آگے بذریعہ میموریل واشتہاروں ورسالوں واخباروں کی غمازی وچغلی بار بار کھا کر بہتان سے کہتا ہے کہ سب علماء اسلام واہل اسلام سرکار کے دشمن وبدخواہ وباغی ہیں، اور خونی مہدی، خونی مسیح کے منتظر، اور جب سرکار کو ملتے ہیں تو جھک جھک کر سلام کرتے ہیں، اور فقط میں اور میری جماعت سرکار کے خیرخواہ ہیں اور باقی سب مسلمان سرکار کے بدخواہ ہیں، اور نہ اس کے فرار وہزیمت وشکست وجبن وبزدلی وبے غیرتی وبے حیائی پر خیال فرماتے ہیں کہ بحث ومقابلہ ومناظرہ کے وقت حالانکہ اوّل خود مطالبہ کرتا ہے۔ ''ونعرہ ھل من مبارز'' (کوئی ہے میدان میں نکلنے والا) کا مارتا ہے اور پھر وقت پر ننگ وعار فرار کو گوارا کر کے دم دبا کر سگ مغلوب کی طرح بھاگ نکلتا ہے۔ چنانچہ دہلی، انبالہ، پٹیالہ، لاہور، امرتسر وغیرہ اماکن میں، بالآخر جلسہ لاہور میں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے مقابلہ میں جو کچھ بے حیائی وبے شرمی کی شہرۂ آفاق ہے، اور اب تازہ اس خناس کا فرار علماء جلسہ ندوۃ العلماء کے مباحثہ سے، جب انہوں نے اس کو نوٹس دیا ایسا مبہوت ہوا کہ جواب نہ دیا۔ بجز سرکاری رسید کے، بھلا علماء اسلام سے یہ مردود جاہل کب بحث کرسکتا ہے۔ جب عیسائیوں کے مباحثہ میں مبہوت ومغلوب ہوگئے ایسا ذلیل ہوا جس کی کوئی حد نہیں اور دو مرید اس کے اس کا مبہوت ولاجواب ہونا دیکھ کر اسی مباحثہ میں عیسائی ہوگئے ۔

رازہا ہست بسے محرم من کجاست

ایسی ایسی اس کی نامردی اور بے ہمتی اور بے غیرتی کے خزائن وانبار ہمارے پاس اور لوگوں کے پاس موجود ومحفوظ ہیں۔ لیکن کوئی محرم راز آنکھوں اور دل والا سلیم الذائقہ چاہئے ۔

چہ داند بود نہ لذات ادرک

واہ سبحان اللہ! یہ سب فضائح وقبائح وکفریات مرزا کو آپ نگل کر اور نظر انداز کر کے ایسے پکے ومضبوط ومعتقد بنے ہیں کہ کوئی ملنگ بھی اپنے مرشد کا ایسا معتقد نہ ہو۔ اس کو باوجود ایسی کفریات کے اپنا سید ومولیٰ بتاتے ہیں، اور جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب کو مارے غصہ کے سلام دینے کو جی نہیں چاہتا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں معتقد مرزا کا نہیں ہوں۔ یہ مذکورہ بالا اقوال وافعال اس خبیث کے ہیں جس کے حق میں مرزا قادیانی عقل کے پتلے فرماتے ہیں۔ پس خدا کی خدمت کرنے والا تشریعی وتعبیری نبی ورسول کو ہم کبھی بھی برا نہیں کہہ سکتے جو اپنے قول وفعل میں اصحاب رسول اکرم کے بعد کوئی بھی اس کے برابر مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے طرح خدمات کسی نے کی ہیں۔

رازہا ہست بے محرم اسرار کجاست

اقول...... قول وفعل وخدمات اس خناس کا آگے بیان ہو چکا، اور اس کی نبوت ورسالت کا بیان بھی ہو چکا، اور ''سیف المسلول وکشط الغطاء'' میں بھی بخوبی بیان ہو چکا اعادہ کی حاجت نہیں۔ لیکن یہ بیان ضروری ہے کہ مرزا قادیانی خناس سے ایمان کی طرف قریب تر ہیں۔ کیونکہ خناس بکتا ہے ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور مرزائی صاحب اس کو اصحاب رسول اکرم ﷺ سے کمتر یا ان کے ہم پلہ بیان فرماتے ہیں۔ اس قول میں خدانخواستہ اس سے بھی ذرا نظر اونچی نہ ہو گی۔ کیونکہ روز بروز مرزائیوں کی نظر اونچی ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ (ص۱۴) پر بیان ہوا یا یہ بھی کوئی ظاہری ملمع سازی مرزائی صاحب کی ہوگی۔ دل میں تو اس کو سب انبیاء سے افضل مانتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہزار آیت کلام الٰہی کی اور لاکھ احادیث رسول اللہ ﷺ کی ان کو سنائی جاوے تو بمقابلہ زٹلیات وکفریات مرزا خناس کے ان کے نزدیک بجوئے نمی آرزو کے مثل ہیں، اور اگر وہ خناس ہزار الحاد وزندقہ کی باتیں خلاف عقل ونقل بکے اس کو چشم بند کر کے کالوحی من السماء جانتے ہیں۔ پس سب تقریر مرزائی صاحب کی گواہی دے رہی ہے کہ آپ نہایت دلدادہ ومفتون وعاشق مرزا کے ہیں۔ اسی واسطے مثل مجنون کے آپ کو کوئی عیب وزندقہ وکفر والحاد اس کا نظر نہیں آتا۔ بلکہ بڑے بڑے عیوب اس کے آپ کو ہنر دکھائی دیتے ہیں: ''وبحکم حبک الشیٔ یعمی ویصم'' خدا ورسول ﷺ

سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ شاید اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہو آپ کے اس مصرعہ پڑھنے سے۔

رازہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

یعنی مولانا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی محرم اسرار نہیں، اغیار میں سے ہیں۔ اگر کوئی مرزائی محرم اسرار ہوتا تو دیکھتے کہ کیسے دریا اور نہریں اور طوفان اور سیلاب اسرار تزندق والحاد کفر وارتداد کے جاری ہوتے ہیں۔ یہ جو کچھ مرزائی صاحب نے تحریر فرمایا۔ پیچ پیچ کر اشارہ اور کنایات وتمویہ کے طریق پر جس کو ذووجہیں یا ذومعنی کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں معتقد مرزا کا نہیں ہوں۔ **فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!**

قولہ...... آج میں نے ایک رسالہ موسوم بواقعات صحیحہ میں ایک مضمون الٰہی بخش ملہم کی سرخی سے لکھا۔ الیٰ آخرالرسالہ۔

اقول...... مرزائی صاحب نے اس قول میں تلمیح وتعریض سے مولانا صاحب غزنوی کو بذریعہ بنی اسرائیل بنانے کے اللہ عزوجل کے احکام وحدود کو توڑنے والا اور انبیاء کا جھٹلانے والا اور مغضوب علیہ مثل فرعون کہہ کر مستحق خطاب قہر آلود ’’**کونوا قردۃ خاسئین**‘‘ بنا کر اس مصنوعی الہام سے ڈرایا ہے اور فرمایا کہ اپنے اور اپنی قوم کے اصلاح کریں۔ یعنی مرزائی خود بھی بنیں اور قوم کو بھی بنائیں اور تکذیب نبی زمان مرزا قادیان کی نہ کریں اور نصیحت دی ہے کہ بندگان خدا کو یعنی مرزا کو برا نہ کہیں پس اس کے جواب میں اولاً میں کہتا ہوں کہ واقعات صحیحہ بمقتضائے ’’برعکس نہند نام زنگی کافور‘‘ واقعات مکذوب کا نام رکھا گیا ہے۔ پس یہ واقعہ بالکل غلط وخلاف واقع ومخالف نفس الامر ہے۔ نہ صاحبزادہ مولانا مولوی عبدالجبار صاحب نے منشی الٰہی بخش صاحب پر کبھی ہنسی اڑائی اور نہ سخت لکھا اور نہ اس کو یہ الہام۔

چہ داند بودنہ لذات ادرک

مولانا کے حق میں ہوا یہ سب بہتان ہے۔

فالبھت عندکم رخیص سعرہ حشوا بلا کیل ولا میزان

پس بہتان تمہارے نزدیک سستا ہے نرخ اس کا پھر بھر اڑاو بغیر پیمان اور تول کے

پس مرزائی صاحب نے جو کچھ اس پر تطویل لاطائل وتفریع لاحاصل کی، بناء فاسد برفاسد ہوئی۔ جب مرشد وگرو مرزائیوں کا مفتری علی اللہ ہوا تو مرزائی سوائے بہتان کے کیا حاصل کریں گے۔ ’’**کل اناء یترشح بما فیہ وثانیاً**‘‘ ہم کہتے ہیں کہ اولاً مولانا پٹھان نہیں ہیں وہ سید ہیں بنی اسماعیل نہ بنی اسرائیل۔ بے شک دریافت کرلیں۔ لیکن آپ تو بقول خود

پٹھان ہیں اور بنی اسرائیل آپ تو کبھی اس اپنی تحریر کی زد سے نہیں بچ سکتے، اور اخوۃ آپ کے مولانا صاحب سے نہ قومی ہے کہ وہ سید اور آپ بنی اسرائیل، اور نہ مذہبی ہے کہ آپ مرزائی اور مولانا صاحب مسلمان سنی، اور پٹھانوں کے بنی اسرائیل ہونے میں بھی ہم کو تامل ہے۔ پھر جو کچھ پٹھانوں کی مذمت میں آپ نے لکھا وہ آپ ہی کی طرف راجع ہوتا ہے نہ کہ مولانا صاحب کی طرف۔ ''من حفر بیئرا لا خیه وقع بنفسه فیه'' (جس نے کنوا کھودا اپنے بھائی کے واسطے وہ خود اس میں گرتا ہے)

ثالثاً ہم کہتے ہیں۔ واقعات صحیحہ وہ الہام ہیں جو بکثرت منشی الٰہی بخش صاحب نے اپنے قلم سے لکھ کر ''عصائے موسیٰ'' میں مرزا قادیانی کے حق میں طبع کر کے شائع کئے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے حق میں ہوا مسرف کذاب۔ یہ بڑا خوفناک وعبرتناک الہام ہے نہ ''کونوا قردۃ خاسئین'' والا۔ کیونکہ اوّلاً وہ صحیح نہیں۔ وثانیاً بنی اسرائیل سے طائفہ قلیلہ اس بستی کا جو ساحل بحر پر رہتی تھی مسخ ہوئی، نہ سب ساکنان بستی کے۔ بلکہ ان میں سے جنہوں نے حیلہ سے شکار کیا اور ناہین عن المنکر بچ گئے بنص قرآن، اور ساکتین مسکوت عنہم ہیں اسی واسطے اس میں علماء کے دو قول ہیں۔ اصح قول یہی ہے کہ دونوں فرقے ناہین اور ساکتین نجات پاگئے۔ اس لئے کہ امر معروف فرض کفایہ ہے۔ نہ عین کہ ہر دو پر لازم ہو۔ جب ایک جماعت نے کر لیا تو حق ادا ہو گیا۔ اور سب بنی اسرائیل برے نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''لیسوا سواء'' اور فرعون مع جمیع افواج وعساکر کے غرق ہوا اور بنی اسرائیل کے ذریعہ اللہ عزوجل نے اس کو غرق کیا۔ مرزا قادیانی کو فرعون سے بہت مناسبت ہے۔ اوّل یہ کہ فرعون مدعی الوہیت کا تھا اور مرزا بھی مدعی الوہیت ہے۔ دیکھو ''کتاب البریہ ودافع الوساوس'' وغیرہ اس کے تصانیف اور اپنی تصاویر کی پرستش کراتا ہے اور دوم فرعون نے منارا بنانے کا حکم دیا تھا، اور مرزا قادیانی نے بھی فرعونی منارہ کا اشتہار دس ہزار روپیہ کا دیا۔ مگر مرزا چوک گیا ورنہ دس ہزار کے اشتہار کے کوئی ضرورت نہ تھی۔ منارہ مفت میں بن جاتا، اور وہ دس ہزار روپیہ نصرت جہان بیگم کے زیورات میں کام آتا۔ مبلغ پانچ ہزار کا زیور سابق ہے اور پھر اس سے پندرہ ہزار کا ہو جاتا اور پھر تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اس کے نام رجسٹری کر دیتے۔ پھر تو کبھی بھی باقی ورثہ فک رہن نہ کرا سکتے، اور وہ تجویز یہ ہے کہ بنام ہامان جو وزیر اعظم مرزا کا ہے، اور ہامان کے ساتھ مشہور ومعروف اس کے نام ایک الہام بنا کر شائع کرتے۔ جس کے بعضے فقرہ قرآن شریف کے ہوتے ہیں اور بعضے اپنی طرف سے ملا دیتے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا ہمیشہ سے معمول ہے اکثر الہامات میں۔ پس کہتے کہ مجھ کو

الہام ہوا ہے تمہاری نسبت: ’’یاھامن ابن لی صرحاً لعلی ابلغ الاسباب اسباب السماوات فاطلع الی عیسیٰ بن مریم احی ھو فی السماء ام لاوانی لاظن النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین والمومنین اجمعین من الکاذبین‘‘ پھر دیکھتا کہ کیسا جلدی منارۂ فرعونی تیار ہوجاتا اور جہان بیگم بھی زیور سے مالا مال ہوجاتی اور یہ الہام عین مطابق مذہب وحالت مرزا کا ہے۔

اور سوئم یہ کہ فرعون کے واسطے ہامان تھا اور مرزا کے واسطے بھی ہامان موجود ہے، اور چہارم یہ کہ فرعون کی قوم سب گمراہ وکافر ہیں۔ مگر امرأۃ فرعون ومومن آل فرعون اور باقی سب ملعون بنص قرآن۔ قال تعالیٰ: ’’ولقد ارسلنا موسیٰ بایاتنا وسلطان مبین الیٰ فرعون وملائه فاتبعوا امر فرعون وما امر فرعون برشید یقدم قومه یوم القیمة فاوردھم النار وبئس الورد المورود واتبعوفی ھذه لعنة ویوم القیمة بئس الرفد المرفود (ھود:۹۶تا۹۹)‘‘ ﴿اور البتہ بھیجا ہم نے موسیٰ کو ساتھ نشانیوں اپنی کے اور معجزے ظاہر کئے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی پس پیروی کی انہوں نے حکم فرعون کی اور نہیں حکم کیا راہ راست آگے چلے گا قوم اپنی کے دن قیامت کے پس جا کھڑا کرے گا ان کو آگ پر اور برا ہے گھاٹ لا کھڑا کیا گیا اور پیچھے پیچھے گئی بیچ اس دنیا کے لعنت اور دن قیامت کے بری ہے بخشش کہ بخش دی گی وہ لعنت۔﴾

اور قیامت کے روز بھی مرزا قادیانی مرزائیوں کے آگے آگے ہوکر جہنم میں پہنچایا جائے گا جیسے سب فرعونی ملعون اور مورد غضب ہیں، ایسے ہی تمام مرزائی۔ کیونکہ سب انبیاء کے دشمن ہیں جو ایک نبی کا دشمن ہو وہ سب کا دشمن ہے، اور اسی واسطے منشی الٰہی بخش صاحب ملہم نے نام اس کتاب کا ’’عصائے موسیٰ‘‘ رکھا ہے۔ فافہم!

اور پنجم یہ کہ چنانچہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کہا تھا: ’’ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد (غافر:۳۸)‘‘ ایسا ہے مرزا قادیانی نے سب امت کے مقابلہ میں کہا کہ سب اندھے ہیں اور گمراہ مگر میں ایک صراط مستقیم وسبیل الرشاد پر ہوں۔ بلکہ یہ خبیث بمقابلہ تمام انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین کے اپنی نفس پلید کو سبیل الرشاد پر کہتا ہے اور باقی سب کو غیر سبیل الرشاد پر فتدبر۔

پس آپ کو چاہئے کہ اپنی جان بچانے کی کوشش کریں اور اس بے عون فرعون کو چھوڑیں ورنہ بڑی خطرناک وخوفناک حالت ہے آپ کی، اور یہ الہام بڑا عبرتناک ہے۔ آپ کو

چاہئے کہ بڑی عاجزی سے دعا کریں کہ اللہ آپ کو صراط مستقیم کی طرف جو صراط مہاجرین وانصار کا ہے ہدایت کرے، اور خناس کے پنجہ سے بچاوے جو سب بوزنون کا پیرومرشد ہے۔ ورنہ خطاب قہرآلود ''کونو قردۃ خاسئین '' (بن جاؤ بوزنے ذلیل) کا سخت آپ کے حق میں فکر ہے، اور قوم پٹھانوں کی اگرچہ سخت ہیں لیکن مہمان نوازی وصلہ رحمی ومسلمانی کی پابندی میں اوروں سے کم نہیں، اور قطع رحمی کرنے والے اور صلہ کو توڑنے والے تو مرزائی ہیں کہ خدا ورسول وسب مسلمانوں وخویش وقوم قبیلہ سے قطع کر کے ایک ملعون سے جادم ملایا جو تمام جہان کا ملعون اخنس الخناسین اور یہودی مغضوب علیہ ہے، اور بوزنہ بازیمین تمام بوزنون کا پیرومرشد پس اس کو اور اس کے مریدوں کو ہمیشہ اس خطاب زہرآلود کا منتظر رہنا چاہئے۔

قولہ...... میں مولوی اسحاق صاحب کے حال پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ پس پشت مرزا قادیانی کو گالیاں دیتا ہے۔

اقول...... جناب مرزائی صاحب آپ افسوس نہ کریں۔ جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب ہرگز گالی نہیں دیتے اور نہ ہم نے کوئی گالی مرزا قادیانی کو دی ہے بلکہ ہم اور جناب مولوی صاحب موصوف بیان واقع ونفس الامر کا فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے سید ومولیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ عنقریب قول اس کا نقل ہوگا اور جیسا کہ علماء سلف نے فرمایا ہے: ''**اذکروا الفاسق بما فیه کی یحذر عنه الناس** '' (ذکر کرو فاسق کو ساتھ ان برائیوں کے جو اس میں ہیں تاکہ اس سے بچیں لوگ) پھر آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی قوم کی اصلاح کرو، اور اصلاح اپنی قوم کی ممکن نہیں تاکہ مفسدوں، مرتدوں، زندیقوں، ملحدوں، شیطان سے بدتروں سے تحذیر وڈر نہ سنایا جاوے، اور ان کے دھوکہ سے نہ بچایا جاوے، اور ان کی قبائح وفضائح بخوب وجہ بیان نہ کئے جاویں۔ اگر بالفرض برخلاف قول مرزا بیان واقع کو گالی آپ سمجھیں تو بھی مولوی محمد اسحٰق صاحب کو اور باقی مسلمانوں کو مرزا خناس کو گالی دینی درست ہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''**جزاء سیئة سیئة بمثلها** (شوریٰ:۴۰) '' ﴿جزا برائی کی برائی ہوتی ہے مثل اس کے۔﴾ اور فرمایا: ''**فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم** (بقرہ:۱۹۳) '' ﴿پس زیادتی کرو اس پر مثل اس کے کہ زیادتی کی اس نے تم پر۔﴾ اور فرمایا: ''**لا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم** (نساء:۱۴۸) '' ﴿نہیں دوست رکھتا اللہ ظاہر برا کہنے کو مگر جو مظلوم ہے۔﴾ اور مرزا قادیانی نے ہم سب مسلمانوں پر سخت ظلم کیا کہ انبیاء وصدیقین وعلماء امت کو سخت گالی اور برا کہا۔ چنانچہ کچھ نمونہ اس کا اوپر لکھا گیا ہے۔ بلکہ خدا کو بھی گالی دیں اپنے نفس کو اس کا شریک وہم پلہ بنایا، اور اس کی قدرت کو

عجز ولاچاری کا دھبہ لگایا، اور صدق سے معزول کر کے اس کی خبروں میں کذب ثابت کیا۔ بالآخر خود اس کا بیٹا بن بیٹھا اور اس کو خود رب العالمین نے گالی فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:''کذبنی ابن اٰدم ولم یکن له ذالک وشتمنی ولم یکن له ذالک الی ان قال واما شتمه ایای فقوله لی ولد وسبحانی ان اتخذ صاحبة اوولدًا (مشکوٰۃ:۱۳)'' ﴿جھٹلایا ابن آدم نے اور لائق نہ تھا اس کو یہ، اور گالی دیں مجھ کو اور لائق نہ تھا اس کو یہ، یہاں تک کہ کہا اور ہر چہ گالی دینی اس کی مجھ کو پس کہنا اس کا کہ میرے واسطے اولاد ہے اور پاک ہونے میں اس سے کہ پکڑوں بی بی یا اولاد۔﴾

اور حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں ؎

وهو الصبور علی اذی اعدائه	شتموه بل نسبوه للبهتان
اور وہ بڑا صابر ہے اوپر ایذا رسانی دشمنوں اپنے کے	گالی دیں انہوں نے اس کو بلکہ نسبت کیا اسکو بہتان
قالوا له ولد ولیس یعیدنا	شتمًا وتکذیباً من الانسان
کہا انہوں نے اس کے اولاد ہے اور ہم کو نہیں پھیرے گا	گالی دینا اور جھٹلانا انسان سے

اور پھر عیسائیوں اور ہندوؤں سے رسول اللہ ﷺ کو گالی دلوائیں ان کے معبودوں کو گالی دے کر علاوہ اس کے کہ آیت شریف''لا تسبوا الذین یدعون من دون الله (الانعام:۱۰۸)'' ﴿نہ گالی دے ان کو کہ پکارتے ہیں سوائے خدا کے۔﴾ آخر آیت تک۔ الّا یہ کہ خلاف کیا یہ تمام گالیاں جو عیسائیوں اور ہندوؤں نے دیں گویا خود مرزا قادیانی نے دیں کیونکہ سبب وہی بنا اگر وہ نہ چھیڑتا تو کسی عیسائی اور ہندو کی مجال نہ تھی کہ ایسی بے حرمتی کے کلمے نکالتا اور حدیث شریف میں آیا ہے:''قال رسول الله ﷺ من الکبائر شتم الرجل والدیه قالوا یا رسول الله وهل یشتم الرجل والدیه قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباه ویسب امه فیسب امه (ترمذی ج۲ ص۱۲، باب ماجاء فی عقوق الوالدین)'' ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کبائر سے ہے گالی دینی آدمی کی والدین کو، کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہے آدمی اپنی ماں باپ کو۔ فرمایا ہاں گالی دیتا ہے باپ دوسرے شخص کے کو پس وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور گالی دیتا ہے ماں اس کی کو پس وہ گالی دیتا ہے اس کے ماں کو۔﴾

اور تمام امت میں سے کوئی اس خناس کی گالیوں سے نہیں بچا۔ پس جب اس نے ہم پر ایسا ظلم کیا تو اگر مولوی محمد اسحٰق صاحب نے کچھ بطور بیان واقع کے کہا تو آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ آپ غلطی سے بیان واقع کو گالی سمجھتے ہیں۔ ایسا نہ چاہئے ہم جو کچھ کہتے یا مولوی محمد اسحٰق

صاحب فرماتے ہیں وہ سب بیان واقعہ کا ہے، اور دلیل اس کی آپ ہی کے سید و مولا کا قول ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالۃ الایمان ص۱۳،۱۴) میں لکھا ہے: ’’بڑی دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ہر ایک ایسی بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کے کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کو لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام و سب و شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاوے اور اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کے مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کی گالیوں کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔‘‘

یہ بڑی بے انصافی ہے کہ جو کچھ مرزا قادیانی خناس عیسیٰ علیہ السلام اور باقی انبیاء اور علماء اور مسلمانوں کے حق میں فحش و گالیاں وقذف ورمی کری یا مرزائی بدزبانی کریں وہ سب بیان واقع ہو۔ اگرچہ بے دلیل ہو اور جو ہم یا مولوی محمد اسحٰق صاحب بادلائل کتاب وسنۃ واجماع امت اپنی قوم کی اصلاح کے واسطے بیان واقعہ کا کریں اس کو مرزائی صاحب گالی تصور کر کے ناراض ہوں اور سلام دینے سے بھی شرم آوے اور بد اعتقاد ہو جاویں۔ یہ امر انصاف سے بعید ہے۔ پھر آپ نہ افسوس کریں اور نہ ناراض ہوں۔ ورنہ اپنے مرشد و سید و مولیٰ کی نص کے مخالف بنیں گے جو بقول آپ کی تشریحی و تعبیری نبی و رسول ہے۔ لعنۃ اللہ علیہ!

مرزائی صاحب فرماتے ہیں اور بندگان خدا کو بری طرح سے یاد کریں۔ بندگان خدا سے یہاں مراد مرزا خناس ہے۔ اے مرزائی صاحب مرزا خود بندگان خدا کو بری طرح یاد کرتا ہے ہم تو اس کو شیطان ملعون سے بدتر جانتے ہیں نہ بندۂ خدا۔ کیونکہ ابلیس نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں کہا: ’’انا خیر منه‘‘ جو اولوالعزم نبی نہیں ہیں۔

’’قال تعالیٰ ولم نجد له عزما‘‘ (اور نہ پائے ہم نے واسطے اس کے عزم۔) اور یہ خناس اولوالعزم انبیاء کے مقابلہ میں ’’انا خیر منه‘‘ بکتا ہے۔

چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جو اولوالعزم نبی اور آدم علیہ السلام سے بہتر ہیں کہتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

اور چاہئے تھا اس طرح کہنا ؎

ذکر شیطان کو تم اب چھوڑو اس سے بدتر غلام احمد ہے

کیونکہ جتنے اولوالعزم انبیاء ومرسلین آدم علیہ السلام سے بہتر ہیں اتنا ہی مرزا خناس ابلیس سے بدتر ہے۔ فافہم وتدبر!

اب خاکسار کے فہم میں مرزائی صاحب کے سب تقریر کا جواب ہو چکا۔ اب ختم اس رسالہ کا مرزائیوں کی خیر خواہی ونصیحت کے واسطے ایک خاتمہ پر کرتا ہوں تاکہ حق وباطل کے پرکھ کا طریقہ ان کو معلوم ہو جاوے آگے ان کا اختیار ہے مانیں یا نہ مانیں۔

خاتمہ: مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان مثیل مسیح ہے۔ اس قدر میں تو ہم اور مرزائی کلہم متفق ہیں کہ بے شک مرزا مثیل مسیح ہے۔ سب کہتے ہیں کہ آمنا وصدقنا! لیکن اختلاف اس میں ہے کہ مسیح دو ہیں ایک مسیح ہدایت جس کو مسیح ابن مریم اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح مبشر بھی کہتے ہیں، اور دوسرا مسیح ضلالت جس کو مسیح منذر و مسیح کذاب ودجال بھی کہتے ہیں اور قدیم سے دونوں مسیحوں کا چرچا چلا آیا ہے۔ انبیاء ماضیین کی زبانوں پر اور یہ کہ مسیح ہدایت مسیح ضلالت کو قتل کرے گا، اور سب نبیوں نے مسیح منذر سے ڈرایا ہے۔ حتیٰ کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ سو ہم کہتے ہیں کہ مرزا مثیل مسیح ضلالت ومسیح منذر کا ہے جس کو مسیح الدجال کہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (بخاری مطبوعہ احمدی ص۵۰۹، ج۱ ص۱۰۵۴، ج۲ ملاحظہ ہو) حدیث میں قریب تیس دجالوں کے خبر دی ہے۔ مرزا بھی انہیں میں سے ایک ہے اور مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا مثیل مسیح ہدایت ہے۔ جس کو مسیح مبشر اور مسیح بن مریم اور عیسیٰ علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں کوئی خبر نہیں دی کہ مثیل مسیح ابن مریم کوئی آئے گا۔ سو اگر مرزائی انصاف کو کام میں لاویں اور عقل وہوش فرماویں تو اس کا فیصلہ اس طرح بآسانی ہوسکتا ہے کہ تفردات مرزا قادیانی کو یعنی وہ امور جن میں مرزا قادیانی تمام مسلمانوں سے علیحدہ وجدا ہوا ہے، اور وہ ایک سو عدد سے کچھ زیادہ ہیں، اور کچھ اس رسالہ میں مذکور بھی ہوئے ہیں ان امور کو کتاب وسنت واجماع امت پر عرض کریں۔ کیونکہ یہ تینوں اصول معصوم ہیں خطاء سے۔ اگر اس کے موافق نکلیں تو ہم بھی مان جائیں گے کہ بے شک مرزا مثیل مسیح ہدایت ہے اور اگر ان تینوں اصول معصومہ کے خلاف نکلیں تو مرزائی صاحب مان جاویں کہ وہ مرزا مثیل مسیح ضلالت کا ہے۔ جس کو مسیح دجال کہتے ہیں۔ پس مرزائی صاحب اپنی جگہ اس میں فکر وغور فرماویں

کہ یہ عدل وانصاف کا فیصلہ ہے یا جور و بے انصافی کا، امید ہے کہ مرزائی بھی اگر انصاف وعقل کو کام میں لاویں اور اس معزز عطیہ کو معطل نہ چھوڑیں تو بے شک جان جاویں گے کہ مرزا قادیانی نائب ہے مسیح دجال کا، اور اس سے پھر کر مہاجرین وانصار وائمہ، دین کا دامن پختہ پکڑیں گے۔ وماعلینا الا البلاغ!

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو　　اب آگے چاہو مانو یا نہ مانو
مراد ما نصیحت بود گفتیم　　حوالت با خدا کردیم ورفتیم

مورخہ ۲۷/ رجب ۱۳۲۰ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد سید الاولین والآخرین وخاتم النّبیین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین!

حررہ خاکسار: عبدالاحد خانپوری ابن قاضی محمد حسن خانپوری

میرے مکرم جناب صاحبزادہ صاحب

السلام علیکم!　　ثم ھداک اللہ ولنا اجمعین! کیونکہ زمانہ سخت تشویش اور تردد کا ہے۔ اوّل میں آپ کی علمی معلومات کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں، اور بعد ازاں میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کروں گا۔ جو آپ نے میرے سوالات کے جواب میں تکلیف گوارا کر کے مجھے اعزاز بخشا۔ مضمون بہت ہی قابل قدر ہے اور علمی معلومات نے اس پر سونے پر سوہاگہ کا کام کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے اس کو محفوظ طور پر اپنے پاس رکھ لیا ہے کہ یہ ایک قابل قدر عطیہ ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کے ایک نقل جناب کے پاس روانہ کردوں۔ جیسا کہ جناب نے آزادی سے اپنے قابل قدردانی سے میری رہنمائی کی کوشش کی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس عالی حوصلگی سے آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ اگر میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کروں گو میں اس میں صرف لفاظی یا باتوں سے آپ کو مغلوب کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ بلکہ اپنی رائے کا ایک مختصر پیرایہ میں اظہار ہوگا۔ لیکن معافی اس واسطے مانگتا ہوں کہ آج کل دینی بحثیں ذاتیات تک پہنچ جاتی ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ مبادا میرا معزز مخاطب ایسا ہی خیال کرے۔

جناب کی یہ رائے ہے کہ خدا کے قول اور فعل میں ہم کو عقل سے بالکل کام نہیں لینا چاہئے اور اس پر شیطان کی نافرمانی کی مثال دے کر جناب نے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہ صرف ایمان کو کام میں لا کر تعمیل حکم کرتا اور ’’انا خیر منہ‘‘ نہ کہتا تو اس تباہی اور

بربادی میں نہ پڑتا۔ لیکن میں نے اس کا مضمون یہ نہیں سمجھا ہے جو جناب تحریر فرماتے ہیں۔ میری رائے میں انسان کو دو چیزوں سے دیگر حیوانات پر فوقیت حاصل ہے۔ عقل اور ایمان سے، ان دونوں میں اگر ایک کی بھی کمی ہو جاوے تو حال ابتر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر عقل کو کام میں نہ لایا جاوے تو ایک اللہ تعالیٰ کے عطیہ کو اور خصوصاً سب سے زیادہ معزز عطیہ کو معطل چھوڑنا ہے، اور دوسرا دین وہی دین بن جاتا ہے جو ہندوؤں کا ہے۔ کیونکہ ایمان کے معنی بالغیب چیز کو ماننے کے ہیں اور انہوں نے اپنے بزرگوں سے متبرکاً سنا ہے کہ پتھر ولنگ وغیرہ کی پرستش سے آدمی نجات پاسکتا ہے، اور اسی ایمان بالغیب کی رو سے وہ کارروائی کر رہے ہیں۔ دوئم وہ وہ ناممکنات ان کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں کہ ایک عاقل آدمی دیکھ کر حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ پس اگر وہ ایمان کے ساتھ عقل استعمال کرتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح حجت اور براہین عقل سے اس کی کمزوری کو ثابت کرتا اور پاک خدا کے احکام سے ایمان کے ایماء سے اس کو دیکھتے تو وہ کبھی بھی برباد نہ ہوتے، اور اگر تیرا عقل ہی استعمال کیا جائے تو آدمی دہریہ بن جاتا ہے، اور تنہا عقل کبھی آدمی کو سیراب نہیں کر سکتا اور وہ آسمان وزمین کے واسطے صرف یہاں تک سوچ سکتے ہیں کہ اس کا خالق ہونا چاہئے۔ پس انسان کو خداوند کریم کے عطیہ کردہ ہر دو اشیاء کو استعمال کرنا چاہئے، یعنی ایمان وعقل، اور مبارک وہ ہیں جن میں ان ہر دو جواہر کے استعمال کا مادہ بدرجۂ کمال ہو۔ مشاہدہ اس کا عمدہ گواہ ہے۔ مثالوں سے خط لمبا ہو جاتا ہے اور آپ بفضلہ تعالیٰ خود لیاقت کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اتنے ہی کو چھوڑ کر آگے جاتا ہوں۔ غرض کہ میری رائے میں عقل اور ایمان انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے۔ ورنہ انسان کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے یومنون بالغیب کے ساتھ اپنی پاک کتاب میں یہی تو تعلم دی: ’’وما یتذکر الا الوالالباب‘‘

خداوند حکیم کا قول وفعل ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ ایمان وعقل دونوں سے کام لینا چاہئے۔ چنانچہ کتاب پاک وصحیفۂ فطرت اور انسانی حالت اس کی گواہ ہیں۔ جناب نے شیطان وآدم کے قصہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر وہ ایمان رکھتا اور عقل کو کام میں نہ لاتا تو کیوں خدا کے حکم سے نافرمانی کرتا اور اس ذلت ورسوائی کا ہار اس کے گلہ میں ابدالاباد تک ڈالا جاتا۔ لیکن جناب خیال فرماویں کہ میں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اگر شیطان عقل کو کام میں لاتا اور سوچ لیتا کہ اچھا وہ ہے کہ جس کو بنانے والا اچھا کہے۔ کیونکہ بنانے والا اس چیز کی زیادہ خاصیتوں کو جانتا ہے تو ’’انا

خیر منه ‘‘ نہ کہتا اور اگر پھر سوچتا کہ میں خداوند تبارک وتعالیٰ کے روبرو ایک ناچیز ہستی ہوں۔ میرا انکار اس کی ہستی پر کچھ بھی برا اثر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن اگر وہ خفا ہو جاوے تو میرا بیخ وبن تباہ کردے گا تو پھر وہ کس منہ سے خداوند کریم کی نافرمانی کرتا یہ تو ایک مشہور قول ہے۔

اگر شاہ روز را گوید شب است این
باید گفت اینک ماہ وپروین

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سے زور آور کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ پس شیطان نے نافرمانی میں عقل سے کام نہیں لیا تھا۔ بلکہ اس نے غایت درجہ کی بے وقوفی کی تھی اور پٹھانوں کی طرح ضدی جہالت سے کام لیا تھا۔ اس لئے رسوا ومخذول ہوا۔ دوم اگر آدمی عقل نہ رکھتا۔ مکلّف شرع نہ ہوتا۔ دیوانے ومعصوم بچے دیکھو اس مواخذہ سے بری کئے گئے ہیں۔ غرض کہ مذکورہ بالا وجوہات سے میری یہ رائے ہے کہ عقل اور ایمان دونوں کا استعمال ہر ایک امر میں ضروری ہے، اور جہاں عقل کام نہ کرے وہاں تنہا ایمان پر بات چھوڑنی چاہئے۔ میرے مکرم بھائی اگر آپ مجھے حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں تو میں نے اس واسطے آپ کو بھائی کے لفظ سے مخاطب کیا کہ علاوہ اخوت اسلامی کے اخوت قومی بھی نہ رہی۔ گو پٹھان قطع صلہ رحم میں تمام دنیا کے لوگوں سے سبقت لے جانے والی ہیں۔ مرزا قادیانی کے ہم کوئی معتقد نہیں۔ ذرا توجہ سے سنیں۔ ہم مشن سکولوں میں پڑھ کر اور شہروں میں رہ رہ کر پادریوں سے بحثیں کر کے ہم کو اسلام ہوّا معلوم ہونے لگا تھا اور کوئی شخص مسلمانوں سے غیر مذہب والوں کو تو چھوڑ دو ہمارا اطمینان نہیں کر سکتا تھا کہ اسلام کو غیر دینوں پر کیا فوقیت حاصل ہے، اور اگر ان مسائل کو دریافت کیا جاتا جو غیر مذہب والے ہر ایک گلی وکوچہ میں اسلام پر بطور اعتراض پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو برباد کرتے تھے تو ہمیں یہی جواب ملتا تھا کہ خداوند کے کاموں میں عقل کو استعمال کرنے والا کافر ہے۔ اگر کوئی غریب آدمی ہوتا تو اس کو تو براہ راست کافر کہتے، اور اگر آدمی معزز ہوتا تھا تو اس کو ان الفاظ میں گالی دی جاتی تھی جیسا کہ میں نے ذکر کیا۔ اس اثناء میں جب کہ اسلام پر چاروں طرف زبردست حملے کئے جاتے تھے، ایک شخص نے براہین احمدیہ لکھ کر دنیا کو پیش کیا، اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان آدمیوں میں تھا جو عیسائیوں کا مغلوب کردہ اور میں ان آدمیوں میں ہو گیا کہ دل میں اب تک یہی ارمان باقی ہے کہ کوئی لائق عیسائی بحث کے واسطے نہیں ملتا اور اس کے باطل پرستش ہندوؤں سے بھی زیادہ بری معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ اس کی کتاب کی برکت ہے اور یہ خدمت دینی ہے جس کا میں

نے ذکر کیا۔ گو جناب اس سے ناواقف ہوں۔ لیکن جناب خیال فرماویں کہ الموجودہ وقت میں ہمارا نظر اس سے ذرا زیادہ اونچا ہوگیا ہے۔ یعنی یہ کہ جب تک کہ مرزا قادیانی ہمارے رب العالمین، الرحمٰن الرحیم مالک کے عظمت میں لگا ہوا ہے جب تک کہ وہ ہمارے سید ومولیٰ فخر بنی آدم وسرور کائنات ﷺ کی عظمت کا مداح اور ثابت کرنے والا ہے۔ جب تک کہ دین اسلام کی فضیلت کا تاج عقل ونقل والہام کی بابرکت ہاتھ سے دنیا کے سر پر رکھتا ہے، ہمارا سید ومولا ہے، اور یہی سنت وفرائض منصبی وعلت غائی نبیوں کے لئے تھا اور قرآن حمید اس کا گواہ ہے۔ پس ہم کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے یا رسول یا ولی یا کچھ اور۔ ہم کو تو اصل سے مدعا ہے، لفظی تنازعات سے غرض نہیں، اور جب اس سے ذرا بھی مخالف ہو جاوے اس کی تحریر وتقریر میں کسی قدر بھی کسر شان ان ہر سہ عالی شان مضامین کا پایا جاوے تو خواہ وہ کتنا ہی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے، اور خواہ وہ کتنی ہی تسبیحوں کا ہار باندھ کر گلے میں ڈالے، یا شب وروز سنت نبوی کی پیروی میں اپنے آپ کو غرق بتلاوے، ہم اس کو اس وقت شیطان الانس جانیں گے اور اس کے ساتھ اگر ہو سکے تو جہاد کریں گے۔ ہم کو رسول وغیرہ سے کچھ غرض نہیں۔ ہم اپنے مدعا کو جانتے ہیں۔ ہم نے وہ لوگ بھی دیکھے ہیں اور سب سے زیادہ اس وقت میں موجود ہیں جو ''سبحانی ما اعظم شانی'' کہنے والے کو سردار خیل اولیاء مانتے ہیں اور انا الحق کہنے والے کو سردار خلق کیونکہ وہ افعال سے خدا کے حکم کی تعمیل کرنے والے اور منہیات سے نہ صرف منع ہونے والے تھے۔ بلکہ لوگوں کو بھی منع کرتے تھے۔ پس خدا کی خدمت کرنے والے تشریحی وتعبیری نبی ورسول کو ہم کبھی بھی برا نہیں کہہ سکتے جو کہ اپنے قول وفعل میں اصحاب رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی بھی اس کے برابر مشابہ نبی نہیں ہے اور نہ اس کی طرح خدمات کسی نے کی ہیں۔

راز ہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

آج میں نے ایک رسالہ موسوم بہ واقعات صحیحہ میں ایک مضمون الٰہی بخش ملہم کی سرخی سے دیکھا۔ اغلباً وہ شخص جناب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کا مرید اور اب آپ کے خاندان کا رشتہ دار اور عہدہ میں اکاؤنٹنٹ لاہور کا رہنے والا ہے۔ اس رسالہ میں لکھا ہے کہ الٰہی بخش صاحب کو الہام ہوتے رہتے ہیں اور جب صاحبزادہ عبدالجبار صاحب کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے اس پر ہنسی اڑا کر اس کو ایک سخت مضمون میں لکھا کہ تم کو ایسا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے اور اس کو اس بارہ میں یہ الہام ہوا۔

چہ داند بود نہ لذات ادرک

میں نے سنا ہے یہ شخص اب سخت طور پر مرزا قادیانی کا مخالف اور آپ کے خاندان کا روحانی وجسمانی دوست ہے۔ اگرچہ میں اس مضمون کو خوفناک دل کے ساتھ لکھتا ہوں کہ مبادا آپ کو ناگوار گذرے۔ لیکن اخوت مجبور کرتی ہے کہ اس کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں۔ کیونکہ میری نظر میں یہ بات بہت عبرتناک الہام ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ پٹھان بنی اسرائیل ہیں اور قوم بنی اسرائیل خدا کے احکام کے حدود کو توڑنے کی وجہ سے ’’کونوا قردۃ خاسئین ‘‘بن گئے تھے، اور پے در پے نبیوں کے جھٹلانے اور خدا کے احکام کی وجہ سے بے قدری کرنے کی وجہ سے مغضوب علیہ بن گئے تھے اور بن گئے ہیں۔ پٹھان اگرچہ مسلمان ہیں۔ لیکن ان میں مغضوب علیہ گروہ کے نشانات اب تک بدستور موجود ہیں جس کو ہم افغانی ملک کے رہنے والے جانتے ہیں۔ اگر بوجہ آبادی در ملک غیر آپ کو اس کا حال روشن نہ ہوئے جو جو سختیاں حکام وقانون وخود آپ کی قوم کی طرف سے اس پر ہو رہے ہیں، وہی فرعون زمانہ یاد آتا ہے۔ پس آپ دریافت فرماویں کہ اگر یہ الہام فی الواقع درست ہے تو اپنی قوم کی سابقہ تاریخ پر یعنی قرآن شریف پر نظر ڈال کر غور کریں کہ اس الہام کو کس قدر مناسبت ہماری قوم کے ساتھ ہے، اور پھر خداوند غیور سے بڑی عاجزی کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہماری قوم کے حال پر نظر رحمت فرما کر ہم کو منعم علیہ گروہ سے گردان کر صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ ورنہ ’’قردۃ خاسئین‘‘ کا قہر آلود حکم تا حال ہماری سرزنش کے واسطے موجود ہے، اور اگر یہ بات جھوٹ ہو یعنی یہ الہام ہی نہ ہو تو بھی اپنی قوم کے اگلے اور پچھلے حال کو دیکھ کر اپنی حالت کی اصلاح، اور اس سے گذر کر اپنی قوم کی حالت کی اصلاح کرنی چاہئے۔ ہم کو کیا ضرورت ہے کہ لوگوں کے کافر کرنے کے پیچھے پڑیں، اور بندگان خدا کو بری طرح سے یاد کریں۔ جب ہم کو یہ خبر نہیں کہ ہمارے ساتھ خداوند کریم کیا معاملہ کرتا ہے۔ پس میری رائے میں اوّل اپنے اور بعد ازاں اپنی قوم کی اصلاح کرنی چاہئے، اور خدا سے دعاء مانگنی چاہئے کہ ہم اچھے ہوں نہ کہ دوسرا برا ہو زیادہ۔ والسلام!

میں مولوی اسحق صاحب کے حال پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ پس پشت مرزا قادیانی کو گالیاں دیتا ہے۔ کیا یہی کچھ اس نے ’’علیٰ خلق عظیم ‘‘ کی سنت کی پیروی سے حاصل کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جیسا کہ میں ان کی نسبت خوش اعتقاد تھا اب اس کو سلام لکھتے بھی شرم آتا ہے، اور اگر وہ گالیاں روبرو دیتا تو بھی پرواہ نہیں۔ لیکن پس پشت گالیوں کا جو حکم ہے اس کو خدا خوب جانتا ہے۔ فقط!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نیاز نامہ

میر عباس علی صوفی لدھیانوی

بجانب

میاں افتخار احمد حواری مرزا غلام احمد قادیانی

جناب میر عباس علی صوفی لدھیانویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے عقائد جدیدہ، نیچریہ، فلسفیہ، ملدیہ، دہریہ کی بابت یہ عاجز وقتاً فوقتاً بہ نیت خیر خواہی گفتگو کرتا رہا تاکہ آپ اس طوفان عظیم مخالفت اسلام سے مخلصی پاکر حصار امن میں آجائیں۔ مگر افسوس آپ تجاہل عارفانہ کے آڑ میں ہوکر یہی فرماتے رہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیم تلقین خلاف نہیں۔ بلکہ مطابق اہل سنت جماعت واکابران سلف کے ہے اور فی الواقع یہ کہنا آپ کا غلط ہے۔ کیونکہ جب ہم مرزا قادیانی کے عقائد جدیدہ الہامیہ مندرجہ رسائل توضیح مرام وازالہ اوہام پیش کرتے ہیں تو آپ بودے لایعنی جواب دیگر دفع الوقتی کرتے ہیں۔ بامر لاچاری وبضرورت لابدی۔ یہ نیاز نامہ پیش کر کے تحریری جواب چاہتا ہوں تاکہ عام وخاص پر سچ اور جھوٹ آپ کا مثل آفتاب روشن ہوجائے۔

اوّل یہ عاجز مشفقانہ مربیانہ نصیحت کرتا ہے کہ ہوشیار ہوجاؤ۔ آنکھیں کھولو۔ پنبۂ غفلت کانوں سے دور کرو۔ پکارنے والے کی پکار سنو۔ اس پیچیدہ حکمت عملی سے بچو۔ عمیق نگاہ سے قرن اوّل پر غور کرو۔ یارو تم کہاں تھے کہاں جاپڑے۔ صراط المستقیم سے کوسوں دور، دور، دور۔ اے عزیز جتنا یہ عاجز مرزا قادیانی کے حالات ظاہری اور معاملات باطنی سے واقف ہے کوئی دوسرا کم ہوگا۔ ان کی تحریر میں شان نبوت کا غلبہ پایا جاتا تھا۔ یہی وجہ ان کی شہرت کی ہوئی۔ اسی وجہ سے یہ عاجز فریفتہ رہا۔ مگر تکبر اور نخوت اور بلند پردازی، حرص، طمع، خودسرائی نے ان کو گرادیا اور جھوٹے دعویٰ الہام نے ان کو برباد کردیا۔

اے عزیز! متواتر تجربوں سے معلوم ہوا نہ یہ شخص ملہم من اللہ ہے اور نہ مامور من اللہ۔ شیطانی دھوکہ میں آگیا ہے۔ ان کی حکمت عملی جو اکثر روبہ بازی، حیلہ سازی کے پیرایہ میں ہوتی ہے بیّن طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ یہ شخص اپنے دعوے میں راست باز نہیں۔ حق بجانب علماء وقت ہیں اور اولیاء اللہ عمداً دھوکا نہیں دیا کرتے۔ وہ تو پرلے درجہ کے راست باز، نیک کردار وغل فصل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ مخلوق سے نہیں ڈرا کرتے۔ خالق سے ڈرا کرتے ہیں۔ کلمہ حق کے طالب ہوتے ہیں۔ کلمہ حق خواہ مخالف کی زبان پر آجاوے مان لیا کرتے ہیں۔ ناحق پر اڑتے نہیں اصرار بے جا سے محترز رہتے ہیں۔

مرج البحرین میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ’’موجب کفر

وضلالت جز محبت دنیا واتباع ہوائے نفس واعتماد بر عقل نباشد۔ حب الدنیا رأس کل خطیئۃ یکے را محبت دنیا چنان غالب افتد کہ از دایرہ ایمان برآرد بہر وجہ کہ دنیا و مال ومتاع وعزت وجاہ بدست آید ہمان کند۔ بہر راہے کہ حصول آن ممکن باشد بہمان راہ رود ومتابعت نفس وشیطان کند تا رفتہ رفتہ بدانش خود مغرور گردو وبر عقل خود اعتماد نماید وکرار خودرا خوب داند اگرچہ کفر ومعصیت بود واین خاصیت نفس است کہ بہ نسبت عیب ونقصان بخود راضی نگردد ومغلوب وملزم نشود وبا مردم بہ حجت پیش آید واز برای تقویت وترویج مذہب وتحسین کردار خود دلائل اقامت کند وہرچہ مخالفت ہوا وخلاف رائ خود بیند اگرچہ آیات واحادیث بود تاویل کند وتغیر دید تا آخر کار روی زندقہ والحاد باشد دماوائے او ہاویہ دوزخ گردد۔ **نعوذ باللہ من ذالک**‘‘

دیکھو بحث کے اشتہار کس زور شور سے جاری کئے جب علماء مستعد بحث ہوئے۔ تب حیلہ وبہانہ سے وقت کو ٹلا دیا۔ دہلی میں پرلے درجہ کی ذلت اور رسوائی ہوئی، پر میدان مناظرہ میں مقابل نہ آئے۔ آئے بھی تو پوچ عذر پیش کر کے جان چھڑائی کچھ بن نہ آئی۔

اے عزیز! اگر آپ بذات خویش مرتکب ایسے عقائد باطلہ کے ہوتے تو چنداں ہرج نہ تھا۔ بڑا نازک معاملہ تو یہ پیش آ گیا کہ بہ باعث اجرائے سلسلہ طریقت چند اہل اسلام ناتجربہ کار کم علم آپ کے ہمراہ لگے ہوئے ہیں۔ ان کا وبال کس کی جان پر پڑے گا۔ دران روز کز فعل پرسند وقول۔ الوالعزم راجان بلرزد زہول۔ بجائے کہ دہشت خورند انبیاء تو عذرے گناہان چہ داری بیار۔

بشنو بشنو سید احمد خان صاحب نے اپنے نیچری خیالوں کو آزادانہ طور پر لباس، جیکٹ، پتلون کھلم کھلا پھیلایا (اور بعض نوتعلیم یافتہ جن کو اپنے پاک اسلام کے عقائد حقہ کی کچھ خبر نہ تھی اس کے فلسفہ کے طنابوں کے پھندے میں پھنس کر الجھ گئے) مگر مرزا قادیانی ان کے بھی استاد نکلے کہ بلباس جبہ ودستار عجب روپ بدلے۔ اوّل حامیٔ دین متین بن کر مخالفان اسلام کی تردید شروع کی۔ اسی ضمن میں دعویٰ ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا شروع کر دیا اور اشتہار جاری کر دیئے کہ برکات آسمانی موجود ہیں۔ آؤ اور دیکھو۔ خدانخواستہ اگر کوئی مخالفوں میں سے آ بھی جاتا تو مرزا قادیانی کیا دکھاتے۔ بقول خود تار کے ذریعہ سے جانور اوڑا کے دیکھاتے یہ پیشہ یوسف نجار سے عالم روحانی میں مرزا قادیانی نے سیکھا ہوگا۔ ازالہ اوہام سے اس کی تصدیق بھی پائی جاتی ہے۔ ہمارے اہل اسلام کا عیسیٰ نبی بنی اسرائیل علیہ السلام جو بے باپ کلمۃ اللہ سے بطن پاک مریم صدیقہ سے پیدا ہوا تھا ایسے ابلہ فریب اور جعلی کرشموں سے پاک اور مبرا تھا بامر اللہ تعالیٰ عزوجل یقیناً بلاشک وریب مردے زندہ کئے جذامیوں کو اچھا کیا۔ مادر زاد اندھوں کو روشنائی چشم سے منور کیا۔

انجام کار کیا ہوتا تو تو اور میں میں ہونے لگتی اور دونوں صاحبوں کا گچھا بند تھا۔ خلق تماشائی کا ہجوم ہوتا۔ تالی بجتی۔ عدالت کے فیصلہ کی نوبت آتی۔ مرزا قادیانی نے ہتک اسلام میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا تھا۔ مگر قادر مطلق نے اس ذلت سے اسلام کو بچا لیا جو کوئی مقابل نہ آیا۔ پھر ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱،۱۰۲) کو مقام ہوشیار پور سے ایک اشتہار جاری کیا کہ میرے گھر ایک لڑکا اعلیٰ درجہ کے کمال والا پیدا ہوگا اور ایک حمل سے تجاوز نہ کرے گا۔ اس کا نام عموائیل یا بشیر ہے وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح سے الحق بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جاوے گا اور ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گے۔‘‘

’’اور میں ایک رسالہ سراج منیر بھی تالیف کرنے والا ہوں۔ جس میں بعض مخالفان اسلام کے حیات ممات درج کروں گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۷)

پھر مرزا قادیانی بذریعہ اشتہار لوگوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ۷؍اگست ۱۸۸۷ء (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۱) ’’کو مولود موعود مسعود پیدا ہوگیا۔ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی۔‘‘ یہ لڑکا فوت ہوگیا۔ اللہ پاک نے مرزا قادیانی کا جھوٹ اظہر من الشّمس کر دیا۔ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ کے مصداق پورے پورے بن گئے۔ تالیف سراج منیر میں بھی توفیق نہیں پائی۔ ’’ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ‘‘سچ فرمایا حضرت مولانا رومؒ نے۔ حلم حق با تو مواسا ہا کند۔ چونکہ از حد بگذرد رسواہا کند۔ تو مشو مغرور با حلم خدا۔ دیر گیر د سخت گیر و مرترا۔ بس بدیہی طور پر آشکارا اور ہویدا ہوگیا کہ دعویٰ الہام عقلی ڈھکوسلا حکمت عملی خیال بندی یا خبث نفس کے ردی خیالات تھے۔ اگر یہ پیش گوئی منجانب اللہ اور ینظر بنور اللہ ہوتی تو ایسے فاش اور بے بنیاد غلطی کے کیا معنے؟ اللہ جل شانہ تخلف وعدہ ہرگز نہیں کرتا۔ آخر جھوٹی بڑھک کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھڑک کر پھوس کے آگ کی طرح کچھ نہ رہا۔ جب چاروں طرف سے شرمندہ کرنے والے اعتراض کے بوچھاڑ ہونے لگے تو مرزا قادیانی بھی چکرائے۔ اس ذلت اور خواری کی دفعیہ کی کوئی تجویز معقول نہ سوجھی۔ سوجھی تو یہ نا معقول ایمان کے دور کرنے والی تجویز سوجھی کہ انبیاء سے بھی ایسی غلطیاں ظہور میں آئیں۔ ایسے بدبودار کلمات سے ہمارا دل کانپتا ہے۔ عرش معلیٰ ہلتا ہے۔ اے شخص دنیائے دنی کے لذات اور شہوات نے یہاں تلک تجھ کو کور باطن کر دیا کہ عظمت اور جلال اور نبوت سے تیرا دل تیرہ وتاریک ہوگیا۔ کون ایسا مسلمان کلمہ گو مومن بالنبوت ہے جو تیری ایسی جرأت پر ساکت رہے۔ اے

شخص زبان کو روک کہاں تو اور کہاں وہ گروہ پاک کفران نعمت کیوں کرتا ہے۔

با محمد ہوشیار و با خدا دیوانہ باش۔ توبہ توبہ کر۔ چند روزہ چک چک بک بک کر کے سدھار جاؤ گے۔ جھوٹا گروہ دنیا میں قائم کر جاؤ گے۔ مثنوی روم، تا تو می بینی عزیزان رابشر۔ دانکہ میراث ابلیس است آن نظر۔ گرنہ فرزند بلیسی ای عنید۔ پس بتو میراث آن سگ چون رسید۔ ہر کرا افعال دیو دد بود۔ با کریمانش گمان بد بود۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''امھل ھم قلیلاً'' کے فرد میں داخل کئے گئے ہو۔ واللہ اعلم بالصواب! کیا کچھ پیش آتا ہے۔ لڑکے کے فوت ہونے پر تختہ ہل گیا تھا۔ گرمئ بازار مبدل بہ برودت ہوگئی تھی۔ جھٹ پٹ ایک اور روپ بدل لیا۔ عام اشتہار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے کہ لوگوں سے بیعت لے اور کشتی تیار کر صدہا لوگ داخل دائرہ بیعت ہوگئے۔ جب خوب بازار بیعت گرم ہوا تو وہ انگوری شراب جو نخلستان علی گڑھ کے کچھوں سے نکالی جاتی ہے اور مدت سے مرزا قادیانی کے خم قلب میں جوش مار رہی تھی فتح الاسلام وتوضیح مرام ازالۃ الاوہام کے تین شیشوں میں ڈھال کر بطور نزل پیش کر دی۔ پہلے سے جو لوگ عادی اس منحوس کیف کے تھے۔ آمنا اور صدقنا کہہ کر جام پر جام گلاس پر گلاس پینے لگے اور جوش میں آکر صدائے ہل من مزید کا ترانہ بھرنے لگے۔ جیسے حکیم نور الدین اور مولوی عبدالکریم اور مولوی محمد احسن وغیرہ وغیرہ اسی نشہ پر زور کے ترارہ کے سبب مولوی عبدالکریم صاحب نے علماء اہل حق کی نسبت کیا کیا کچھ بیہودہ بکواس مارا اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا اور بعض اس شراب بدبودار کے متحمل نہ ہوسکے۔ ''لاحول'' پڑھ کے علیحدہ ہوگئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک! اور میر مجلس تو ایسے مخبوط الحواس ہوئے دماغ چکر میں آگیا۔ بڑ بڑا اٹھے۔ بڑ ہانکنے لگے۔ نبی، نبی رسول، نبی ابن اللہ، نبی تثلیثی بنے۔ علماء وقت کو دعوت بحث کی اور حضرات صوفیاء کو رجسٹری شدہ خط بھجوائے کہ آؤ میرے ساتھ ظاہر اور باطن سے فیصلہ کر لو۔ عیسیٰ موعود از روئے نص قرآنی اور احادیث نبوی میں ہوں۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے جب یہ دلیری اور بے بنیاد دعوے مرزا قادیانی کا دیکھا اور سمجھا کہ یہ شخص اسلام پر حملہ آور اور رخنہ انداز شریعت ہے اور مرزا قادیانی کی رسوائی کے دن آگئے تھے تو حضرت مولوی صاحب نے بڑے کروفر دلیرانہ اور مبازرانہ طور پر اوّل نور الدین پر حملہ بمقام لاہور کیا اور حکیم صاحب بھی مولوی صاحب کی طرز گفتگو کو سمجھ گئے کہ انجام کار شکست کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

دمدمہ میں دم نہیں اب خیر مانگو جان کی۔ حیلہ اور بہانہ سے نکل بھاگے اور مولوی صاحب کے دل کی دل میں ہی رہی۔ مولوی صاحب نے پہلے شکار سے مایوس ہوکر مرزا قادیانی کو لدھیانہ آن دبوچا اور ایسے اصول مقدمہ کے قائم کئے کہ مرزا قادیانی پر میدان کارزار تنگ کر دیا۔ اسی واسطے

مرزا قادیانی نے مولوی صاحب کے سوالوں کا جواب ٹھیک ٹھیک نہ دیا اور آخری پرچہ بحث کے دینے سے بھی انکار کر دیا۔ اس بحث میں یہ عاجز بھی موجود تھا۔ چونکہ مسائل باریک تھے۔ عام فہم معاملہ نہ تھا۔ مرزا قادیانی بڑی حکمت عملی سے لوگوں کو مولوی صاحب کی طرف سے بدظن کرتے تھے۔ گو میں بے علم عامی ہوں، پر حق کہنے سے دل نہیں رکتا۔ حضرت مولوی صاحب کو علم حدیث میں بڑا دخل ہے۔ ایک وضعی حدیث سے مرزا قادیانی نے مولوی صاحب کو دھوکہ دینا چاہا۔ فوراً بلاتامل مولوی صاحب نے بھرے جلسہ میں کہہ دیا کہ یہ حدیث وضعی ہے۔ صحیح بخاری میں نہیں، لدھیانہ کے علماء نے بہت چاہا کہ مرزا قادیانی بحث کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خاص اشتہار سے نام بنام ان کو مخاطب کیا تھا۔ مولوی مشتاق احمد صاحب نے جب اشتہار دیا۔ مرزا قادیانی پہلو تہی کر گئے۔ مفتی شاہدین نے پیغام بحث زبانی اس عاجز کے دیا ہاں ہوں سے اور پوچ عذروں سے ٹلا دیا جو اشتہار مرزا قادیانی جاری کرتے ہیں۔ اصل مطلب ان کا شہرت ہوتی ہے کیا یہ اہل اللہ اور اہل حق کا کام یہی ہے؟ ہرگز نہیں۔ حافظ محمد یوسف، خواجہ امیر الدین، منشی عبدالحق، محمد چٹو نے بمشورہ خود یا بمشورہ حضرت خود بدولت علماء اہل حق کے نام خط بھجوا دیئے کہ مرزا قادیانی سے بحث کرلو۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی نے درخواست مباحثہ منظور کر کے مرزا قادیانی کو طلب فرمایا۔ اس عاجز نے وہ پرچہ جو لاہور سے آیا تھا خدمت مرزا قادیانی میں پیش کر کے عرض کی کہ لاہور جاؤ مولوی عبداللہ صاحب واسطے بحث کے بلاتے ہیں۔ تو ہمارے حضرت خود بدولت نے فرمایا کہ یہ مولوی جیومیٹری الجبرا پڑھا ہوا ہے۔ دینیات میں اس کو دخل نہیں۔ ایسے عامی شخص سے بحث کرنی خفت ہے۔ پس اب جائے غور ہے کہ اگر یہ مولوی صاحب ایسے تھے۔ جیسے مرزا قادیانی نے فرمایا تو ان کو مخاطب کیوں کیا۔ اب ہمارے نیاز نامہ کے مخاطبین اور ناظرین انصاف پر وہ نظر انصاف سے فرماویں کہ اہل اللہ اور صلحا کے کام ایسے ہوا کرتے ہیں؟ کہنا کچھ، کرنا کچھ۔ اللہ جل شانہ برحق حامی دین حضرت ختم المرسلین ﷺ ہے۔ کس طرح صاف بدیہی طور پر مرزا قادیانی کے باطنی عقیدہ کو ان کی تحریر سے کھلم کھلا ظاہر کرا دیا تاکہ خاص وعام ان کے پنجہ سے نجات پاویں۔

دیکھو رسالہ فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام میرے نزدیک ان تینوں رسالوں کا مطالعہ کر کے کوئی شخص مرزا قادیانی کا معتقد رہے تو ایسا شخص نہایت درجہ کے نازک حالت میں ہے اور پرلے درجہ کا غبی بے بصر ہے۔ نعوذ باللہ من ہذا لوبال، جب مرزا قادیانی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب و دیگر علماء پنجاب کے مقابل سے نکل بھاگے تو تقدیر جو ان کے ساتھ چچڑ ہو کر لگی ہوئی ہے۔ جبراً وقہراً ان کو کھینچ کھانچ کر دہلی لے گئی۔ وہاں علماء اہل حق نے لب لباب مرزا قادیانی کے جدید

تصنیف کا یہ نکالا کہ یہ شخص عقائد اسلام سے منحرف ہے۔ معجزات انبیاء کو نہیں مانتا۔ لیلۃ القدر کو تسلیم نہیں کرتا۔ معراج اور وجود ملائک سے منکر ہے اور نبوت کا مدعی، پس اپنے عقائد کا ہم سے فیصلہ کر لے۔ وہاں ایسی چالاکی کی اور عام کو دھوکہ دیا اور کہا کہ یہ سب باتیں سراسر افتراء ہیں۔ گویا میرا عقیدہ وہی ہے جو اہل اسلام کا ہے۔ ہاں! ان ساری باتوں کو مسلم رکھ کر بعض نکات و معارف ارباب کشف کے طور پر لکھی ہیں۔ سبحان اللہ! مرزا قادیانی کے معارف اور کشف بطون کا ظہور۔ مرزا قادیانی! یہ تو پرانے ڈھکوسلہ فلسفہ یونان بالمحدان فرنگستان کے ہیں۔ یہ تو شیطان آپ کے دل میں القاء کر رہا ہے۔ بس معلوم ہوگیا۔ آپ کے خود تراشیدہ الہام کا حال، اور لطائف و اسرار کا حال، معارف و کشف اور نکات باطنی کا حال، مناسب تھا کہ علی گڑھی پیر مغان سے پہلے دریافت تو کر لیتے کہ یہ عجب اسراری نکات اور گوہر نایاب جو آپ کے بحر قلزم سے مجھے بطور غواصی بہم پہنچے ہیں۔ ان کو موسوم بہ الہام الٰہی کر لوں تو متصوفین اور اہل حق علماء منظور کر لیں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ وہ معلم اوّل مذکور الصدر آپ کی اس درخواست پر قہقہہ اڑاتا پھر مرزا قادیانی یہ دھوکا دیتے ہیں کہ معترضین کی آنکھوں پر غبار ہے۔ اپنے موتی بند کے حضرت کو کچھ خبر نہیں۔ انجام کار دہلی شریف سے بصد خواری اور ذلت واپس آئے۔ خدانخواستہ علماء وقت ایک سرسری معاملہ سمجھ کر خاموش رہتے تو ملک ہند میں نور اسلام مبدل بہ تاریکی ہو جاتا۔ فی الحقیقت تعصب کی دیوار دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے منہدم ہو جاتی ہے۔ اہل تصوف نے لکھا ہے کہ سلطان وقت وہ ہوتا ہے جو جاہ کو ترک کر کے مخلوق کی رجوعات سے کبر اور متکبری سے بچے، بطون کی سخت اور دشوار گزار گھاٹیوں سے پار ہو، موانع کو پیچھے چھوڑے۔ عوارض کو دور کرے قوادح سے سلامت رہے۔ تب خلعت فاخرہ کا انعام ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ملے مگر وہی بات ہے کہ شکم پرور چہ داند ایں سخن را۔ مگر آنکس کہ بازد جان وتن را۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”رسول مقبول ﷺ پر ابن مریم کی حقیقت نہ کھلی اور نہ دجال کی حقیقت اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک پہنچے۔“ یہ جرأت بے محل، یہ دلیری بے اصل، یہ الفاظ بے باکانہ، یہ تحریر بے ادبانہ، آنکھیں بند کرنے کی دیر ہے دیکھو گے۔ کس غار میں اوتارے جاؤ گے۔ کس خواری اور رسوائی سے حشر ہوگا۔ ایسے بے ادب اس پر حامی دین ہونے کا دعویٰ اور بس نہیں شیطانی القائے کا نام الہام رکھا۔ بے ادب تنہا نہ خودرا۔ داشت بد۔ بلکہ آتش درجہ آفاق زد۔ ان ردی خیالات کو ذرا ترازوئے شریعت میں تولا تو ہوتا انہیں دقائق عرفان میں مغرور ہو کر اجماع امت کو رانہ لکھ مارا۔ اپنے مرزائی کا زور انبیاء کی اہانت پر ختم کر دیا۔ اس وقت جب میں یہ نیاز نامہ تحریر کر رہا ہوں۔ وقت عصر ہے۔ روز شنبہ تاریخ دوسری جنوری ۱۸۹۲ء۔ میں نے چاہا کہ قرآن شریف سے مرزا قادیانی کی صداقت بطور تفاول دیکھوں بلاتأمل

قرآن شریف کھولا تو یہ نکلا۔ ’’جعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالآخرہ حجاباً مستوراً وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃً ان یفقھوہ وفی اذانھم وقراً (الاسراء:۴۵،۴۴)‘‘

جب مرزاقادیانی دہلی میں علماء حق کے مقابلہ میں تھے تو حضرت کو الہام ہوا۔ ’’ادعونی استجب لکم‘‘ ہم عرض کرتے ہیں کہ اس فرمان شاہی کی آپ نے تعمیل کیوں نہ کی۔ علماء کے حق میں دعاء خیر کرتے تاکہ وہ آپ کے مذہب کے پیرو ہو جاتے یا بددعا کرتے کہ بلائے آسمانی میں وہ مبتلا ہو جاتے۔ پس جلال نہ جمال ظہور میں آیا۔ اغلب کہ بموجب تعمیل احکام الٰہی آپ نے دعا کی ہو۔ مگر مستجاب نہ ہوئی تو ثابت ہوگیا کہ الہام خیالی پلاؤ تھا۔ یا آپ نے دعا نہیں کی تو عدول حکمی کے سبب آپ مستوجب سزا ہوئے۔ پس یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔ دعا کی اور قبول نہ ہوئی تو تخلف وعدہ ہوا۔ حضرت احدیت کی نسبت گمان تخلف کفر صریح۔ یا دعا نہ کی تو عدول حکمی کا الزام یا الہام پر آپ کو یقین نہ آیا۔ مذبذب رہے اس صورت میں آپ کے سارے الہام مذبذب اور شبہ سے خالی نہیں۔ اے حضرات مخاطبین اور ناظرین مرزاقادیانی کے الہاموں کا یہ حال ہے۔ اے حواریو! ہٹ دھرمی کو جانے دو۔ اللہ ورسول کو یاد کرو۔ سلف صلحاء کے راستہ کو مت چھوڑو۔ صراط مستقیم کو مت چھوڑو۔ من گھڑتی تاویلیں کرنے والوں سے بچو۔

مرزاقادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت اور انکار معجزات کے بارہ میں ایک بیرونی شہادت بڑے جوش سے پیش کرتے ہیں۔ گویا ان کے ثبوت دعویٰ کے واسطے کچہری دارالقضا میں اس فاضل اجل کی گواہی قطعی فیصلہ ہے۔ وھو ھذا. کوہ نور! یکم/ اگست ۱۸۹۱ء اور نور افشاں ۳۰/ جولائی ۱۸۹۱ء میں بحوالہ اخبار عام لکھا ہے: ’’حال میں امریکہ کے ایک بڑے پادری صاحب پر وہاں کے لوگوں نے الزام لگایا ہے۔ وجہ کفر یہ ہے کہ اسی مسیح کے معجزات اور جسمانی طور پر زندہ ہونے مسیح کا۔ اعتقاد نہیں ہے۔ یہ ایک بڑا پادری اسی فرقہ میں سے ہے۔‘‘

سو یہ ایک بیرونی شہادت ہے جو خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے دعوے پر قائم کی عیسائیوں کے ایک محقق پادری سے جو درجہ کے رو سے ایک بڑا پادری ہے۔ وہی اقرار کروایا جس کی نسبت اس عاجز کو الہامی خبر دی گئی۔‘‘ یہاں تو مرزاقادیانی نے اپنے عقل کا سارا رس نچوڑ کر اپنے دعویٰ مسیحیت اور عدم ظہور معجزات انبیاء علیہم السلام اور ملہم من اللہ ہونے کا پورا ثبوت دے کر ڈگری بحق خود کرائی۔ کیوں نہ ہو وزیرے چنیں شہر یارے چناں۔ گرہمیں مکتب است ایں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد۔ اب میں اپنے بھائیوں کے کندھے پکڑ کر ہلا، ہلا کر خواب غفلت سے بیدار کرتا ہوں اور بلند آواز سے پکار کر جگاتا ہوں کہ وہ کشتی جس میں تم سوار کئے گئے طوفان طلاطم امواج دریا فلسفہ کے گرداب

میں چکر کھا کر ڈوب گئی اور تم دریا کی لہروں میں بہے جاتے ہو۔ سنبھلو، سنبھلو، سنبھلو۔ عزیزو، دوستو! کیا اب بھی آپ ہی کہے جاؤ گے کہ مرزا قادیانی، معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات صوفیاء عظامؒ کے قائل ہیں اور ملہم من اللہ عیسیٰ ابن اللہ یہی ہیں تو پھر ہم تمہاری نسبت کیا کہیں؟ سوائے اس کے ''**ویل للمحجوبین الذین لا یعلمون انهم محجوبون**'' افسوس تمہاری اس ہٹ دھرمی پر انا للہ وانا الیہ راجعون! مرزا قادیانی اپنے اشتہار مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، تا۲۳۶ ملخص) میں فرماتے ہیں: ''**آمنت باللہ واشهد ان لا الہ الا اللہ** میرا عقیدہ وہی ہے جو سنت جماعت کا اور ناحق علماء مجھ کو الزام لگاتے ہیں۔'' مرزا قادیانی کے دھوکہ دہی اور چال بازی پر کیا کہوں۔ شیعان نے بباعث کبرسنی اپنے دفتر کا چارج مرزا قادیانی کو دے کر پنشن خواروں کی مد میں داخل ہو کر فارغ البالی حاصل کر لی۔ مرزا قادیانی کے اشتہار پر حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ گر بگوی گبر راکین آسمان۔ آفریدہ کیست این خلق وجہان۔ گویداوکاین آفریدہ ازخداست۔ کافرنیش بر خدائش گواہ است۔ کفر وفسق وستم بسیار او۔ ہست لائق باچنان اقرار او۔ فعل او کردہ دروغ آن قول را۔ تاشد ولائق عذاب ہول را۔ پس چنان کن فعل کان خود بے زبان۔ باشد اشہد گفتن وعین وعیان۔ مرزا قادیانی جناب باری کے قادر مطلق ہونے سے بھی خلجان میں پڑے ہوئے ہیں۔ انکار معجزات کی بھی یہی وجہ ہے۔ غرض قدم بقدم پیر علی گڑھی کے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ کے معراج جسمانی سے منکر، عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی صعود آسمانی کے منکر، بڑی مشکل اور استبعاد عقلی مرزا قادیانی کو یہ پیش آ گیا کہ کرۂ زمہریر سے انبیاء کا گذر کیسے ہوا ہوگا۔ خیر یہاں سے بھی گذر گئے تو مرزا قادیانی کو یہ سوچ پڑی کہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی روٹی کون پکائے گا۔ کپڑا کون بنے گا اور کون سئے گا۔ مرزا قادیانی! **قائل کن فیکون** سب کچھ کرے گا۔ ''**علیهم ثیاب سندس خضر واستبرق وحلوا اساور من فضةً وسقاهم ربهم شراباً طهوراً**'' جس نے فرمایا وہی سب کارسازی کرے گا۔ آپ کچھ فکر مت کریں۔

مرزا قادیانی سب کچھ بنے، اب امامت میں بھی حصہ دار بنتے ہیں۔ کیونکہ یہ درجہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ ایمان رہے نہ رہے امارت رہے، خلاصہ مکتوب مرزا قادیانی بنام نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ ''**وهو هذا**'' اور یہی میرا عقیدہ ہے کہ اصحابہ کے بعد جس قدر اہل بیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بے مثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور مجھے شکریہ کے ارادہ سے اس بات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ ان اماموں کے درجہ کے موافق ایک میں بھی ہوں اور ان سے زیادہ بھی مجھ پر انعامات الٰہی ہیں جس کو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانہ

کے خلقت سمجھ سکتی ہے۔ اگر میں اس دعوے پر راستی پر نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بے شک اللہ ان کی پردہ دری کرے گا۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دے کر میرے دروازہ پر بٹھا دیں اور مقابلہ کرادیں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۲ص۱۵۷جدید)

یہاں تو مرزا قادیانی نے عقل کے بھی کان کاٹ لئے۔ تمام جہاں کو بغلول بنادیا۔ خدانخواستہ ہزیان اور سرسام ہوا۔ عجیب عجیب اسرار کھولنے لگے۔ چال بازی سے کہیں نہیں چونکتے۔ فرماتے ہیں: ''نہ اس زمانہ کی خلقت سمجھ سکتی ہے۔ مشرق سے مغرب، جنوب، شمال غوث، قطب، ابدال، قطب الاقطاب علماء وفضلاء کوئی نہیں سمجھ سکتا۔''

ہمارے نزدیک ایسے کلمات کہنے والا پرلے درجہ کا متکبر اور دنیا پرست ایک امیر کے مطیع کرنے کے واسطے اپنے بے بنیاد بلند پروازی کے بیہودہ بڑھانک رہا ہے اور اولاد رسول کی درپردہ اہانت کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس گروہ پاک سے اعلیٰ ٹھہراتا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ دیکھو یہ دھوکہ بازیاں حیلہ سازیاں اس پر پر یہ دعویٰ کہ آل رسول سے میرا درجہ بلند تر، ہم کیا کہیں؟ ناظرین خود سمجھ لیں۔ جب مرزا قادیانی کو آل رسول کی نسبت یہ خیال ہے تو مجتہدان شریعت بیچارہ کس شمار میں؟ ان حضرات کو تو پرانے خیال کے آدمی سمجھتے ہوں گے۔ اے میرے بھائیو! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ شخص مسیح الدجال ہے۔

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ کسی مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دے کر میرے دروازہ پر بٹھا دیں۔ بھلا حضرت! ایسا کون مجتہد ہے جو سال بھر منتظر مشاہدہ کرامات کے واسطے آپ کے دروازہ پر بیٹھے۔ اس کی ذلت تمہاری شہرت اپنے بھاری گروہ کو وہ کیوں چھوڑے گا۔ اپنے خویش واقرباء سے کیوں علیحدہ ہوگا۔ معجزہ اور کرامات کے تو آپ منکر ہیں۔ اس سردار گروہ کو کیا دکھاؤ گے۔ کل کے ذریعہ سے جانوروں کا بولنا، پر پھیلانا کون نہیں جانتا۔ آج کے زمانہ کے بچے بھی سمجھتے ہیں کہ تار اور کل کے ذریعہ سے ایسا ہوا کرتا ہے تو وہ مجتہد جو علم اور فضل میں اپنے گروہ میں یگانہ ہوتا ہے آپ کی شعبدہ بازی کے دھوکہ میں کیوں آوے گا۔ یہ نوعمر امیرزادہ ہی تھے جو آپ کے پھندے میں پھنس گئے۔ تاریخ اور سوانح عمری حضرات ائمہ اہل بیتؑ کو جس نے ملاحظہ کیا ہوگا خود سمجھ لے گا کہ اس دار فانی میں ان کی بود وباش کیسی تھی؟ اپنی جد پاک رسول کریم ﷺ کے قدم بقدم چلنے والے راہ حق میں جان فدا کرنے والے۔ صابر، شاکر، تسلیم ورضا کے شہسوار، تجرید تفرید

کے سپہ سالار، ترک دنیا میں فرو الافراد غربا اور مساکین کے غمگسار، تکبر اور نخوت سے محفوظ عجز انکسار سے ملبوس تقویٰ اور طہارت سے بھرپور۔ اب مرزا قادیانی کے معاملات درونی بیرونی کو سامنے پیش نظر رکھ کر موازنہ کرلیں۔

بس کنم خود زیرکان را ایں بس است بانگ دو کردم اگر درده کس است

مکرر آنکہ ہم ردیف عریضہ ہذا فہرست پچیس سوال پیش کر کے عرض کرتا ہوں کہ جواب ان کا بحوالہ کتب اہل سنت جماعت عنایت ہو۔ فقط و نیز ایک قصیدہ صورتحال خود مرسل ہے۔ امید ہے کہ نفع بخشے۔ فقط!

رقیمہ نیاز: میر عباس علی صوفی لدھیانوی

۱۰ر جنوری ۱۸۹۲ء

عقیدہ مرزا قادیانی	سوال اور جرح
(۱) ''مسلمان کا مباہلہ مسلمان سے نہیں ہوتا۔'' (ازالہ اوہام ص۶۶۰، خزائن ج۳ ص۴۵۶)	اس پر سوال ہے کہ مولوی سید نذیر حسین سے درخواست مباہلہ کیوں کی دیکھو اشتہار مرزا قادیانی مطبوعہ دہلی۔
(۲) ''اس عاجز سے مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ براہین تفسیر قرآن شریف ہے اور میں مفسر ہوں اور یہ کتاب الہامی ہے۔'' (براہین احمدیہ ص۵۰۴، خزائن ج۱ ص۵۹۹)	اس پر سوال ہے کہ براہین میں جو تفسیر آیات بیّنات مرزا قادیانی کے مطابق مفسران سلف ہے اب جدیدہ تصنیف میں جو معنے کئے بالکل مخالف ہیں۔ وجہ تنقیض بیان کرو۔ الہام براہین والا سچا ہے یا جدیدہ تصنیف والا؟
(۳) ''براہین سے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا دنیا میں پایا جاتا ہے۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)	اس پر سوال ہے کہ اب دوبارہ آنے سے انکار ہے جس سے خودغرضی پائی جاتی ہے۔ دیکھو تصنیف جدیدہ۔ اوّل دعویٰ جھوٹا ہے یا دعویٰ جدیدہ جھوٹا؟ غرض ایک جگہ مرزا قادیانی کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔ جب یہ امر ثابت ہوگیا تو مرزا قادیانی کے جمیع الہامات ساقط عن الاعتبار ہو جائیں گے۔ جھوٹا شخص پاک نبی کا مثیل نہیں بن سکتا۔
(۴) مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حکمت میں آنحضرت کی طاقت ذہنی سے بہت بلند...... ایسا ہی وہ کتابیں جو تالیف کر کے اس عاجز نے شائع کیں ہیں درحقیقت یہ تمام غیبی مدد کا نتیجہ ہے۔ (فتح الاسلام ص۳۶، خزائن ج۳ ص۲۲ حاشیہ)	یہاں مرزا قادیانی قرآن شریف اور اپنی تصنیف کو بلاغت اور حکمت میں مساوی الوزن سمجھتے ہیں۔ کیا آپ صاحبوں کا یہی عقیدہ اور یہی ایمان ہے؟
(۵) مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی اور نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزیہ طور پر وحی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)	کیا آپ کا یہی عقیدہ ہے یا اس کے خلاف؟

(۶)میں محدث ہوں المحدث نبی۔ (توضیح المرام ص۸، خزائن ج۳ ص۶۰)	مرزا قادیانی کو ایسے دعویٰ میں صادق جانتے ہو یا کاذب؟
(۷)کسی بشر کا آنحضرت ہوں یا مسیح، آسمان پر چڑھنا اور اترنا فطرت کے اور سنت اللہ کے برخلاف۔ (توضیح المرام ص۹،۱۰، خزائن ج۳ ص۵۵ ملخص)	آپ صاحبوں کا عقیدہ اس بارہ میں کیا ہے۔ مرزا قادیانی صادق ہیں اس دعویٰ میں یا کاذب؟
(۸)مرزا قادیانی تثلیث ثابت کرتے ہیں۔ (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲)	آپ تثلیث کو مانتے ہو؟
(۹) مسیح اور مرزا قادیانی کو ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔	آپ مرزا قادیانی اور مسیح کو ابن اللہ مانتے ہو؟
(۱۰)ملائک نفوس فلکیہ یا ارواح کواکب ہیں۔ بموجب عقیدہ حکماء یونان اور بموجب شاستر اور وید اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے انہیں کی تاثیر سے ہو رہا ہے۔ (توضیح المرام ص۳۳، خزائن ج۳ ص۶۷،۶۸)	آپ صاحب پیرو سید اور دساتر کے ہو۔ جیسے مرزا قادیانی یا برخلاف، بیان کرو۔
(۱۱)جبرائیل امین بذات خود انبیاء کو دکھائی نہیں دیتا اور نہ زمین پر اترتا ہے۔ اس کا عکس انبیاء کے قلب میں منقوش ہوتا ہے۔ (توضیح المرام ص۷۰،۷۱، خزائن ج۳ ص۸۷،۸۸ ملخص)	اس عقیدہ میں آپ خلاف مرزا ہیں یا مطابق؟
(۱۲)سجدہ آدم سے مراد، اس کی اطاعت کرنا ہے نہ سجدہ۔ (توضیح المرام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۷۶ ملخص)	آپ صاحبان کا یہی عقیدہ ہے یا خلاف؟
(۱۳)مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ جس بہشت میں آدم علیہ السلام رہے اس بہشت سے مراد عدن ہے نہ بہشت خاص۔ وہاں ہوتے تو نکالے نہ جاتے۔ اس عاجز سے اس بارہ میں زبانی گفتگو ہو چکی۔ جائے انکار نہیں۔	آپ کا ایمان اس مسئلہ میں کیا ہے؟
(۱۴)لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں زمانہ ظلمت مراد ہے۔ (فتح اسلام ص۵۴، خزائن ج۳ ص۳۲)	آپ صاحبوں کا یہی عقیدہ ہے؟
(۱۵)پیش گوئیاں سمجھنے میں انبیاء غلطی کھاتے رہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۳۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)	آپ کا یہی عقیدہ ہے۔ انبیاء پیش گوئیوں کی سمجھنے میں خطا پر تھے۔ مرزا قادیانی اصل مطلب پیش گوئیاں سمجھ گئے۔ لاحول ولا قوۃ!
(۱۶)قرآن شریف میں جہاں اسمہ احمد آیا ہے مرزا قادیانی کا نام ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳)	آپ ایماناً کہہ سکتے ہو کہ احمد سے مراد مرزا قادیانی ہیں؟
(۱۷)مرزا قادیانی معجزات انبیاء کے مطلق انکاری ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۲۹۶ تا۳۱۱، خزائن ج۳ ص۲۵۱ تا۲۵۸ ملخص)	آپ کا عقیدہ ایسا ہی ہے؟
(۱۸)اجماع سنت جماعت کو اجماع کورانہ کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۱۴۴، خزائن ج۳ ص۱۷۳)	آپ کا عقیدہ ایسا ہی ہے؟

(۱۹) آیت شریف:''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ'' میرے حق میں گویا پیش گوئی ہے۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)	آپ صاحبوں کا ایمان کدھر مائل ہے؟
(۲۰)''وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین'' میرے حق میں وارد ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)	آپ کا ایمان کدھر ہے؟
(۲۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام داخل بہشت ہوچکے۔ وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے۔ (ازالہ اوہام ص۹۰، خزائن ج۳ ص۱۳۹)	اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب عقیدہ بہشت سے باہر نہیں آسکتے۔ حشر ان کا کہاں کیا جاوے گا یا بباعث ابن اللہ ہونے کے میدان حشر میں مطلق نہ لائے جائیں گے۔
(۲۲) عمل ترب مکروہ اور قابل نفرت نہ ہوتا تو نہیں (یعنی مرزا قادیانی) ایسے اعجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۰ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۸)	کیوں صاحب! انصاف سے کہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی توہین میں مرزا قادیانی نے کوئی کسر باقی چھوڑی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک الخرابات! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مرتکب فعل مکروہات لڑاتے ہیں اور آپ ایسے مکروہات افعال سے پاک صاف رہتے ہیں۔ مثیل عیسیٰ نہ ہوئے بلکہ اصل عیسیٰ ہوئے۔
(۲۳) مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے۔ مگر جو میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔ (ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ ص۱۰۴)	سبحان اللہ! مرزا قادیانی کی بلند پروازی چال بازی مثیل کا مرتبہ اصل سے پھرنہ کیا۔ کیوں صاحب! اس چال کو سمجھتے ہو انصاف سے جواب دینا۔
(۲۴) مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ درحقیقت جس بیوی کے لمبے ہاتھ ہیں وہ بھی سب سے پہلے فوت ہوگی۔ باوجود آپ کے سامنے ہاتھ ناپے گئے۔ مگر آپ نے منع نہ فرمایا۔ گویا اس پیش گوئی کا مطلب رسول خدا کی سمجھ میں نہ آیا۔ (ازالہ اوہام ص۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۱)	عزیز من! یہ صریح گستاخی اور پرلے درجہ کی بے ادبی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ازواج امہات کا حضرت کے سامنے ہاتھوں کا ناپنا کس کتاب میں لکھا ہے۔ پیش کرو۔ ورنہ خیانت فی روایت سے مجتنب رہو۔ قیامت کے باز پرس سے ڈرو۔
(۲۵) ازروئے الہام ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰)	الہامی کلام مرزا قادیانی! یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کبار حضرت رسول کریم ﷺ غلطی سے یا عمداً ایک آیت کو چھوڑ گئے۔ نعوذ باللہ من ھذاالوبال، ارحم الرحمین! مرزا قادیانی کے حال پر رحم فرماوے۔ نیچری اور ملحدوں کی دلدل سے ان کو نکالے اور وسوسہ شیطانی سے بچاوے۔ آپ کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ قادیان والے آیت اصحاب چھوڑ گئے۔ اب تیرہ سو برس بعد پتا لگا۔ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان عام برائے اہل اسلام

حامداً ومصلیاً

امابعد! مسلمانوں کو مرزاغلام احمد قادیانی کے سبب سے اس قدر دین کا نقصان پہنچا ہے کہ اس پر جتنا افسوس کیا جائے تھوڑا ہے اور جس قدر رنج ظاہر کیا جائے کم ہے۔ اگر یہود ونصاریٰ سے یہ نقصان پہنچتا تو موجب ملال نہ تھا۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ شخص عرصہ دراز تک مسلمانوں کا خیرخواہ بنارہا مخالفین اسلام سے تحریری اور تقریری مباحثے کر کے اپنے آپ کو مسلمانوں کا معتمد ظاہر کرتا رہا۔ مگر پھر یکایک مارآستین ہوکر اسلام ہی کا دشمن بن گیا۔ مسلمانوں کے عقائد بگاڑنے لگا۔ اوّل تو مسلمانوں کو دام تزویر میں لانے کے لئے اپنی ولایت کا اشتہار دیا اور مسلمانوں کو بیعت میں لانے لگا۔ چنانچہ سادہ لوح مسلمان اس کے اس فریب میں آگئے۔ مگر جو کچھ سمجھ رکھتے تھے اور للہ بیعت ہوئے تھے بعد تجربہ اور کسی طرح کا اثر نہ پانے کے اس سے برگشتہ ہوگئے اور اس کی بیعت کو فسخ کیا۔ جب یہ کام نہ چلا تو اب دعویٰ مسیح موعود ہونے اور نبوت کا کر بیٹھا۔ چنانچہ رسالہ (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ص۶۰) میں لکھا ہے کہ یہ خاکسار محدث ہے اور پھر دوسرے صفحہ پر کہہ دیا: ''المحدث نبی'' محدث نبی ہوتا ہے اور اسی بناء اور اعتقاد کے باعث اس کے حواری حکیم نورالدین نے بمقام لاہور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے مواجہہ میں خاتم النّبیین پر ختم نبوت ہونے سے انکار کردیا۔ پھر تماشا یہ ہے کہ باوجود دعویٰ نبوت انبیاء کے معجزات سے انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں مکروفریب تھا۔ وغیرہ وغیرہ! اور رسول اللہ ﷺ کو معراج جسمانی کبھی نہیں ہوا۔

لیلۃ القدر کوئی رات نہیں۔ اس کے اعمال کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ہم نے سنا اور تحقیق کیا اس شخص نے رمضان المبارک میں ایک روزہ نہیں رکھا۔ ظاہر میں بیماری کا عذر کرتا ہے اور فی الواقع نہایت قوی اور تندرست تھا۔ ہر روز صبح وشام دو دو تین تین میل گشت پیدل کر کے آتا تھا۔ عبادت گاہ میں جانے اور جماعت سے نماز پڑھنے سے کچھ سروکار نہیں۔ مجلس میں صبح سے شام تک سلف اکابر کی ہجو صالحین کی غیبت ہوتی رہتی ہے۔ خیر یہ اعتقاد اور اعمال اس کے ساتھ ہیں۔ آپ بھگتے گا۔ افسوس زیادہ تر تو اس سے ہے کہ اور شہروں کے مسلمانوں کو جو اس کے حال سے پورے پورے واقف نہیں قسم قسم کے دھوکے دے کر اپنے دام تزویر میں لانے کی تدبیریں رات

دن کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ آج کل اپنے معتقدین سے جو عوام اشخاص ہیں جا بجا شہروں کے علماء اور صلحاء اور رؤسا کو یہ لکھوا بھیجا ہے کہ مرزا قادیانی کی روز بروز ترقی اور عروج ہے جو عالم مقابل ہوتا ہے وہ مغلوب ہوکر جاتا ہے۔ اب اور شہروں کے علما سے مباحثے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ بھی مرزا قادیانی کے مواجہہ میں ایک ماہ تک نہ آئے تو مغلوب سمجھے جائیں گے۔

ناظرین! غور کریں دوسرے شہر کے مسلمانوں کو تو یہ غلط اور دھوکے کا مضمون لکھوادیا اور خود اس شہر کا یہ حال ہے کہ جناب مولوی محمد صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب مفتیان شہر نے ۲۹/ رمضان المبارک کو مباحثہ کا اشتہار دیا اور ایسی غیرت دلانے والے الفاظ اس کو لکھے تھے کہ اگر اسے غیرت اور لیاقت ہوتی تو فوراً ان سے مناظرہ کر کے شہر میں سرخروئی حاصل کرتا۔ مگر سامنے نہیں آیا۔ جناب مفتی محمد شاہدین صاحب نے مرزا قادیانی کو بذریعہ مرزا رحمت اللہ و میر عباس علی بار بار مناظرہ تحریری و تقریری کا پیغام دیا اور یہاں تک کہلا کر بھیجا کہ جس علم میں مرزا قادیانی کو دعویٰ ہو میدان مناظرہ میں آجاوے۔ مگر دم بخود ہی رہا اور جناب مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس نے ۲۶/ رمضان شریف کو اشتہار مباحثہ بچند شروط دیا۔ مگر صدائے برنخاست کا حساب رہا۔ آخر مرزا قادیانی کے خسر ناصر نواب نے روپڑ سے آکر اس کو جناب مولوی ابوسعید محمد حسین سے مباحثہ کرنے پر آمادہ کیا اور مباحثہ شروع ہوا جو انجام ہوا اس کا حال اعیان شہر پر ظاہر ہے۔ ....

....

اس کی نقل نہ دی۔ حالانکہ سب کے روبرو وعدہ کیا تھا کہ گھر سے نقل بھیجی جائے گی۔ گھر میں جا کر وعدے سے پھر گیا۔

عہد را بشکست وپیماں نیز ہم دین زوستش رفت وایماں نیز ہم

حالانکہ میر عباس علی وغیرہ حواریوں نے بہت کہا کہ پرچہ حسب اقرار دینا چاہئے۔ اب انکار بڑی بے شرمی ہے۔ اس کے بعض لاہوری معتقدوں نے ایک اور دام تزویر پھیلایا ہے کہ اس کے مقابلہ کے لئے علماء کو طلب کیا ہے۔ جب یہ علماء لدھیانہ کے مقابل اب تک نہیں ہوا اور ان سے روپوش رہنا ہے۔ پھر دوسرے علماء کو لکھنے سے کیا واسطہ ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دینا ہے۔ لہٰذا جملہ اہل اسلام پنجاب و ہندوستان کو ہم مسلمانان شہر لدھیانہ آگاہ کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے چند حواریوں کے دھوکے میں نہ آویں اور اس کی تحریرات نخوت آمیز وخودستانی کا ہرگز اعتبار نہ کریں۔ بلکہ اس کو مجبور کریں کہ پہلے علماء لدھیانہ سے مقابل ہوکر کامیابی

حاصل کرے۔ پھر دوسرے شہروں کے علماء کو بلاوے۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

۲۱؍ستمبر ۱۸۹۱ء مطابق ۱۶؍صفر ۱۳۰۹ھ، المشتہر انجمن اسلامیہ لدھیانہ

اطلاع

عقیدہ اہل اسلام نسبت نزول عیسیٰ علیہ السلام ورائے منصفانہ نسبت مناظرہ لدھیانہ مولوی مشتاق احمد صاحب، مدرس عربی ایم بی سکول کی تالیف اور ایک منظوم رسالہ مسمی بہ شہاب ثاقب بر مسیح کاذب اور دوسرا گیدڑ نامہ مثنوی معنوی کی حکایت شغال مرزا کے حسب حال کا ترجمہ جس میں مرزا قادیانی کے مکائد اور خصائل کا خاکہ ہے۔ محمد سعد اللہ صاحب مدرس ریاضی ایم بی سکول سے منگوائیں۔

اگر کسے را خبر نباشد ندیدہ حالات مرزا را
بگو بہ بیند شغال نامہ دراں شبیہ خصالش آمد

سب قیمتیں معہ محصول ڈاک ہیں۔ اکٹھے چاروں رسالے ۴ آنے میں آسکتے ہیں۔

مہرباں جس کو سمجھتے تھے ستمگر نکلا
لعل کا جس پہ گماں کرتے تھے پتھر نکلا

اتمام حجت کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب تیسرا خط جب کہ انہوں نے دو خطوں کا جواب معقول اور صاف نہ دیا۔ بلکہ حسب عادت قدیمہ صرف طول طویل تحریر سے اصل مطلب کو ٹالنا چاہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب بعد ماوجب گذارش ہے۔ جناب کا دوسرا رقعہ خاکسار کے التماس نامہ کے جواب میں پہنچا جو آپ نے پہلے رقعہ میں بہانہ کیا تھا (کہ وہ صوفی پہلے ظاہر ہو جائیں اور اشتہار دیں تب ان کی درخواست کا جواب دوں گا) وہی اب دوسرے رقعہ میں دہرایا ہے۔ جناب من وہ صوفی تو موجود ہیں معدوم اور عنقا نہیں آپ کا الہام کیا اس قدر بھی مضبوط نہیں کہ اپنے مقابل کو معلوم کر لے اور نام بتادے۔ یہ کیا مکاشفہ صحیحہ ہے۔ آپ موجود کو معدوم ہی فرض کرتے جاتے ہیں۔ الحاصل وہ صوفی صاحب موجود ہیں۔ وقت پر ان کے حاضر کر دینے کے ذمہ دار مولوی محمد حسین ہیں اور جیسا آپ نے دو ہزار پرچوں میں اشتہار دیا تھا ویسا ہی ان صوفی صاحب کا اشتہار مطبوعہ اشاعۃ السنہ ہر ایک علاقہ سندھ، پنجاب میں

شائع ہو گیا۔ .... اور آپ کے گریز اختیار کرنے سے .... ذرہ مرزا قادیانی خدا کے لئے یہ تو بتلایئے کہ سالہا سال سے آپ نے نشان آسمانی دکھلانے کا بمقابلہ آریہ ونصاریٰ وغیرہ دعویٰ کیا۔ مگر کبھی کسی معرکہ پر دکھلایا بھی[1] ہے۔ ہمیشہ جب کوئی مستدعی ہوا آپ نے کاغذی گھوڑے دوڑا کر شرائط غیر ممکن الوقوع لگا کر ٹلا ہی دیا۔ اب وہی روش مسلمانوں کے مقابلے میں اختیار کی آپ کی اس روش نے میرا دل بیزار کر دیا۔ آپ کا فیصلہ آسمانی نہیں اس کی تو یہی مثال ہے نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ اگر کچھ ہے تو صاف کہو کہ آؤ ایسا نشان دس ہفتہ کے اندر دکھلاتا ہوں۔ اگر اس سے عاجز ہو یا اس کو معجزات عیسوی کی طرح غیر ممکن[2] سمجھتے ہو تو الزاماً اس کا بوجھ خصم پر ڈالو۔ اگر کوئی مقابل میں نہ نکلا تو مولوی محمد حسین پر الزام قائم ہوگا جو آپ کی اقصی المرادات ہے۔ اگر نکل کر نہ دکھلا سکا تو آپ کی فتح ہے۔ آپ کو تردد کیوں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چور کا دل کانپتا ہے۔ ”لا یفلح الساحر حیث اتی“

علماء پر افتراء اور جھوٹ کا الزام لگاتے وقت آپ کو شرم آنی چاہئے۔ مباحثہ لدھیانہ میں آپ نے جو جو افتراء اور جھوٹ بولے ان میں سے اکاذیب اربعہ اسی وقت شائع کئے گئے جس کا جواب اب تک آپ نے کچھ نہیں دیا۔ خصوصاً حدیث عرض حدیث علی القرآن کا بخاری میں ہونا جس سے علاوہ علم لدنی آپ کی علم کتابی کی قلعی بھی خوب کھل گئی۔

کتاب عبقات الانوار جو شیعوں کی طرف سے جرح وقدح صحیح بخاری میں لکھی گئی ہے۔ میر فرزند حسین شیعہ سے خاص انہیں ایام میں منگائی آپ کے دشمن اہل سنت ہونے پر ایک بیّن ثبوت ہے جس میں سے آپ کو خاک بھی حاصل نہ ہوا مفت ان کا احسان اٹھایا اور انہوں نے بھی آپ کو سخت فریبی یقین کر لیا کہ سنی کہلا کر سنیوں کے مقابلے میں ہم سے مدد چاہتا ہے اور انہوں نے دشمن کو چھاتی پر سانپ مارنا سمجھ کر کتاب بخوشی خاطر دیدی۔ آپ کی یہی خوبیاں اور چالاکیاں میر ناصر نواب صاحب پر (جو آپ سے ظاہری تعلق کے ساتھ باطنی تعلق پیدا کر چکے تھے) ظاہر ہو کر موجب رجوع الی الحق ہوئی ہیں۔ یہ ذرہ غور سے اشاعۃ السنہ نمبر۲ ج۱۴ ص۶۶۰ کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحب کو لکھ دو کہ ....

---

[1] باقی رہیں پیش گوئیاں سو پسر کی جگہ دختر ہو گئی۔ اس پر ہوا ایک ہی سال میں رخصت ہو گیا سب دھوم دھام رکھی رہ گئی۔

[2] بہتر ہے کہ اپنے ایسے عقائد نیچریہ کی نسبت صاحب اشاعۃ السنہ سے بحث کر لیں وہ اس کا رد آپ کی تصانیف سابقہ میں دکھلا دیں گے۔

کہ وہ کوئی ایسی کرامت دکھلاوے جو اس کے دعویٰ کی مصدق ہو۔ کرامت ایسی ہونی چاہئے جس کو روئے زمین کے ذی علم وطبعی وفلاسفر بھی کرامت کے نام سے موسوم کرسکیں اور دکھانے سے پہلے یہ ایک ضروری شرط ہے کہ اس کی جزئی وکلی حالات ایسے مشروح طور پر لکھ کر مشتہر کردیئے جائیں کہ عام وخاص جاہل وعالم اس کی کیفیت اور صورت واقعہ اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ حتیٰ کہ سمجھنے اور دیکھنے میں اس کی کیفیت کے اندران کو ذرا بھی اختلاف نہ ہو۔ پس اس شرط کے ساتھ مرزاقادیانی کوئی آسمانی کرامت ونشان دس ہفتہ میں ہی دکھلاوے اور اگر اس میعاد معینہ کے اندر ایسی کرامت کے دکھلانے سے مرزاعاجز آجاوے تو اس کے اقرار عجز کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ میں وہی کرامت اور آسمانی نشان جو مرزا طلب کرے گا اس کو پانچ ہفتہ کے اندر دکھادوں گا اور ایسا آسمانی نشان دیکھنے کے بعد مرزاقادیانی پر صرف یہ واجب ہوگا کہ اپنے عقائد مستحدثہ سے توبہ کرے گا اور توبہ نامہ چھاپ دے گا۔

ان حضرت صوفی صاحب کا نام تب بتایا جائے گا جب کادیانی صاحب اس شرط سے نشان دکھلانا یا دیکھنا منظور کر کے کسی اخبار میں اس امر کا اشتہار کردیں گے۔ پہلے سے ہم ان کا نام مشتہر کریں تو قادیانی ان میں کسی قسم کی جرح نکال کر اس بات کو ٹلادیں گے۔ جیسے کہ ان کی قدیمی عادت ہے۔ ہم ان کی حکمت عملیوں سے خوب واقف ہیں۔

جو قریباً دوماہ ہوئے کہ جالندھر میں آپ کو معتبر شخصوں کے ہاتھ پہنچایا گیا اور آج تک آپ سے کوئی صدا نہیں نکلی۔ اس لئے مجبوراً ہم نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کیا عمدہ بولے ہیں جو چپ رہنے سے بدتر ہے۔ باقی آپ کی گیدڑ بھبکیاں محض بیکار ہیں۔ خداوند کریم نے مجھے خوب ثابت کردیا کہ آپ کے پاس کوئی نور باطنی نہیں[1] اور کسی قسم کا تصرف اور نسبت جو اہل دل کو حاصل ہونی چاہئے ہرگز آپ کے اندر نہیں۔ اپنے ازالہ میں مکاشفات کے باب میں بڑی تجربہ کاری کا دعویٰ ہے اور میرے سامنے[2] کہہ دیا کہ میرا یہ مذہب نہیں۔ الراقم: میر عباس علی صوفی لدھیانوی

---

[1] (ازالہ اوہام ص۴۷۴، خزائن ج۳ ص۳۵۴) یہ عاجز صاحب تجربہ ہے۔ بارہا عالم بیداری میں مقدس لوگ نظر آئے ہیں۔ انی ما قال فی ص۴۷۵ اگر کسی کو اس کوچہ میں کچھ دخل ہو تو ہم بڑی آسانی سے اس کو تسلیم کراسکتے ہیں۔

[2] دلّی اور پٹیالہ سے بھاگ کر بوقت واپسی جب لدھیانہ میں ٹھہرے اور مجھے بلایا تو میں نے ازروئے مکاشفہ یہی صورت فیصلہ پیش کی یعنی مجھے مشاہدہ کرادو تو کہہ دیا کہ میرا یہ مذہب نہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جناب منشی قاسم علی صاحب احمدی ایڈیٹر الحق ورسالہ احمدی کی خدمت میں

کھلی چٹھی

مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب من! ’’السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین ‘‘ آپ اپنے رسالہ ’’النبوۃ فی خیر الامة ‘‘ کے ص۱۲۰ میں لکھتے ہیں: ’’عقائد کی بنا یقینیات پر ہے۔‘‘ اور اس کے تین سطروں کے بعد لکھتے ہیں: ’’عقائد عظیمہ کی بناء نصوص صریحہ بینہ قطعی الدلالۃ پر ہوتی ہے۔‘‘ اور ص۱۲۱،۱۲۲ میں لکھتے ہیں: ’’نص صریح قطعی الدلالۃ اس کو کہتے ہیں جس میں کسی دوسرے اور خلاف مدعا معنی کا احتمال نہ ہو۔ اگر خلاف مدلول معنی بھی نکلتے ہوں تو پھر اس دعویٰ کے لئے نص صریح قطعی الدلالۃ نہیں رہے گی۔ جس کے ثابت کرنے کو وہ پیش کی گئی ہے۔‘‘

مرحبا شاباش! جزاک اللہ ! آپ نے خوب لکھا ہے۔ ہم لوگ بھی ان اصول کو ضرور مانتے ہیں۔ آپ لوگ بھی انہیں اصول کو مدنظر رکھ کر عقائد حقہ کو اختیار اور عقائد باطلہ سے فرار کریں۔ آپ نے اس رسالہ میں اپنے دو عقیدۂ خاص کا اظہار کیا ہے۔

عقیدۂ اولیٰ...... جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں انبیائے غیر تشریعی مبعوث ہوں گے۔ آپ کا یہ عقیدہ آپ کے عقیدۂ ثانیہ کی تمہید ہے۔

عقیدہ ثانیہ...... حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی امت میں مرزاغلام احمد قادیانی نبی غیر تشریعی قمر الانبیاء ہیں۔

جناب من! آپ کے یہ دونوں عقیدے عقائد عظیمہ ہیں۔ آپ کی تحریر وتسلیم کے موافق آپ پر واجب ہے کہ ان دونوں عقیدوں کے اثبات میں نصوص صریحہ بینہ قطعی الدلالۃ پیش

کریں۔ کیونکہ آپ مدعی ہیں اور بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے۔ لیکن آپ اپنے فرض منصبی کی ادا میں قاصر وعاجز رہ گئے۔ ’’اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب (البقرہ:۴۴) کما قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون. کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (الصف:۲،۳)‘‘ عقیدۂ اولیٰ کے اثبات میں آپ نے تین آیتیں پیش کی ہیں جن سے آپ کا مقصود ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے اپنے رسالہ ’’الخلافۃ فی خیر الامۃ‘‘ میں زوروں کے ساتھ آپ کے استدلال کو غلط ثابت کیا ہے۔ اس لئے آپ کا دعویٰ اولیٰ بے دلیل رہ گیا۔ آپ کا دوسرا دعویٰ تو ابتداء ہی سے محض بے دلیل ہے۔ آپ نے اس کی کوئی دلیل ذکر ہی نہیں کی ہے۔ اب خوب سمجھ لیجئے کہ آپ کے دونوں دعوے وعقیدے بے دلیل ہیں۔ ایسے عقائد عظیمہ اور ان کی دلیل ندارد۔

نبوت خدا کی رحمت ونعمت عظمیٰ ہے۔ اس کا عطاء کرنا اسی منعم حقیقی کے اختیار میں ہے جس کی شان مبارک یہ ہے: ’’توتی الملک من تشآء وتنزع الملک ممن تشآء وتعز من تشآء وتذل من تشآء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر (آل عمران:۲۶)‘‘ کسی بشر یا بشر کی جماعت خاص کو یہ حق نہیں ہے کہ جس کو چاہے نبی بناوے اور اس کے نہیں ماننے والوں کو کافر بناوے۔ آپ لوگوں نے مرزا قادیانی کی چکنی چپڑی تحریروں اور تقریروں سے ان کو نبی بنادیا۔ مرزائیوں کو جنت دی اور محمدیوں کو جنت سے علیحدہ کردیا۔ گویا خدائی اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ بعث بعد الموت کے عقیدہ کو اپنے حق میں اپنے جی سے بھلا دیا۔ نعوذ باللہ منہا!

آپ کی قادیانی جماعت کے اسلام کا دوسرا جزو مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت کا اقرار اور ان کی رسالت کی تصدیق ہے۔ اسی وجہ سے آپ لوگوں نے اپنا مذہبی لقب احمدی رکھا ہے اور ہم

محمدیوں سے علیحدہ ہونے کے لئے اسی لقب کو مابہ الامتیاز قرار دیا ہے۔ چونکہ آپ لوگ اپنے نبی کی نبوت کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا تابع سمجھتے ہیں اور قرآن پاک کو اپنا قانون الٰہی ودستور العمل سمجھتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے آپ اور آپ کی جماعت پر یہ فرض ہے کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت ہم لوگوں کے اسلام کا دوسرا جزو قرآن پاک کی نص صریح ’’**وما محمد الا رسول**‘‘ سے ثابت ہے۔ اسی طرح آپ لوگ بھی اپنے اسلام کے دوسرے جزو کو جو نہایت ہی مہتم بالشان عقیدہ ہے قرآن مجید کی نص صریح قطعی الدلالۃ یا اس سے تنزل کر کے حدیث متواتر یا کم ازکم کسی حدیث صحیح کی نص صریح الدلالۃ سے ثابت کریں۔ ’’**فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین** (بقرہ:۲۴)‘‘

اس امت میں خلافت راشدہ واقع ہونے کی بشارت قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ خلفائے راشدین میں اعلیٰ طبقہ کے خلفاء مہدی اوسط ومہدی آخر کا نام ان کے والد کا نام ان کا مقام خروج وحلیہ ان کی کارگزاریاں کارنامے حدیثوں میں بصراحت مذکور ہیں۔ لیکن تعجب بالائے تعجب ہے کہ نبوۃ ایسا جلیل الشان منصب جو خلافت راشدہ سے بالاتر ہے۔ اس امت میں واقع ہونے والا ہو اور قرآن وحدیث میں اس کی تصریح نہ ہو۔ انبیاء کے نام ونشان مذکور نہ ہوں۔ خصوصاً قمر الانبیاء ایسے نبی کا نام تک مذکور نہ ہو۔ بلکہ قرآن مجید وحدیث شریف کے نصوص صریحہ قطعی الدلالۃ سے تشریعی غیرتشریعی ہر قسم کی نبوت کی صریح نفی ثابت ہو۔

مکرما! نہایت ہی شرم وغیرت کی بات ہے کہ خلاف قرارداد عقائد اسلام دو نئے دعوے اور عقیدے کے آپ مدعی ہوئے ہیں اور ہم لوگ بحیثیت سائل ان دونوں عقیدوں کے طالب دلیل ہیں۔ آپ اپنے رسالہ کے ص۱۲۱ میں اصول مناظرہ کے خلاف ہم ہی لوگوں سے دلیل نص صریح قطعی الدلالۃ طلب کرتے ہیں۔ ’’الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔‘‘ بااینہمہ میں نے اپنے

رسالہ’’الخلافۃ فی خیر الامۃ‘‘میں قرآن پاک کے لفظ’’خاتم النّبیین‘‘اور حدیث شریف کے’’لا نبوۃ بعدی (مسلم ج۲ ص۲۷۸)‘‘سے کہ یہ دونوں ہمارے مقصود پر دلالت کرتے ہیں اور نص صریح قطعی الدلالۃ ہیں۔ آپ کے دونوں دعوؤں کی نفی ثابت کی ہے۔ لفظ’’خاتم النّبیین‘‘ کا طبعزاد و من گھڑت معنی بیان کر کے آپ نے اپنی دلیل قرار دی ہے اور اس دلیل کو جو ہمیشہ سے علمائے متکلمین میں چلی آرہی ہے۔ بزعم خود آپ نے ان سے چھین لیا ہے اور میرا دعویٰ یہ ہے کہ آپ نے غصب کیا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے رسالہ میں اس کا معنی صحیح جناب رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا، حدیث صحیح سے بتا کر اپنے مدعا پر دلالت کرنے میں اس کو نص صریح الدلالۃ ثابت کیا ہے اور آپ کے معارضہ بالقلب باطل کی معارضہ بالقلب صحیح سے مدافعت کی ہے اور دلیل مغصوب کو آپ سے واپس لیا ہے۔

اور حدیث شریف’’لا نبوۃ بعدی (مسلم ج۲ ص۲۷۸)‘‘حدیث متواتر المعنی ہے۔ اس کا قدر مشترک مضمون عدم نبوت بعد خاتم الانبیاء مختلف مضامین کی حدیثوں کے ضمن میں ثابت ہو کر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے۔

اب آپ پر واجب ہے کہ اپنے دونوں عقیدوں کی دلیل قرآن مجید یا حدیث صحیح کی نص صریح الدلالۃ سے پیش کریں۔ ورنہ باب توبہ مفتوح ہے۔ اپنے عقیدہ باطلہ سے تائب ہو کر خالصاً مخلصاً امت محمدیہ میں داخل ہو جائیں۔

بطریق ضمیمہ اس رسالہ کے ساتھ رسالہ’’تنقیح وابطال امامت قادیانی‘‘ بھی منضم ہے۔ رسالۂ آخر الذکر میں بتقریب ابطال امامت اہل قادیان مرزا قادیانی بانی مذہب قادیان کا خارج از دائرہ اسلام ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے اور اس کی نظیر میں آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے مسیلمہ کذاب کی تکفیر پیش کی گئی ہے جو آپ ﷺ کو نبی اور اپنا مطاع تسلیم کر کے

آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے مستعدو آمادہ تھا۔

الغرض رسالہ ’’الخلافة فی خیر الامة ‘‘میں قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کے اقوال سے استدلال ہے اور رسالہ ’’تنقیح وابطال امامت قادیانی‘‘ میں رسالہ کے ضمیمہ میں آپ کے فعل سے استناد ہے۔ تاکہ حضرت سید المرسلین خاتم النّبیین ﷺ کے قول وفعل دونوں سے آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کے دعویٰ کا ابطال اور ان کی تفسیق وتکفیر وخارج از اسلام قرار دینا آپ کی امت خیر الامم کے لئے بحکم ’’لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (احزاب: ۲۱)‘‘ اتباع واقتداء میں بہترین نمونہ واسوہ حسنہ حاصل ہو۔

مجھ کو آپ کی توجہات کریمانہ سے امید یہ ہے کہ آپ اپنے موجودہ خیالات کو ذہن سے نکال کر مخلّی بالطبع ہوکر کمال توجہ کے ساتھ میری تحریر کو ملاحظہ فرمائیں۔ اگر آپ کی سمجھ میں آجائے عمل کریں۔ ورنہ اگر جواب لکھنا مقصود ہو پہلے اس کھلی چٹھی کا جواب ارقام فرمائیں۔ بعدہ، جواب رسالہ کی طرف متوجہ ہوں۔

خدا شاہد حال ہے کہ میری غرض اس تحریر سے طبع آزمائی وخامہ فرسائی نہیں ہے۔ بلکہ میرا مقصود اصلی اظہار حق وخیر اندیشی ہے۔ ’’والله اعلم بحقیقة الحال. والیه المرجع والمال، اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه وتوفنا مسلمین والحقنا بالصالحین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین واله واصحابه اجمعین واٰخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین‘‘

’’انا العبد الا واه السید محمد عبدالله الافضل فوری العظیم ابادی غفره الله ذوالایادی ‘‘تعلیم یافتہ مدرسہ اصلاح المسلمین سلطان گنج بانکی پور پٹنہ۔ المرقوم مورخہ ۱۵/ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

الخلافة فی خیر الامة
ردًّا علیٰ النبوة فی خیر الامة

مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

’’الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النّبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ خصوصاً علیٰ خلفائہ الراشدین وائمۃ المھدیین الذین ھم ھداۃ الدین الیٰ یوم الدین. اما بعد‘‘

بالفعل مجھ کو رسالہ ’’النبوۃ فی خیر الامۃ‘‘ مصنفہ منشی قاسم علی قادیانی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اگرچہ اس رسالہ میں لفاظی ملمع سازی اور تمہیدی تقریریں بہت ہیں لیکن اصل مقصود مصنف یہ ہے کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد بقائے سلسلۂ نبوت ثابت کر کے اپنے خانہ ساز متنبّی مرزاغلام احمد قادیانی کو درجۂ نبوۃ تک پہنچائے اور ان کو قمر الانبیاء اور صحابہ کرامؓ کو ان کے مقابلہ میں ستارے قرار دے کر اس...... مغل کا درجہ حضرات خلفائے راشدین ائمہ قریش سے بڑھائے اور حضرات صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے راشدین واعیان اہل بیتؓ نبوت (جن کی خوبیاں وفضائل اور درجات آخرت کی بشارتیں، قرآن پاک وحضرت رسالت مآب ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے ثابت ہیں) کی توہین وکسر شان کیجئے اور اپنے جعلی نبی کی جھوٹی باتوں کو، نبی حقیقی فداہ ابی وامی ﷺ کے ارشادات پر جو باسانید صحیحہ ثابت ہیں ترجیح دیجئے۔

اس رسالہ میں چند دعاوی ہیں:

۱...... جناب سید المرسلین خاتم النّبیین ﷺ کی امت میں بھی مثل امت موسوی کے انبیائے غیر تشریعی پیدا ہوں گے۔ (ص۱۵تا۲۰)

۲...... لفظ خاتم النّبیین کا معنی جو علمائے اہل اسلام نے قرآن مجید وحدیث شریف سے بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے اور مرزائیوں کا من گھڑت معنی صحیح ہے۔ (ص۳۹)

۳...... جناب رسالت مآب ﷺ کی سیادت وکمال نبوت اسی میں منحصر ہے کہ آپ کی امت میں بھی انبیاء ہوں۔ (ص۱۹)

۴...... آنحضرت ﷺ کی امت میں انبیاء جو پیدا ہوں گے ان کے سرتاج قمر الانبیاء مرزاغلام احمد قادیانی ہیں۔ (ص۴۹،۵۰)

میں ان دعاوی کے نقیض کو ثابت کر کے ان کی تردید کروں گا۔

امت محمدیہ میں مثل امم سابقہ کے انبیائے غیرتشریعی کی ضرورت ہی نہیں ہے

چونکہ امم سابقہ میں کتب الٰہیہ وسنن انبیاء کی حفاظت کا انتظام اورفن اسماء الرجال کی تدوین نہیں ہوئی تھی اور اقوام غیر کے غلبہ اور دست برد سے آسمانی کتابیں اور انبیاء سابقین کی حدیثیں محفوظ نہیں رہتی تھیں۔ علاوہ بریں خود اہل کتاب بھی بہوائے نفسانی اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف وتغیر وردوبدل کیا کرتے تھے۔ اس لئے انبیاء سابقین کی متغیر شدہ وحی کو بذریعہ وحی جدید یاد دلانے کے لئے اگلی امتوں میں انبیائے غیرتشریعی مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن حضرت فضال مطلق نے اپنی خاص رحمت کاملہ سے اس امت کو تحریف وتغیر وتبدل کی زحمت سے مامون ومحفوظ رکھا۔ ’’ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم (الحدید:۲۱)‘‘ اس لئے یہ امت خیرالامم وحی جدید اور انبیائے غیرتشریعی کی اعانت وامداد سے دائماً مستغنی رہی اور رہے گی۔

اس امت مرحومہ کی کتاب آسمانی، یعنی قرآن پاک کی حفاظت کا خداوند عالم خود ذمہ دار وضامن ہے۔ ’’نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر:۹)‘‘ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مقدس کتاب تیرہ سو برسوں سے تحریف وتغیر وتبدل سے کلیتہً پاک ہے۔ ایک لفظ میں بھی تحریف نہ ہوئی اور حسب وعدہ الٰہی قیامت تک نہ ہوگی۔ بخلاف توراۃ وغیرہ کتب سابقہ کے کہ ان میں ہمیشہ تحریفیں ہوتی رہیں۔ اقوام غیر کے ہاتھوں سے ان کے نسخے جلائے گئے اور انبیائے غیرتشریعی بذریعہ وحی جدید خود ہا ان کی ترمیم وتدجدید کرتے رہے۔

حدیثوں کی حفاظت کے لئے اللہ پاک نے اہل اسلام کو ’’فن اسماء الرجال‘‘ کے ایجاد کی توفیق بخشی جو حدیثوں کی صحت وسقم قوت وضعف جانچنے اور معلوم کرنے کے لئے ایک معیار کامل ہے۔ جس کے ذریعہ سے صحیح ومعتبر حدیثیں اپنی کتابوں میں کمال صحت واستناد کے ساتھ محفوظ وموجود ہیں۔

جب متن قرآن مجید اور اس کی شرح حدیث صحیح کی حفاظت ونگہبانی من جانب اللہ ایسی ہوئی۔ تو یہ دین کامل اپنے قیام وبقاء میں وحی جدید اور نبی غیرتشریعی کا محتاج نہیں رہا اور یہ کمال استغناء اس دین پاک کے کمالات میں داخل ہے۔ جس کو قادیانی محض اپنی زبان درازی، کارستانی رنگ آمیزی سے مٹانا چاہتے ہیں۔

حضرت خداوند عالم نے قرآن پاک کی حفاظت کے لئے اس کی جمع وتعلیم وتشریح کا ذمہ لیا ہے اور اتباع تعلیم قرآنی کے لئے مامور فرمایا ہے: ’’ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ (قیامۃ:۱۷) ‘‘اس آیت کریمہ سے تین وعدے مفہوم ہوئے: (۱) قرآن پاک کی جمع وحفاظت۔ (۲) قرأۃ قرآنی کی تعلیم۔ (۳) معنی قرآن کے شرح وبیان، اور یہ تینوں وعدے پورے ہوچکے۔

وعدہ اولیٰ! کا ظہور یوں ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں بحکم خلیفہ واہتمام اکابر صحابہ، قرآن پاک کے اوراق منتشرہ مجتمع ویکجا ہوئے۔ یہ ’’ان علینا جمعہ[1]‘‘ کا ظہور رہا۔

وعدہ ثانیہ! کا ایفاء یوں ہوا کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ خلیفہ سوم کے عہد میں ان کے حکم اور صحابہؓ (جو حفاظ قرآن پاک وکاتبین وحی تھے) کی سعی بلیغ سے قرأۃ قرآنی کی خوب چھان بین وتنقید وتحقیق ہوئی۔ قرآن پاک کا نزول عرب کے قریشی زبان اور محاورہ میں ہوا تھا۔ قرآن پاک کی جو قرأتیں اور کلام مجید کے جتنے نسخے قریشی زبان اور محاورہ کے موافق جاری تھے قائم رکھے گئے اور جمیع اہل اسلام اسی قرأۃ کے اتباع یعنی قریشی لہجے اور محاورہ کے موافق پڑھنے کے لئے مامور ہوئے اور عرب کے مختلف قبائل نے جو الفاظ قرآنی کو اپنے محاورہ کے موافق بنائے تھے بحکم خلیفہ وہ سب نسخے جلا دیئے گئے۔ یہ وعدہ الٰہی وقرآنیہ کا ظہور رہا۔ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت عام ہے۔ کسی خاص قوم یا ملک کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ تمام قبائل عرب واصناف عجم کو شامل ہے تو آپ ﷺ پر جو کتاب آسمانی نازل ہوئی وہ بھی اسی وجہ سے عام ہے اور افراد انسانی کا لب ولہجہ، قوت گفتار، بوجہ تغائر واختلاف شدید اصناف واشخاص کے مختلف ہے۔ اس لئے حضرت حکیم مطلق نے بنظر تسہیل وآسانی اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے قرآن پاک کی سات قرأتین تعلیم فرمائیں۔ ان کے راوی قرّاء سبعہ مشہور ہیں۔ جن کی روایت کی ہوئی سات قرأتیں بتواتر نقل زمانۂ رسالت سے اس وقت تک بعینہا بلا فرق سرمو، ثابت وجاری ہیں۔ جس کو جو قرأۃ آسان معلوم ہوتی ہے اس کی مزاولت کرتا ہے۔ یہ وعدہ خداوندی ’’فاذا قرانہ فاتبع قرانہ‘‘ کا ایفاء ہوا۔

وعدہ ثالثہ! یوں پورا ہوا۔ قرآن مجید میں ایمانیات واعتقادات کی تعلیم بالتفصیل اور احکام کی بالاجمال ہے۔ حضرت رسالت ﷺ نے مجمل کو مفصل، مبہم کو مفسر، مطلق کو مقید، بنا کر

[1] جمعہ کا ظہور دو طور پر ہوا۔ اوّل یہ کہ سینۂ فیض گنجینہ میں حضرت ﷺ کے جمع ہوا بعدہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کاغذوں میں جمع کردیا گیا۔

مسلمانوں کو قرآن پاک پر عمل کرنا سکھایا۔ مثلاً قرآن شریف میں اقامت صلوٰۃ (نماز ٹھیک پڑھنا) کی تاکید شدید بکثرت ہے۔ لیکن ترکیب وہیئت نماز کے بیان سے کلیتہً سکوت ہے۔ حدیث شریف نے اس ضرورت کو پورا کردیا۔

اسی طرح زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ احکام مجمل ہیں۔ جن کی تعمیل بغیر شرح حدیثوں کے دشوار ونامقبول ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حدیثوں کی تعلیم ابتداءً صحابہ کرامؓ کو ہوئی۔ طریقہ تعلیم یہ رہا کہ ضرورت کے وقتوں میں جناب رسول اللہ ﷺ از خود بیان فرماتے یا کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرماتے۔ اس مجلس میں جس قدر باتیں بیان کی جاتیں حاضرین مجلس ذہن نشین کر لیتے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ دوسری مجلس میں دوسرے اصحاب موجود ہوتے ان کے سامنے جو باتیں ہوتیں ان کو وہ یاد کر لیتے۔ اسی وجہ سے حدیثوں کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مثلاً ایک صحابیؓ کو ایک حدیث معلوم ہوئی اور دوسرے کو نہیں اور جوان کو معلوم ہے ان کو نہیں۔ یہاں تک کہ کبار صحابہؓ کو بعض حدیثیں معلوم نہ تھیں۔ عندالاستفسار دوسروں کے معلوم ہوئیں۔ الغرض یہ جواہر بیش بہا تدریجاً صحابہ کرامؓ کے سینہ فیض گنجینہ میں مفوض ومخزون ہوئے اور وہ بتقریب اعلاء کلمتہ اللہ واشاعۃ دین متین اقطار عالم میں منتشر ہوگئے اور جہاں اقامت اختیار کی اپنی یاد اور فہم کے مطابق حدیثوں کی تعمیل وتعلیم فرماتے رہے اور مختلف مقامات میں ان کے شاگرد تابعین اور شاگرد کے شاگرد تبع تابعین کی جماعتیں بکثرت تیار ہوئیں۔ اسی اثناء میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوئے جو اپنی نفسانی خواہشوں سے جھوٹی حدیثیں وضع کرنے لگے اور اپنی عقل کو باغوائے نفس وشیطان احکام شرعیہ میں دخل دے کر اپنے جی سے احکام شرعیہ بنانے اور گھڑنے لگے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں نے کمر ہمت چست باندھی اور حدیثوں کی جمع وتحقیق وتنقید میں مشغول ومصروف ہوئے۔ اپنے پاؤں میں چھتڑے باندھ کر اسلامی دنیا میں خوب دوروگشت کیا اور جہاں جس حدیث کا سراغ وپتہ لگا۔ اوّلاً اس کے راویوں کے حالات کی خوب تحقیق کی کہ ہر راوی سچا راست گفتار ہے یا جھوٹا دروغ گو۔ کل احکام شرعیہ کا پابند ہے یا کسی حکم ضروری شرعی کا تارک۔ قوی الحافظہ یا ضعیف الحافظہ۔ الغرض سند کے کل راویوں کا سچا دیندار قوی الحافظہ ہونا جب ثابت ہوتا تو ایسے سند کی حدیثیں معتبر لائق عمل سمجھی جاتیں۔ محدثین ایسی حدیثوں کو یاد کرتے اور کتابوں میں بحفاظت رکھتے۔ اس تحقیق وتدقیق چھان بین سے حدیثوں کی تدوین ہوئی جو قرآن پاک کے اجمال کی تفصیل وشرح وبیان ہے اور اس تدوین سے ’’ثم ان[1] علینا بیانہ‘‘ وعدہ الٰہی کا ایفا

[1] ثم حرف تعقیب بالمحلت کا ہے۔ ایسا ہی ظاہر بھی ہوا کہ دوسری صدی میں حدیثیں جمع ہونا شروع ہوئیں۔

ہوا۔ اسی ایفائے وعدہ کے لئے علمائے اسلام کو منجانب اللہ ایجاد وتدوین اسماء الرجال کی توفیق عطاء کی گئی۔ یہ فن شریف حدیثوں کی صحت وسقم قوت وضعف جانچنے کے لئے معیار کامل ہے۔

معزز ناظرین! تقریر ماسبق سے آپ لوگوں کو قرآن پاک کی حفاظت مطلق پرزور لفظوں میں تحت وعدہ الٰہی ہونا معلوم ہوچکا اور قرآن لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے۔ پس خداوند عالم کی طرف سے قرآن کے لفظ ومعنی دونوں کی حفاظت کا وعدہ اور ذمہ داری کی گئی۔ الفاظ قرآنی کی حفاظت تو ایسی ہوئی کہ قرآن مجید کے حروف، حرکات، سکنات ونقاط سب شمار کئے گئے۔ مثلاً اوّل سے آخر تک قرآن مجید میں الف کی تعداد کس قدر ہے اور یا کی کس قدر۔ علیٰ ہذا القیاس جملہ حروف تہجی اور قرآن پاک میں کسرہ کس قدر ہے۔ فتحہ کس قدر، ضمہ کس قدر، حروف مشدد کتنے ہیں اور نقطے کتنے۔ یہ تعداد وشمار بے شمار کتابوں میں محفوظ ہے۔ اب اس حفظ وضبط کا اثر یہ ہوا کہ تیرہ چودہ سو برس نزول قرآن پاک کو ہوئے۔ لیکن بفضلہ وبحفظہ تعالیٰ ایک زبر زیر بلکہ ایک نقطہ کی بھی تحریف نہ ہوئی۔ جیسا کہ نازل ہوا اسی آب وتاب سے بلفظہ وبنظمہ اب تک موجود ومحفوظ ہے۔

قرآن پاک کا معنی وشرح صحیح احادیث صحیحہ میں منحصر ہے اور احادیث صحیحہ فن اسماء الرجال کے مضبوط ومستحکم قلعہ میں محفوظ وقلعہ گیر ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کا معنی صحیح سمجھنے ویاد رکھنے کے لئے احادیث صحیحہ کا سمجھنا ویاد رکھنا افرض الفرائض ہے۔ مگر افسوس کہ فی زماننا کچھ دماغ ایسے بھی موجود ہیں جن میں حدیثوں کا اعزاز وقدر کما ینبغی وگنجائش کما حقہ نہیں ہے۔ بعض بے سند تاریخی واقعات کو جن کے ناقل کفار وفجار ہیں معتبر مانتے ہیں اور احادیث صحیحہ مسند باسانید معتبرہ کی قدر ان کی نگاہوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔ احادیث کی بنا محض واقعات پر ہے اور واقعات کی معیار نقل وروایت ہے۔

افسوس! یہ لوگ اسانید صحیحہ کے مقابلہ میں اپنی عقلوں کو صحت احادیث کا معیار قرار دیتے ہیں۔ بعض حضرات ایسے ہیں کہ بے سند قصص وحکایات وبے دلیل افعال وآراء الرجال کو جناب رسالت مآب ﷺ کے مقابلہ ومعارضہ میں پیش کر کے ان کو اپنے ایمانیات وعملیات کا جزو لاینفک قرار دیتے ہیں اور بعضوں نے اپنے پیر ومرشد کے الہامات کو احادیث کی صحت کا معیار قرار دے رکھا ہے۔ ان سبھوں سے زائد مذہب اہل قرآن نے آیات مجملہ قرآنی خصوصاً آیات کریمہ ’’اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول‘‘

’’ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب:۲۱)‘‘ کے معنی صحیح متواتر سمجھنے میں سخت ٹھوکریں کھائی ہیں اور صراط مستقیم سے بہت دور ہوگئے ہیں۔ افسوس! یہ لوگ

تعلیم حکمت نبوت اور فیض ’’ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم:۳)‘‘ کے استفاضہ سے کلیتہً محروم ہیں۔

اس امت میں انبیائے غیرتشریعی نہیں ہوں گے۔ اس عہدہ جلیلہ کو حضرات خلفائے راشدین ومجددین باحسن الوجوہ انجام فرمائیں گے۔

اوپر کی تقریر سے ثابت ہوا کہ اس امت میں انبیائے غیرتشریعی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ضرورت نہیں تو ان کی بعثت فعل عبث ولا ینفع ہے اور حضرت خداوند عالم (تعالیٰ شانہ) کی شان عبث فعل سے منزہ وپاک ہے۔ ’’فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ھو رب العرش الکریم (المؤمنون:۱۱۶)‘‘ بااینہمہ، بنظر مزید تشفی، قرآن مجید واحادیث شریفہ سے اس امت میں انبیائے غیرتشریعی کی نفی پیش کی جاتی ہے۔ ان دعوؤں کے لئے قرآن پاک سے دلائل یہ ہیں۔

دلیل اوّل: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ:۳)‘‘ یعنی آج کے دن، میں نے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے دین ہونے کے لئے پسند کیا۔ کمال دین یہ ہے کہ زیادت، نقصان، تنسیخ، تحریف، محو، فنا وزوال سے دائماً مامون ومحفوظ رہے۔ دین کی ایسی تکمیل مانع نبوۃ ہے۔ کیونکہ نبوت کے دونوں قسموں کی بناء محض ضرورت پر ہے اور میں اوپر بخوبی ثابت کر چکا ہوں کہ اس امت میں نبوت کے دونوں قسموں کی ضرورت ساقط ہے اور سقوط ضرورت مانع نبوۃ ہے۔ اگلی امتوں میں انبیائے غیرتشریعی دین میں محرف شدہ کی ترمیم اور محوشدہ کے اثبات کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ جب یہ دین متین تحریف ومحو وفنا وزوال سے دائماً محفوظ رہے گا تو انبیائے غیرتشریعی کی ضرورت ہی کیا رہی؟ باقی رہی تنقید واجرائے دین اس خدمت کو خلفائے راشدین ومجددین دین وعلمائے کاملین انجام دیتے رہے اور قیامت تک انجام دیتے رہیں گے۔ آپ نے کم فہمی یا خودغرضی سے مرزاقادیانی کو خواہ مخواہ نبی جعلی بنانے کی دھن میں امت کی خوبی اسی میں منحصر سمجھی ہے کہ انبیائے غیرتشریعی ہوں اور اس امت میں نبوت غیرتشریعی کے نہ ماننے والوں کو کہ وہ جمیع اہل اسلام بلکہ خود بانی اسلام ﷺ ہیں۔ (کما سیجئ) برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ وہ برے الفاظ یہ ہیں: ’’تف ہے ایسے عقیدہ پر جو خدا کی رحمت سے مایوس کردے۔ (الیٰ ان قال) محمد ﷺ محمد شاہ رنگیلے کی طرح معاذ اللہ خاندان نبوت کے برباد کن اور ایسے بے فیض ہیں کہ قیامت تک ان کی اتباع سے کوئی ادھورا سا نبی بھی نہ ہوگا اور نہ اب تک ہوا ہے۔‘‘

(النبوۃ فی الاسلام قادیانی تصنیف)

معزز ناظرین! ان بے وقوفوں میں مآل اندیشی کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ لوگ پیر پرستی میں ڈوب کر روایات احادیث اور واقعات عالم سے محض غافل و بے خبر ہیں۔ سمجھتے نہیں کہ اس امت مرحومہ کے علمائے صالحین کو پروردگار عالم اشاعت اسلام کی خدمت و متبعین و مستفیضین کی کثرت اور قیامت کی شفاعت سے اس درجہ مشرف وممتاز فرمائے گا کہ انبیائے بنی اسرائیل رشک کریں گے۔ اس امت مرحومہ میں صدیقین، شہداء، اولیاء، کاملین، مؤمنین، صالحین بکثرت ہوں گے۔ اہل جنت کے تین حصوں میں دو حصے اسی امت مرحومہ کے ہوں گے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کا حوض کوثر بہت بڑا طویل وعریض کئی منزلوں کا ہوگا۔ حوض کے آبخورے تعداد میں آسمانی ستاروں کے برابر ہوں گے۔ بنی اسرائیل وغیرہ اگلی امت کا مجموعہ تین حصوں میں صرف ایک حصہ ہوگا۔ جنت میں پہلے یہی امت مرحومہ داخل ہوگی۔ دنیا میں بھی اس امت مرحومہ کو آئندہ بڑی بڑی ترقیاں ہونے والی ہیں جو آئندہ آپ کو معلوم ہوگا۔ بیچارے صاحب رسالہ اپنی خودغرضی سے گھبرا رہے ہیں کہ جب اس امت میں انبیاء نہیں ہوئے تو یہ امت خیرالامم کیونکر ہوئی؟ اب امید ہے کہ آپ کی پریشانی وخبطگی دور ہو، اور آپ سچے مسلمان ہوجائیں۔ ’’**الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظٰلمین نارًا** (الکہف:۲۹)‘‘

دلیل دوم: ’’**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین** (احزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور سلسلہ نبوت کو کمال وانتہاء تک پہنچانے والے ہیں۔﴾

یعنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخرالانبیاء ہیں اور لفظ النّبیین مطلق ہے۔ علاوہ بریں ’’لام استغراق‘‘ اس پر داخل ہے۔ اس آیت نے بعبارۃ النص فیصلہ کردیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا تشریعی ہو یا غیرتشریعی نہ ہوگا۔ آپ کے جانشین خلفائے راشدین ہوں گے۔

دلیل سوم: ’’**وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم اٰمنا** (النور:۵۵)‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے مؤمنین صالحین کے لئے زمین کی خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ اگلوں کو خلیفہ بنایا اور جس دین کو ان کے واسطے پسند کیا جاوے گا، اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

دیکھئے ان آیتوں میں خداوند عالم نے عطائے خلافت دین اسلام کو قائم اور تحریف وزوال کے خوف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چونکہ یہ دین متین تحریف وزوال کے خوف

سے تا قیامت محفوظ رہے گا۔ اس لئے انبیائے غیر تشریعی کی بعثت سے دائماً مستغنی اور بے پروا ہے۔ حسب وعدہ الٰہی خلفاء البتہ ہوں گے۔ جیسا کہ اس حدیث شریف کی عبارۃ النص سے مفہوم ہوتا ہے: ’’**عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلّما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون** (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)‘‘ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ونگہبانی انبیاء کرتے رہے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہوتا دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ خلفاء البتہ بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث سے بصراحت تمام اس امت میں نبی غیر تشریعی کی نفی ثابت ہوگئی۔ کیونکہ بنی یعقوب کو بنی اسرائیل کہتے ہیں اور بنی اسرائیل میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت مستقلہ ہوئے۔ آپ کے قبل حضرت یعقوب وحضرت یوسف علیہما السلام کا صاحب شریعت مستقلہ ہونا ثابت نہیں۔ بلکہ آپ لوگ ملت ابراہیم کے تابع اور جاری کرنے والے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر ہوئے سب انہیں کی شریعت کو جاری کرنے والے، توراۃ پر عمل کرنے والے ہوئے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بلفظ ’’**لا نبی بعدی**‘‘ اسی قسم کے انبیائے غیر تشریعی کی نفی کی ہے۔

اس حدیث سے بھی نبی غیر تشریعی کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ ’’**قال رسول اللہ ﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلة ھٰرون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی** (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸)‘‘ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ تیری نسبت میرے ساتھ ویسی ہے جیسے ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، نبی غیر تشریعی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور ان کی اعانت ووزارت بھی کرتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں ارشاد فرمایا ہے: ’’**ولقد آتینا موسیٰ الکتٰب وجعلنا معه اخاہ ھٰرون وزیراً** (الفرقان:۳۵)‘‘ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ کے ساتھ تشبیہ دی اور فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی ہارون تو نبی (غیر تشریعی) تھے اور میرے بعد چونکہ کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے تم باوجود مشابہت ہارون ولیاقت نبوت کے نبی (غیر تشریعی) نہیں ہوسکتے اور یہی مضمون آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی شان میں بھی ارشاد فرمایا ہے۔

صحیحین کی ان دونوں حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس امت میں انبیائے غیرتشریعی ہرگز نہ ہوں گے۔ جب باوجود فضائل وکمالات منصوصہ وغایت قرب حضرت احدیت ودربار نبوت کے حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ کو نبوت غیرتشریعی کا درجہ حاصل نہ ہوا۔ تو مرزاغلام احمد قادیانی راکہ می پرسد؟

صاحب رسالہ نے اس امر کے ثبوت میں کہ اس امت میں انبیائے غیرتشریعی ہوں گے بزعم خود بہت زور لگایا ہے۔ تمہیدی تقریریں کی ہیں اور بنظر مغالطہ دہی وابلہ فریبی چند آیات کے معنی کو کھینچ تان کر (نعوذ باللہ) یا غلط فہمی سے بطور دلائل پیش کیا ہے۔ میں ان کی پیش کردہ آیت اوران کے ترجمہ کو بعینہ نقل کر کے ان کی مغالطہ دہی یا غلط فہمی کو پیش کرتا ہوں۔

قادیانی دلیل اوّل: ’’ **یبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون** (اعراف:۳۵) ‘‘یعنی اے اولاد آدم ضرور بضرور تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے رسول آتے رہیں گے۔ تم کو میری آیات سناتے رہیں گے جو خدا سے ڈر کر اصلاح کر لیں گے تو ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(قادیانی کتاب النبوۃ فی خیر الامت ص۲۰)

جواب: افسوس! صاحب رسالہ نے بسم اللہ ہی غلط کر دیا۔ اس آیت کے ترجمہ میں ضرور بالضرور تاکید کے دو الفاظ ہیں۔ نون تاکید کا ترجمہ بالضرور ہے اوراس کے قبل ضرور لفظ ’’اما‘‘ کا ترجمہ ہوگا جو نون تاکید کے قبل ہے۔ اگر لفظ ’’اما‘‘ کا ترجمہ نہیں ہے تو کس کا ترجمہ ہے؟

اب مجھ سے سنئے! لفظ ’’اما‘‘ کلمہ تاکید نہیں ہے۔ یہ لفظ ’’ان‘‘ کلمہ شرط اور ’’ما‘‘ سے مرکب ہے۔ اسی لئے اس لفظ کا ترجمہ موضح القرآن تفسیر اردو مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ میں لفظ ’’اگر‘‘ اور تفسیر فارسی حسینی میں لفظ ’’چون‘‘ واقع ہے۔ ان کے علاوہ کسی اردو ترجمہ میں لفظ ’’اگر‘‘ اور کسی میں لفظ ’’جب کبھی‘‘ ہے۔ بلکہ کسی ترجمہ میں نون تاکید کا ترجمہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ ’’ان‘‘ حرف شرط (جو شرط مشکوک کے لئے آتا ہے دیکھو مختصر المعانی ومطول) کے داخل ہونے سے ’’**یاتین**‘‘ میں تاکید کا معنی باقی نہ رہا۔ بلکہ وہ تاکید بجانب شرط منتقل ہوگئی۔ اس شرط مشکوک سے مقصود یہ ہے کہ ارسال رسل خداوند عالم پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ جائز ہے اور لفظ ’’ما‘‘ تاکید معنی شرط کے لئے ان کے ساتھ مرکب ہے۔ یہ امور تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر جلالین، تفسیر کبیر، تفسیر کشاف میں بصراحت مذکور ہیں۔ چونکہ صاحب رسالہ نے ترجمہ سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے۔ اس لئے اس آیت کریمہ کو بطور بنائے فاسد علی الفاسد اپنے دعوے کی دلیل سمجھی ہے۔

حالانکہ اس آیت میں غور کرنے سے ان کے دعوے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے معنی سے اس آیت کے مخاطب، نزول آیت سے روز قیامت تک ہر فرد بنی آدم میں، اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہر فرد انسان کو خود رسول کی زبان سے خدا کا حکم معلوم ہو، تو یہ وعدہ الٰہی ابھی تک ظہور میں نہیں آیا۔ کیونکہ خود جناب رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے صرف عرب کے تھوڑے لوگوں کو خدا کا حکم معلوم ہوا۔ بقیہ تمام دنیا ایفائے وعدہ الٰہی سے محروم رہ گئی اور ابھی تک محروم ہے اور آپ ﷺ کی رسالت عامہ ثابت نہ ہوئی۔ (نعوذ باللہ منہا) اور صاحب رسالہ کے پیغمبر مرزا قادیانی قمرالانبیاء کی زبان سے ان کی وحی اور الہام کی باتیں صرف تھوڑے اہل پنجاب یا ان کے چند حواریین کو معلوم ہوئیں۔ صاحب رسالہ کے معنی سے وعدہ الٰہی جب ہی پورا ہوگا کہ انسانی آبادی کے ہر حصہ میں ہر قرن اور زمانہ میں ایک ایسا رسول آیا کرے جس کی زبان سے ہر فرد انسان کو وحی خداوندی معلوم ہو۔ اب بتائیے کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں کہاں کہاں کون کون رسول؟ اور یہی سوال انگلستان، جرمن، فرانس، افریقہ، امریکہ وغیرہ میں ہوگا اور یہی اعتراض آپ کے۔

قادیانی دوسرا ثبوت: ’’یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا شھدنا علیٰ انفسنا وغرتھم الحیٰوۃ الدنیا وشھدو اعلٰے انفسھم انھم کانوا کافرین (انعام:۱۳۰)‘‘ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میرے حکم سناتے اور اسی دن کے آنے سے تم کو ڈراتے۔ وہ کہیں گے ہاں! ہم خود اپنے مخالف گواہ ہیں کہ بے شک رسول آئے تھے اور ہم کو دنیا کی زندگی نے فریب دیا تھا اور اپنے مخالف شہادت دیں گے کہ ہم کافر تھے۔

قادیانی تیسرا ثبوت: ’’وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم اٰیت ربکم وینذرونکم لقآء یومکم ھٰذا قالوا بلٰی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین (الزمر:۷۱)‘‘ یعنی اہل دوزخ سے داروغہ دوزخ کہیں گے۔ کیا نہیں پہنچے تھے۔ تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے جو پڑھتے تم پر خدا تعالیٰ کی آیات اور ڈراتے تم کو اس دن کی ملاقات سے، وہ کہیں گے ہاں پہنچے تو تھے، لیکن ثابت ہوا عذاب کا حکم منکروں پر کہ ان پر ہوگا۔ الغرض ان تینوں آیتوں میں رسل کا معنی حقیقی مصطلح شرعی لینا متعذر و محال ہے۔

جواب: پہلی آیت کے معنی کا تعذر اور استحالہ معلوم ہو چکا کہ اس سے تخلف وعدہ الٰہی لازم آتا

ہے اور خدائے پاک کی خلاف وعدگی محال ہے۔ ’’ان اللہ لا یخلف المیعاد (الرعد:۳۱)‘‘ یعنی اللہ خلاف وعدہ نہیں کرتا ہے۔ ’’ومن اصدق من اللہ قیلاً (النساء:۱۲۲)‘‘ اللہ سے زیادہ تر سچا کون ہوگا۔

دوسری اور تیسری آیت کا معنی حقیقی یہ ہوگا کہ عالم آخرت میں جملہ کفار بجواب سوال حضرت رب العزت وملائکہ خازنین جہنم اپنے پاس رسول اللہ آنے کا ایجاب کریں گے۔ یہاں بھی یہ معنی حقیقی لینے میں باعتبار واقعہ سے سوال غلط اور جواب جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ ہر فرد بشر کے پاس رسول اللہ صاحب وحی نہیں آئے اور فرشتوں کا سوال غلط بطور استفہام تقریری کرنا اور جھوٹے جواب پر سکوت کرنا محال ہے۔

جب آیات ثلثہ مستدلہ قادیانی میں حقیقت متعذر رہوئی تو مجاز لینا ضرور ہے۔ اب ان آیتوں میں رسول کا معنی، بطریق عموم مجاز، ہدایت کے لئے بھیجا ہوا رسول حقیقی ولغوی سے عام ہوگا۔ عام ازیں کہ رسول حقیقی صاحب وحی یا ’’بمقتضائے بلّغوا عنی ولو اٰیة‘‘ یعنی میری طرف سے پہنچا دو۔ اگرچہ ایک آیت ہو۔ رسول حقیقی کا مامور ہو۔ جب تقریب تام نہ ہوئی اور استدلال غلط ثابت ہوا تو مرزائیوں کا یہ دعویٰ کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد بھی اس امت میں انبیائے غیر تشریعی پیدا ہوں گے، باطل وبے بنیاد ہوگیا اور میں نے جو ان آیات کی تفسیر بتائی ہے اس کا وقوع ہو چکا اور ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوگا۔ اس لئے کہ اصطلاح شرع میں رسول وہ ہے جو بذریعہ وحی مامور ہوکر لوگوں کو احکام خداوندی پہنچاوے۔ خود یا دوسرے معتبر انسان بسند معتبر اس کی طرف سے پہنچاویں اور یہ رسالت اس وقت تک قائم وجاری رہے گی اور دوسرے رسول تشریعی یا غیر تشریعی کی ضرورت نہ ہوگی جب تک کہ رسول اوّل کے لائے ہوئے احکام کتابوں میں تغیر وتبدل سے محفوظ رہیں گے اور یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید اور آپ کی بیان کی ہوئی حدیثیں تغیر وتبدل سے محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گی۔

اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ امت خیر الامم انبیائے غیر تشریعی کی اعانت سے مستغنی ہے اور قیامت تک مستغنی رہے گی۔ اس امت میں انبیائے غیر تشریعی کا ہونا اس امت کے مقدس نبی حضرت سید الانبیاء ﷺ کی شان اقدس کے منافی ہے۔ جیسا کہ وہ سلطان جو اپنی سلطنت محروسہ کا انتظام اپنی سلطنت کے زمانہ میں بذات خاص بذریعہ اپنے وزراء وامراء ارکان سلطنت کے نہیں کر سکتا ہے اس کی ماتحتی وتائید واعانت میں چند چھوٹے چھوٹے بادشاہان صاحب تاج

وتخت ہوتے ہیں جو اپنے زور سلطنت سے شہنشاہ کے حکموں کو جاری ونافذ کرتے ہیں اور جو سلطان کہ اپنی قوت، سطوت، فہم وفراست، زور تدبیر، بیدار مغزی میں کامل واکمل ہوتا ہے وہ صرف اپنی سلطنت کے ارکان وعمائد سے کام لیتا ہے اور اپنی سلطانی حیثیت میں کسی کو ادنیٰ شریک بھی نہیں بناتا ہے۔ اسی طرح جناب محمد رسول اللہ ﷺ انبیائے اولی العزم میں کامل واکمل مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ اپنی نبوت کی حیثیت میں جو عالم گیر اور روز قیامت تک رہنے والی ہے بدرجہ غایت مستقل ہیں اور کسی ادنیٰ شریک نبوت (نبی غیرتشریعی) کے بھی محتاج نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ شرک فی النبوۃ آپ ﷺ کی شان سیادت ومنصب ختم رسالت کے منافی ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کے دفتر نبوۃ کے ارکان وعمائد حضرات خلفائے راشدین وائمہ مہدیین ومجددین شریعت وعلمائے امت جو مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہیں اپنے اپنے وقتوں میں تعلیم وہدایت کی خدمتوں کو باحسن الوجوہ انجام دیتے رہیں گے۔

اس امت کی ہدایت واصلاح کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد[1] دین شریعت کا مبعوث ہونا وعدۂ الٰہی ہے۔ جو ابتداء سے اس وقت تک برابر پورا ہوتا رہا اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ ان کے علاوہ اس دین متین میں بارہ خلفاء بھی موعود ہیں۔ جن کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی اور وہ سب قریشی النسل ہوں گے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے ان کا نسب مقام سب بتادیا ہے اور اس شناخت کو خلفائے صادق وکاذب میں تمیز کے لئے معیار وکسوٹی قرار دیا ہے۔ اس لئے ائمہ مہدیین وخلفائے راشدین کے فضائل وعلامات میں جو جو حدیثیں وارد ہیں ان میں سے چند حدیثیں ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں تاکہ حق وباطل صادق وکاذب میں امتیاز کامل حاصل ہو۔ ’’عن العرباض بن ساریۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ (رواہ ابوداؤد ج۲ ص۱۶۵، کذافی باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مشکوٰۃ ص۳۰)‘‘ یعنی عرباض ابن ساریہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے طریقے اور خلفائے راشدین مہدیین کے طریقے کو کمال استحکام کے ساتھ پکڑ لو اور غایت استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہو۔ مقام غور ہے اس حدیث میں آپ کی وصیت تاکیدی یہ معلوم ہوئی کہ میرے بعد میرے خلیفوں کی اتباع کرو۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں انبیاء (غیرتشریعی) ہوں گے ان کی پیروی کرو۔ بلکہ

[1] ’’عن ابی ہریرۃؓ قال فیما اعلم عن رسول اللہ ﷺ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (رواہ ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲، وکذافی المشکوٰۃ ص۳۶)‘‘

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

آپ ﷺ نے خلفائے راشدین سے مطلق نبوت کی نفی کی۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے شان میں ارشاد فرمایا: ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی ج۲ ص۲۰۹) ‘‘یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ جناب رسول ﷺ کی نیابت میں احکام خداوندی انجام کرنے والے تھے۔ بایں وجہ اگر نبی ہوتے تو نبی غیر تشریعی ہوتے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ میں نبوت کی پوری قابلیت تھی۔ اسی قسم کے لوگ امم سابقہ میں نبی غیر تشریعی ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ نبی غیر تشریعی کیوں نہیں ہوئے؟ اس لئے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی ہونے والا نہیں ہے۔ لفظ ’’لو‘‘ کا مقتضا یہی ہے کیونکہ وہ حرف شرط ہے جس کے شرط کی نفی سے جزا کی نفی ہوتی ہے۔

’’عن جابر بن سمرۃؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ لا یزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنی عشر خلیفۃ کلھم یجمع علیہ الامۃ کلھم من قریش (رواہ ابوداؤد وفی المشکوٰۃ ص۵۵۰ فی باب مناقب قریش بروایۃ الشیخین مع اختلاف یسیر) ‘‘یعنی جابر ابن سمرۃؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ روایت کی ہے۔ فرمایا آپ ﷺ نے یہ دین متین ہمیشہ قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے جن کی خلافت پر امت کا اتفاق ہوگا اور وہ سب خلیفہ قریشی النسل ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نیابت میں جو لوگ اعلیٰ طبقہ کے کارگذار ہوں گے ان کا لقب خلیفہ ہوگا۔ نبی غیر تشریعی نہیں اور وہ سب قریش کے خاندان سے ہوں گے اور قریش ابوالملۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل واولاد سے ہیں۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جو نوع از امامت ہے۔ آپ ہی کی دعا کا نتیجہ وثمرہ ہے۔ اسی لئے جناب خاتم الانبیاء ﷺ نے خلافت راشدہ کے لئے خاندان قریش میں روز قیامت تک منحصر رہنے کی بشارت دی ہے۔

خلافت راشدہ

خلافت راشدہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصلہ۔ (۲) منفصلہ۔

خلافت متصلہ خلفائے اربعہ میں کہ وہ قریشی النسل تھے ہو چکی اور خلافت منفصلہ تا قیام قیامت اہل بیت نبوۃ میں کہ وہ افضل اصناف قریش ہیں قائم ہوگی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے امامت کی دعا کی اور آپ کی دعائے مقبول کا یہ اثر ہوا کہ آپ کے بعد سے امامت، نبوت وخلافت راشدہ آپ ہی کی اولاد میں رہی اور تا قیام قیامت رہے گی۔ ویسا ہی جناب سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد اپنی اولاد کی اقتداء کو مدار نجات قرار دیا ہے اور اپنی امت کو اپنی اولاد کے اتباع کی وصیت فرمائی ہے۔ جیسا کہ ان دونوں حدیثوں سے بخوبی مفہوم ہوتا ہے۔

۱...... ’’**عن جابرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یا ایها الناس ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی** (رواہ الترمذی ج۲ ص ۲۱۹، مشکوٰۃ ص ۵۶۹)‘‘

۲...... ’’**عن ابی ذرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجاومن تخلف عنها هلک** (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۵۷۳)‘‘

ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم لوگ ان کو پکڑے رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد۔ خبردار ہو جاؤ! میری اولاد مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اس پر سوار ہوا نجات پایا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک اور اولاد رسول اللہ کی اطاعت واتباع موجب نجات ہے اور ان کی نافرمانی باعث عقوبت وہلاک۔ چونکہ لفظ عترت مطلق ہے۔ اس لئے یہاں شبہ یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی عترت میں صالح غیر صالح ہر قسم کے ہیں اور ہوئے۔ صالح کی اتباع واطاعت البتہ موجب صلاح ونجات ہے اور غیر صالح کی اتباع کیونکر موجب نجات ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ ’’عترت‘‘ مجمل ہے۔ اس سے مراد وہ عترت ہے جو منصب خلافت راشدہ سے سرفراز ہوں گے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ خلافت ’’علی منهاج النبوة‘‘ جس کو خلافت راشدہ بھی کہتے ہیں اور جو بوجہ اختتام نبوت کے روز قیامت تک نائب نبوت ہو کر خدمات نبوت کو انجام دے گی۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کی اولاد ہی میں ہو گی اور رہے گی۔ اغیار اس کے مستحق نہیں۔

بوقت انعقاد خلافت متصلہ چونکہ حضرات حسنینؓ صغیر السن تھے اور مثل نبوت کے خلافت

راشدہ کے لئے بھی عمر چہل[1] سالگی سن رشد شرط ہے۔ اس لئے یہ دونوں بزرگ ارکان اہل بیت نبوت درجۂ خلافت راشدہ سے مشرف نہ ہوئے اور جب سن رشد کو پہنچے خلافت متصلہ راشدہ کا زمانہ جو تیس برس تھا ختم ہو چکا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت علیؓ جو بوجہ اخوت ودامادی کے کہ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی ان کے نکاح میں زندہ موجود تھیں حضور ﷺ کے ساتھ غایت قرب وتعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ان میں ذاتی کمالات ومحاسن اس قدر اور اس درجہ تھے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ان کے فضائل بکثرت بیان فرمائے ہیں اور ان میں اپنے ساتھ غایت اتحاد واتصال کا اظہار فرمایا ہے۔ باایںہمہ قابلیت واستحقاق چونکہ بوجہ وفات حضرت سرور کائنات ﷺ تیس اکتیس[2] برس کے تھے عمر چہل سالگی سن رشد کو نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے ان کی خلافت حیز التواء میں رہی اور بوقت انعقاد خلافت رابعہ سن رشد کو پہنچ چکے تھے۔ اس لئے اس عہدۂ جلیلہ پر مامور ہوئے۔

آپ ﷺ کے اقران خاص میں خلافت راشدہ متصلہ نہ قائم ہونے کی ایک وجہ قوی اور بھی یہ ہے کہ آپ کا تبلیغی جدوجہد اور اشاعت وفتوحات اسلام میں آپ کی سعی بلیغ اغراض ذاتی دنیاوی کے لوث سے کلیتہً پاک ہوکر ''لا اسئلک علیه اجرا ان اجری الا علی الله'' کا مصداق کامل ہو اور مخالفین کو اس شبہ کا موقع نہ ملے کہ آپ کی یہ سب کوششیں اس غرض سے تھیں کہ تادم حیات آپ خود سردار ہیں اور آپ ﷺ کے بعد بھی سیادت آپ ﷺ کے اقران خاص اور اہل بیت میں رہے[3] اور مخالفین یہ نہیں کہہ سکیں کہ آپ ﷺ اپنی حیات میں ایسی تدبیر کر گئے جس سے سرداری وخلافت آپ ﷺ کے اہل بیت میں رہ گئی اور خلافت منفصلہ میں بوجہ بعد زمان کے یہ احتمال وشبہ نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ خلافت اہل بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا جابرانہ حکم نہیں ہے۔ جس سے خودغرضی ظاہر ہو صرف آپ ﷺ کی بشارت وپیشین گوئی ہے کہ اس زمانہ کے لوگ کسی اہل بیت ہی کو خلافت راشدہ کے لئے انتخاب کریں گے۔

[1] حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ اپنے رسالہ ''منصب امامت'' میں فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ امام نائب رسولؐ است وامامت ظل رسالت، احکام نائب را از احکام منیب توان شناخت وحقیقت ظل را از حقیقت اصل توان دریافت......الخ!

[2] رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے وقت حضرت علیؓ کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی اور بعض روایت میں دس برس کی۔ پس وقت رحلت حضرت سرور کائنات ﷺ حضرت علیؓ کی عمر تیس بتیس برس کی ہوگی۔

[3] جیسا کہ دستور اہل دنیا کے بادشاہوں کا رہا ہے کہ ان کا جانشین ان کی اولاد ہوتی رہی ہے۔ اسی لئے آپ نے ملک ومال ترکہ میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ علم کو ترکہ میں چھوڑا یہ مضمون جملہ فرق اسلامیہ کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ خداوند عالم کے حضور سے چند احکام کے ساتھ مامور ہوئے اور اس امتحان میں آپ غایت مطیع ومنقاد ثابت ہوئے تو حضرت ذوالجلال والاکرام کی جناب سے اس کے صلہ وانعام میں آپ کو منصب امامت عطاء ہوا۔ آپ نے ایسے قبولیت کے وقت کو غنیمت جان کر اپنی اولاد میں سے بعض لوگوں کے لئے عطائے منصب امامت کی دعا وسفارش کی۔ حکم ہوا تمہاری دعا ظالموں کے حق میں مقبول نہ ہوگی۔ جس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ مقبول وبرگزیدہ لوگ اس منصب سے سرفراز ہوں گے۔ یہ قصہ اس آیۂ کریمہ کا خلاصہ وحاصل مطلب ہے۔ ’’**اذابتلیٰ ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماماً قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظلمین** (بقرہ:۱۲۴)‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مقبول کا یہ اثر ہوا کہ منصب امامت جو نبوت وخلافت راشدہ دونوں کو جامع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے خاندان میں ہمیشہ ہوتا رہا اور قیامت تک عطاء ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے۔

۱...... حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

۲...... حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

پہلے ہزاروں برس تک حضرت اسحٰق اور ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب (جن کا دوسرا نام اسرائیل ہے) سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بنی اسحٰق اور بنی اسرائیل میں نبوت رہی۔ بعدہ امامت منتقل ہوکر خاندان قریش میں جو بنی اسماعیل ہیں پہنچی۔ سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ خلعت نبوت سے اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین اعزاز خلافت راشدہ سے سرفراز ہوئے اور قیامت تک اسی خاندان میں یہ دولت رہے گی۔ مغل مرزا وغیرہ غیر قریشی النسل اس اعزاز خاص سے مشرف نہ ہوں گے۔ انصار رسول اللہ ﷺ جو اسلام اور بانی اسلام کے سچے جانباز تھے قریش نہ ہونے کی وجہ سے اس منصب سے سرفراز نہ ہوئے تو دوسرا کون اس منصب عالی کا مستحق ہوسکتا ہے؟

افسوس! ان قادیانیوں کو اپنی دلیل سمجھنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ آیت مذکورہ دعائے ابراہیمی کو اپنے رسالہ (النبوۃ فی الامت ص۹۲) میں اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کیا ہے اور ’’ذریتی‘‘ کے مفہوم کو بھول گئے اور مرزا قادیانی کو دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام میں شریک کرنے اور ان کو نبی غیر تشریعی قمر الانبیاء بنانے کی فکر میں ایسے مخبوط ہوئے کہ آمادۂ تحریف لفظی یا

معنوی ہوگئے کہ لفظ ’’ذریتی‘‘ کی جگہ لفظ امتی پڑھنے لگے یا ’’ذریتی‘‘ کا معنی امتی سمجھ گئے۔ ورنہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے؟ اس دعا کی قبولیت میں وہ کیونکر داخل ہوسکتے ہیں؟ دیکھئے آپ ہی کی دلیل نے مرزا قادیانی کو امامت سے محض اجنبی اور محض ناقابل ثابت کیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا مفاد بھی یہی ہے کہ یہ دینی رسالت کی وراثت جو نعمت عظمیٰ ہے اور جس کی انجام دہی اشرف النسب سے ہوتی ہے۔ ہماری اولاد[1] میں قائم ہو۔ اس دلیل نے بھی آپ کے مغل کو دینی ریاست سے نکال باہر کیا۔

اب مرزا غلا احمد قادیانی (جن کو قادیانی جماعت نے قمر الانبیاء کا خطاب دیا ہے) کا دعویٰ نبوت باطل ہوگیا۔ بلکہ نبوت سے تنزل کر کے اگر خلافت راشدہ کا دعویٰ کریں تو وہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ خلافت راشدہ کے لئے قریشی النسب، صاحب حکومت ہونا شرط ہے۔

حسب ونسب کے لحاظ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ تو باطل ہوگیا اور احادیث ذیل سے باعتبار وطن وحکومت ومحل خروج کے بھی ان کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔

’’عن ثوبانؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا رأیتم الرأیات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوھا، فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی (رواہ احمد ج۵ ص۲۷۷، والبیھقی فی دلائل النبوۃ کذافی المشکوٰۃ ص ۴۷۱ فی باب اشراط الساعۃ)‘‘

۲...... **’’عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج من خراسان رأیات سود لا یردھا شیٔ حتی تنصب بایلیاء (رواہ الترمذی ج۲ ص۵۲، مسند امام احمد ج۲ ص ۳۶۵ کذافی تیسیر الوصول باب فضل العباسؓ)‘‘**

ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ معنی یہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ ملک خراسان سے سیاہ نشان (جھنڈا) نکلتا ہوا دیکھو اس جماعت میں داخل ہوجاؤ۔ ضرور اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ وہ ملکوں کو فتح کرتا ہوا بیت المقدس میں اپنا جھنڈا گاڑ دے گا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا اعلیٰ طبقہ کا نائب جس کا ظہور مدینہ منورہ سے جانب مشرق میں موعود ہے وہ خراسان سے ظاہر ہوگا نہ کہ قادیان سے، اس کا

[1] چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام عنایت ہوئے۔ فافھم ولا تکن من الغافلین

لقب مہدی ہوگا نہ کہ نبی بروزی یا مسیح قادیانی وکرشن ہندوستانی۔

الغرض! احادیث مذکورۃ الصدر کو باہم ملانے سے ثابت ہوا کہ مدینہ سے جانب مشرق میں جس ہادی مطلق وخلیفہ راشد کی بشارت حدیثوں میں وارد ہے۔ اس میں یہ تین صفتیں ضرور ہوں گی۔

مہدیؒ کی صفات

اوّل...... یہ کہ شریف النسب قریشی النسل ہوگا۔ اس لئے کہ خلافت راشدہ ومہدیت کاملہ نبوت کے ساتھ ہمدم وہمقدم ہے اور نبوت ہمیشہ شریفوں میں ہوتی رہی۔ جیسا کہ صحیحین (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ: ''قل یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ'' ج۲ص۶۵۳، مسلم ج۲ص۹۷، باب کتاب النبی ﷺ الیٰ ہرقل یدعوا الیٰ الاسلام) میں مروی ہے۔ ''کذالک الرسل تبعث فی احساب قومھا'' یعنی پیغمبر لوگ اشرف قوم میں ہوتے رہے۔ اس لئے عادت الٰہی اور حضرت رسالت پناہی کی پیشین گوئی وبشارت کے موافق خلافت راشدہ بھی شریفوں ہی میں ہوگی۔ مسلمانوں میں اشراف القوم سادات وشیوخ قریش ہیں۔ مغل[1] وغیرہ جس قوم سے مرزاغلام احمد قادیانی ہیں شریفوں میں محسوب ومتصور نہیں۔ اگر بطور فرض محال مان بھی لیا جائے کہ اس امت میں انبیاء غیرتشریعی ہوں گے تاہم مرزاغلام احمد قادیانی بوجہ عدم شرافت ونسب کے اس منصب کے قابل ومستحق نہیں ہیں۔

دوم...... یہ کہ اس ہادی مبشر بہ کا منصبی لقب مہدی ہوگا۔ نبی بروزی یا مسیح وکرشن قادیانی نہیں۔

سوم...... یہ کہ اس کا محل خروج ملک خراسان ہوگا۔ مقام قادیان نہیں۔

چہارم...... یہ کہ وہ صاحب حکومت وسلطنت ہوگا۔ کسی کا محکوم نہیں، اور مرزائے قادیانی ہمیشہ محکوم رہے اور محکوم ہی مرے۔ ''فاین کرشنک من المھدیین؟ فافھم وکن من الشکرین ولا تکن من المتعصبین''

ثبوت ختم نبوت

قرآن مجید وحدیث شریف کی نص صریح وعلمائے اسلام کے اتفاق نے اس امر کا فیصلہ

[1] ملک تاتار جو قریب چین کے ہے اس کا ایک صوبہ منگولیا ہے اور وہاں کی قوم کو منگول کہتے ہیں۔ پس منگول کا معرب مغول ہوا اور کثرت استعمال سے مغل بن گیا۔ چونکہ اس قوم میں بڑے بڑے بادشاہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا فارسی والوں نے ان کی اولاد کو مرزا کا لقب دیا جس کے معنی ہیں سردارزادہ، شہزادہ کے پھر تغلیباً کل قوم کو مرزا کہنے لگے۔

کر دیا ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ مسئلہ بدیہی ہے، محتاج دلیل نہیں۔ لیکن بنظر تنبیہ و تشفی اہل قادیان قرآن مجید و فرقان حمید اور اس کی شرح حدیث شریف سے اس مسئلہ متفق علیہ کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ سورۂ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے: ''**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین** (احزاب:۴۰)'' یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور سلسلہ نبوت کو کمال وانتہاء تک پہنچانے والے ہیں۔ صحیحین باب خاتم النّبیین میں اس آیت مقدسہ کی شرح بتمثیل صریح ایسی تصریح وتوضیح کے ساتھ واقع ہے کہ کسی ایماندار منصف مزاج کو معنی صحیح سمجھنے اور تسلیم کرنے میں ہرگز عذر نہ ہوگا۔ وہ روایت یہ ہے: ''**عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنٰی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھذا اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النّبیین** (بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸)'' یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور کل انبیاء سابقین کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک نہایت عمدہ مکان بنا کر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس مکان کے چاروں طرف گھومتے اور اس کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے اور کہتے ہیں اس ایک اینٹ سے اس بیت کی تکمیل کیوں نہیں ہوئی؟ میں وہی ایک اینٹ تعمیر نبوت کا متمم ومکمل ہوں۔ ''**انا للبنۃ**'' پر ''**انا خاتم النّبیین**'' کا عطف جو بطور تفسیر کے ہے، صاف بتا رہا ہے کہ ''**خاتم**'' بفتح ت ہو یا بکسر، ت۔ بمعنی آخر ہے، مہر قادیانی نہیں۔ کیونکہ بیت کی آخر اینٹ بیت کے لئے مصدق نہیں بلکہ اس کی مکمل ہے۔ قادیانی صاحب اپنی غلط فہمی کا علاج کر کے اپنے کو رسول اللہ ﷺ کا مومن صادق بنائیے اور آپ کی تفسیر کی تصدیق کیجئے۔

مذکورۂ بالا آیت اور روایت میں لفظ نبیین اور انبیاء مطلق واقع ہے جو نبی تشریع اور غیر تشریعی دونوں قسم کے انبیاء کو شامل ہے اور غیر تشریعی کے استثناء کا احتمال باطل ہے۔ جیسا کہ حدیث ''**لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب** (ترمذی ج۲ ص۲۰۹)'' کی شرح سے اوپر معلوم ہو چکا۔ مزید برآں لام استغراق نے اس اطلاق وشمول کو اور بھی مضبوط ومستحکم بنا دیا اور اس حدیث کی تمثیل سے بخوبی واضح ہوا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ بیت نبوۃ مطلقہ کی آخر اینٹ ہیں اور آپ ﷺ کی ذات جامع کمالات بیت نبوت کے لئے متمم ومکمل واقع ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کا پیدا ہونا موجب نقصان کمال نبوت وباعث کسر شان

فخر رسالت ہے اور اسی تمثیل سے یہ بھی مثل روز روشن کے ظاہر ہوگیا کہ لفظ ’’خاتم‘‘ کا معنی آخر ہے۔ صاحب رسالہ نے لفظ خاتم کا معنی سمجھنے میں بہت کچھ پیچ وتاب کھایا ہے اور غلط مثالوں سے جو خاص انہیں کی طبعزاد ہیں۔ غلط فہمی یا مغالطہ دہی میں مبتلا ہوگئے۔ اب ان پر واجب یہ ہے کہ نبی صادق ومصدوق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی تمثیل پر ایمان لائیں اور اپنی غلط فہمیوں کا علاج کریں۔ لفظ خاتم کا معنی حقیقی لغت عرب میں تمام کرنا ہے اور مہر چونکہ بیشتر آخر میں ہوتی ہے اس لئے ختم کا معنی مجازی مہر کرنا ہے اور کم ازکم یہ تو ضرور ہی ماننا ہوگا کہ ختم لفظ مشترک ہے۔ تمام کرنا اور مہر کرنا دونوں اس کا معنی ہے۔ لیکن لفظ مشترک کے چند معانی سے کوئی معنی معین سمجھنے کے لئے قرینہ مرجحہ کی ضرورت ہے تو اس مقام میں صاف ’’**مایـنطق عن الهویٰ ان هو الّا وحی یوحیٰ** (النجم:۳)‘‘ کی تفسیر تمثیل سے جو اوپر معلوم ہوئی بہتر قرینہ مرجحہ کون ہوسکتا ہے؟ صاحب رسالہ نے ختم کا معنی صرف مہر کرنا لکھا ہے اور اسی کے دلائل لکھے ہیں اور اس کے دوسرے معنے تمام اور اس کے دلائل سے چشم پوشی کی ہے۔ اس لئے قران مجید وحدیث شریف اور کتب لغت سے اس کے دلائل لکھے جاتے ہیں۔ ’’**ختامه مسک** (النجم:۳) **ای اٰخره طعم المسک یختم بقل هو الله ای یختم قرئته بها...... استودع الله امانتک واخواتیم عملک ای اواخره...... والقرئة بالخواتیم ای باواخر السور**‘‘

(مجمع بحارالانوار ج۲ ص۱۵ الغت احادیث)

’’**قوله تعالیٰ ختامه مسک ای اٰخره لان اخرما یجزونه رائحة المسک وختم الله بخیر وختم القراٰن بلغ اخره واختتم الشیٔ ضدا فتحة وخاتمة الشیٔ اٰخره ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام (مختار الصحاح خلاصه صحاح جوهری کتاب مشهور در لغت عرب) هٰکذا فی الصراح والمنتخب**‘‘ کتب تفاسیر وشروح حدیث میں بھی لفظ ختم کا معنی تمام کرنا لکھا ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں جو فن تفسیر میں متداول ومشہور کتاب ہے یہ ہے۔ ’’**ختامه مسک ای اٰخر شربه یفوح منه رائحة المسک**‘‘

تفسیر خازن میں ہے: ’’**ختامه ای اٰخر طعمه وعاقبته مسک**‘‘ تفسیر مدارک میں ہے: ’’**ای توجد رائحة المسک عند خاتمة شربه**‘‘ حتیٰ کہ لفظ زیر بحث ’’**خاتم النّبیین**‘‘ میں ’’**خاتم**‘‘ کا معنی مفسرین نے لفظ آخر لکھا ہے۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی جو نہایت معتبر تفسیر ہے یہ ہے: ’’**واٰخرهم الذی ختمهم**‘‘ یعنی سب پیغمبروں کے آخر جنہوں نے سلسلہ

نبوت کو ختم کر دیا اور تفسیر جلالین کا مفاد بھی یہی ہے۔ (تفسیر خازن ج۵ ص۲۱۸) میں یہ ہے: ''ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ولا معہ وقال ابن عباس یرید لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا. یکون بعدہ نبیا وعنہ قال ان اللہ لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرًا یصیر رجلا ''یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی۔ آپ ﷺ کے بعد اور ساتھ کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ اگر میں نبوۃ محمد ﷺ پر ختم نہیں کرتا تو اس کو بیٹا دیتا جو اس کے بعد نبی ہوتا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا لڑکا نہیں دیا کہ سن مردانگی یعنی جوانی تک پہنچا ہو۔ (تفسیر مدارک ج۳ ص۲۳۴) ''خاتم النّبیین '' کے تحت میں ہے: ''بفتح التاء عاصم بمعنی الطابع ای اخرھم یعنی لا ینبأ احد بعدہ وعیسیٰ ممن نبئ قبلہ وحین ینزل عاملا علی شریعۃ محمد ﷺ کانہ بعض امتہ وغیرہ بکسر التاء بمعنی الطابع وفاعل الختم وتقویہ قراء ۃ ابن مسعود ولکن نبیا ختم النبیین ''یعنی عاصم کی قرأۃ میں خاتم بفتح تا ہے۔ بمعنی مہر آخر پیغمبران آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عیسیٰ آپ ﷺ کے قبل ہی ہو چکے اور بعد نزول آپ ﷺ کی شریعت پر عامل ہوں گے۔ گویا آپ ﷺ کی امت ہوں گے اور غیر عاصم کی قرأۃ میں بکسر تا بمعنی طابع فاعل ختم ہے۔ قرأۃ بکسر تا کو عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ قرأۃ ''ولٰکن نبیا ختم النّبیین ''(لیکن ایسے پیغمبر کی پیغمبروں کے سلسلہ کو ختم کر دیا) قوت دیتی ہے اور قسطلانی شرح صحیح بخاری میں ہے: ''باب خاتم النّبیین ﷺ ای اٰخرھم الذی ختمھم'' یعنی سب پیغمبروں کے آخر جنہوں نے سلسلۂ نبوت کو تمام کر دیا۔ حوالہ جات مرقومہ بالا سے معلوم ہوا کہ لفظ ختم کا معنی تمام کرنا بھی ہے۔ لیکن ''خاتم النّبیین '' کا ''خاتم '' بمعنی تمام کرنا سے مشتق ہے یا ختم بمعنی مہر کرنا ہے۔ اس تنازع کا فیصلہ صاحب قرآن خود بدولت جن پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر وتمثیل مذکور نے بخوبی کر دیا کہ ''خاتم النّبیین '' بمعنی ''آخر النّبیین '' ہے۔ جس شخص کو آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان ہوگا ہرگز شک وشبہ نہیں کرے گا اور بعض مفسرین نے ''خاتم '' کو ختم بمعنی مہر کرنا سے جو لکھا ہے چونکہ مہر آخر میں ہوتی تھی اور ہے۔ اس لئے اس ''خاتم '' کا لازم معنی ومعنی مجازی بھی ''اٰخر '' ہوا۔ جیسا کہ ابھی تفسیر مدارک سے معلوم ہوگا بلکہ کتب لغت وتفسیر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل معنی ''ختم '' کا تمام کرنا ہے اور تصدیق وتکمیل مضمون ماسبق کے لئے چونکہ مہر آخر تحریر ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا معنی مجازی مہر کرنا بھی قائم ہوا۔ چنانچہ مختار الصحاح میں ہے: ''الخاتم بفتح التاو کسرھا والخیتام

والخاتام کلہ ’’ بمعنی لفظ’’خاتم ‘‘ کے استعمال میں صاحب رسالہ (قادیانی) نے زوروں کے ساتھ دو دعوے کئے ہیں اور لطف یہ ہے کہ دونوں غلط۔

پہلا دعویٰ یہ ہے کہ لفظ’’خــاتـم ‘‘بفتح تا ہو یا بکسر تا اس کا معنی صرف مہر ہے۔آخر نہیں۔آخر کے لئے لفظ’’خاتمہ ‘‘ ہے۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ لفظ’’خاتم ‘‘مذکور کی جمع خواتیم ہے اور’’خواتم...... خواتمہ ‘‘ کی جمع ہے اور صیغۂ جمع کو’’خاتم ‘‘اور’’خاتمہ ‘‘میں فرق بیّن قرار دیا ہے۔

لیجئے!اب آپ کے دونوں دعوؤں کی قلعی کھولی جاتی ہے:’’مـجـمـع بحار الانوار، قـامـوس اللغات، مختار الصحاح ‘‘نے آپ کی تحقیق وجاہلانہ فخر وتعلّی کو باطل کردیا۔اب آپ کے جہل مرکب کی پردہ دری ہوگئی۔اگر آپ میں کچھ بھی شرافت ہوگی تو آئندہ آپ علمائے اہل السنۃ پر زبان درازی نہ کریں گے۔دیکھئے غور سے سنئے!صاحب مجمع البحار نے مشتقات لفظ ’’ختم ‘‘کے استعمال میں حدیث سے دو مثالیں پیش کی ہیں۔’’استــودع اللہ امــانتک وخــواتیــم عـمـلـک ای واخـره والـقـرأة بالخواتیم ای باوا خرالسور ‘‘سمجھے!ان دونوں مثالوں میں’’خواتیم ‘‘کا معنی’’اواخر ‘‘لکھا ہے اور آپ کی تحقیق میں’’خواتیم ‘‘جمع ’’خــاتـم ‘‘ کی ہے۔تو’’خــاتـم ‘‘ کا معنی’’اٰخر ‘‘ہوا اور آپ کا پہلا دعویٰ باطل ہوگیا اور اگر ’’خواتیم، خاتمہ ‘‘ کی جمع ہے تو آپ کا دوسرا دعویٰ باطل ہوگا اور صاحب قاموس نے لکھا ہے: ’’واٰخـر الـقـوم کـالـخـاتـم ‘‘اس سے بھی آپ کا پہلا دعویٰ باطل ہوگیا اور’’خـواتـم ‘‘اور ’’خـواتیم ‘‘دونوں وزنوں پر’’خــاتـم ‘‘کو جمع لکھا ہے۔ان کی عبارت یہ ہے:’’کـالـخـاتـم والـخـاتـام والخیام والختم محرکۃ والخاتیام ‘‘جمع’’خواتم وخواتیم ‘‘اس سے بھی آپ کا دوسرا دعویٰ باطل ہوا۔صاحب مختار الصحاح نے لفظ ختم کو بمعنی آخر استعمال کرنے کی تمثیل میں امر متنازع فیہ کا فیصلہ ہی کردیا۔وہ لکھتے ہیں:’’خـاتـمـۃ الشیٔ اٰخره ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ‘‘دیکھئے’’خاتمہ ‘‘اور’’خاتم ‘‘کا معنی واحد(آخر) قرار دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی شان میں لفظ خاتم الانبیاء محل’’اٰخر الانبیاء ‘‘میں پیش کیا ہے۔

جب علمائے مفسرین اہل لغت بلکہ خود سرور کائنات ﷺ نے متعدد حدیثوں سے اس نزاع کا فیصلہ کردیا کہ’’خـاتـم النبیین ‘‘ کا معنی’’اٰخر النّبیین ‘‘ ہے۔ایسی حالت میں مؤمن کی شان یہی ہے بلکہ ایمان اسی پر موقوف ہے کہ بطیّب خاطر اس فیصلہ کو تسلیم کرکے ایمان قائم رکھیں اور نجات آخرت ونعمائے جنت کے مستحق ہوں۔ایسے موقع میں خداوند عالم کا فرمان واجب

الادغان یہی ہے: ’’فان تنازعتم فی شئ فردوہ الیٰ اللّٰہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر ذلک خیر واحسن تاویلاً۔ (الیٰ ان قال) فلا وربک لا یؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما (نور:۴۸تا۵۰)‘‘ یعنی اگر تم لوگ کسی امر میں جھگڑا واختلاف کرو اور تم کو خدا اور روز جزا پر یقین ہے تو اس کا فیصلہ خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ یہ اچھا فیصلہ ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔ قسم خدا کی جب تک اپنے اختلافات میں لوگ رسول اللہ ﷺ کو حاکم نہیں بناویں گے اور رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہوں گے مسلمان ایماندار نہیں ہوسکتے۔

برادران قادیانی! ’’خاتم النّبیین‘‘ کے لفظ ’’خاتم‘‘ کے معنی میں ہم لوگوں اور آپ لوگوں میں اختلاف وتنازع ہے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ ’’خاتم‘‘ کا معنی آخری ہے اور ہمارے پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی تشریعی یا غیرتشریعی نہ ہوگا اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ’’خاتم‘‘ کا معنی مہر ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبی غیرتشریعی ہوں گے۔ اب اس تنازع کے فیصلہ کے لئے ہم لوگوں کو بحکم ربانی جیسا کہ آیت مذکور الصدر سے معلوم ہوا۔ حضرت احکم الحاکمین وجناب سید المرسلین ﷺ کے دربار میں حاضر ہوکر فیصلہ طلب کرنا فرض ہے اور یہی شرط ایمان ہے اور ایمان کی سلامتی اسی پر موقوف ہے۔ تقریر صدر سے مثل روز روشن کے واضح ہوگیا۔ ’’خاتم‘‘ کا معنی آیہ کریمہ میں ’’آخر‘‘ ہے۔ اب قرآن مجید فیصلہ خداوندی کے لفظ ’’خاتم‘‘ اور ’’النّبیین‘‘ کے ’’الف ولام استغراق‘‘ اور حدیث شریف مذکور الصدر ’’ان مثلی ومثل الانبیاء‘‘ کی تمثیل وتصریح اور حدیث ’’لانبی بعدی‘‘ کے ’’لای نفی جنس‘‘ نے فیصلہ قطعی کردیا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا تشریعی یا غیرتشریعی ہرگز نہ ہوگا۔

تنبیہ: افسوس! مولوی شاہ حسن میاں صاحب پھلواری مرحوم ومغفور کی تحریر میں ’’الف ولام استغراق‘‘ دیکھ کر صاحب (قادیانی) رسالہ کو بحر خجالت میں ایسا استغراق ہوا کہ بے ربط اور ناموزوں الفاظ استعمال کرنے لگے۔ ’’خاتم النّبیین‘‘ کے ’’النّبیین‘‘ میں ’’الف لام استغراق‘‘ ہونے سے آپ نے یہ قاعدہ کلیہ نکالا کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ’’النّبیین بالام‘‘ تعریف ہے۔ ہر جگہ ’’لام استغراق‘‘ ہوگا اور اس بنائے فاسد پر آپ نے اعتراضات بھی قائم کر ڈالے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب! آپ نے ایڈیٹری سے قدم بڑھا کر علمی اسٹیج پر بیکار قدم رکھا اور مسئلہ نگاری کیوں شروع کردی؟ کیا قادیانیوں میں کوئی ذی علم نہیں ہے؟

اب مجھ سے سنئے اور حق مانئے: ’’یقتلون النبیین ‘‘میں الف ولام عہد ہے۔ یہاں وہی انبیاء مراد ہیں جن کو قوم نے قتل[1] کیا۔ اس لام عہد کی دلیل واقعات سے ہوگی اور بشہادت حدیث’’لا نبی بعدی وبتمثیل حدیث ان مثلی ومثل الانبیاء ‘‘خاتم النّبیین کالام، لام استغراق ہے۔’’فضلتکم علی العلمین ‘‘میں بھی لام عہد ہے۔’’مراد العلمین ‘‘سے ’’عالمی زمانھم ‘‘(یعنی ان کے زمانے کے لوگ) ہے۔ جیسا کہ تفسیر جلالین وتفسیر بیضاوی وغیرہ میں لکھا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ میں نے تم کو تمہارے زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی۔ یہاں الف ولام استغراق لینا ارشاد خداوندی’’کنتم خیر امة ‘‘اور حدیث نبوی’’انا سید ولد اٰدم‘‘ کے منافی ہوگا۔

لفظ’’خاتم ‘‘ کا معنی آخر اور مہر دونوں ہے۔ اوپر کی تقریر وتوجیہ بلحاظ معنی آخر کے ہے۔ اگر لفظ’’خاتم ‘‘ کا معنی مہر لیا جائے تو وہ بھی ہمارے مدعا کے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ومثبت ہے۔ کیونکہ جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات جامع صفات اور آپ ﷺ کی کتاب آیات بینات (جس کی تعلیم وہدایت کا سلسلہ نہایت سرگرمی کے ساتھ روز قیامت تک باقی وقائم رہنے والا ہے) انبیائے سابقین اور کتب سابقہ کے لئے مصدق اور کارخانہ نبوت کے لئے مکمل ہیں۔ اسی لئے آپ کی شان میں لفظ’’خاتم ‘‘بفتح تا بمعنی مہر استعمال کیا گیا۔ جیسا کہ مہر بلفظ مختصر مضمون صدر کی تصدیق وتوثیق کو جامع ومکمل ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت رسالت مآب ﷺ کی ذات بابرکات انبیائے پیشین کی نبوت کی (جس میں توحید واخلاق حمیدہ کی تعلیم تھی) مصدق اور سلسلہ نبوت کی مکمل ہوئی۔

آپ دنیا وآخرت دونوں جہان میں انبیائے سابقین کے مصدق ہیں۔ دنیا میں’’ولما جاء ھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتٰب. کتٰب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا تعلمون (البقرة:۸۹)‘‘یعنی جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ان کے دین کی تصدیق کرنے والا رسول آیا اہل کتاب کی ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کو اپنے پس پشت پھینک دیا۔ گویا ان کو معلوم ہی نہیں اور آخرت میں’’فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بک علیٰ ھولاء شھیداً (نساء:۴۱)‘‘یعنی کافروں کا کیا حال ہوگا جب ہر امت سے اس کے پیغمبر گواہ لائے جائیں گے

[1] ’’قال اللہ تعالیٰ کلما جاء ھم رسول بما لا تھویٰ انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (مائدہ:۷۰)‘‘صاف دلیل ہے استغراق کے بطلان پر۔

اور پیغمبروں کے گواہ محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کا مکمل نبوت ہونا لفظ ’’قرآنی خاتم النّبیین واکملت لکم دینکم‘‘ اور حدیث ’’ان مثلی ومثل الانبیاء‘‘ (الیٰ آخرہ) سے بعبارت النص بخوبی مفہوم ہوتا ہے۔

صاحب (قادیانی) رسالہ ص۱۸ میں لکھتے ہیں: ’’ہر ایک مہر کی غرض صرف تصدیق اور مہر کنندہ یعنی صاحب مہر کی شناخت ہوتی ہے؟ اور ص۸۵ میں دومواہیر کے تمام اقسام قریباً ہم نے بیان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ کسی قسم کی مہر دنیا میں ایسی نہیں ملے گی۔ جس سے مقصود بالذات شئے مختومہ کا آخر وانجام وخاتمہ ہو ہر ایک کی علت غائی تصدیق وشناخت مہر کنندہ ہوتی ہے۔‘‘ مجھ سے سنئے! یہ کلیہ آپ کا غلط ہے۔ تحریروں میں مہر سے کبھی تصدیق مقصود ہوتی ہے اور کبھی یہ مقصود ہوتا ہے کہ مہر کے بعد کسی کو کوئی لفظ بڑھانے کی گنجائش ومجال نہ ہو اور کبھی دونوں مقصود ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کو مہر قرار دینے سے دونوں مقصود ہے۔ جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا آپ انبیائے سابقین کے مصدق ہیں اور پروردگار عالم نے آپ ﷺ کے وجود باجود کو مہر قرار دے کر اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا اضافہ نہ ہوگا جو دعویٰ کرے گا جھوٹا دغاباز جعلساز دجال ہے۔ جیسا آپ کے مرزا قادیانی نے ناحق اپنے اوپر دجال ہونے کا الزام قائم کر کے اپنی عاقبت خراب کی۔

صاحب (قادیانی) رسالہ نے مولوی حسن صاحب مرحوم پھلواری پر متعصّبانہ حملہ کرنے میں از خود رفتہ ہوکر ایسا استغراق حاصل کیا ہے کہ اپنی کچھ خبر ہی نہیں۔ (ص۱۰۷) میں لکھتے ہیں: ’’اگر ’’خاتم النّبیین‘‘ کا الف ولام استغراقی ہے تو آنحضرت ﷺ معاذ اللہ واستغفر اللہ آپ کے اصول بلاغت ومعانی کے رو سے خود نبی نہیں ہیں۔ بلکہ ’’خاتم‘‘ ہیں۔ تمام انبیاء کے (الیٰ ان قال) مہر شئے دیگر اور مہر شدہ چیز شئے دیگر۔‘‘ آپ کی یہ تحریر آپ کے حق میں سم قاتل ہے۔ یہی اعتراضات آپ کی توجیہ پر بھی لازم آتے ہیں۔ بقول آپ کے آنحضرت ﷺ...... آئندہ پیغمبروں کے مصدق بصیغہ اسم فاعل وشناخت کنندہ ہیں اور انبیاء آپ کے مصدق بصیغہ اسم مفعول ہوئے۔ مصدق بصیغہ اسم فاعل شئے دیگر اور مصدق بصیغہ اسم مفعول شئے دیگر ہے۔ اس لئے لازم آیا کہ آپ خود نعوذ باللہ منہ نبی نہیں ہیں جو اعتراض آپ نے حسن میاں پر وارد کئے ہیں۔ آپ خود اس کے مورد ہوگئے۔ حالانکہ حسن میاں مرحوم کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ’’اور ہر ایک قسم کی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگئی۔‘‘ اور آپ کی تقریر سے اس مقام میں ایسی صراحت معلوم نہیں ہوتی۔

ہمارے قادیانی دوست مہر کے مادہ میں کہ آیا مہر، مہر شدہ کا جزء ہے یا اس سے خارج۔ غلطان پیچان ہوکر ایسی مذبوحی حرکت میں مبتلا ہیں کہ کبھی ان کی تقریر سے مہر کا خارج ہونا اور کبھی داخل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ میں ان کو اس مادہ میں معیار وقوع فیصل بتادیتا ہوں۔ ہوش میں آکر اسی معیار سے فیصلہ کرلیں۔ وہ یہ ہے کہ مہر اور مہر شدہ کی نوعیت اگر متحد ہے تو مہر مہر شدہ کا مصدق یا جزء مکمل بطریق منع خلو ہے اور اگر دونوں کی دو نوع ہے تو صرف مصدق ہے۔ اب اس اصول کو مثالوں کے ساتھ ملائیے۔ مثلاً دستاویزوں میں اصل مضمون، مقرر کے دستخط ومہر، گواہوں کی گواہی اور قاضی یا رجسٹرار کی مہر یہ سب از قسم خطوط ونقوش ہیں۔ ان سبھوں کی نوع ایک ہے اور ان کے مدلولات الفاظ وعبارات کی نوع بھی ایک ہی ہے۔ اس لئے دستاویز کی مہر دستاویز کا جزء ہے۔ کیونکہ مضامین ومواہیر وشہادات کے مجموعہ کا نام دستاویز ہے۔ بغیر مواہیر مذکورہ کے دستاویز ہی نہیں۔ اس لئے کہ انتفاء جزء مستلزم انتفاء کل ہے اور اختلاف تو عین کی مثال بوتل کے شربت کی مہر ہے۔ یہ مہر مہر شدہ سے خارج ہے۔ اب اسی قول فیصل کا استعمال محل متنازع فیہ ''خاتم النّبیین'' میں کیجئے۔ تکلف وقیاس واجتہاد کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حدیث ''ان مثلی ومثل الانبیاء'' میں تمثیل وتصریح سے لفظ ''خاتم النّبیین'' کا معنی ومسئلہ ختم نبوت کو اس درجہ صاف وشفاف کردیا ہے کہ کسی مؤمن حق پسند کو ہرگز شک وشبہ نہیں رہا اور آئندہ بھی نہیں ہوگا۔ جمہور علمائے اسلام نے مسئلہ ختم نبوت پر اتفاق کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تمثیل مذکور میں نبوت کو بیت اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس کی اینٹیں اور اپنی ذات بابرکات کو اس کی آخر اینٹ قرار دیا ہے۔ اب فرمائیے اینٹ اینٹوں کے ساتھ متحد النوع ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب بجز اثبات کے نفی میں ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ پس آپ کو ضرور ماننا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ بیت نبوت کے لئے مثل آخر اینٹ بیت مکمل کے جزء مکمل ہیں۔ ''اکملت لکم دینکم'' کا یہی مطلب ہے۔ بیت نبوت کے لئے بانی وجزء اوّل حضرت آدم علیہ السلام اور اجزاء آخر مکمل جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کی نبوت ماننا کامل ہونے کے بعد بیت نبوت کو ناقص ٹھہرانا اور آیات قرآنی ''خاتم النبیین واکملت لکم دینکم'' کی تعمیل اور دین اسلام کی تکمیل سے اعراض کرنا اور آنحضرت ﷺ کی تمثیل کو جو بحدیث صحیح متفق علیہ واقع ہے۔ غلط ٹھہرانا اور قطعیات سے انکار کرنا ہے اور منکر قطعیات کافر ہے۔

دوستو! ختم رسالت ایسا صریح وقطعی مسئلہ ہے کہ بعد قبول اسلام وایمان بالقرآن احمق سے احمق اور غبی سے غبی بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا ہے۔ برادران قادیان! باب توبہ مفتوح

ہے۔ بہت جلد توبہ کیجئے اور خالص مخلص مسلمان بن جائیے۔

حضرات ناظرین باتمکین! لفظ ’’خاتم النّبیین ‘‘ کا معنی صحیح جو متفق علیہ علمائے کاملین ہے معلوم کرنے کے بعد لفظ ’’لٰکن ‘‘ اور اس کے مابعد میں صاحب (قادیانی) رسالہ کی کیا تحقیق ہے۔ انہیں کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ جس سے ان کی بخوبی تحقیق اور اس جہالت وخامی استعداد کے ساتھ ان کی شوخی تحریر کا موازنہ بخوبی ہوسکتا ہے۔ ص۶۸ ’’آیت زیر بحث میں جو لفظ ’’لٰکن‘‘ ہے وہ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی ’’لٰکن ‘‘ سے پہلے جو کلام ہوتا ہے اس کو سن کر جو سامع کو وہم پیدا ہو اس پیدا شدہ وہم کو دفع کرنے کے واسطے ’’لٰکن ‘‘ کا لفظ بول کر آگے اس وہم کا دفعیہ کیا جاتا ہے۔‘‘

’’اس وہم کا تعین متنازع فیہ ہے۔ مابین ہمارے اور ہمارے کج فہم مخالفین کے۔ ہمارے مخالفین کو اس کلام سے جو وہم ہوتے ہیں وہ اس قابل نہیں کہ ان کا ذکر تک کیا جاوے۔ وہ بالکل غت ربود اور بے معنی اور خلاف منشاء قرآن ہونے کے علاوہ اصل کلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ایک وہم وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ زیدؓ کو آنحضرتﷺ کا بیٹا کہا جاتا تھا۔ اس لئے خدا نے فرمادیا کہ محمدﷺ تو تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ ہی نہیں۔ پھر زید ان کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔ خدا کے اس کلام کو سن کر وہم پیدا ہوتا تھا کہ اچھا اگر آپﷺ کسی کے باپ نہیں تو پھر کیا ہیں؟ اس وہم کے دفع کرنے کو ’’لٰکن ‘‘ کا لفظ لاکر اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ تو رسول اللہ اور آخر نبی ہیں۔‘‘

’’کیسا لغو اور بیہودہ وہم ہے جو کسی طرح بھی جملہ ماقبل سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ ایسے بیہودہ توہمات کو نقل کر کے ہم اوراق رسالہ خراب کرنا نہیں چاہتے۔‘‘

صاحب (قادیانی) رسالہ نے باایں ہمہ دعویٰ ہمہ دانی وتمسخر ومضحکہ بر علمائے ربانی کے لفظ ’’لٰکن ‘‘ بتشدید نون ولفظ ’’لٰکن ‘‘ وبسکون نون کی تمیز میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ آپ نے ’’لٰکن ‘‘ مخفف کو ’’لٰکن ‘‘ مشدد سمجھ کر حرف استدراک قرار دیا ہے اور علمائے اہل سنت پر بدانست خود بطریق بنائے فاسد علی الفاسد خوب حملے کئے ہیں اور خود ہی معترض ومجیب بن کر اپنے کو خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ کا مصداق بنایا اور اس آیت کریمہ کا شان نزول ایسا بیان کیا ہے جو عقل ونقل کے بالکل خلاف ہے۔ خلاف عقل یہ ہے کہ کفار نے آنحضرتﷺ پر ابتر ہونے کا الزام قلم کیا تھا۔ صاحب رسالہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم (احزاب:۴۰)‘‘ کفار کے الزام کا جواب ہے۔ ان کی عبارت ص۶۴،۶۵ میں یہ ہے:

’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘پس اس میں ابوت کی نفی زید کی وجہ سے نہیں ہوسکتی بلکہ کسی اور وجہ سے ہونی چاہئے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار واشرار حضور انور (فداہ ابی وامی) کو بوجہ اولاد نرینہ نہ ہونے کے مادی اور سفلی خیالات کے بناء پر جو ابتر قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد ﷺ کا سلسلہ صرف ان کی زندگی تک ہے...... اس زمینی خیال بیہودہ مقال کا ردوابطال ایزدمنان لم یزل ولا یزال نے یوں فرمایا کہ واقعی محمد ﷺ کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے اور محمد کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔

ناظرین! اس توجیہ وتفسیر قادیانی میں دو قباحتیں ہیں۔

اوّل...... یہ کہ پہلے کفار کے لفظ طعن کو تسلیم اور نفی ابوت کو جو مرادف ابتر ہے۔ بے ضرورت آپ کی شان اقدس میں ایجاب کر کے لفظ رسول اللہ سے بتکلف اس طعن کا جواب دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوم...... یہ کہ یہ سوال وجواب مضمون سابق آیہ کریمہ سے محض بے ربط ہو جاتا ہے۔ بخلاف تفسیر علمائے مفسرین اہل السنۃ کے کہ ان کی توجیہ وتفسیر مضمون سابق کا تکملہ وتعلیل ہے اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے کہ حدیث شریف کے موافق ہے۔ (جامع ترمذی ج۲ ص۱۵۶ کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ احزاب) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: ’’ان رسول اللہ لما تزوجھا قالوا تزوج حلیلۃ ابنہ فانزل اللہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان رسول اللہ تبناہ وھو صغیر فلبث حتی صار رجلا یقال لہ زید بن محمد فانزل اللہ ادعوا الا بآئھم ھوا قسط عند اللہ فان لم تعلموا اباھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم فلان مولی فلان وفلان اخو فلان ھوا قسط عند اللہ یعنی اعدل عند اللہ ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ نے جب زینبؓ کو اپنی زوجیت میں داخل فرمایا تو لوگ کہنے لگے محمد (ﷺ) نے اپنے بیٹے کی بی بی کو اپنی بی بی بنالیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ’’ماکان محمد...... الخ ‘‘نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے بچپن میں زید کو اپنا متبنّیٰ بنایا تھا۔ یہاں تک کہ جوانی میں بھی لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ’’ادعوا...... الخ ‘‘یہ آیت نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ لوگوں کو ان کے باپ کی طرف سے نسبت کر کے پکارو۔ اللہ کے نزدیک یہی انصاف کی بات ہے۔ اگر ان کے باپ تم کو معلوم نہیں پس تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ فلاں فلاں کا مولیٰ فلاں فلاں کا بھائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی انصاف کی بات ہے۔

معزز ناظرین! یہ وہ شان نزول ہے جو علم حدیث کی معتبر ومشہور کتاب جامع ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ اسی شان نزول کو فن تفسیر کی معتبر ومشہور کتابوں میں مثل تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر بیضاوی، تفسیر حسینی، وتفسیر لباب النقول فی اسباب النزول مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ کے علمائے مفسرین نے صراحتاً واشارۃً نقل کی ہے۔ حدیث شریف وکتب تفاسیر کے مقابلہ میں صاحب (قادیانی) رسالہ نے محض خودغرضی ونفسانیت سے شان نزول کا افتراء کیا ہے۔ جس کا مخالف عقل ونقل ہونا ثابت ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوا کہ آیت شریفہ ''ماکان محمد...... الخ'' سے مقصود پرزور لفظوں کے ساتھ مخالفین معترضین کے الزام واعتراض کا جواب اور زور آور الفاظ سے زید کے تبنی کا ابطال اور مسئلہ ابطال تبنی کا جو اوپر کی آیات سے معلوم ہورہا ہے تتمہ وتکملہ ہے۔ تبنی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنانا جاہلیت کا غلط خیال وباطل مسئلہ تھا۔ مذہب اسلام نے جس کا موضوع لہ احقاق حق وابطال باطل ہے اس باطل خیال کو زوروں سے روکا اور زیدؓ جو آپ کے متبنی مشہور تھے حضرت حکیم مطلق نے ان کی ابنیت کی سخت تردید کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ محمدﷺ تو تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور جب کسی کے باپ نہیں ہیں تو زیدؓ کے بھی باپ نہیں ہیں۔ کیونکہ نفی عام مستلزم نفی خاص ہے۔ اس پرزور نفی سے شبہ ہوا کہ محمد ﷺ کو لوگوں کے ساتھ کوئی قوی تعلق اور گہرا رشتہ نہیں ہے اور بظاہر یہ آیت، آیت سابقہ ''النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم (احزاب:۶)'' یعنی مؤمنین جس قدر اپنی جانوں پر مہربان ہیں نبی اس سے زیادہ ان پر مہربان ہیں) کے ساتھ متعارض ومتناقض ہے۔

پس یہ تعارض ظاہر اور یہ شبہ استعمال لفظ ''لٰکن'' حرف عطف سے جو ایجاب ما نفی عن الاوّل کے لئے موضوع ہے (دیکھو شرح جامی) یوں رفع کیا گیا کہ اگرچہ محمد ﷺ لوگوں کے دنیاوی باپ نہیں ہیں۔ لیکن رسول اللہ ہونے کی وجہ سے شفقت، عنایت، بہی خواہی وخیراندیشی میں دنیاوی باپوں سے بدارج بہتر ہیں۔ کیونکہ دنیاوی باپ دنیا کا خیراندیش ہوتا ہے جو محض قلیل وفانی ہے اور رسول دین کا دردمند ہوتا ہے جو انمول وباقی ہے اور رسولوں میں رسالت کا مکمل ہے جو زیادہ تر شفقت وعنایت کا باعث ہے۔ کیونکہ علّت خیراندیشی خلق نبوت ورسالت ہے۔ پس جو صفت نبوت ورسالت میں اکمل ہوگا وہ خلق اللہ خصوصاً اپنی امت پر ارحم واشفق ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے صاحبزادوں نے بچپن میں قضا کیا۔ کیونکہ وہ اگر حد بلوغ تک پہنچ کر نبی نہیں ہوتے تو ان پر ناخلف ہونے کا الزام وطعن ہوتا اور یہ طعن آنحضرت ﷺ کے خلاف شان ہوتا اور اگر نبی ہوتے تو آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا آپ ﷺ کی تکمیل نبوت وشان کمال رسالت

کے منافی ہوتا۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ابن عم رسول اللہ (جو علم وفضل وتفسیر قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ میں امتیاز خاص رکھتے تھے اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ جیسے نقاد الرجال آپ کی قدر ومدح کرتے تھے) اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ’’**ان اللہ لمّا حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکر ایصیر رجلا** (تفسیر خازن ج۵ ص۲۱۸) ‘‘یعنی اللہ تعالیٰ نے چونکہ فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے آپ ﷺ کو کوئی ایسا لڑکا نہیں عطاء ہوا جو حد بلوغ تک پہنچ جائے۔ دیکھئے آنحضرت ﷺ کے عزیز وشاگرد خاص مفسر القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جن کی تفسیر دانی صحابہ کرامؓ میں غایت مشہور ومقبول تھی صریح لفظوں میں فیصلہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی غیر تشریعی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اگر آپ ﷺ کے صاحبزادے نبی ہوتے تو نبی غیر تشریعی ہوتے۔ کیونکہ نبی تشریعی تو شریعت سابقہ کے مسخ ونسخ کے بعد ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت تا قیامت قائم رہنے والی ہے۔

معزز ناظرین! مقام غور ہے کہ ’’**خاتم النّبیین**‘‘ کا معنی صاحب وحی خود بدولت جناب سید المرسلین ﷺ کے بیان صریح وتمثیل اور مفسر القرآن صاحب حبیب الرحمٰن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تفسیر اور اہل لغت کی تصریح سے بعبارۃ النص ودلیل قطعی متواتر سے صریح لفظوں میں معلوم ہوگیا۔ اب ان نصوص کی مخالفت کر کے مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی بنانا اور خداوند عالم اور رسول اکرم ﷺ کی مرضیات کو پس پشت ڈال دینا احداث دین اور خروج عن الاسلام نہیں ہے تو کیا ہے؟

مرزائیو! اب بھی سنبھل جاؤ۔ توبہ کرو ورنہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ آپ لوگ مدعی ہوکر خداوند عالم کے اجلاس میں مرزاقادیانی پر اغواء واضلال کا مقدمہ دائر کریں گے اور ان کا جواب ہوگا ’’**ربنا ما اطغیتہ ولکن کان فی ضلٰل بعید**‘‘ یعنی میں نے گمراہ نہیں کیا یہ خود گمراہ تھے۔ جب آپ لوگ مدعی اسلام ہیں تو فرمائیے قرآن مجید کی صریح آیت اور حدیث شریف کی صحیح روایت کے مقابلہ میں جس کی عبارت النص سے ختم نبوت کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ کوئی آیت یا روایت ہے جس سے مرزاقادیانی کی نبوت ثابت ہو؟ کیا ان قطعیات کے مقابلہ ومخالفت میں مرزاقادیانی کا الہام مانا جائے گا۔ مرزاقادیانی کا الہام کیا؟ مرزاقادیانی کی کیا حقیقت ہے۔ اگر کسی متقی سید کا الہام بھی نصوص قطعیہ کی مخالفت میں واقع ہو تو وسوسہ شیطانی پر محمول ہوگا۔ اسی طرح مرزاقادیانی کے کل الہامات جو نصوص قطعیہ کے مخالف ہیں وساوس شیطانی خطرات نفسانی استدراجات ہیں۔

مرزائیو! غور کرو چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کی نبوت منظور الٰہی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آپ کے اصحاب میں نبوت کی قابلیت رکھنے والے بھی نبی نہ ہوئے اور آپ نے یہی وجہ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرمائی۔ حضرت عمرؓ کی شان میں ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۹)‘‘ حضرت علیؓ کی شان میں ’’انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم ج۲ ص۲۷۸)‘‘ جب اس عذر سے کہ آپ کے بعد کوئی نبی غیرتشریعی نہ ہوگا یہ دونوں بزرگ باایںہمہ فضل وکمالات منصوصہ وشرافت قومی جن کا مدح وثناخوان خود خداوند عالم ہے اور جن کی قابلیت کے شاہد اور قطعی الجنت ہونے کے مبشر سرور عالم ﷺ ہیں نبی غیرتشریعی نہیں ہوئے تو مرزاغلام احمد قادیانی جن کو نہ شرافت قومی ہے نہ فضل وکمال شرعی جن کی زندگی کا بہت بڑا حصہ اور آخر حصہ اپنی باطل نبوت کے منوانے اور جیسا کہ مشہور ہے برادری کی ایک عورت کے ساتھ ناجائز عشق ومحبت اور اس عشق بازی کے متعلق الہامات افتراء کرنے میں تلف وضائع ہوا۔ باوجود سدباب نبوت کے نبی کیونکر ہوسکتے ہیں؟ افسوس! نبوت کی ہوس نے اس بیچارہ کو مؤمنین صالحین کے درجہ سے بھی گرادیا۔

دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست

آپ ﷺ جملہ انبیائے تشریعی وغیرتشریعی سے افضل واکمل ہیں۔ آپ ﷺ کی یہ سیادت وافضلیت قادیانی کی متخیلہ سیادت سے بدرجہا اولیٰ ہے۔

یہ وہ مسلم ومشہور دعویٰ ہے جس کی دلیل قرآن پاک اور حدیث شریف دونوں میں موجود ہے۔ آیات قرآنیہ یہ ہیں: ’’تلک الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجات (البقرة:۵۳)‘‘ یعنی پیغمبروں میں بعض کو میں نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی سے سرفراز ہوا اور کسی کو درجات عالیہ عطاء ہوئے۔

’’واذ اخذ الله میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین (آل عمران:۸۰)‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے معاہدہ لیا کہ میں نے تم لوگوں کو کتاب وحکمت دی۔ پھر تم لوگوں کے پاس رسول تم لوگوں کی تصدیق کرنے والا آئے گا۔ تم لوگ ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی تائید ومدد کرو اور اس کا پختہ اقرار اور وعدہ کرو۔ سبھوں نے کہا ہم لوگوں نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ

اپنے نفس پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

دیکھئے! اس آیت میں تمام انبیاء سابقین تشریعی غیرتشریعی اولوالعزم غیراولی العزم پر آپ ﷺ کی سیادت، ریاست، غایت، فضیلت ثابت ہوئی۔ خداوند عالم نے پرزور لفظوں میں غایت تاکید کے ساتھ کل پیغمبروں پر انہیں پیغمبروں سے آپ ﷺ کی سرداری وریاست تسلیم کرائی تاکہ کسی امت کو آپ ﷺ کی نبوت ماننے اور آپ ﷺ کی تابعداری وتائید ونصرت کرنے میں مجال انکار باقی نہ رہے۔ کیونکہ جب پیغمبروں پر آپ کی تابعداری ونصرت واجب ہوئی تو ان کی امتوں پر بطریق اولیٰ ہوگی۔ جب حضرت احکم الحاکمین نے انبیائے سابقین سے ایسا پرزور وقوی معاہدہ لے کر آپ ﷺ کی رسالت وریاست فی النبوۃ کی تکمیل فرمائی تو آپ کے بعد رسالت غیرتشریعی قائم کرنی معاہدہ خداوندی کا سخت مقابلہ اور آنحضرت ﷺ کی شان رسالت کی نہایت تنقیص وتوہین ہے جو خداوندی حکم کا مقابلہ اور شان رسالت کی تنقیص وتوہین کرے۔ اس کا کیا انجام ہوگا؟

قادیانیو! توبہ کرو۔ جلد مسلمان ہو جاؤ۔

آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل ہونے کی دلیل حدیثوں سے یہ ہے: ’’**انا اکرم الاولین والاٰخرین علی اللہ ولا فخر انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النّبیین ولا فخر انا اکرم ولد اٰدم علی ربی (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین مختلف روایات)**‘‘ یعنی میں تمام اگلوں پچھلوں سے اللہ تعالیٰ کے یہاں بزرگ تر ہوں فخر سے نہیں کہتا۔ میں سب پیغمبروں کا پیشوا اور رہبر ہوں فخر سے نہیں کہتا۔ میں نبوت کے سلسلہ کو تمام وکمال تک پہنچانے والا ہوں۔ فخر سے نہیں کہتا میں اپنے رب کے دربار میں بزرگ ترین اولاد ہوں۔ ’’**لو کان موسیٰ حیاما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)**‘‘ یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان پر میری پیروی لازم ہوتی۔

اب ارشاد خداوندی اور ہدایت نبوی کے بعد جس سے جناب رسالت مآب ﷺ کی افضلیت وسیادت وفرضیت اقتداء وتائید ونصرت بجملہ انبیائے پیشین ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی افضلیت وسیادت کے لئے آپ کی امت میں نبوت غیرتشریعی قائم کرنے کی ضرورت کچھ بھی باقی نہیں اور آپ کی شان کمال رسالت میں مضر ہے۔ لہٰذا بنظر استحفاظ کمال رسالت سید المرسلین وبوجہ عدم ضرورت نبوت فی امتہ خاتم النّبیین اس امت محمدیہ میں نبی غیرتشریعی نہ ہوں گے۔ جس سے قادیانی واویلا کر رہے ہیں اور اپنے مغل کی نبوت ثابت کرنے میں اس قانون الٰہی کو سدباب سمجھ کر

ناقوس پیٹ رہے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ اس امت کو اگرچہ یہ منصب نہیں ملا۔ لیکن دیگر فضائل وکمالات سے اس کا ایسا جبر نقصان ہوا کہ نبوت غیر تشریع کے فضل سے بمدارج ترقی کر گیا۔ صدیقین، شہداء، صالحین، غوث، قطب، ابدال، واوتاد۔ آپ ﷺ کی امت میں بکثرت ہوں گے۔ دوثلث اہل جنت میں آپ ﷺ کی امت ہوگی اور ایک ثلث تمام اگلی امتیں۔ یہ باتیں اپنے مقام پر طے شدہ ہیں۔ ان میں زیادہ تفصیل وتشریح کی ضرورت نہیں۔

جو شخص تعلیم روحانی ونظم جہانبانی کا جامع ہو وہی نیابت حضرت رسالت کا جس کو خلافت راشدہ کہتے ہیں مستحق ہے۔

انسان، عبارت جسم وروح دونوں سے ہے اور پروردگار عالم ہماری روح وجسم دونوں کا محافظ ہے۔ اس لئے بفحوائے ارشاد باری تعالیٰ ''انی جاعل فی الارض خلیفه'' انسان کامل واکمل وخلیفۃ اللہ ہونے کا وہی شخص مستحق ہے جو حفاظت جسمانی وروحانی دونوں کا متکفل ہو۔ ایسے خلیفۃ اللہ کے فرد اکمل، جناب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ ہوئے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ کو دوحیثیت تھی اور آپ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ دو تعلق تھا۔ ایک ہدایت وتعلیم روحانی ہے جو خدمت تشریعی ہے۔ دوسرا سیاست ونظم جہانبانی ہے۔ جو خدمت تمدنی وسیاسی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی خلافت جائزہ تین قسموں پر منقسم ہوئی۔ سب سے اعلیٰ واکمل وہ ہے جو خدمت تشریعی وتمدنی کو جامع ہو۔ اس اعلیٰ طبقہ کی خلافت کو اصطلاح شرع میں خلافت راشدہ کہتے ہیں اور جس میں یہ خلافت راشدہ پائی جاوے۔ وہ خلیفہ راشد ومہدی ہے۔ خلافت کی دوسری قسم صرف خدمت تشریعی ہے۔ جس کے انجام دینے والے حضرات مجددین شریعت وعلمائے صالحین امت[1] ہیں۔ خلافت کی تیسری قسم جو خدمت تمدنی وسیاسی ہے۔ اس خدمت کے خدام ملوک وسلاطین اسلام ہیں۔

خلفائے راشدین کو جناب رسول اللہ ﷺ نے تحدید کر کے بتایا ہے۔ ان کی تعداد ان کا حسب ونسب ان کی جائے خروج وقیام حدیثوں میں نہایت تفصیل کے ساتھ اس طرح مذکور ہے کہ ''لا یزید ولا ینقص'' زیادت ونقصان کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس دعوے کے لئے مفصلہ ذیل حدیثیں شاہد عدل ہیں:

۱...... ''عن جابر ابن سمرةؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یزال هذا

[1] بفحوائے حدیث شریف ''ان اللہ یبعث بهٰذة الامة علی رأس کل مئة سنة من یجدّدلها دینها (رواه ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲ هذا فی المشکوٰة فی کتاب العلم ص۳۶)''

الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم یجتمع علیه الامة کلهم من قریش (رواه ابوداؤد فی المشکوٰة ص ۵۵۰، فی باب فضل قریش بروایة الشیخین مع اختلاف یسیر) ’’یعنی جابر ابن سمرہؓ سے روایت ہے کہ کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے۔ ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے۔ امت ان سبھوں پر اتفاق کرے گی۔ سب قریشی النسل ہوں گے۔ یہ حدیث سنن ابی داؤد اور مشکوٰۃ شریف باب فضل قریش میں بروایت امام بخاری وامام مسلم مروی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے نائب کامل اور خلیفہ راشد صرف بارہ ہوں گے اور سب کے سب قریشی النسل صاحب حکومت ہوں گے۔ ایسی حالت میں حضرت کا خلیفہ راشد جس کو قادیانی اپنی طبعزاد اصطلاح میں نبی غیر تشریعی کہتے ہیں ایک مغل کیونکر ہوسکتا ہے؟

۲...... ’’عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان عدة الخلفاء بعدی عدة نقباء موسیٰ (رواه ابن عدی ج ۱ ص ۳۵۱، حدیث نمبر ۲۲۹۷ وابن عساکر کذافی الجامع الصغیر للسیوطی) ’’یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد جو خلیفہ ہونے والے ہیں ان کی گنتی موسیٰ کے سرداروں کی گنتی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ سردار تھے جو آیہ کریمہ ’’اثنا عشر نقیبا ‘‘ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ حدیث سیوطی کی جامع صغیر میں بروایت ابن عدی وابن عساکر مروی ہے۔ خلافت راشدہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔

خلافت متصلہ، خلافت منفصلہ اس اعلیٰ طبقہ کی خلافت اور اس کے دونوں قسموں کی بشارت خود قرآن پاک میں موجود ہے: ’’وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنّهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکننّ لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدّلنّهم من بعد خوفهم امنا (النور:۵۵) ’’یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے قبل کی امت (بنی اسرائیل) کو خلافت عطاء فرمائی۔ اس امت کے بعض مؤمنین صالحین کو بھی زمین کی خلافت کا وعدہ فرمایا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا جماوے گا اور خوف کے بعد اللہ تعالیٰ امن بخشے گا۔ ’’کما استخلف الذین من قبلهم ‘‘ سے مراد اس آیہ کریمہ میں بنی اسرائیل ہیں۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کی ان آیات سے معلوم ہوتا ہے: ’’وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیراً فاذا جآء وعدا ولٰهما بعثنا علیکم عباد النا اولی بأس شدید فجا سوا خلال الدیار وکان وعدًا مفعولاً ثم رددنا لکم الکرہ علیهم وامددنا کم باموال

وبنین وجعلنا کم اکثر نفیرًا (اسراء:۴تا۶)‘‘

اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل کو دوبار عروج اور دومرتبہ نزول ہوا اور باراوّل کے عروج سے بار دوم کا عروج بہت زائد ہوا۔ جیسا کہ لفظ’’اکثر نفیراً‘‘ کا مفاد ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے قلزم سے پار ہوگئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح ونصرت کا وعدہ کیا۔ لیکن قوم کی شامت اعمال اور نافرمانی سے چالیس برس تک زمین میں پریشان رہے۔ لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو شرف اجابت بخشا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ فتوحات حاصل ہوئے۔ مگر ان کی مدت عمر تمام ہوچکی تھی۔ وہ وعدہ الٰہی حضرت یوشع علیہ السلام کے ذریعہ پورا کرایا گیا اور تمام ملک شام ومصر پر ان کا قبضہ ہوا۔ ان کے بعد حضرت کالب علیہ السلام پیغمبر خلیفہ ہوئے اور حضرت کالب کے بعد حضرت یوساقوس پیغمبر خلیفہ ہوئے۔ ان کو لوگوں نے شہید کرڈالا۔ ان کے بعد پھر ایک اور پیغمبر جانشین ہوکر شہید ہوئے۔ یہ بنی اسرائیل کی خلافت راشدہ متصلہ ہے۔ جس میں چار خلیفہ علی الاتصال ہوئے۔ ازانجملہ دو آخر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ملوک جبابرہ ہوئے۔ اسی طرح جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد علی الاتصال چار خلیفہ راشد ہوئے۔ منجملہ ان کے تین خلفائے آخر شہید ہوئے۔ ان چاروں خلیفوں کی خلافت راشدہ تیس برسوں تک رہی۔ جیسا کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔

۳…… ’’عن سفینۃؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا ثم یقول السفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر سنتین وخلافۃ عمر عشرۃ وعثمان اثنتی عشرۃ وعلی ستۃ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد کذافی المشکوٰۃ فی کتاب الفتن ص ۴۶۳)‘‘ یعنی سفینہؓ سے روایت ہے میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے خلافت تیس برسوں تک ہوگی۔ پھر بادشاہی ہوگی۔ سفینہؓ کہتے ہیں ابوبکرؓ کی خلافت دو برس، عمرؓ کی خلافت دس برس، عثمانؓ کی خلافت بارہ برس، علیؓ کی خلافت چھ برس رہی۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن میں بروایت احمد، ترمذی، ابوداؤد مروی ہے۔

اور جیسا کہ ملوک جبابرہ کے ظلم وتعدی کی شامت اور قوم کی بداعمالی وشرارت سے یونانی بت پرست جن کا سپہ سالار جالوت تھا بنی اسرائیل پر مسلط کئے گئے۔ جنہوں نے بنی اسرائیل کو خوب زیروزبر کیا۔ لاکھوں کو قتل اور لاکھوں کو جلاوطن کیا۔ تب اس وقت بنی اسرائیل کو ہوش ہوا۔ اصلاح عمل تضرع وگریہ وزاری، دعا والتجا بحضرت باری سے حضرت خداوند عالم کی

رحمت جوش میں آئی۔ قوم کی درخواست اور حضرت شمویل علیہ السلام پیغمبر وقت کی اس دعا سے ’’ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ‘‘ طالوت منجانب اللہ بنی اسرائیل کے بادشاہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے جالوت کو قتل کیا اور کچھ فتوحات حاصل کر کے انتقال کیا۔ لیکن ان کے جانشین حضرت داؤد علیہ السلام نے تمام ملک مصر وشام کو فتح کیا اور حضرت داؤد کے جانشین حضرت سلیمان علیہما السلام نے پہلی فتوحات پر بہت زیادہ ترقی کی، مشرق میں تمام ملک فارس، کابل وخراسان اور مغرب میں تمام یونان اور اکثر یورپ اور افریقہ میں بلقیس کا ملک سبا فتح کیا اور ’’اکثر نفیرا‘‘ کی پیشین گوئی بوجہ اتم پوری ہوئی۔ اسی طرح یہ امت مرحومہ بھی باقتضائے لفظ ’’کما‘‘ خلافت راشدہ متصلہ کے بعد اپنی شامت اعمال سے تنزل وانحطاط کے قعر مذلت وادبار میں گرے گی اور خلافت راشدہ منفصلہ کے دور میں عزت واقبال کے زینہ پر ایسی ترقی کرے گی جو دور اوّل سے بمدارج زیادہ ہوگی۔ لفظ ’’کما‘‘ کی تشبیہ اور حدیث مابعد کی تصریح سے بخوبی یہی مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

۴...... ’’عن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ ﷺ ابشروا ابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری اٰخره خیرام اوله او کحدیقة اطعم منها فوج عاما ثم اطعم منها فوج عاما لعل اٰخرها فوجا ان یکون اعرضها عرضا واعمقها عمقا واحسنها حسنا کیف تهلک امة انا اولها والمهدی وسطها وعیسیٰ ابن مریم اٰخرها ولکن بین ذٰلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منهم (رواه رزین کذافی المشکوٰة فی باب ثواب هذاالامته ص ۵۸۳)‘‘ یعنی حضرت امام صادقؒ اپنے بزرگوں سے ’’ابا عن جد‘‘ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنو۔ خوشخبری سنو۔ میری امت کی مثال بارش کی ایسی ہے نہیں معلوم اس کا آخر بہتر ہے یا اوّل۔ یا مثل باغ کے ہے۔ ایک برس اس سے ایک جماعت کھلائی گئی۔ پھر ایک برس اس سے ایک جماعت کھلائی گئی۔ گمان ہے کہ پچھلی جماعت زیادہ چوڑی زیادہ عمیق زیادہ حسین ہو، میری امت کیونکر ہلاک ہوگی۔ میں اس کا پہلا (ہادی) اور مہدی (اوسط) درمیان کے ہادی اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر ہادی ہوں گے۔ لیکن ان کے درمیان ٹیڑھی جماعت ہوگی نہ وہ مجھ سے اور نہ میں ان سے ہوں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب ثواب ہذہ الامت میں بروایت رزین مروی ہے۔ اس حدیث میں ’’اعرضها عرضا‘‘ سے مراد یہ ہے کہ اس دور میں پہلے دور سے سلطنت میں وسعت اور پھیلاؤ زیادہ ہوگی۔ جیسا کہ حضرت داؤد، سلیمان علیہما السلام کے زمانہ میں سلطنت کی وسعت بہت زیادہ

ہوئی[1] اور ’’اعمقها عمقا‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ پہلی فتوحات سے ان فتوحات کا اثر دیرپا ہوگا۔ مثلاً اگر پہلی فتوحات کا اثر ہزار برس رہا ہے تو ان فتوحات کا اثر چار ہزار برس رہے گا۔ بعدہ زوال ہوگا۔ ’’احسنها حسنا‘‘ سے مقصود یہ ہے کہ پہلے دور سے پچھلے دور میں خوبصورتی زیادہ ہوگی۔ کیونکہ پہلے دور میں تو مجاہدین کا لشکر جہاں پہنچتا تھا وہاں دو ایک مسجدیں تیار ہوتیں اور اذان دی جاتی اور تمام ملک کافر رہتا تھا اور دوسرے دور میں تمام ملک میں مسلمانوں کی کثرت بہت زیادہ ہوگی۔ مساجد اور مدارس بہت تعمیر ہوں گے جو ملک زیر حکومت اسلام آئے گا وہاں مساجد اور جماعت کی اس درجہ کثرت ہوگی کہ تمام شہر اذان کی آواز سے گونجے گا۔ جب ایک مسجد میں اذان ہوگی اس کے ساتھ ہی تمام مسجدوں میں اذان ہوگی۔ جس سے تمام شہر اذان کی آواز سے گونج اٹھے گا۔ یہ خوبی پہلے دور کو عطاء نہ ہوئی۔ لیکن با اینہمہ کمالات اس پچھلے دور کو بھی زوال ہوگا اور زوال بھی ہوگا تو ایسا کہ گویا اسلام مٹ گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسلام کو ایسی ترقی عطاء فرمائے گا کہ اسلام کے سوا کفر کا نام دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ حدیث صدر سے معلوم ہوا اور احادیث ذیل سے معلوم ہوگا کہ اس امت مرحومہ میں مہدی اوسط ہوں گے۔ اس لئے ان کے ثبوت، علامات فضائل وکمالات میں ذیل کی چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔ حدیثوں کو بغور سمجھنے سے مہدی اوسط اور مہدی آخرالزمان میں فرق وامتیاز صحیح حاصل اور غلط مبحث دور ہوجاتا ہے۔

۵...... ’’عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ رحماء امتی اوسطها (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس ھکذا فی الجامع الصغیر للسیوطی ج۳ ص ۱۳، حدیث نمبر ۴۴۴۷)‘‘ یعنی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہماری امت کے رحیم بیچ والے ہیں۔ یہ حدیث دیلمی کی مسند الفردوس میں اور سیوطی کی جامع صغیر میں ہے۔

۶...... ’’عن عبداللہ ابن الحارث ابن الجزء الزبیدیؓ قال قال رسول ﷺ یخرج الناس من المشرق فیوطنون للمهدی یعنی سلطانهم‘‘

۷...... ’’عن عبداللہؓ قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ اذا قبل فتیة من بنی هاشم فلما رأهم النبی ﷺ اغرورقت عیناه وتغیر لونه قال فقلت ما نزال نری فی وجهک شیئا نکرهه فقال انا اهل بیت اختار اللہ لنا الأخرة علی الدنیا وان اهل بیتی سیلقون بعدی بلاء تشریدا وتطریدا حتی یاتی قوم من قبل المشرق معهم

[1] نسبت دور اوّل کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔

رأیات سود فیسئلون الخیر فلا یعطونه فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سئلوا فلا یقبلونه حتی یدفعوها الیٰ رجل من اهل بیتی فیملئها قسطا کما ملئوها جورا فمن ادرک ذالک منکم فلیاتهم ولو حبوا علے الثلج (اخراجهما ابن ماجة فی باب خروج المهدی ص ۲۹۹) ''یعنی عبداللہ بن حارث بن جزءزبیدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لوگ پورب سے نکلیں گے اور مہدی اپنے بادشاہ کو جو پورب کا بادشاہ ہوگا وطن دیں گے (ملک مفتوحہ اس کے حوالہ کریں گے) عبداللہؓ سے روایت ہے جس وقت ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے ناگہاں بنی ہاشم کی ایک جماعت آئی۔ جب آپ نے ان لوگوں کو دیکھا آپ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ میں نے کہا ہم لوگ آپ کے چہرۂ مبارک میں ایسی چیز دیکھتے ہیں جس کو ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ ایسے گھر والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے گھر والے میرے بعد سخت بلا اور ہانک میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ پورب کی طرف سے ایک قوم آئے گی جس کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ وہ لوگ مال مانگیں گے لوگ ان کو مال نہیں دیں گے۔ پھر وہ لوگ جنگ کریں گے۔ پس فتح دیئے جائیں گے۔ تب لوگ ان کو مال دیں گے اور وہ قبول نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ ملک مفتوحہ کو میرے ایک مرد اہل بیت کے حوالہ کریں گے۔ وہ مرد اہل بیت زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ لوگوں نے ظلم سے ان کو بھر دیا تھا۔ جو شخص تم میں سے اس زمانہ کو پاوے ضرور ان کے پاس آوے۔ اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل پہنچے۔ یہ دونوں حدیثیں سنن ابن ماجہ باب خروج المہدی میں مروی ہے۔[۱]

ان دونوں حدیثوں کا مفاد یہ ہے کہ پہلے مسلمان کی جماعت فاتح ہوکر کچھ فتوحات حاصل کرے گی۔ اس کے بعد ان کے سردار کا انتقال ہوگا۔ اب سردار کے انتخاب کے وقت ایک شخص اہل بیت کو وہ لوگ منتخب کریں گے اور وہی مہدی اوسط ہوگا اور پہلے سے بہت زیادہ ترقی کرے گا۔ اب یہاں لفظ ''کما استخلف الذین'' کی تشبیہ میں غور کیجئے اور اس امت کی خلافت منفصلہ کو جس کی بشارت ان حدیثوں سے ثابت ہوئی ہے خلافت منفصلہ بنی اسرائیل

۱؎ اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (اوّل) اہل بیت کا تکلیف سخت میں گرفتار ہونا، جیسا کہ خلافت بنی امیہ وبنی عباس میں ظہور میں آیا۔ (دوم) بعد خرابی امت کچھ مسلمانوں کا پورب مدینہ منورہ سے جو ملک خراسان ہے جمع ہونا اور کچھ فتح حاصل کرنا۔ (سوم) ایک سید کا خلیفہ مقرر ہونا امر اوّل کا ظہور بوجہ اتم ہوا۔ اب اس سے دو پچھلے کا انتظار ہے۔

کے ساتھ تطبیق دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو خلافت منفصلہ ہوئی اس کا شروع طالوت سے ہوا۔ انہوں نے کچھ فتوحات حاصل کی پھران کا انتقال ہوا۔ اب انتخاب میں داؤد علیہ السلام ان کے جانشین مقرر کئے گئے اور وہ پیغمبر ہوئے اور فتوحات میں بہت کچھ ترقی کی۔

۸...... ’’عن ثوبانؓ مولی رسول اللہ ﷺ اذا رأیتم الرایات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی (رواہ احمد والبیھقی فی دلائل النبوۃ کذافی المشکوٰۃ ص ۴۷۱ فی باب اشراط الساعۃ) ‘‘یعنی ثوبانؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لوگ سیاہ نشان خراسان سے آتے ہوئے دیکھو، وہاں حاضر ہوجاؤ۔ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ یہ حدیث دلائل النبوۃ بیہقی مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعت یعنی قیامت کی چھوٹی نشانیوں کے بیان میں امام احمد اور امام بیہقی کی روایت سے مروی ہے۔

احادیث نمبر۶، ۷، ۸ کو باہم ملانے اور الفاظ میں ’’قبل المشرق، رأیات سود الثلج ‘‘وغیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں حدیثوں کا مورد ایک ہی ہے اور وہ خراسان ہے جو مدینہ سے پورب اور برف زار ہے۔

۹...... ’’عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج من خراسان رأیات سود لا یردھا شئ حتی تنصب بایلیاء (رواہ الترمذی ج۲ ص ۵۲ فی تیسیر الوصول فی باب فضل العباسؓ) ‘‘ابی ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خراسان سے سیاہ نشان نکلیں گے کوئی چیز ان کو پھیر نہیں سکے گی۔ یہاں تک کہ بیت المقدس میں گاڑے جائیں گے[1]۔ یہ حدیث تیسیر الوصول باب فضل عباسؓ میں بروایت ترمذی مروی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس خراسانی مہدی کی زور آور فتح مندی ایشیا میں ہوگی۔ ہم لوگوں کو اس بشارت کا منتظر رہنا چاہئے اور موجودہ تنزل وانحطاط سے جو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ مایوس ہونا شان ایمان کے خلاف ہے۔

قادیانیو! تمہارے مرزا کے شان میں بھی کوئی حدیث ایسی ہے تو دکھلاؤ۔ ورنہ ایمان لاؤ۔

۱۰...... ’’عن بریدۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ سیکون بعدی بعوث کثیر فکونوا فی بعث خراسان (رواہ ابن عدی کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی ج۲ ص ۶۲، حدیث

[1] اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ملک شام میں اس وقت عیسائیوں کی عملداری ہوگی۔ اس کا پیش خیمہ ہے جو اس وقت ملک شام میں ہو رہا ہے۔ آخر میں وہ ملک عیسائیوں کے ہاتھ آوے گا تب خروج مہدی اوسط ہوگا اور بیت المقدس دوبارہ فتح ہوگا۔ واللہ اعلم!

نمبر ۴۴۷۷) ’’بریدہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد بہت فوج کشی ہوگی۔ خراسان کی فوج کشی میں حاضر رہو۔ یہ حدیث سیوطی کی جامع صغیر میں ابن عدی سے مروی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسلامی فوجوں پر فوج خراسان میں رہنے کو ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کو اس فوج میں رہنے کے لئے مامور فرمایا ہے۔

۱۱...... ’’عن النعمان ابن بشیر عن حذیفةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون النبوة فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم یکون خلافة علی منهاج النبوة ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم یکون ملگا عاضًا فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالیٰ ثم یکون ملکا جبریةؒ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم تکون خلافة علے منهاج النبوة ثم سکت (رواه احمد والبیهقی فی دلائل النبوة کذافی المشکوٰة فی باب الانزار والتحذیر ص ۴۶۱) ‘‘یعنی نعمان ابن بشیر حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم میں نبوت رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا خلافت بطریق نبوت ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر گزند پہنچانے والی بادشاہی ہوگی۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ بادشاہی رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر ظلم کی بادشاہی ہوگی۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ بادشاہی رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا۔ پھر خلافت بطریق نبوت ہوگی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ یہ حدیث دلائل النبوۃ اور مشکوٰۃ شریف باب الانذار والتحذیر میں امام احمد اور بیہقی کی روایت سے مروی ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ بعدہ مختلف طبقہ کی نامحمود سلطنتیں بعدہ خلافت علی منہاج النبوۃ بیان فرما کر سکوت فرمایا۔ خلافت متصلہ علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت پوری ہوچکی اور ملوک نامحمود کی پیشین گوئی ظاہر ہوچکی اور ہورہی ہے اور خلافت منفصلہ علی منہاج النبوۃ کا انتظار ہے۔ ’’فانتظروا وابشروا ایها المؤمنون‘‘

۱۲...... ’’عن حامل الصدمیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ سیکون بعدی خلفاء ومن بعد الخلفاء الامراء ومن بعد الامراء الملوک ومن بعد الملوک الجبابرة ثم

ؒ ’’ملکا عاضاً‘‘ سے مراد سلاطین اسلام ظالم ہیں اور ’’ملکا جبریته‘‘ سے مراد کافر بادشاہ ہیں۔ جیسا کہ ظہور میں آیا اور آرہا ہے۔

یخرج رجل من اھل بیتی یملاء الارض عدلا کما ملئت جورا ثم یؤمر بعدہ القحطانی فوالذی بعثنی بالحق ماھو بدونہ (رواہ الطبرانی کذافی الجامع الصغیر للسیوطی ج۳ ص ٦٠ حدیث نمبر ۴٧٦٨) ’’حامل صدفیؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور خلیفوں کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہان اور بادشاہوں کے بعد ظالمین پھر میرے گھر والوں سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جیسا بھر دی گئی تھی ظلم سے اس کے بعد قحطانی امیر ہوگا۔ پس خدا کی قسم بغیر اس عادل کے قحطانی امیر نہ ہوگا۔ یہ حدیث بروایت طبرانی سیوطی کی جامع صغیر میں مروی ہے۔ یہ حدیث حدیث سابق نمبر ۱۱ کے ساتھ اصل مضمون میں موافق ہے۔ اس حدیث میں ایک امر زائد جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے یہ معلوم ہوا کہ اس خلافت منفصلہ کے خلیفہ راشد اپنے زمانے میں اہل بیت نبوت کے فرد اکمل حضرت سید ہوں گے۔ کوئی مرزا مغل نہ ہوگا۔

۱۳...... ’’عن ابی اسحاقؓ قال قال علی کرم اللہ وجھہ ونظر الیٰ ابنہ الحسنؓ قال ان ابنی ھذا سید کما سماہ النبیﷺ ویخرج من صلبہ رجل یسمٰی باسم نبیکمﷺ یشبہ فی الخلق ولا یشبھہ فی الخلق ثم ذکر قصۃ یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا (اخرجہ ابوداؤد وکذافی المشکوٰۃ ص ۴٧۱ فی باب اشراط الساعۃ) ’’ابی اسحٰقؓ سے روایت ہے۔ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور دیکھا اپنے بیٹے حسنؓ کو کہا یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ جیسا کہ رسول اللہﷺ نے اس کا نام سردار رکھا۔ اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کا نام تمہارے نبی کا نام ہوگا۔ سیرت میں ان کے مشابہ ہوگا اور صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ پھر اس قصہ کو ذکر کیا کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ ظلم سے بھر دی گئی۔ یہ حدیث بروایت ابوداؤد ومشکوٰۃ شریف باب علامات قیامت میں مروی ہے۔

اس حدیث نے حدیث ماقبل کے مضمون فاضل کی تفصیل وتوضیح کر دی کہ وہ سید صاحب سید حسنی النسب غایت متبع سنت ہوں گے اور آپ کا نام احمد یا محمد ہوگا۔ اہل ایمان کے تدبر وتفکر ونتیجہ صحیح تک پہنچنے کے لئے یہ حدیث کافی ہے۔

مرزائیو! کسی مرزا کی خلافت کی بشارت کسی حدیث میں ہو تو بتاؤ۔

۱۴...... ’’عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہﷺ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین (رواہ ابوداؤد ھکذا فی المشکوٰۃ ص ۴٧٠ فی اشراط الساعۃ) ’’ابی سعیدؓ سے روایت

ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مہدی مجھ سے ہے یعنی میری اولاد ہے۔ کشادہ پیشانی والا اونچی ناک والا، زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ جیسا ظلم وستم سے بھرگئی تھی۔ سات برسوں تک حکومت کرے گا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب علامات قیامت میں بروایت ابوداؤد مروی ہے۔ اس حدیث سے بھی خلیفہ راشد مہدی کے سید القوم ہونے کی بشارت اوران کے حلیہ، مدت قیام، حکومت، غایت عدل وانصاف کی پیشین گوئی معلوم ہوئی۔

۱۵...... ''عن حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ المہدی رجل من جلدی وجھہ کالکواکب الدری (رواہ الرویانی کذافی الجامع الصغیر ج۲ ص ۱۷۱، حدیث نمبر ۹۲۴۵) ''یعنی حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد سے ایک مرد ہے۔ اس کا چہرہ مثل روشن ستارہ کے ہے۔ یہ حدیث جامع صغیر سیوطی میں بروایت رویانی مروی ہے۔

۱۶...... ''عن عبداللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی (رواہ الترمذی وابوداؤد کذافی المشکوٰۃ ص ۴۷۰ فی باب اشراط الساعۃ) ''یعنی عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دنیا نہیں جائے گی جب تک عرب کا حاکم میرے اہل بیت سے نہ[1] ہو۔ اس کا نام میرے نام کے برابر ہوگا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعۃ میں بروایت ترمذی وابوداؤد مروی ہے۔

۱۷...... ''قال رسول اللہ ﷺ المہدی منا یختم الدین بہ کما فتح بنا (رواہ الطبرانی ج ۱ ص ۵۶، حدیث نمبر ۱۵۷) ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی ہماری اولاد سے ہے۔ دین اس سے ختم ہوا۔ جیسا مجھ سے شروع ہوا۔

۱۸...... ''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی ینزل الروم بالاعماق اوبدابق فیخرج الیھم جیش من المدینۃ من خیار اھل الارض یومئذ فاذا تصاقوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منانقاتلھم فیقول المسلمون الا واللہ لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونھم فینھزم ثلث لا یتوب اللہ علیھم ابدا ویقتل ثلثھم افضل الشھداء عند اللہ ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتحون قسطنطنیہ فبیناھم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفھم بالزیتون

[1] اوّل جو خلافت راشدہ عرب میں ہوئی وہ اہل بیت سے نہ تھی۔ اب جو ہوگی وہ اہل بیت میں سے ہوگی۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اذصاح فیھم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اھلیکم فیخرجون وذالک باطل فاذا جاء الشام خرج فبیناھم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسیٰ ابن مریم فامھم فاذا رأہ عدواللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی یھلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیرھم دمہ فی حربتہ (رواہ مسلم ج۲ ص ۳۹۱، ۳۹۲) ’’یعنی ابی ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک روم کا لشکر اعماق یا دائق میں اترے۔ پھر مدینہ سے نیک لوگوں کا لشکر جو نیکی میں تمام زمین والوں سے اس زمانہ میں بہتر ہوں گے۔ ان کی طرف نکلے گا۔ پھر جب صف باندھیں گے روم والے کہیں گے جن مسلمانوں نے ہماری جماعت سے لوگوں کو قید کیا ہے۔ ان سے لڑنے کا ہم لوگوں کو موقع دو، مسلمان کہیں گے قسم خدا کی ہم اپنے بھائیوں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ مسلمانوں اور[1] رومیوں میں جنگ ہوگی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین حصے ہو جائیں گے۔ ایک تہائی جماعت شکست کھا کر بھاگ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور ایک تہائی جماعت مقبول ہوکر بہترین شہداء الٰہی میں داخل ہوگی اور ایک تہائی فتح یاب ہوکر پھر کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہوگی۔ پھر قسطنطنیہ[2] فتح کریں گے جس وقت اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت میں لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کریں گے کہ یکا یک شیطان ان میں آواز دے گا۔ مسیح دجال تمہارے گھروں میں تمہارے پیچھے آ گیا۔ پس لوگ نکل پڑیں گے۔ حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی۔ پھر جب شام میں آویں گے دجال نکلے گا۔ پس جس وقت یہ لوگ صفوں کو برابر کر کے لڑائی کی تیاری کریں گے بوقت اقامت نماز عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اتریں گے اور لوگوں کی امامت کریں گے۔ جب اللہ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا جیسا نمک پانی میں گھلتا ہے گھلنے لگے گا۔ اگر اس کو چھوڑ دیتے گھل کر ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اس کو قتل کرائے گا۔ پس لوگوں کو اس کا خون ان کے نیزہ میں دکھلائے گا۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔

۱۹...... ’’عن عبداللہ ابن مسعودؓ قال ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ ثم قال بیدہ ھٰکذا قال عدوہ ویجمعون لاھل الشام ویجمع لھم اھل الاسلام قلت الروم تعنی قال نعم ویکون عند ذاکم القتال ردۃ شدیدۃ فیشترط المسلمون شرطۃ للموت لاترجع الاغالۃ فیقتتلون حتی یحجزبینھم

۱؎ اس وقت ملک روم میں عیسائی مالک ہوں گے۔
۲؎ اس وقت قسطنطنیہ کا مالک عیسائی ہوگا۔

اللیل فیفئ هولاء وهؤ لاء غیر کل غالب فتفنی الشرطة ثم یتشرط السلمون شرطة للموت للا ترجع الاغالبته فیقتتلون حتی یحجزبینهم اللیل فیفئ هولاء وهولاء کل غیر غالب وتفنی الشرطة ثم یشترط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الاغالبته فیقتتلون حتی یمسوا فینفئ هؤلاء وهولاء وکل غیر غالب تفنی الشرطته فاذا کان یوم الرابع نهد الیهم بقیة اهل الاسلام فیجعل الله الدبرة علیهم فیقتتلون مقتلة لم یرمثلها...... حتی ان الطائر یمربجنباتهم فلا یخلفهم حتی یخرمیتا فیعتا دبنو الاب کانوا مأته فلا یجدونه بقی منهم الا الرجل الواحد فبأی غنیمة یفرح اوای میراث یقسم فبیناهم کذالک اذا سمعوا بباس هواکبر من ذلک فجاء هم الصریح ان الدجال قد خلفهم فی ذراریهم فیرفضون مافی ایدیهم یقبلون فیبعثون عشر فوارس طلیعته قال رسول اللہ ﷺ انی لاعرف اسماء هم واسماء اباء هم والوان خیولهم هم خیر فوارس علی ظهر الارض یومئذ (رواه مسلم ج ۲ ص ۳۹۲) ’’یعنی عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ بے شک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تقسیم نہ کی جاوے میراث اور نہیں خوشی کی جاوے مال غنیمت سے پھر کہا دشمن شام والوں کے مقابلہ کو لشکر جمع کریں گے اور اہل اسلام روم والوں کے مقابلہ کو لشکر جمع کریں گے۔ مسلمان لوگ موت کے لئے لشکر چنیں گے۔ (کہ لڑتے لڑتے مرجاؤ) یا غالب و فتح یاب ہوکر واپس آ ؤ۔ پھر جنگ کریں گے یہاں تک کہ درمیان ان کے رات حائل ہو جائے گی۔ پھر یہ اپنے ڈیرہ پر اور وہ اپنے ڈیرہ پر واپس آئیں گے۔ دونوں میں کوئی غالب نہ ہوگا اور چنے ہوئے لشکر فنا ہو جائیں گے۔ پھر مسلمان لوگ موت کے لئے لشکر چنیں گے کہ فتح یاب ہوکر واپس آئیں۔ پھر جنگ ہوگی اور رات ہونے سے دونوں فوجیں اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئیں گی۔ کوئی ان میں غالب نہ ہوگا اور منتخب شدہ جماعت فنا ہو جائے گی۔ پھر مسلمان لوگ موت کے لئے لشکر چنیں گے کہ نیز فتح یاب ہوئے۔ واپس نہ آئیں پھر شام تک جنگ کر کے دونوں فوجیں اپنی اپنی جگہ پر واپس آئیں گی۔ کوئی ان میں غالب نہ ہوگا اور منتخب شدہ جماعت فنا ہو جائے گی۔ پھر جب چوتھا دن ہوگا بقیہ اہل اسلام کفار سے مقابلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دے گا۔ پھر ایسی سخت لڑائی ہوگی جس کی نظیر دیکھی نہیں گئی۔ یہاں تک کہ پرندہ ان کے کنارہ گذرے گا اور ان سے تجاوز نہ کر سکے گا۔ یہاں تک کہ مردہ ہوکر گر پڑے گا۔ ایک شخص کی سو اولاد میں سے ایک زندہ

رہے گا تو کس غنیمت سے لوگ خوش ہوں گے؟ اور کون سی میراث تقسیم ہوگی؟ جس وقت لوگ اس حال میں ہوں گے اس سے بھی زیادہ سخت لڑائی کی خبر سنیں گے۔ ایک آواز آئے گی کہ دجال ان کے لڑکوں بالوں میں پہنچ گیا جوان کے ہاتھ میں ہوگا اس کو چھوڑ کر روانہ ہو جائیں گے۔ دس سوار دن کو خبر لانے کو بھیجیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میں ان کے اور ان کے باپ کے نام اور گھوڑوں کے رنگ خوب جانتا ہوں۔ وہ لوگ اس زمانہ میں روئے زمین پر بہتر سوار ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔

۲۰...... ’’عن عبداللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی اومن اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطاً وعدلا کما ملئت ظلما وجور (رواہ ابوداؤد فی المشکوٰۃ ص ۴۷۰ فی باب اشراط الساعۃ) ‘‘یعنی عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر دنیا سے صرف ایک دن باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دن کو لابنا کرے گا۔ یہاں تک کہ مجھ سے یا میری اہل بیت سے ایک مرد کو اٹھائے گا۔ جس کا نام میرا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ ظلم وجور سے بھر گئی۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب علامات قیامت میں بروایت ابوداؤد مروی ہے۔

حدیث نمبر ۱۸، ۱۹ وغیرہ میں کس تفصیل وتصریح سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے زمانہ آئندہ کے واقعات کو بیان فرمایا ہے۔ زمانۂ آخر میں بڑے بڑے قتال جو ہونے والے ہیں ان کی تفصیلی کیفیت ان کے نتائج ومقامات ودجال کا محل خروج وقتال اس کے استدراجات بعض صالحین بندوں کی اس کے مقابلہ میں استقامت، اسلام کی تائید ونصرت کے لئے جناب مسیح صادق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا میں دوبارہ نزول اجلال فرمانا آپ کا محل نزول یہود ونصاریٰ کا آپ کو دیکھ کر کھل جانا۔ دجال کا آپ کے دست مبارک سے باب لد میں قتل ہونا یاجوج وماجوج کا خروج وہلاک ہونے کی تفصیلی کیفیت وغیرہ ذلک بڑے شدومد کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔

قادیانیو! سر پیٹو کہ تمہارے مسیح قادیانی قمرالانبیاء کی فضیلت میں ایک حدیث بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کی توہین وتضلیل میں آیات وحدیث بکثرت وارد ہیں۔ از انجملہ بیان ہو چکی اور آئندہ ہوں گی۔

حدیث نمبر چہارم کے جملہ ’’کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی اوسطھا وعیسیٰ ابن مریم اٰخرھا (مشکوٰۃ ص ۵۸۳)‘‘ سے معلوم ہوا کہ از ابتدائے اسلام تا قیام قیامت دین اسلام کے اعلیٰ ترین حامی ونگہبان اور کشتی امت مرحومہ کے اکمل ترین محافظ وکشتی بان تین ہوں گے۔

اوّل...... خود بدولت واحتشام حضرت بانی ومعلم اسلام خیر انام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

دوم...... خلیفۃ اللہ نائب کامل رسول اللہ حضرت امام مہدی اوسط وعلیہ وعلیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سوم...... روح اللہ اکمل خلفائے رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے ترقی اسلام وبہبودی انام کے تین دور ہیں۔ دور اوّل جناب رسالت مآب ﷺ اور آپ کی خلافت راشدہ متصلہ کا زمانہ ہے جس کو تیرہ چودہ سو برس ہوئے جس نے اپنے زور اور تاثیرات سے تمام دنیا کو ہلا دیا۔ موافق تو موافق مخالف کی بھی تواریخ اس دور کے پرزور تاثیرات کی مدح گو وثنا خوان ہے اور اس کے بےنظیر وبےمثال ہونے کی مقر ومعترف ہے۔ لیکن بفحوائے ’’کل من علیھا فان‘‘ حیات کے بعد موت، نور کے بعد ظلمت، دن کے بعد رات، ہدایت کے بعد ضلالت ہونا سنت الٰہی ہے۔ ’’ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا‘‘ باستثنائے جماعت خاص جن کا روز قیامت تک دین اسلام وحکم الٰہی پر قائم رہنا مبشر بہ ہے۔ جیسا کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۱...... ’’عن معویۃ قال سمعت النبی ﷺ یقول لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یأتی امر اللہ وھم علی ذلک (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب ھذہ الامۃ)‘‘ یعنی معویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا۔ میری امت میں ایک جماعت قیامت تک اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ کوئی مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچاوے گا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے باب ثواب ہذہ الامت میں صحیحین سے مروی ہے۔ بوجہ مرور زمان کثیر اکثر نفوس اسلام میں اسلام کا رنگ پھیکا ہو رہا ہے اور یوماً فیوماً یہ ظلمانی کیفیت روبزیادت ہے۔ آخرکار یہ تنزل ترقی سے اور یہ ظلمت نور سے ضرور بالضرور مبدل ہوگا۔ ہر سختی کے بعد آسانی، یہ بھی سنت الٰہی ہے۔ ’’فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرًا‘‘ ایسے ہی موقع میں عرفی نے پروردگار عالم کو خطاب کر کے کیا خوب عرض کیا ہے۔

اے متاع درد در بازار جان انداختہ گوہر ہر سود در جیب زیان انداختہ

اس لئے زمانہ کی رفتار (مصرعہ: دلامنال زشامی کہ صبح در پے اوست) اور حسب حدیث نمبر۴ حضرت صادق مصدوق ﷺ کی گفتار اب حضرت مہدی اوسط علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی امید دلاتی اور منتظر بناتی ہے۔ حضرت مہدی اوسطؑ کا خروج حسب حدیث نمبر۶، ۷ مشرق یعنی مدینہ سے پورب ہوگا اور حسب حدیث نمبر۸، ۹، ۱۰ وہ مدینہ سے پورب ملک خراسان ہے۔ جس کو اس زمانہ میں افغانستان کہتے ہیں اور حسب حدیث نمبر۷، ۸، ۹ آپ کی فوج کا نشان سیاہ ہوگا۔ حسب حدیث نمبر۷ تا ۹ یہ اپنی جنگ میں مظفر ومنصور ہوں گے۔ حسب حدیث نمبر۹ آپ کی فتوحات ایشیاء میں خراسان سے بیت المقدس تک ہوگی اور حسب حدیث نمبر۷، ۱۲، ۱۳ جب دنیا جور وستم کی شب دیجور میں ڈھنکی ہوگی ایسے وقت میں یہ آفتاب عالمتاب ہدایت طلوع ہوکر تمام عالم کو اپنے عدل وانصاف کے انوار سے منور وروشن کرے گا۔ حسب حدیث نمبر۴ لفظ ''اعرضھا عرضا واحسنھا حسنا واعمقھا عمقا'' اس دور میں دور اوّل سے سلطنت میں وسعت زیادہ تر ہوگی اور اس کا اثر دیرپا زیادہ ہوگا اور رونق زیادہ تر ہوگی اور حسب حدیث نمبر۸، ۱۰ مسلمانوں کو اس خراسانی فوج میں داخل ہونے کی سخت تاکید ہے اور حسب حدیث نمبر۷، ۱۲ یہ مہدی اوسط جناب رسالت مآب ﷺ کی اولاد سے اور حسب حدیث نمبر۱۳ حضرت حسنؓ کی نسل سے ہوں گے اور حسب حدیث نمبر۱۳ حضرت مہدی اوسط جناب رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہوں گے اور حسب حدیث نمبر۱۳ آپ اخلاق میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے اور صورت میں آپ کے مشابہ نہ ہوں گے اور حسب حدیث نمبر۱۴ آپ کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی اور حسب حدیث نمبر۱۵ آپ کا چہرۂ مبارک مثل روشن ستارہ کے ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مہدی اوسط علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی بعثت پر اسلام کی ترقی موقوف ہے اور جن کی تشریف آوری کا مسلمانوں کو انتظار ہے اور ہونا چاہئے۔ سید حسنی یعنی جناب رسالت مآب ﷺ کی اولاد حضرت حسن مجتبیٰؓ کی نسل سے ہوں گے۔ آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہوں گے۔ آپ کی پیشانی کشادہ، ناک اونچی اور چہرہ مثل روشن ستارہ کے ہوگا۔ آپ اخلاق وسیرت میں جناب رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم ہوں گے۔ لیکن صورت میں آپ کے مشابہ نہ ہوں گے۔ آپ کا خروج مدینہ سے پورب یعنی خراسان ملک افغانستان سے ہوگا۔ آپ کی فوج کا جھنڈا سیاہ اور آپ کا لشکر مظفر ومنصور ہوگا۔ آپ کی فتوحات ایشیاء میں بیت المقدس تک ہوگی۔ آپ کے عدل وانصاف سے دنیا منور وروشن ہوجائے گی اور اسلام کے دور اوّل سے آپ کے دور میں اسلامی سلطنت وہدایت میں وسعت ورونق ودیرپائی

زیادہ تر ہوگی۔ مسلمانوں کو اس خراسانی فوج میں داخل ہونے کی سخت تاکید ہے۔

قادیانی دوستو! مہدی اوسط کے حالات میں ایسی تفصیل وتوضیح احادیث کثیرہ سے ثابت ہوتی ہے کہ کسی ایماندار کو ان کی شناخت میں ہرگز شک وشبہ نہ ہوگا۔ کہاں ہیں اہل قادیان وعشاق فتح ونصرت اسلام؟ ان کے یوسف کا مقام مصر خراسان ہے نہ کہ قادیان آپ زلیخا صفت ہوکر اپنے یوسف کے ظہور وصال کا انتظار اسی مقام مصر اور خراسان سے کریں۔ جو زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

بگفتا گر برین کارت تمام ست　　عزیز مصرم ومصرم مقام ست

مشرق میں ترقی اسلام کے لئے مقام مبشر بہ خراسان ہے نہ قادیان۔

بعضوں نے مہدی اوسط اور مہدی آخرالزمان کی علامات میں خلط مبحث کر کے دونوں کو ایک قرار دیا ہے اور یہ نہیں خیال کرتے کہ حضرت مہدی آخر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا زمانہ ایک ہوگا۔ حدیث شریف کے لفظ اوسطہا کا اطلاق ان کی شان میں ممکن نہیں ہے۔ حسب حدیث نمبر۱۶، ۱۷ مہدی آخرالزمان کے دور کے بعد دین اسلام کا خاتمہ ہوگا اور مہدی اوسط کے بعد دین اسلام کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ ضعف ونقصان البتہ ہوگا جس کی خبر نقصان اور اسلام وایمان کو ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پہنچانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ حسب حدیث مفصلہ صدر مہدی آخرالزمان علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خروج مدینہ منورہ سے ہوگا (جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا) اور مہدی اوسط کا خروج خراسان سے ہوگا۔ مہدی آخر کے ہاتھ پر لوگوں کی بیعت مکہ معظّمہ میں رکن ومقام کے درمیان ہوگی اور وہیں ابدال وشام واولیائے عراق ان کی زیارت کو آئیں گے اور مہدی اوسط کی فوج میں داخل ہونے کے لئے خراسان ایسے برف زار جگہ میں لوگوں کو تاکید مزید ہے اور حسب حدیث نمبر۱۷، ۱۸ مہدی آخر کو جنگ سخت وملحمہ کبریٰ کے بعد فتح ہوگی اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی تائید فرمائیں گے اور مہدی اوسط کو بے روک ٹوک فتوحات حاصل ہوں گے۔ فاضل اجل حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلویؒ نے اپنی تصنیف منیف منصب امامت ص۷۹ میں ایسی عمدہ تقریر کی ہے۔ جس سے مہدی اوسط اور مہدی آخر میں فرق بین وامتیاز کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ آپ کی تقریر دلپذیر ہدیہ ناظرین ہے۔ ’’ونیز این گمان نباید کرد کہ زمانہ خلافت راشدہ یا اوائل امت ست یعنی زمانہ خلفائے اربعہ باوا خرامت یعنی زمان حضرت مہدی علیہ السلام است ودرمیان ہر دو زمان ہمہ زمان تعطیل ست کہ ہرگز دران خلافت راشدہ گاہی ظاہر شدنی نیست چہ بسیاری از تابعین خلافت عمر بن عبدالعزیز رانیز از جملہ، خلافت

راشدہ شمردہ اندوانچہ حبیب کہ از جملہ تابعین ست ہمان حدیث اوّل بہ عمر بن عبدالعزیز نوشتہ ودر پائین آن این بشارت نگاشتہ ’’ارجوان تکون امیر المؤمنین بعد الملک العاض والجبریة فسریه واعجبه‘‘ پس عمر بن عبدالعزیز ہم این بشارت راقبول فرمودند وآن را این وجہ رونمودند کہ این حدیث اشارت ست بخلافت حضرت مہدی پس چرا بر خلافت دیگران حمل میکنی ونیز آوردہ شدہ ’’قال النبی ﷺ اذا رایتم الرایات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوها ولو حبوا علے الثلج فان فیها خلیفة الله المهدی (مشکوٰۃ ص ۴۷۱)‘‘ ونیز ظاہرست کہ این مہدی غیر آن مہدی موعود است کہ ظہور آن از مدینہ منورہ است نہ از خراسان واین ہم خلیفہ است کہ کافہ انام مسلمین باعانت او مامور اند ودر رفاقت او ماجور ونیز وارد شدہ ’’قال النبی ﷺ یخرج رجل من وراء النهر یقال له الحارث حرات علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن أو یمکن لأل محمد کما مکنت قریش لرسول الله وجب علی کل مؤمن نصره (مشکوٰۃ ص ۴۷۱)‘‘ ونیز ظاہرست کہ این بزرگ از اہل بیت ست کہ حارث موئد اوست غیر مہدی موعودست چہ مہدی موعود را اوّلاً باجماع لشکر عرب تائید خواہد شد نہ باجتماع لشکر ماوراء النہر۔‘‘ اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ خلافت راشدہ صرف دور اوّل زمانہ خلفائے اربعہ اور دور آخر یعنی زمانہ مہدی آخرالزمان میں منحصر ہے اور ان دونوں زمانوں کے بیچ میں خلافت راشدہ نہ ہوگی اور کوئی مہدی خلیفہ راشد نہ ہوگا۔ بہتیرے تابعین از انجملہ حبیب نے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ راشد تجویز کیا ہے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے (جو خیر التابعین شمار کئے جاتے ہیں) اس تجویز کو سن کر انکار نہیں کیا۔ بلکہ اظہار مسرت کیا۔ چنانچہ دور اوّل اور دور آخر کے بیچ میں جو مہدی ہونے والے ہیں ان کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم خراسان سے سیاہ نشان نکلتا ہوا دیکھو وہاں پہنچ جاؤ۔ اگرچہ برف پر گھسٹ کر چلنے کی نوبت آوے۔ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ مہدی، مہدی موعود آخرالزمان نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ان کا ظہور مدینہ سے ہوگا۔ خراسان سے نہیں مہدی خراسان کی اعانت کے لئے تمام مسلمانان مامور ہیں وبصورت تعمیل حکم ماجور ہوں گے۔ وسط زمان میں ایک مہدی اور ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماوراء النہر سے ایک مرد نکلے گا جس کا نام حارث حراث ہوگا۔ اس کے مقدمۃ الجیش کا نام منصور ہوگا۔ آل محمد کی مدد کرے گا۔ جیسا کہ قریش نے رسول اللہ کی مدد کی تمام مسلمانوں پر ان کی اعانت

واجب ہے۔ یہ بزرگ اہل بیت بھی غیر مہدی آخر الزمان ہیں۔ اس لئے کہ ان کی تائید اجتماع لشکر عرب سے ہوگی نہ کہ اجتماع لشکر ماوراء النہر سے۔

خلاصہ تعریف مہدی اخیر یہ ہے کہ حسب حدیث نمبر۲ آپ دور آخر میں مبعوث ہوں گے۔ آپ جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے اور آپ کے ہم نام اور آپ کے والد ماجد حضرت ﷺ کے والد ماجد کے ہم نام ہوں گے۔ آپ کے دور کے بعد دین اسلام کا خاتمہ ہوگا۔ ’’المھدی منا یختم الدین بہ کما فتح بنا (رواہ الطبرانی ج۱ ص۵۶، حدیث نمبر۱۵۷) ‘‘یعنی مہدی ہماری اولاد سے ہے دین اس سے ختم ہوگا۔ جیسا مجھ سے شروع ہوا۔ حضرت مہدی کے دور کی ابتداء حضرت مہدی سے اور انتہاء جناب مسیح ابن مریم علیہ السلام اور ان کے خلفاء پر ہوگی۔ حضرت مہدی کا محل خروج مدینہ منورہ اور محل بیعت مکہ معظّمہ میں بین الرکن والمقام ہوگا۔ ابدال شام وجماعت عراق آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوکر آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوں گے۔ ابتداً لشکر عرب سے آپ کی تائید ہوگی۔ قتال وملاحم سخت وجنگ ہائے عظیم کے بعد آپ کو فتح ہوگی۔ آپ کے فتوحات پورب میں ہوں گے اور حسب حدیث نمبر۱۸ آپ کے عہد میں مسیح دجال کا خروج اور اس کی سرکوبی کے لئے جناب مسیح ابن مریم علیہا السلام کا نزول ہوگا۔ جناب مسیح علیہ السلام اپنے دست مبارک سے دجال کو قتل کریں گے۔ آپ کی سانس سے جو حد نگاہ تک آپ کے پہنچی ہوگی۔ جس کافر کو وہ ہوا لگے گی خود بخود مر جائے گا۔ دین اسلام کو جو قانون بادشاہ حقیقی ہے جاری کرنے کے لئے سخت جنگ کریں گے۔ جزیہ موقوف کردیں گے۔ یعنی محاربہ کفار میں بالفعل قانون اسلام قبول اسلام یا قبول جزیہ یا جنگ ہے۔ ان کے زمانہ میں قبول جزیہ درمیان سے منسوخ ہوگا۔ صرف قبول اسلام یا جنگ باقی رہے گا۔ اسی وجہ سے بجز مذہب اسلام کے دنیا میں کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا۔ صلیب توڑ دی جائے گی اور سور قتل کردیا جائے گا۔ جو لوگ مسیح دجال کے دورہ میں ایمان واسلام پر قائم رہ کر مصیبتیں جھیل چکے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام ان کے درجات جنت بیان فرما کر ان کی تسکین وتشفی فرمائیں گے۔

اس کے قبل جب آپ نائب موسیٰ ہوکر بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے تھے بجز چند حواریوں کے آپ کے زمانہ میں آپ کو کسی نے نہیں مانا۔ یہاں تک کہ یہودیوں کے خوف سے تمام حیران وسرگردان پھرتے رہے۔ آخرکار آپ کے دشمنوں نے آپ کو بدانست خود مار ہی ڈالا۔ خداوند قادر مطلق نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ وہاں کی روحانی صحبت اور روحانی زندگی

سے آپ کی روحانی قوت اتنی تیز ہو جائے گی کہ جب آپ نائب ختم الانبیاء ہو کر دوبارہ اس عالم میں تشریف لائیں گے آپ کی نگاہ سے آپ کے مخالف ہلاک ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے عہد میں بجز اسلام کے کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا اور بشارت خداوندی ’’لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ کا پورا مصداق آپ ہی کا عہد ہوگا۔ بین میں چالیس برسوں تک اقامت فرمانے کے بعد آپ کی وفات ہوگی اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء ہوں گے۔ آپ کے دور میں، دنیا میں خیر و برکت، امن وامان، آسودہ حالی، مال و دولت کی فراوانی، زمین کی آبادی و پیداواری اس درجہ ہوگی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ایک ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے شیرہ سے ایک جماعت کثیرہ سیراب ہوگی اور اس کے کھوپڑہ میں سایہ حاصل کرے گی۔ جیسا کہ (سنن ابن ماجہ ص۲۹۹،۲۹۸) کی طوالنی حدیث کے اس حصہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ ’’قال رسول اللہ ﷺ عن ابی امامۃ الباھلیؓ فیکون عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فی امتی حکما عدلا واماما مقسطا یدق الصلیب ویذبح الخنزیر ویضع الجزیۃ ویترک الصدقۃ فلا یسعی علی شاۃ ولا بعیر وترفع الشحناء والتباغض وتنزع حمۃ کل ذات حمۃ حتی یدخل الولیدیدہ فی فی الحیتۃ فلا تضرہ وتفر الولیدۃ الاسد فلا یضرھا ویکون الذئب فی الغنم کانہ کلبھا وتملأ الارض من السلم کما یملاء الا ناء من الماء وتکون الکلمۃ واحدۃ فلا یعبد الا اللہ تضع الحرب اوزارھا وتسلب قریش ملکھا وتکون الارض کفا ثور الفضہ تنبت نباتھا بعد اٰدم حتی یجتمع النفر علی القطف من العنب فیشیعھم ویجمع النفر علی الرمانۃ فتشبعھم ویکون الثور بکذا وکذا من المال وتکون الفرس بالدریھمات قالوا یا رسول اللہ وما یرخص الفرس قال لا ترکب کحرب ابدًا قیل لہ فما یغلے للثور قال تحرث الارض کلھا‘‘ یعنی ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم میری امت میں حاکم عادل و پیشوائے انصاف ور ہوں گے۔ صلیب کو ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیں گے۔ سور کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے۔ زکوٰۃ کی تحصیل چھوڑ دیں گے۔ بکری اور اونٹ کی زکوٰۃ تحصیل نہیں کی جائے گی۔ کینہ اور بغض اٹھالیا جاوے گا۔ زہریلے جانوروں سے زہر نکال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ لڑکا اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے گا اور سانپ اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ لڑکی شیر کو بھگادے گی اور شیر اس کو کچھ بھی نقصان نہیں دے گا۔ بھیڑیا بکریوں میں مثل کتے کے رہے گا۔

زمین مسلمانوں سے ایسی بھر جائے گی جس طرح برتن پانی سے بھر دیا جاتا ہے۔ کلمہ ایک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش نہ ہوگی۔ جنگ مطلقاً موقوف ہو جائے گی۔ قریش اپنے ملک کو چھین لیں گے۔ زمین مثل طشت چاندی کے ہوگی اور روئیدگی اگائے گی۔ یہاں تک کہ ایک جماعت انگور کے ایک خوشہ سے اور ایک جماعت ایک انار سے آسودہ ہو جائے گی۔ بیل گران اور گھوڑا ارزاں ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ گھوڑے کی ارزانی اور بیل کی گرانی کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جنگ کے متروک ہونے سے گھوڑا ارزان ہوگا اور تمام زمین کے آباد ہونے سے بیل گران ہوگا۔

جملہ احادیث مذکور الصدر کو باہم ملانے اور غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوا کہ اس امت مرحومہ میں اعلیٰ طبقہ کے نائبین رسالت جن کا منصبی لقب خلیفہ راشد ومہدی ہے۔ کل بارہ ہوں گے اور سب قریشی النسب ہادی کامل بادشاہ صاحب تخت وتاج ہوں گے۔ ان میں بعضوں کی خلافت زمانہ حضرت رسالت کے ساتھ متصل ہوگی۔ یہ بشارت وپیشین گوئی حضرات خلفائے اربعہؓ سے پوری ہوچکی اور بعضوں کی خلافت منفصل ہوگی۔ اس خلافت منفصلہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ خلافت منفصلہ وسطی خلافت منفصلہ اخری۔ خلافت منفصلہ وسطی وسط زمانہ میں واقع ہوگی اور خلافت منفصلہ اخری آخر زمانہ میں۔ خلافت منفصلہ کے دونوں دور میں ایک ایک مہدی اعلیٰ درجہ کے ہوں گے۔ مہدی وسط کا نام، حلیہ، محل خروج، واقعات جنگ اور اس کے نتائج، ظہور عدل وانصاف، امن وامان، ارزانی وفراوانی مال وغیرہ کو نبی صادق ومصدوق جناب رسول اللہ ﷺ نے بتصریح بیان فرما کر شک وشبہ کی بیخ کنی واستیصال فرمائی ہے۔ اسی طرح مہدی آخر کے حالات واقعات ملاحم، فضائل وبرکات، ان کا نام ان کے باپ کا نام محل خروج وغیرہ بتفصیل تمام بیان فرمایا ہے کہ کسی شک کرنے والے کو عذر محل کلام باقی نہیں رہے اور یہ مہدی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقارن ومعاصر ہوں گے۔ قریب قیامت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا اور آپ کا محل نزول۔ آپ کی صورت وشکل اور بوقت نزول لباس اور پسینہ کا ٹپکنا، اپنے دست مبارک سے دجال کا قتل کرنا، یاجوج وماجوج کا خروج وفنا، زمین میں امن وامان، کل مذاہب باطلہ کا زوال اور مذہب اسلام کا کمال واقبال تمام عالم میں زمین کی غایت آبادی وپیداواری، غلہ دودھ اور پھلوں میں عجائب خیر وبرکت اور وفور مال ودولت یہ سب بشارتیں اور پیشین گوئیاں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین کی حدیثوں میں موجود ہیں۔

لیکن تعجب بالائے تعجب ہے کہ مسیح وکرشن قادیانی قمر الانبیاء کی بشارت وفضیلت میں ایک حدیث بھی وارد نہیں ہے۔ بلکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کی تکذیب میں متعدد حدیثیں مختلف مواقع میں وارد ہیں۔ بعض سے مطلق نبوت کی تکذیب ہوتی ہے اور بعض سے خصوصیت کے ساتھ نبوت غیر تشریعی کا ابطال ثابت ہوتا ہے۔ ازانجملہ چند حدیثیں اوپر منقول ہوچکیں اور چند روایتیں اور بھی منقول ہوتی ہیں۔ سنن ابن ماجہ باب الرؤیا الصالحۃ یراہا المسلم اوتری لہ ص ۲۷۸ میں ام کرز کعبیہؓ سے روایت ہے: ''عن ام کرز الکعبیة سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ذھبت النبوة وبقیت المبشرات ''یعنی ام کرز کعبیہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے نبوت ختم ہوگئی اور رویاء صادقہ رہ گئی ہے اور کتاب مذکور بیان فتنہ دجال روایت امام باہلی میں واقع ہے: ''انه یبدء فیقول انا نبی ولا نبی بعدی (ابن ماجه ص ۲۹۸) ''یعنی جناب رسول اللہ ﷺ دجال کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دجال اپنے کو پیغمبر کہے گا۔ حالانکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ مطلق ہیں۔ ان سے آنحضرت ﷺ کے بعد مطلق نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ماجاء لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون)

میں ثوبان کی روایت میں واقع ہے: ''انه سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی هذا حدیث صحیح ''یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ سب اپنے کو نبی وقت کہیں گے۔ حالانکہ میں سب سے آخر نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ دیکھئے اس حدیث میں کس زور سے خصوصیت کے ساتھ نبوت غیر تشریعی کی تکذیب وتردید ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے لفظ ''فی امتی ''ارشاد فرمایا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہوکر نبوت کا دعویٰ کریں گے اور کذب دعویٰ کی وجہ آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمائی کہ میں ''خاتم النّبیین ''(آخری نبی) ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث سے لفظ ''خاتم النّبیین ''کے معنی کا بھی فیصلہ ہوگیا۔ جس کے معنی لگانے میں صاحب رسالہ قادیانی نے بہت کچھ پیچ وتاب کھایا اور سر کھپایا ہے۔

برادران قادیان! آپ لوگوں نے نبوت فی خیر الامت کے اثبات میں بہت زور لگایا

اور لگا رہے ہیں۔ لیکن جو چیز ثابت نہیں بلکہ زوروں سے باطل ٹھہرائی گئی ہے۔ وہ کیونکر ثابت ہوسکتی ہے؟ شریعت نے جس کی نفی کی ہے اور باطل ٹھہرایا ہے اس کے اثبات کی فکر کرنی شریعت کے ساتھ مقابلہ سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے نبوت بعد خاتم النّبیین باطل ثابت ہوئی تو اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی لفاظی اور الہامات کاذب کی فریب دہی وملمع سازی کے جعل میں پھنسنا دانش سے بعید ہے۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا پیچھا چھوڑیئے اور بفحوائے ''یاایها الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافة'' اسلام میں پورے آجایئے۔ قرآن وحدیث سے مرزا قادیانی کی چال چلن حسب ونسب کا فیصلہ ناطق یہی ہے کہ ان کو اپنے دعویٰ نبوت میں سخت مغالطہ نفسانی ووسوسہ شیطانی واقع ہوا ہے۔ جس کو انہوں نے اپنی لفّاظی نظم ونثر سے بزعم خود ثابت کرنا چاہا اور اپنے کو اس آیہ کریمہ کا مورد بنایا۔ ''ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّٰ ولم یوح الیه شئ ''یعنی کون بڑا ظالم ہے ایسے شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے میرے پاس وحی بھیجی گئی۔ حالانکہ اس کو وحی نہیں بھیجی گئی۔ فی الحقیقت وہ مسلمان رہ کر اپنی نبوت کچھ بھی نہیں ثابت کر سکے۔ کیونکر ثابت کرتے کیونکہ غیر ثابت کو ثابت کرنا محال ہے۔ لیکن ان کی ملمع سازی کا برا اثر یہ ہوا کہ تھوڑے کج فہم مسلمان ان کے مغالطے میں آکر سخت ضلالت وجہالت میں مبتلا ہوگئے۔

زمانہ سابق میں بھی نبوت کاذبہ کا دعویٰ کرنے والے چند متنبّین گذرے ہیں۔ جن کی بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوئیں اور صاحب ثروت ودولت تھے۔ ایک زمانہ تک رہ کر فنا ہوگئے۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے جتھا کی کوئی حقیقت ونسبت ہی نہیں ہے۔ ''مابلغوا معشار ما اٰتیناهم (سبا:۲۲) ''اگلوں کو جو ہم نے دیا اس کے دسویں حصہ کو بھی یہ لوگ نہیں پہنچے از انجملہ طریف، ابو صبیح اور اس کا بیٹا صالح بن طریف یہ دونوں دوسری صدی ہجری میں صاحب تخت وتاج اور بڑے زوروں سے نبوت کا دعویٰ کرنے والے گذرے ہیں اور ان کے عہد میں رمضان شریف میں کسوف وخسوف بھی ہوا تھا۔ آخرکار یہ اور ان کا مذہب فنا ہوگیا اور دین محمدی باقی ہے اور تاقیامت رہے گا۔ سید محمد جونپوری ۸۴۷ میں مدعی مہدویت ہوا۔ اس نے مرزا سے زیادہ تر الہامات کا دعویٰ کیا اور اس کے مذہب کو بہت عروج ہوا۔ حتیٰ کہ ابھی تک اس کے ماننے والے موجود ہیں۔

اگر کسی مقام میں مرزائیوں کی تعداد زیادہ ہو مؤمنین مخلصین ان کی تعداد اور ظاہری

ثروت کو دیکھ کر ان کی حقانیت اور مؤید من اللہ ہونے کا اعتقاد نہ کریں۔ بلکہ اصل دستاویز اسلام قرآن وحدیث کو جس نے نبوت بعد ''خاتم النّبیین '' کو باطل بتایا ہے۔ مضبوطی کے ساتھ تھامے رہیں، اور ایسے موقع میں قرآن مجید کی اس آیت اور حدیث شریف کی اس روایت کو اپنا دستور العمل بنادیں۔ ''ما اٰتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنه فانتھوا '' یعنی محمد رسول اللہ ﷺ جو دیں اس کو لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔ ''عن مالکؒ ابن انس مرسلا قال قال رسول اللہ ﷺ ترکت فیکم امرین لئن تضلوا ما تمسکھم بھما کتاب اللہ وسنة رسوله (مشکوٰۃ ص ۳۱) '' یعنی مؤطا امام مالک میں مالکؒ ابن انس سے روایت ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم لوگ اس کو تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ کتاب اللہ (قرآن مجید) سنت رسول اللہ (حدیث شریف) اصل تمسک ودستاویز مذہب اسلام میں قرآن وحدیث ہے۔ ان کے مقابلہ میں صحابہ کرامؓ بلکہ خلفائے راشدین مہدیین کے اقوال نہیں مانے جاتے ہیں۔ جن کے فضائل میں خصوصیت کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں اور احادیث شریف ناطق ہیں تو مرزا قادیانی کے الہامات کی کیا وقعت ہے کہ قرآن مجید واحادیث شریفہ کے مقابلہ ومعارضہ میں ان کی نبوت کاذبہ مانی جاوے۔

مرزائیو میرے پیارے بھائیو! توبہ کرو۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ مرنے کے بعد کف افسوس ملنا اور یہ کہنا پڑے گا ''یاویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا '' یعنی اے افسوس! میں کاش میں فلاں (مرزا) کو دوست نہ بناتا۔

برادران قادیان خصوصاً منشی قاسم علی صاحب میری اس تحریر کو بنظر انصاف وتحقیق معائنہ فرمادیں۔ اگر پسند ہوا انعام مبلغ ایک ہزار روپیہ کا نصف انجمن حمایت اسلام لاہور اور نصف اہل حدیث کانفرنس دہلی کو عنایت فرماویں اور اگر دیدہ ودانستہ اغماض ونظر انداز فرمائیں گے تو میرا مطالبہ ومواخذہ اخروی باقی رہے گا۔ واٰخر دعونا ان الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق ماسواہ وعلی اٰله واصحابه الذین وصلوا الیٰ غایة متمناہ وانا العبد الا واہ السید محمد عبداللہ الافضل فوری العظیم ابادی غفرہ اللہ ذوالا یادی

تعلیم یافتہ مدرسہ اصلاح المسلمین سلطان گنج بانکی پور پٹنہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تنقیح امامت قادیانی

مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ صاحب ھدی القویم. اما بعد‘‘

ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ عرصہ دو تین سال سے اخبار اہل حدیث امرتسر میں امامت قادیانی (مرزائی) کے متعلق مضامین شائع ہورہے ہیں۔ لہٰذا ہیچمدان وقلیل البضاعت خادم علمائے ربانین اواہ محمد عبداللہ افضل پوری بہاری نے بھی بموجب ارشاد بقیۃ السلف حجۃ الخلف جناب مولانا عبدالرحیم صاحب زبیری ہاشمی صادق پوری عظیم آبادی مدفیوضہم علینا اس میدان میں قلم کی جولانی کی اور نام اس کا ’’تنقیح امامت قادیانی‘‘ رکھا وہ تقریر اخبار موصوفہ میں بتاریخ ۹،۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ کو شائع ہوئی۔ مگر چونکہ فاضل ایڈیٹر کے مسلک کے خلاف تھا لہٰذا موقع بے موقع جابجا حواشی میں اعتراضات بھی جڑتے گئے جس کا دفعیہ پھر ضرور ہوا۔ چنانچہ اس کا جواب بھی موسومہ بہ ’’ابطال امامت قادیانی‘‘ لکھ کر روانہ کیا تاکہ درج اخبار ہوکر مگر فاضل ایڈیٹر نے قدیمی روش کے مطابق مخالف تحریر کو باوجود اشتہار کے نہ شائع کیا اور واپس فرمایا۔ ’’اناللہ‘‘ لہٰذا حسب ارشاد ہاشمی ممدوح ہر دو تحریروں کو بالترتیب بعینہ متضم کر کے چھپوا کر شائع کیا جاتا ہے اور بمزید توثیق اکثر مشاہیر علمائے صوبہ بہار کے دستخط کرائے گئے تاکہ مؤمنین مسلمین مخصلین مسئلہ محقق کو سمجھ کر اس پر کاربند ہوں اور افراط وتفریط سے بچیں۔ ’’وما توفیقی الا باللہ ھو حسبی ونعم الوکیل وھو ھذا‘‘

نوٹ: یہ تحریر اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹،۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ میں چھپی ہے اس پر جو اعتراضات جناب فاضل ایڈیٹر نے کئے وہ جابجا اپنے اپنے موقع پر نشان دے کر حاشیہ پر مندرج ہیں۔

تنقیح امامت قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''نحمدہ وسبحانہ ونصلی علیٰ رسولہ الذی لا نبی بعدہ''

ایک زمانہ سے مسئلہ امامت واقتداء قادیانی میں حضرات علماء کرام کی خامہ فرسائی ومعرکہ آرائی اخبار اہل حدیث میں دیکھ کر مجھ کو بھی اس میدان میں قدم رکھنے اور تحقیق طبع آزمائی کرنے کی دلیری ہوئی۔

بگفتا گرچہ من کاسد قماشم　　　که در سلک خرید اریش باشم

''واللہ یہدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم''

اس مسئلہ میں دو امر تنقیح طلب ہیں اور ان ہی کے فیصلے سے اس مسئلہ کا فیصلہ ہے۔

امر اوّل...... امامت کے لئے اسلام شرط ہے یا نہیں۔

امر دوم...... مذہب قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہے یا خارج۔

امر اوّل

یہ تو ظاہر ہے کہ امامت نماز میں اسلام شرط ضروری[1] ہے۔ بایں ہمہ بنظر مزید تشفی شہادت مندرجہ ذیل ہدیہ ناظرین ہیں۔ ''وارکعوا مع الراکعین. ای وکونوا مع المؤمنین فی احسن اعمالهم وهو الصلوٰة عبر عن الصلوٰة بالرکوع لان صلوٰة الیهود لیس فیها رکوع[2]'' قرآن مجید مع تفسیر جامع البیان خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ ان کے سب سے اچھے کام میں کہ وہ نماز ہے۔ شریک رہو۔ یہودیوں کی نماز سے ممتاز ہونے کے لئے آیہ کریمہ ''ارکعوا مع الراکعین'' میں لفظ رکوع اطلاق کیا ہے اور اس سے نماز مراد لی گئی۔ ''عبر عن الصلوٰة بالرکوع احتراز عن صلوٰة الیهود (تفسیر بیضاوی ص ۱۷)'' اس تفسیر کا مطلب بھی

---

[1] یہ عجیب مناظرہ ہے جو بات تفصیل یا دلیل طلب ہے۔ اس کو مجمل مسلم کہا جائے۔ سنئے اسلام کے دو معنی ہیں۔ حقیقی جو عند الشرح معتبر ہو۔ ادعائی جس کا مدعی کو دعویٰ ہو مگر کسی خاص وجہ سے علمائے اسلام اس کو نامنظور کر کے کفر کا فتویٰ دین جو کافر و مکفر میں فرق ہے۔ میری تحقیق ہے کہ دعویٰ اسلام شرط ہے۔ عام اس سے حقیقی ہو یا ادعائی شامل ہر دو نوع کو ہے۔ دلیل اگست کے اہل حدیث میں گذری ہے۔ حدیث ''ما صلو القلبة (اهلحدیث)''

[2] ''هذا کلام من لم یرو لم یدر کیف صلوة الیهود (اهلحدیث)''

وہی ہے کہ آیہ کریمہ میں لفظ رکوع اطلاق کیا گیا اور اس سے نماز مراد لی گئی۔ ’’نماز گذارید بار کوع کنندگان یعنی بجماعت مسلمانان‘‘ (تفسیر حسینی) ان تینوں تفسیروں سے معلوم ہوا کہ آیہ کریمہ ’’ارکعوا مع الراکعین‘‘ میں مقصود شارع یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ ’’قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ المکتوبة واجبة خلف کل مسلم براکان او فاجرًا[1] (سنن ابی داؤد ج۱ ص۶۲، باب امامة ابر والفاجر)‘‘

اس حدیث سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ نماز فرض مسلمانوں کے پیچھے پڑھو۔ امام اعتقاد اصول اسلام کے ساتھ رکھتا ہو۔ اگر عمل میں نقص واقع ہونے سے فاجر ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ ’’قال رسول اللہ ﷺ لیوذن لکم خیارکم ولیؤمکم قراء کم (سنن ابی داؤد ج۱ ص۶۱، باب من احق بالامامة)‘‘ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارے نیکوکار اذان دیں اور تمہارے قرآن جاننے والے امامت کریں۔ اس جگہ پر اضافت قراء بجانب ’’کم‘‘ صاف بتا رہی ہے کہ امام اسلامی جماعت کا ہو مسلمانوں کا ہم مذہب وہم مشرب ہو کم ازکم اصول میں تو ضرور متفق ہو۔ دیکھئے شیخ مشائخ الاسلام علامہ منصور بن ادریس حنبلی نے ’’کشاف القناع عن متن الاقناع‘‘ میں کفار اور اہل بدعات منجر بکفر کی امامت سے کس زور سے نماز پڑھنے کو روکا ہے۔ ’’فلا یصح الصلوٰۃ خلف کافر ولو کان کفرہ ببدعة مکفرة (الیٰ ان قال) ولو اسرہ ای الکفر فجهل الماموم کفرہ ثم تبین له لان صلوته لا تصح لنفسه فلا تصح لغیرہ ولعموم قوله علیه السلام لا یؤمن فاجر مؤمنا‘‘ یعنی کافر کے پیچھے نماز صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کا کفر ایسی بدعت سے ہو جو مستلزم کفر ہے۔ اگر کوئی کافر امام مقتدی سے اپنے کفر کو چھپائے پھر مقتدی کو معلوم ہو جائے تو نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی نماز خود صحیح نہیں ہے تو مقتدی کی نماز کیونکر ہوگی اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عام ہے کہ کوئی بددین کسی دیندار کی امامت نہ کرے۔ یہاں فاجر سے مراد فاجر اعتقادی[2] ہے۔ ورنہ عملی فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے جو دوسری احادیث کا مفہوم ہے اور حضرت عثمانؓ نے بھی عملی فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز رکھا ہے نہ اعتقادی فاجر کے پیچھے اور یہی تحقیق ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن یونس[3] حنبلی کی جو ان کی شرح منتہی

۱؎ فاجر کا لفظ عام ہے۔ مومن فاسق اور مکفر کو بدلیل قول امیر المؤمنین عثمانؓ ’’الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس اذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤ فاجتنب اساء تهم (اهلحدیث)‘‘

۲؎ کس قدر کھینچا تانی ہے۔ مصنف کشاف القناع کا مجرد دعویٰ تو اس کے مقلدوں کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ البتہ حدیث بعد ثبوت صحت نصب امام کے وقت پر محمول ہوگی۔ کیونکہ اس کے وزن کی دوسری الفاظ یہ ہیں۔ ’’صلوا خلف‘‘ کل بروفاجر یعنی ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ (اہلحدیث)

۳؎ کیسا مقدرانہ استدلال ہے۔ (اہلحدیث)

الارادت سے ظاہر ہوتی ہے۔’’ویصح الصلوٰۃ خلف من خالف ماموہ فی فرع لم یفسق بہ الی ان قال من خالف فی اصل کمعتزلۃ اوفرع فسق بہ کمن شرب النبیذ ما لا یسکرہ مع اعتقاد تحریمۃ ولامن علی ذلک لم تقع الصلوٰۃ خلفہ بفسقہ ‘‘یعنی اگر کوئی امام اپنے مقتدی سے کسی فرعی مسئلہ میں جس سے وہ شرعی فاسق نہیں ہوتا مخالف ہے تو اس امام کے پیچھے نماز صحیح ودرست ہے۔ ہاں! اگر اصول دین میں مخالف ہو جیسے معتزلی یا فرعی مسئلہ میں مخالف کرے جس کے ارتکاب سے فاسق ہو جائے۔ جیسے کوئی شخص نبیذ غیر مسکر کو حرام سمجھ کر پیا کرے تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی۔ فقہائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔’’یجوز الصلوٰۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا یجوز خلف الرافضی والجھیمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القران وحاصلہ ان کان ھولا یکفر بہ صاحبہ یجوز الصلوٰۃ نخلفہ مع الکراھیۃ والافلا (فتاوی عالمگیری)‘‘ یعنی اہل ہوا اور بدعت کے پیچھے نماز صحیح ہوگی اور رافضی، قدری، جہمی، مشبہ وقائل حدوث قرآن قرآن کے پیچھے نماز صحیح[۱] نہ ہوگی۔ الغرض بدعتی اگر حد کفر تک نہیں پہنچا ہے تو نماز اس کے پیچھے جائز مع الکراہتہ ہے۔ ورنہ کلیۃ ناجائز فتاویٰ قاضی وفتاویٰ سراجیہ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

تنقیح امر ثانی

یہ بھی زیادہ غور طلب نہیں۔ خاتم النّبیین کے الف ولام استغراق’’ولا نبی بعدی‘‘ کے لائے نفی جنس نے اس امر کا فیصلہ کردیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی جدید کسی قسم کا نہ ہوگا۔ صحیحین کی روایت میں جو تمثیل واقع ہے اس سے اس مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔

’’عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللنبۃ وانا خاتم النّبیین وعن جابر نحوہ وفیہ جئت فختمت الانبیاء (تفسیر خازن ج۵ ص۲۱۸، زیر آیت خاتم النّبیین)‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے نہایت ہی عمدہ مکان بنایا۔ لیکن اس کے کسی گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے دی۔ لوگ اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ میں وہی ایک اینٹ

---

[۱] علامہ شامی لکھتا ہے یہ قول متاخرین کا ہے۔ مجتہدین سب کے پیچھے جواز کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو المختار مصری

اور عمارت نبوت کا مکمل ہوں اور سب پیغمبروں سے آخر ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت نبوت میں ایک اینٹ کی کسر تھی جو ذات سرور کائنات سے پوری کر دی گئی۔ اب جو شخص اس کامل کو ناقص ٹھہرائے وہ منکر شان نبوت ہے۔ اسی وجہ سے علمائے اسلام نے نبی ﷺ کے بعد مدعیان نبوت اور ان کے مصدقین اور متبعین کو کافر قرار دیا ہے۔ شہادت مندرجہ ذیل ہمارے اس دعویٰ کے لئے دلائل کافی ہیں۔ ’’باب حکم المرتد وهو الذی یکفر بعد اسلامه نطقا او اعتقادا اوشکا او فعلا (الیٰ ان قال) او ادعی النبوة او صدق من ادعاها بعد النبی ﷺ کفر لانه مکذب بقول الله تعالیٰ ولکن رسول الله وخاتم النّبیین ولقوله علیه السلام لا نبی بعدی (کشاف القناع عن متن الاقناع) ‘‘یعنی مرتد وہ ہے جو قول یا فعل یا اعتقاد وغیرہ سے اسلام کا انکار کرے یا حضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کا کرے یا ایسے دعویٰ کرنے والوں کی تصدیق کرے کافر ہو جاوے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول ’’ولٰکن رسول الله وخاتم النّبیین‘‘ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام ’’ولا نبی بعدی‘‘ کی تکذیب کی ’’فمن ادعی النبوة اوصدق من ادعی کفر لانه مکذب الله تعالیٰ فی قوله تعالیٰ لکن رسول الله وخاتم النّبیین. والحدیث لا نبی بعدی وفی الخبر لا تقوم الساعة حتی تخرج ثلٰثون کذابا کلهم یزعم انه رسول الله (شرح منتهی الارادات) ‘‘اس عبارت کا معنی بھی مثل سابق کے ہے۔ صرف اس قدر زیادہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تک تیس جھوٹے نبوت کا دعویٰ کرنے والے پیدا نہ ہولیں گے قیامت قائم نہ ہوگی۔ ’’اذا لم یعرف الرجل ان محمد ﷺ اٰخر الانبیاء علیهم وعلیٰ نبینا الصلوٰة والسلام فلیس بمسلم وکذلک اوقال انا رسول الله اوقال بالفارسیة من پیغمبرم یکفر اذا انکر اٰیة من القراٰن کفرا (فتاویٰ عالمگیری ملحقًا) ‘‘یعنی جو شخص محمد ﷺ کو آخر الانبیاء نہ مانے مسلمان نہیں ہے جو شخص عربی زبان میں اپنے کو رسول اللہ یا فارسی میں اپنے کو پیغمبر کہے وہ بھی مسلمان نہیں جو شخص قرآن مجید کی ایک آیت کا بھی منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ ’’خاتم النّبیین ختم به النبوة فلا نبوة بعده (تفسیر خازن ج ص۲۱۸) خاتم النّبیین واٰخرهم الذی ختم هم اوختموا به علے افراط عاصم بالفتح (الیٰ ان قال) ولا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده لانه اذا نزل کان علیٰ دینه مع ان المراد انه اٰخر من نبی (تفسیر بیضاوی) ‘‘ان دونوں تفسیروں میں خاتم النّبیین کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر پیغمبری ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغامبر نہ ہوگا۔ آپ ﷺ سب سے آخر پیغامبر ہیں۔ بیضاوی میں صرف اس قدر زیادہ ہے نزول عیسیٰ سے مسئلہ ختم نبوت نبینا ﷺ

پر اعتراض نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول اپنے، دین محمدی کے تابع ہوں گے اور خاتم النّبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کو سب سے آخر میں نبوت عطاء ہوئی اور حضرت عیسیٰ آپ سے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں۔ پس قرآن مجید حدیث شریف اور علمائے اسلام کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضرت سید الانبیاء ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ اور اس کے ماننے والے سب کافر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تادم واپسیں اسی خیال باطل پر قائم اور اس کی ترویج واشاعت میں سرگرم رہا اور اس کے تابعین بھی اس کے ہمدم وہم قدم ہیں۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو صحیح تسلیم کر کے اپنے کو رسول اللہ کہتا تھا۔ آپ کا درجہ نبوت میں اپنے سے زیادہ مانتا تھا اور حضرت کی خدمت اقدس میں اس کی درخواست یہ تھی کہ حضور اپنے بعد مجھ کو اپنا جانشیں بناویں۔ میں حضور ﷺ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں۔ صحیح بخاری شریف کی اس روایت سے مضمون کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ’’**بلغنا عن مسیلمة الکذاب قدم المدینة...... فاتاه رسول الله ﷺ...... وفی ید رسول الله ﷺ قضیب فوقف علیه فکلمه فقال له مسیلمة ان شئت خلیت بیننا وبین الامر ثم جعلته لنا بعدک فقال له النبی ﷺ لو سالتنی هذا القضیب ما اعطیتکه وانی لاراک الذی اریت فیه ماارایت** (صحیح بخاری شریف ج۲ ص۶۲۸) ‘‘یعنی مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ حضرت ﷺ نے وہاں ٹھہر کر اس سے گفتگو کی۔ اس نے کہا اگر آپ ﷺ اپنے بعد مجھ کو اپنا جانشین بنا جایئے تو میں آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہونے کو تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر کھجور کی یہ شاخ بھی مجھ سے مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔ میں تیرے حال سے خوب واقف ہوں۔

دیکھئے! جناب رسول اللہ ﷺ نے کس سختی کے ساتھ مسیلمہ کی درخواست نامنظور فرمائی۔ اس کی وجہ وہی دعوائے نبوت باطلہ ہے جس کو آپ نے کھلے لفظوں میں کمال متانت کے ساتھ بیان فرمادیا۔ بعینہ یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اس نے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی ماتحتی میں اپنے کو نبی وصاحب وحی قرار دے کر تمام مسلمانوں کو اپنی نبوت کے ماننے کے لئے زوروں کے ساتھ مخاطب بنایا اور بصورت نہیں ماننے کے بہت سے خوفناک وعیدوں سے ڈرایا اور اس کے ماننے والے بھی برابر اس خیال باطل کے پھیلانے میں مستعد کمر بستہ رہتے ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور مسیلمہ کذاب میں سرمو فرق نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے خداوند عالم جل جلالہ کا یہ

فیصلہ ناطق دونوں کے حق میں علی التساوی ہے۔ ’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ (انعام:۹۳)‘‘ آیہ کریمہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کون بڑا ظالم ہے۔ ایسے شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے میرے پاس وحی بھیجی گئی۔ حالانکہ اس کے پاس کوئی وحی نہ بھیجی گئی۔ (کیونکہ حسب وعدہ الٰہی، بعد خاتم المرسلین، نبی جدید صاحب وحی کا ہونا محال ہے) آیہ کریمہ مرقومہ بتصریح علمائے مفسرین مسیلمہ کذاب کی تضلیل وتکفیر میں نازل ہوئی فی زماننا اس آیت کا مصداق اس زمانہ کا مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن، تفسیر فتح البیان وغیرہ کتب تفاسیر کا اس شان نزول پر اتفاق ہے۔ از انجملہ عبارت تفسیر فتح البیان مؤلفہ علاّمہ زمن مولانا سید نواب صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ مع خلاصہ ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے: ’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبًا فزعم انہ نبی ولیس نبی اوقال اوحی الیٰ ولم یوح الیہ شئ کمسیلمۃ الکذاب ادعی النبوۃ بالیمامۃ من الیمن والاسود العنسی صاحب صنعاء وشجاح وقال ابن جریح نزلت فی مسلمۃ الکذاب من ثمامۃ ونحوہ ممن دعا الیٰ مثل مادعا الیہ وقیل فی مسیلمۃ بن حبیب من بنی حنیفۃ وکان صاحب نیرنجات وکھانۃ وسجع ادعی النبوی فی الیمن‘‘ یعنی کون بڑا ظالم ہے ایسے شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور اپنے کو نبی کہے۔ حالانکہ وہ نبی نہیں ہے یا کہے میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس کوئی وحی نہیں آئی۔ جیسے اسود عنسی صاحب صنعا، شجاح ومسیلمہ کذاب جس نے یمامہ میں جو مقامات یمن سے ہے دعویٰ نبوت کیا۔ ابن جریج نے کہا یہ آیت اس مسیلمہ کذاب کے حق میں نازل ہوئی جو قبیلہ بنی ثمامہ سے تھا اور نیز ایسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو مثل اس کے مدعی نبوت باطلہ ہیں۔ (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی) اور بعضوں کا قول ہے کہ یہ آیت مسیلمہ بن حبیب کے حق میں نازل ہوئی جو قبیلہ بنی حنیفہ میں سے تھا۔ علم شعبدہ، نیرنگ، کہانت خوب جانتا تھا باتوں میں قافیہ وتک بندی کرتا تھا۔ اس نے یمن میں دعویٰ نبوت کیا۔ ایسی ہی مغالطہ دہی شعبدہ بازی لسانی ولن ترانی سے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت باطلہ کی دلیری ہوئی۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نہایت سخت عذاب سے ڈرایا ہے۔ وہ یہ ہے ’’ولو تریٰ اذا لظلمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیاتہ تستکبرون (انعام:۹۳)‘‘ یعنی جب ایسے ظالم موت کی سختیوں میں ہوں اور قبض

روح کرنے والے فرشتے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر ان پر تشدد اور سختی کریں گے اور کہیں گے تم جان اپنی خود نکالو۔ آج تمہاری نافرمانی (دعویٰ نبوت باطلہ) کی سخت اور ذلیل کرنے والی سزا ہوگی۔ کیونکہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم المرسلین پر نبوت ختم کردی اور تو نے ان کے بعد نبوت باطلہ کا دعویٰ کیا ہے اور تکبر اور شور پشتی سے حکم الٰہی کو نہیں مانتے تھے۔

قادیانیو! خدا سے ڈرو اور حضرت احکم الحاکمین جلّ جلالہ کے اس فیصلہ ناطق میں غور کرو کس کے حق میں ہے اور کون اس کا مصداق ہے۔ ''وما علینا الا البلاغ'' اب دیکھنا یہ ہے کہ بانیٔ اسلام اور صحابہ کرامؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ حضرت ﷺ نے اس کو اشد الکفر ٹھہرایا اور آپ ﷺ کے اصحاب نے اس کی اور اس کی جماعت کی جو لاکھوں تک پہنچ گئی تھی ایسی بیخ کنی کی کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اس سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کو قادیانیوں کے ساتھ کوئی اسلامی تعلق ومعاملہ نہیں رکھنا چاہئے اور نماز وغیرہ امور دین میں ان سے ویسا ہی علیحدہ رہنا چاہئے جیسا کہ دوسرے کفار سے ہم لوگ علیحدہ ہیں۔ علاوہ بریں اگر بالفرض مثل معتزلی وروافض وغیرہ فرق ضالہ کے اہل قادیان بھی احاطہ اسلام میں داخل مانے جائیں تاہم ان کے امامت سے صحت نماز غیر مسلم ہے۔ کیونکہ عدم جواز امامت واقتداء کے لئے اسلام وبانیٔ اسلام سے انکار کلی وکفر مطلق شرط نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے فرق ضالہ اسلامیہ کی اقتداء بھی محققین علمائے اہل سنت کے نزدیک جائز نہیں۔ اس دعویٰ کی سند میں عالم ربانی محبوب سبحانی حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پیش کردینا کافی ہے۔ آپ نے ایسے شخص جو حقانیت دین اسلام کا مقر ہے لیکن قرآن پاک یا اس کے تلفظ وغیرہ کو مخلوق کہتا ہے کافر قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، شادی بیاہ ترک کردینے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس کے پیچھے نماز اور اس کے جنازہ کی نماز جائز نہیں رکھتے ہیں اور جو لوگ صحابہ کرامؓ کی تحقیر وتنقیص کرتے ہیں ان سے ترک تعلقات اسلامی میں ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ بنظر تصحیح نقل دونوں مقام کی عبارتیں ہدیہ ناظرین ہیں: ''فمن زعم انہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر المتلو وقال لفظی بالقرآن[1] مخلوق فہو کافر باللہ العظیم فلایخالط ولا یواکل ولا یناکح ولایجاور بل یھجر ویھان ولا یصلی خلفہ ولا تقبل شھادتہ ولا یصح

[1] اس فتویٰ سے تو امام بخاری کے پیچھے بھی اقتداء جائز نہ ہوگی۔ ان کا مذہب ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق ملاحظہ ہو۔ مقدمہ فتح الباری ص۵۷۹ اور طبقات سبکی ج۲ ص۱۲ مولانا انسانوں کے کلام میں ایسے ہی نقص ہوتے ہیں آپ براہ راست قرآن وحدیث سے استدلال کریں تو یہ خرابی پیدا نہ ہو۔ اہلحدیث

ولایته فی نکاح ولیه ولا یصلی علیه اذا مات فان ظفر استتیب ثلاثا (غنیة الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص ۱۳۲) ’’یعنی جو شخص قرآن مجید یا اس کی عبارت یا تلاوت کو مخلوق کہے یا یہ کہے کہ میرا تلفظ قرآن مجید کے ساتھ مخلوق ہے۔ وہ اللہ عظیم الشان کا منکر و کافر ہے۔ اس سے میل جول نہیں رکھا جاوے۔ کھانا پینا شادی بیاہ ترک کیا جاوے۔ ایسے شخص کے پڑوس وہمسائیگی میں نہ رہنا چاہئے۔ بلکہ ہمسایہ سے نکال دیا جاوے اور ذلیل رکھا جاوے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے اور نہ اس کی گواہی قبول کی جاوے۔ نکاح میں ایسا شخص کا ولی ہونا صحیح نہیں ہے اور جب مر جاوے اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جاوے اور اگر اس پر قدرت ہو تو تین بار توبہ کرایا جاوے۔‘‘ وفی روایة انس ان اللہ عزوجل اختار واختارنی اصحابی فجعلهم انصاری وجعلهم اصحاری وانه یجئ فی اٰخر الزمان قوم ینقصونهم الا فلا تواکلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناکحوهم فلا تصلو معهم حلت اللعنة (غنیة الطالبین مطبع صدیقی لاہور ص ۱۷۹) ’’حضرت انسؓ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یوں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو برگزیدہ کیا اور ان کو انصار واصہار ہونے کی عزت بخشی ہے۔ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ان کی کسر شان کریں گے۔ خبردار! خبردار!! ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ ترک کر دو ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو ایسے لوگوں پر خدا کی لعنت[1] ہے۔

مقام غور ہے جب تنقیص شان صحابہؓ میں اس قدر وعید اور ترک تعلقات اسلام کے لئے ایسی تاکید شدید ہے تو کسر شان انبیاء میں کس درجہ وعید سخت و کفر عظیم متصور ہوگا۔ اسی وجہ سے فرمان الٰہی ہے۔’’ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاٰخرة واعدلهم عذاباً الیما (احزاب:۵۷)‘‘یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق بحوالہ کتب رسالہ ’’تحفة الاخلاء فی عصمة الانبیاء‘‘ میں خوب ہے۔ اسلام نے انبیاء علیہم السلام میں مساوات سمجھنے اور اس کا اقرار کرنے کے لئے حکم کیا ہے۔ ’’لانفرق بین احد من رسله ‘‘یعنی ہم لوگوں کو پیغمبروں کے مدارج میں کم وبیش نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن مجید کا یہ فیصلہ ناطق پسند نہیں آیا اور حضرت مسیح بن مریم

[1] غنیۃ روایت کے لحاظ سے ملزم الصحۃ نہیں ہے۔ اس لئے تاوقتیکہ یہ روایت بطریق محدثین صحیح ثابت نہ ہو استدلال اس سے نہیں ہوسکتا۔ اہلحدیث

علیہما السلام کی شان مبارک میں گستاخانہ کلام دیکھئے۔ مرزا قادیانی کا یہ شعر مشہور ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

علمائے مالکیہ بھی فاسق اعتقادی کے پیچھے نماز جائز نہیں رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے تو فوراً اعادہ کرے۔

’’قال ابن برزة منهم اما الفاسق بالاعتقاد كالحروری والقدری فيعيد من صلی خلفه فی الوقت علی المشهور (قسطلانی بشرح صحیح بخاری ملخصاً ج۲ ص۴۷) ‘‘یعنی علماء مالکیہ سے ابن برزہ کا قول ہے مشہور یہ ہے کہ جو شخص فاسق اعتقادی مثل حروری وقدری کے پیچھے نماز پڑھے اسی وقت دھرالے۔ علیٰ ہذا القیاس علمائے شافعیہ بھی فرق ضالہ اسلامیہ شدید الضلالۃ کی اقتداء جائز نہیں رکھتے اور ان کو مثل دیگر کفار کے تصور کرتے ہیں۔

’’استثنی الشافعية مما سبق منكری العلم بالجزئيات وبالمعدوم ومن يصرح بالتجسيم فلا يجوز الاقتداء بهم كسائر الكفار (ایضاً) ‘‘یعنی جو فلسفی ضلالت میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ کے لئے علم بالجزئیات وعلم بالمعدوم کا انکار کرتے ہیں یا خداوند عالم کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں علمائے شافعیہ ایسے لوگوں کی اقتداء سے نماز جائز نہیں رکھتے اور ان کو مثل سائر کفار کے تصور کرتے ہیں۔ تحقیق صدر سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی ضلالت حروری، قدری، مجسمہ وغیرہ سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے باتفاق علمائے مذاہب اربعہ اہل السنۃ والجماعت باستدلال قرآن وحدیث نماز ان کی اقتداء سے باطل ہوگی۔ اب بھی قادیانیوں کی ضلالت ناقابل امامت ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے؟ ’’هذا ما فهمنی ربی فی هذا الباب والله اعلم بالصواب انا العبد المذنب الاواه السيد محمد عبدالله الافضل پوری العظيم ابادی ‘‘ تعلیم یافتہ مدرسۂ اصلاح المسلمین، سلطان گنج، بانکی پور پٹنہ۔

’’الجواب حق عند عبدالحكيم الصادق پوری عفی عنه ‘‘۱۸؍شعبان ۱۳۳۰ھ

ہوالمصوب! قادیانیوں کے پیچھے صحت اقتداء پر بحث کرتے ہوئے بلاشبہ دو مقدمے فیصلہ طلب ہیں۔ جن کے فیصلہ پر نتیجہ کی صحت وعدم صحت کا صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان دونوں مقدموں کو صغریٰ اور کبریٰ سے تعبیر کرنی نہایت مناسب ہے۔

پہلا مقدمہ

جہاں تک دلائل کا تتبع کیا جاتا ہے یہی پتہ چلتا ہے کہ امامت کے لئے بلاشبہ اسلام شرط

ہے۔یعنی اسی شخص کے پیچھے اقتداء صحیح ہے جو مسلمان ہے۔لیکن جس کا اسلام اس کے اقوال وافعال سے مشتبہ ثابت ہو اس کے پیچھے نماز کی صحت کی کوئی دلیل نہیں۔حدیث ’’الصلوٰۃ المکتوبۃ واجبۃ خلف کل مسلم براکان اوفاجرا وان عمل الکبائر (ابوداؤد ج۱ ص۶۲، باب امامۃ البروالفاجر) قال العقیلی لیس فی ہذا المنن اسناد یثبت ‘‘میں فسق عملی مراد ہونے میں کوئی شبہ اور خدشہ نہیں اور یہی فسق عملی باتفاق اہل سنت مراد ہے۔جیسا کہ مذاہب اربعہ کی عبارتیں بالا منقول ہو چکیں۔اعادہ کی حاجت نہیں اور خود حدیث کے الفاظ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔اس لئے کہ ’’خلف مسلم ‘‘فرمایا گیا۔پھر آگے چل کر ’’وان عمل الکبائر ‘‘فرمایا گیا۔اسی طرح کتب فقہیہ میں بھی بلاشبہ درباب ہواز اقتدا، فسق عملی مراد ہے اور جس قدر عبارتیں مجیب نے مذاہب اربعہ وشیخ عبدالقادر جیلانی کی اسباب میں نقل کی ہیں۔اس مقدمہ کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں اور آیہ کریمہ ’’وارکعوا مع الراکعین ‘‘میں بھی راکعین سے مؤمنین مراد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مقدمہ ثانیہ

مرزاغلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع کے اقوال اور ان کے طرز عمل میں جہاں تک غور کیا جاتا ہے ان کا اسلام نہایت مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔صرف دعویٰ مثل عیسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ سخریہ واستہزاء ہی نہیں بلکہ اللہ سبحان کی ذات وصفات، قرآن شریف، نبوت، معجزات، معراج، فرشتوں، قیامت، احیاء موتی (جس کا ذکر قرآن شریف میں حضرت عزیر یا حضرت ابراہیم علیہما السلام وغیرہ کے واقعات میں آیا ہے) اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مخالف اہل اسلام اور نصوص قرآنیہ کے ان کے اقوال موجود ہیں۔بوقت ضرورت مفصل دکھائے جاسکتے ہیں۔انشاء اللہ واللہ اعلم! کتبہ: عبدالسلام المبارکپوری عفی عنہ

جناب رسالت مآب ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے پر تمام اہل اسلام وجمیع فرق اسلامیہ کا اتفاق ہے۔اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلم کل امام ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔’’ویعتقد اہل الاسلام قاطبۃ ان محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رسول اللہ وسید المرسلین وخاتم النّبیین ‘‘یہ صفت آپ ﷺ کے فضائل مخصوصہ میں ہے اور آپ ﷺ ودیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان مابہ الامتیاز والافتراق ہے۔اس لئے جو شخص حضرت ﷺ کی اس صفت کا منکر ہے۔خارج از اسلام ہے اگرچہ قبلہ رخ نماز پڑھتا اور قرآن کا کلام الٰہی اقرار کرتا ہو۔کیونکہ یہ صفت آپ ﷺ کی قطعی ہے۔آیہ قطعی الدلالۃ سے ثابت ہے اور منکر قطعی کا کافر ہونا مسلم ہے۔اس

لئے قادیانیوں کا کافر خارج از اسلام ہونا مسلم ہے۔ وباستدلال مجیب ثابت ہوا کہ کافر کی اقتداء سے نماز صحیح نہیں اس لئے قادیانیوں کے اقتداء سے نماز صحیح نہیں ہوسکتی ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب خادم الطلبہ کفایت حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین سلطان گنج بانکی پور!**

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں نے تحریر پرچہ اہل حدیث کی دیکھی۔ جس میں جناب ایڈیٹر صاحب نے مرزائیوں کی اقتداء کرنی جائز ٹھہرائی ہے اور اس کا جواب بھی جو جماعت اہل حدیث کی طرف سے دیا گیا ہے دیکھا نہایت معقول جواب ہے۔ مگر بفرض محال اگر ان لوگوں کو مسلمان مان بھی لیا جاوے، تب بھی ہمارے فقہائے حنفیہ کے نزدیک اقتداء ناجائز ٹھہرتی ہے۔ اس لئے کہ امام ایسا ہونا چاہئے کہ تمام جماعت سے کسی حیثیت میں بھی فضیلت رکھتا ہو۔ علاوہ ان حیثیات کے جس میں مساوات ہے۔ (درمختار) ’’**الا حق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوٰۃ ثم الاحسن تلاوۃ للقرأۃ ثم الا اورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقاثم الاحسن وجھاثم الاشرف نسبًا ثم الانظف ثوبا**‘‘ مستحق اوّل امامت کے لئے عالم احکام نماز کا ہے۔ بعد ازاں عمدہ قرآن خوان، بعدہ متقی، بعدہ مسن، بعدہ خوش خلق، بعدہ خوبصورت، بعدہ شریف النسب، بعدہ صاف ستھرا لباس پہننے والا۔ اگر ان سب امروں میں سے ایک امر میں بھی کوئی ایک مجمع کا زیادہ نہیں ہے تو کثرت رائے سے امام بنایا جائے۔ (درمختار) ’’**حتی الخوارج ارادبھم من خرج من معقد اھل الحق لا خصوص الفرقۃ الذی خرجوا علی الامام علیؓ وکفروا فیشمل المعتزلۃ والشیعہ وغیرھم**‘‘ دوسرے امام ایسا نہ ہونا چاہئے جس سے مقتدیوں کو نفرت ہو۔ ایسی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث میں آیا ہے: ’’**لایقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون** (ابی داؤد) ‘‘ یہاں تک کہ ایک امام کے مقلد کا دوسرے امام کے مقلد کے پیچھے پڑھنا اس وقت تک جائز ہے جب تک تنافر بین الامام والمقتدی نہ ہو۔ (قاضی خان) ’’**اما الا قتداء بشعفوی المذھب قالو الا باس اذا لم یکن متعصبا ولا شاکانی ایمانہ**‘‘ اقتداء شافعی مذہب کی جائز ہے۔ جب کہ متعصب نہ ہو اور اس کے اعتقاد پر شبہ نہ ہو۔ خلاصۃ الکلام اگر ان کو مسلمان سمجھا بھی جائے تب بھی حنفی مذہب کے اصول سے قادیانیوں کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے اور بصورت خارج از اسلام ہونے کے تو بالکل ناجائز ہے۔

’’**خادم الطلبہ حقیر مطلق محمد حبیب الحق غفرلہ رب الفلک**

حنفی مذهبا عمادی مشربا قادری چشتی مسلکا خانقاہ پٹنہ‘‘

نقل از خط مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی امرتسری دام فیضہ

اہل بدعت اعتقادیہ خصوصاً جن کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو جیسا کہ غلاّ ۃ روافض وجہمیہ وفرقہ مرزائی وچکڑالویہ وغیرہ ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ حدیث شریف ’’ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم اخرجہ الحاکم وحدیث لا یومن فاجر مؤمنا رواہ ابن ماجۃ وحدیث لا یؤمنکم ذواجرأۃ فی دینہ رواہ ائمۃ اھل البیت فی کتبھم ‘‘اسی کی مؤید ہیں۔ ہر چند ان احادیث میں از روئے سند ضعف ہے۔ مگر تعامل امت نے اس ضعف کو رفع کر کے ان احادیث کو صحیح بنادیا۔ کیونکہ ضعیف حدیث بسبب تعامل امت کے عندالمحد ثین صحیح ہو جاتی ہے اور یہ مسئلہ اتفاقیہ ہے جس شخص کی بدعت حد کفر تک پہنچی۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ سلف صالحین واہل مذاہب اربعہ وائمہ محدثین سے یہی منقول ہے۔ دیکھو کتب فقہ مذاہب اربعہ وکتاب خلق افعال العباد امام بخاری کتاب مذکور میں امام بخاری فرماتے ہیں:’’ما ابالی صلیت خلف الجھمی والرافضی ام صلیت خلف الیھود والنصاریٰ ولا یسلم علیھم ولا یعادون ولا یناکحون ولا یشھدون ولا یوکل ذبائحھم وقال علی بن عبداللہ القراٰن کلام اللہ من قال انہ مخلوق فھو کافر لا یصلی خلفہ وقال عبید اللہ بن عائشۃ لاتصل خلف من قال القراٰن مخلوق ولا کرامۃ لہ وقال سلیمان ابن داؤد الھاشمی وسھل بن مزاحم ومن صلی خلف من یقول القراٰن مخلوق اعاد الصلوٰۃ وسئل عبداللہ بن ادریس عن الصلوٰۃ خلف الجھیمیۃ قال ھؤلاء لا یصلی خلفھم ولاینا کحون وعلیھم التوبۃ النھی‘‘ نیل الاوطار میں امام شوکانی لکھتے ہیں:’’واعلم ان محل النزاع انما ھو فی صحۃ الجماعۃ بعد من لا عدالۃ لہ واما انھا مکروھۃ فلا خلاف فی ذلک ‘‘اور کراہت بھی تحریمی ہے۔ عمدہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:’’الکراھۃ فی تقدیم الفاسق تحریمۃ وکذا المبتدع فانہ اشد من الفاسق فی العمل واللہ اعلم وعلمہ اتم کتبہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفا اللہ عنھما‘‘

ھذا ھو الحق واللہ اعلم	الجواب صحیح	الجواب صحیح
عبدالحق غزنوی	عبدالاول عفااللہ عنہ	احمداللہ عفی عنہ
ماحسن ما اجاب جزاہ اللہ خیرا		عبدالغفورالغزنوی عفااللہ عنہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ابطال امامت قادیانی

مولانا سید محمد عبداللہ افضل پوری عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’نحمدہ ونستعینہ ونستغفر سبحانہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الذی لا نبی بعدہ‘‘

مولانا وبالفضل اولنا **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!**

آپ کی عنایات نے میری تحریر معنوں پر تنقیح امامت قادیانی کو درج اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ ہونے کا اعزاز بخشا۔ میں آپ کا غایت مشکور اور توجہات آئندہ کا امیدوار ہوں۔ اس تحریر پر جابجا آپ کی طرف سے حاشیے چڑھائے گئے ہیں۔ میں بغرض حصول تحقیق اور احقاق حق ان حواشی کے متعلق کچھ عرض کرنا اور اپنی تشفی چاہتا ہوں۔

قولکم...... یہ عجیب مناظرہ ہے جو بات تفصیل یا دلیل طلب ہے اس کو مجمل ومسلم کہا جائے۔

اقول...... مولانا محترم! یہ مناظرہ نہیں ہے استفادہ ہے۔ حاشا! کہ آپ اس کو مناظرہ قرار دیں۔

قولکم...... سنئے! اسلام کے دو معنی ہیں۔ حقیقی جو عند[1] الشرع معتبر ہو ادّعائی جس کا مدعی کو دعویٰ ہو۔ مگر کسی خاص وجہ سے علمائے اسلام نامنظور کر کے کفر کا فتویٰ دیں جو کافر ومکفر میں فرق ہے۔ میری تحقیق ہے کہ دعویٰ اسلام شرط ہے۔ عام اس سے کہ حقیقی ہو یا ادّعائی شامل بہردونوع دلیل اگست کے اہل حدیث میں گذری ہے۔ حدیث: **’’ما صلوا القبلۃ‘‘**

اقول...... مکرما! جناب کی اس تعریف نے میرے حسب خواہ فیصلہ کر دیا قیاس بنائیے اور نتیجہ نکالئے۔ خوش گفتی وگہر سفتی **’’جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء‘‘** مکرما! یہی اسلام صحت اقتداء صلوٰۃ کے لئے معتبر ہے۔ کیونکہ نماز امر شرعی ہے۔ پس جو اسلام عندالشرع معتبر ہے وہی اسلام عند الصلوٰۃ بھی معتبر ہے اور اسلام ادّعائی حجۃ علی الغیر نہیں ہاں! جو لوگ اسلام ادّعائی کے مقلد ہوں وہ ان کی اقتداء سے نماز کو صحیح وجائز سمجھیں محققین جو ان کو کافر سمجھتے ہیں ان کے پیچھے نماز کیونکر صحیح مانیں گے؟ اسلام ادّعائی دعویٰ بے دلیل محض تحکم ہے۔ جو علماء کسی خاص شخص یا فرقہ کو مسلمان ہی نہیں مانتے ہیں وہ ان کے صحت اقتداء وغیرہ احکام اسلام کو کیونکر صحیح مانیں گے؟ کیونکہ احکام شئے

[1] امام فرقہ نیچریہ نے تہذیب الاخلاق میں اسلام قدیم واسلام جدید کے ساتھ تقسیم کی، ویسا ہی آپ نے اسلام حقیقی اور ادّعائی کی تقسیم من عندنفسہ کی جو اختراع جدید ہے صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ محدثین ومجتہدین سے ثابت ہو تو پیش کیجئے۔ ورنہ دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں۔ ابوالحسنات محمد عبدالغفور دانا پوری عفی عنہ۔

اصل شئے پر مترتب ہوتے ہیں۔ کافر و مکفر میں وہی فرق ہے جو مجرم اقراری اور مجرم مشہور علیہ میں ہے۔ اوّل الذکر اپنے اقرار سے اور ثانی شہادت معتبرہ عندالعدالت سے عقوبت جرم کے سزاوار ہیں۔

الغرض دونوں مجرم احکام جرم یعنی نفس سزایابی میں دونوں متساوی ہیں۔ ایسے ہی بعد از تکفیر عندالمکفر کافر اور مکفر قطعی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جریان ونفاذ احکام کفر دونوں کے حق میں علی التساوی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلی تحریر میں قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت دیا ہے کہ فرقہ قادیانی انکار قطعیات سے مکفر قطعی ہے۔ اس لئے احکام کفر عدم صحت صلوٰۃ وامامت واقتداء وغیرہ ان کے حق میں بخوبی نافذ ہوں گے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور رہنے کے لئے جیسا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ماننا لازم وضرور ہے۔ ویسا ہی آپ ﷺ کو خاتم النّبیین جاننا بھی اشد ضروری ہے۔ ’’**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین** (احزاب:۴۰)‘‘ آیہ قرآنی کی تصریح اور حدیث ’’**لانبی بعدی. انا خاتم النّبیین**‘‘ کی تفسیر اور جمیع فرق اسلامیہ کا اس پر اتفاق میرے اس دعویٰ کے لئے شاہد عدل ہیں۔ یہ عقیدہ معیار اسلام ہے۔ حضرت عالم ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ پرزور لفظوں میں اس کی تصدیق فرماتے ہیں: ’’**ویعتقد اهل الاسلام قاطبة ان محمد بن عبدالله بن المطلب بن هاشم رسول الله وسید المرسلین وخاتم النبیین**‘‘ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا منکر ویسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے نفس رسالت کا منکر کافر ہے۔ دگر قطعیات ہونا مسلم ہے۔ بتصریح قرآن پاک ثابت ہے۔ کعبہ کو اپنا قبلہ مانتے تھے۔

حدیث ’’**ما صلوا القبلة**‘‘ میں ذکر جزی، مراد کلی ہے۔ جیسا کہ جابجا قرآن پاک کا معمول ہے۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جب تک لوگ اجزاء ضروریہ اسلام کے معترف وپابند ہیں۔ مسلمان مانے جائیں گے۔ امامت واقتداء ان کی جائز ہوگی۔ ان کے فسق وبدعات غیر کفریہ، ان کے حقوق اسلامیہ مثل صحت امامت وغیرہ کو مانع ومخل نہ ہوں گے۔ اگر اجزاء ضروریہ اسلام کا ماننا نفاذ احکام کے لئے شرط نہ ہو تو رسول کی رسالت کا منکر یا حسب عقیدہ کفار آتش پرست، دوخدا یزدان واہرمن کا معتقد بالفرض اگر کعبہ کی طرف رخ کر کے امامت کرے کیا ایسے شخص کی اقتداء سے بھی نماز صحیح ہوگی؟

مولانا! فرض کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بعض فرق شیعہ جیسے نسطوریہ، نصیریہ مفوضہ وغیرہا صریح لفظوں میں حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں اور قبلہ رخ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ کیا ان کی اقتداء سے بھی نماز صحیح ہوگی؟ اسلام عبارت ہے۔ ایسے قانون سے جو دفعات اور احکام مخصوصہ کا مجموعہ ہے جو شخص ایک حکم قطعی کی تکذیب وانکار کرے گا خارج از اسلام ہوگا۔ کیونکہ وجود کل اسلام کے لئے تحقیق جمع اجزاء ضروریہ ضروری ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے ارتداد فرمایا: ''ومن یرتدمنکم عن دینہ (مائدہ:۵۴)'' یعنی جو شخص کہ دین (قانون) اسلام کے کل یا بعض احکام کی تکذیب کرے وہ کافر ہے۔ یہاں دین بمعنی قانون ہے اور قانون عین احکام ہیں۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ میں بھی دین بمعنی قانون ''ماکان لیا خذا خاہ فی دین الملک (سورۂ یوسف)''

قولکم...... ''ھذا کلام من لم یرولم یدر کیف صلوٰۃ الیھود'' یہ کلام ان لوگوں کا ہے جن کو یہودیوں کی نماز کی کیفیت معلوم نہیں۔

اقول...... ''ھذا کلام من لم یرتالمودو لم یدرحا لات فرق الیھود وقد علم من کتب التفاسیر ان صلوٰۃ الیھود کانت بغیر رکوع والرکوع فارق بین صلوتھم وصلوٰۃ المسلمین وفی الأتیہ ذکر الجزء وارادۃ الکل ای صلوا مع المسلمین وھذا لقد رکاف لاثباب المطلوب'' یعنی یہ اس شخص کا کلام ہے جس نے تالمود (کتاب فقہ یہود) نہیں دیکھا اور یہودیوں کے فرقے کے حالات سے آگاہ نہیں آسکے۔ علاوہ کتب تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا۔ یہودیوں اور مسلمانوں کی نماز میں رکوع کا فرق ہے۔ اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جزء نماز یعنی رکوع مذکور ہے اور پوری نماز مراد ہے۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھو اور اس آیت سے مدعا (امامت میں اسلام کا شرط ہونا) ثابت ہوگیا۔

قولکم...... فاجر کا لفظ عام ہے۔ مؤمن فاسق اور مکفر کو بدلیل قول امیر المؤمنین عثمانؓ ''الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس اذا احسن الناس فاحسن معھم واذا ساؤا فاجتنب اسائتھم''

اقول...... مولانا! بے ادبی معاف۔ فاجر جو اس حدیث میں واقع ہے مسلم اس کو شامل ہے اور

مکفر جو عند المکفر کافر ہے۔ مسلم کا مبائن ’’فافھم و کن من الشاکرین‘‘

قولکم...... مولوی صاحب اتنی کھینچ کی حاجت کیا ہے۔ پہلے ہم مذہب اور ہم مشرب کہا پھر اصول اسلام میں متفق فرمایا۔ حالانکہ امام بخاری کا مذہب ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب مشہور ہے کہ اہل سنت وہ ہے جو ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لے۔ ’’قراء کم‘‘ کا معنی تو صاف ہے کہ پڑھے لکھے جماعت کراویں۔ یہ شرط ہم کو بھی مسلم ہے۔ علاوہ اس کے یہ حکم نصب کے وقت کا ہے۔ نباہ کا نہیں۔ نباہ کے وقت تو نبی امتی کے پیچھے پڑھتا ہے۔ حالانکہ نصب کے وقت ایسا نہیں ہوسکتا۔ بہرحال گو حدیث مذکور صحیح نہیں تاہم ہمیں مسلم علی الرأس والعین ہے۔ بشرطیکہ آپ آئیں قید در قید نہ لگائیں۔

اقول...... مولانا صاحب! کھینچ تان نہیں ہے۔ اجمال کی تفصیل ہے۔ میں یہی مانتا ہوں کہ جس بدعتی کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو وہ مسلم فاجر ہے۔ اس کی اقتداء جائز ہے۔ بے شک لفظ ’’قراء‘‘ تو وہی بتاتا ہے جو آپ فرماتے ہیں لیکن اس کی اضافت بجانب کم کیا بتاتی ہے؟ وہی بتاتی ہے جو میں اپنی تحریر سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ امام تمہاری اسلامی جماعت کا ہو۔ یعنی جن کو تم مسلمان جانتے ہو ان میں کا ہو۔ نبی اور امتی میں اتحاد اسلامی موجب صحت نماز ہے۔ ’’نصب‘‘ اور ’’نباہ‘‘ میں فرق یہ ہے کہ جماعت نماز قائم کرنے کے وقت مسلمانان حاضرین جماعت میں سے جو بحیثیت علم دین وغیرہ کے افضل ہو۔ امام بنایا جائے اور اگر جماعت پہلے سے قائم ہے تو اس کا امتیاز نہیں۔ افضل مفضول پیچھے، بد، فاجر کے پیچھے شریک جماعت نماز ہو جائے۔ حتیٰ کہ نبی نے امتی کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے۔ یہ نہیں کہ مؤمن ایسے شخص کی نماز پڑھے جس کو وہ کافر سمجھ رہا ہے۔

قولکم...... کس قدر کھینچا تانی ہے۔ مصنف کشاف القناع کا مجرد دعویٰ تو ان کے مقلدوں کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ البتہ حدیث بعد ثبوت صحت نصب امام کے وقت پر محمول ہوگی۔ کیونکہ اس کے وزن کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ’’صلوا خلف کل بر وفاجر (کنزالعمال باب وجوب لطاعۃ الامراء حدیث نمبر ۱۴۸۱۵)‘‘ یعنی ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔

اقول...... میرا استدلال تو آیات اور احادیث ہے۔ جن کو میں بتفصیل تمام اپنی تحریر سابق میں لکھ چکا ہوں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ علمائے اسلام وائمہ کرام کے اقوال استناداً بطور شواہد بایں

غرض منقول ہیں کہ میں اس تحقیق میں منفرد نہیں ہوں۔ اہل السنۃ والجماعت کے علمائے محققین میرے مؤید وہم خیال ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اپنی تحریر سابق میں اپنے مسئلہ کے متعلق اپنا ہم عصر چند علمائے کرام زمانہ حال کو بتایا ہے اور حال ہی رسالہ تقلید واجتہاد میں چھوٹے بڑے ہر طبقہ کے علماء کی لمبی فہرست داخل کی ہے۔

مولانا! گستاخی معاف۔ میں آپ کے اس فعل پر معترض نہیں ہوں۔ بلکہ استشہاداور تمثیلاً عرض کرتا ہوں۔

قولکم...... علامہ شامی لکھتا ہے کہ یہ قول متاخرین کا ہے۔ مجتہدین سب کے پیچھے جواز کے قائل ہیں۔ (ردالمختار مصری ج۵ص۱۹۶)

اقول...... کیا کفار کے پیچھے بھی جواز کے قائل ہیں؟ ''**من ادّعی فعلیه البیان**''

مولانا! حقیقت حال یہ ہے کہ زمانہ مجتہدین میں جو نئے فرقے نکلے تھے ان کے معتقدات حد کفر تک نہ پہنچے تھے۔ اس کی ایک مثال میں عرض کرتا ہوں۔ مثلاً مذہب شیعہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں، اوّل اوّل مذہب اسلام میں شاخیں نکلنی شروع ہوگئیں۔ چنانچہ ایک جماعت وہ ہوئی جس نے آپ کو خلیفہ برحق مان کر آپ سے بیعت کی اس جماعت کا نام شیعان علیؓ تھا اور دوسری جماعت نے امیر معاویہؓ کو خلیفہ مانا اور تیسری جماعت حروریوں کی تھی۔ پس اس وقت کا مذہب شیعہ یہی تھا کہ حضرت علیؓ کو خلیفہ برحق مانتے اور خلفائے ثلثہ کو علی ترتیب الخلافت افضل جانتے (جو عین عقیدہ اہل السنۃ والجماعت کا ہے) اور معاویہؓ کو باغی سمجھتے۔ انہیں کا نام شیعان علیؓ تھا بمقابلہ شیعان معاویہؓ کے۔ پھر حضرت علیؓ کے آخر زمانے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوئے کہ حضرت علیؓ کو خلفائے ثلثہ پر ترجیح دینے لگے۔ آپ نے ان کو سخت منع فرمایا اور بعض کو سزا دی۔ بعدہ دوسری صدی میں کچھ لوگ ایسے ہوئے کہ خلفائے ثلثہ کو غیر مستحق خلافت سمجھنے لگے۔ اس کے بعد عضد الدولہ دیلمی جو شیعہ مذہب رکھتا تھا قوت پا کر بغداد پر غالب آ گیا اور خلفائے ثلثہؓ ودیگر صحابہ کرامؓ کو سب وشتم کرنے لگا اور عشرۂ محرم میں عزاداری غم حسین کی یادگار میں قائم کی۔ اسی طرح شیعوں کا تشدد وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ۶۰۰ھ میں ملا باقر مجلسی نے اس مذہب کو انتہاء درجہ تک پہنچایا۔ بجز معدودے چند تمام صحابہؓ کو کافر ومنافق بلکہ یہود ونصاریٰ سے اشد الکفر قرار دیا۔ ملا باقر مجلسی کی کتاب ''زاد المعاد'' ملاحظہ فرمایئے اور باقی

مذاہب باطلہ کو اسی پر قیاس کیجئے کہ بہ نسبت زمانۂ سلف صالحین کے ان میں تعصب وتشدد کتنا بڑھ گیا ہے؟ پس مجتہدین متقدمین نے جوان کو کافر قرار نہیں دیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ لوگ ان کے زمانے میں حد کفر تک نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے ان بزرگوں نے نماز کو با اقتداء ان کے صحیح مانا ہے اور بعد زمانہ مجتہدین کے چونکہ ان کا تشدد وتعصب حد کفر تک پہنچ گیا۔ بایں وجہ علمائے مابعد نے ان کی اقتداء سے نماز کو باطل قرار دیا۔ ’’الفتوی یختلف باختلاف الزمان والمکان‘‘

قولکم...... مولانا! آپ ہر بات میں مقلدانہ روش پر چلتے ہیں۔ مرتد کی تعریف تو خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ ’’من یرتدّ منکم عن دینه‘‘ اس دین سے پھر جائے جس کو قبول کرنے سے مسلمان ہوا تھا۔ صاف لفظوں میں کہہ دے کہ اسلام جھوٹا ہے۔ یہ مرتد ہے۔ اسلامی فرقے جو ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ اصلاح اور ہے۔ ’’فافهم ولا تکن من المقصدین‘‘

اقول...... مرتد کی تعریف جو کشاف القناع میں ہے تعریف قرآنی کی تفسیر وتفصیل ہے۔ خلاصہ تعریف یہ ہے کہ جو شخص کل یا بعض اجزائے ضروریہ اسلام کو نہیں مانے وہ بوجہ انکار حکم قطعی کافر یا مرتد ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ زکوٰۃ، اسلام کا حکم قطعی ہے۔ مانعین زکوٰۃ کی شان میں صحابہ کرامؓ نے لفظ کفر استعمال کیا اور ان کو کافر قرار دے کر آمادہ قتال ہوئے۔ ’’کما فی الصحیحین (بخاری ج۲ ص۱۰۲۳، مسلم ج۱ ص۳۷) عن ابی هریرۃؓ قال لما توفی النبی ﷺ واستخلف ابوبکرؓ بعده وکفر من کفر من العرب قال عمرؓ یا ابی بکرؓ کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لااله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الابحقه وحسابه علی الله فقال ابوبکرؓ والله لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ‘‘ اس حدیث کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ بعد وفات جناب رسول اللہ ﷺ کے جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے عرب کے کچھ لوگ دربار خلافت میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے کافر قرار دیئے گئے۔ خلیفہ وقت ان سے آمادہ جنگ وجہاد ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کلمہ گو سے جنگ کرنا جو کفار سے کی جاتی ہے خلاف مرضی رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ جو شخص نماز وزکوٰۃ میں فرق کرے گا اس سے قتال ضرور کروں گا اور تمام صحابہؓ نے اس پر اتفاق کیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے وہ تین قسم کے تھے۔ ایک تو وہ کہ جس دین سے آئے تھے اسی کی طرف لوٹ گئے۔ دوسرے

وہ کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ متنبیین کے دین میں داخل ہوئے۔ تیسرے وہ کہ دین اسلام پر قائم رہے۔ مگر زکوٰۃ خلیفہ وقت کو ادا کرنے سے انکار کر کے خود تقسیم کی جس کا سردار مالک بن نویرہ تھا۔ ’’کما فی شرح صحیح مسلم للنووی وفتح الباری وارشاد الساری شرح صحیح البخاری باختلاف یسیرہ تحت الحدیث المذکور انفا‘‘ استعمال لفظ کفر وحکم قتال تینوں کے حق میں جاری ہوا۔

مولانا! مقام غور ہے کہ مانعین زکوٰۃ نے دربار خلافت میں زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ حکم قطعی کی تعمیل میں اتنا تغیر واقع ہونے سے صحابہ کرامؓ نے ان کو کافر قرار دے کر کفار حربی کے ایسا ان کے ساتھ معاملہ کیا۔ کیا ان میں قادیانیوں کا ایسا بھی اسلام ادّعائی نہیں تھا؟ مرزاغلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت باطلہ سے اور اس کے متبعین اس کی تصدیق سے مرتدین قسم ثانی میں داخل ہیں اور نیز بوجہ انکار معنی صحیح قطعی خاتم النّبیین وتاویل وباطل ولغو مرتدین قسم ثالث میں شامل ہیں۔ مرتدین قسم ثانی کا سرگروہ مسیلمہ کذاب تھا۔ یہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ماننے والا تھا۔ قبلہ رخ نماز پڑھنے والا ’’حصار ما صلوا القبلۃ‘‘ میں داخل تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین نہ مان کر آپ ﷺ کی ماتحتی میں خود دعویٰ نبوت کیا اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے حضور میں شرکت نبوت ونیابت کی درخواست کی بمجرد سماعت اس دعویٰ کے حضرت ﷺ کی رسالت سے اس کے کفر کا فیصلہ ہوا۔ دعویٰ نبوت کرنے کے ساتھ ہی دائرہ اسلام سے نکال دیا گیا اور اس جرم شدید سے اسلام ادّعائی اور مضبوط ’’ماصلوا القبلۃ‘‘ کا مضمون قلعہ اس کے حق میں محض طلسم ثابت ہوا۔ چنانچہ سیرۃ حلبیہ ودیگر کتب معتبرہ میں اس کا خط متضمن بہ اقرار رسالت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مع جواب رسول اللہ ﷺ اس طرح منقول ہے۔ ’’مسیلمۃ رسول اللہ ﷺ الیٰ محمد رسول اللہ اما بعد فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الامر ولیس قریش .... قوما یعدلون وبعث رجلین فکتب الیہ رسول اللہ ﷺ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من رسول اللہ الیٰ مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدیٰ امابعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین ثم قال للرجلین وانما تقول مثل ما یقول قالا نعم قال اما واللہ لولا ان الرسل لاتقتل لضربت اعناقکما انتھی‘‘ یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کا محمد رسول اللہ کی

طرف اما بعد۔ بے شک میں آپ کے کام میں شریک ہوں اور ہمارے لئے آدھا حصہ ہے۔ آمدنی میں اور قریش ایسی قوم ہے کہ انصاف نہیں کرتے اور اس خط کو دو شخصوں کی معرفت بھیجا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب لکھا۔ ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد! زمین اللہ کی ہے وارث کرتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ بھی مسیلمہ کی طرح کہتے ہو انہوں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد نہ قتل کئے جاویں تو البتہ تم دونوں کو میں قتل کر ڈالتا۔ انتہی!

بعد وفات رسول اللہ ﷺ کے اس کی سرکشی بہت بڑھ گئی۔ سجاح متنبّی سے اپنا نکاح کیا اور اس کے جہیز میں نماز صبح وعشاء اس نے معاف کر دی اور آگے بڑھ کر اپنے تمام متبعین سے نماز معاف اور محرمات شرعیہ کو حلال کر دیا اور وحی کا دعویٰ کر کے بہت سی آیات کا افتراء کیا۔ خلافت اولیٰ نے اس کا سخت انسداد کیا اور قتال عظیم سے اس جماعت کا استیصال کر دیا۔ یہ واقعات بصراحت تمام باختلافات یسیرہ کتب مفصلہ ذیل میں مذکور ہیں۔ تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر فتح البیان۔ تحت آیہ کریمہ ’’یاایھا الذین اٰمنوا من یرتدمنکم عن دینہ (مائدہ:۵۴)‘‘

فتح الباری، قسطلانی وغیرہ شروح بخاری، نووی شرح صحیح مسلم، تحت حدیث شریف مرقوم ’’لکفر من کفر من الوب عرب‘‘ زاد المعاد امام ابن قیمؒ، سیرۃ احمدیہ، سیرۃ ابن ہشام، سیرۃ حلبیہ، روضۃ الاحباب، قرۃ العیون وغیرہا۔ اب فرمائیے اصول مذہب کے لحاظ سے مسیلمہ کذاب اور مرزا غلام احمد قادیانی میں کوئی فرق ہے؟ ادّعاء اسلام اور صلوٰۃ الیٰ القبلہ کے ساتھ دعویٰ نبوت ووحی وغیرہ میں دونوں شریک ہیں۔ اس لئے احکام رد وکفر دونوں کے حق میں برابر جاری ہوں گے۔

مرتدین قسم ثالث مانعین زکوٰۃ ہیں اور ان کا سرخیل مالک بن نویرہ تھا۔ یہ لوگ بجز حکم زکوٰۃ، کل احکام اسلام کے ماننے والے تھے اور آیہ زکوٰۃ ’’خذ من اموالھم صدقۃ‘‘ کے معنی صحیح قطعی سے انکار کر کے اس کی یہ تاویل (لفظ خذ سے) کرتے تھے کہ زکوٰۃ کی تحصیل ذات آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن یہ تاویل باطل ان کے حق میں مفید نہ ہوئی۔ کفر کا فتویٰ

ان کے حق میں جاری ہوا، اور تمام صحابہؓ ان سے قتال پر آمادہ ہوئے۔ اسی طرح قادیانی جماعت کے سرپنچ مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النّبیین کے معنی صحیح قطعی سے انکار کر کے اس کی تاویل صریح البطلان کی ہے جو کافۂ اہل اسلام کے خلاف ہے۔ مانعین زکوٰۃ اور قادیانیوں کی تاویل باطل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا احکام ردّیہ وکفر کے نفاذ میں دونوں متساویۃ الاقدام ہیں۔ ’’افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض ‘‘اس آیت کریمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔ شارع اقدس نے کتاب الٰہی کے بعض احکام کو ماننے، بعض دیگر کے نہیں ماننے کو کفر قرار دیا ہے۔ اب فرمائیے اس کفر کا مرتکب کافر ہے یا مکفر؟ اور آپ کا قادیانی مؤکل جس نے خاتم النّبیین کے معنی صحیح قطعی سے انکار کیا ہے۔ ’’یکفرون ببعض ‘‘ کا مصداق ہے یا نہیں؟ جناب رسالت مآب ﷺ نے اسی وضع کے انکار کو کفر بواح تعبیر فرمایا اور احکام کفر کو اس پر مترتب فرمایا ہے۔ ’’عن عبادۃ بن الصامتؓ قال بایعنا رسول اللہ ﷺ علی ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان، متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۹) ‘‘اس حدیث کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ ہم لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ کسی شخص کو اس کے کام سے علیحدہ نہ کریں۔ مگر کفر صریح بدلیل قطعی دیکھ کر علیحدہ کریں۔ دیکھئے! دربار رسالت سے میری ڈگری ہوئی اور ہم لوگوں کو حکم ہوا کہ قادیانی جس میں کفر صریح بدلیل قطعی موجود ہے۔ جب امامت کر رہے ہوں عین حالت نماز میں اگر ہم قابو پائیں تو صف امام، مقام امامت سے ان کو علیحدہ کر دیں۔ ایسی حالت میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت شرعی کیونکر ہوگی؟ انسان بحالت کفر اسلامی خدمت وریاست کا لائق نہیں رہتا ہے۔ ارشاد خداوند ’’لن یجعل اللہ للکفرین[1] علی المؤمنین سبیلاً (النساء: ۱۴۱) ‘‘نے کافروں کے لئے مؤمنین پر کوئی حق ولایت نہیں رکھا ہے

[1] مولانا آپ نے جو دربارہ مسلک امام بخاری خلق قرآن فتح الباری وطبقات سبکی سے نقل فرمایا ہے۔ یہ نقول خود امام بخاری کی مستقل تالیف جو فرقہ جہمیہ بانی عقیدۂ ہذا کے رد میں ’’خلق افعال العباد ‘‘تحریر فرمایا ہے۔ خلاف ہے اس میں بیسیوں جگہ اس کی تصریح ہے۔ چنانچہ ایک جگہ کی عبارت یہ ہے۔ ’’ماابالی صلیت خلف الجھمی والرافضی ام صلیت خلف الیھود والنصاریٰ ولا یسلم علیھم ولا یعادون ولا ینا کحون ولا یشھدون ولا یؤکل ذبائحھم لحم الی ماقال اسئل سلیمان بن داؤد الھاشمی وسھل بن مزاحم من صلی خلف من یقول القرآن مخلوق اعاد الصلوٰۃ‘‘

فقیر ابوالحسنات محمد عبدالغفور داناپوری عفی عنہ

ان کے تابع ہوں گے۔ جناب نے اہلحدیث مورخہ ۱۱؍رجب ۱۳۳۰ھ ص۸ میں یہ تحریر فرمایا ہے۔
’’جس کو معزول کرنے کی ہم میں طاقت نہیں تو ایسے امام کے پیچھے اقتداء درست ہے۔‘‘ مولانا! کیا ہم میں علیحدہ نماز پڑھنے کی بھی طاقت نہیں ہے؟ نماز امر شرعی ہے۔ اس کو اسی مسلمان امام کے پیچھے ادا کرنا چاہئے جس کا اسلام عندالشرع معتبر ہو۔ جیسا کہ آپ کی تعریف میں اسلام حقیقی کا فیصلہ ہے۔

قولکم...... آپ بھی بہ ماتحتی قانون وقت ان کی بیخ کنی کیجئے۔

اقول...... ’’**مرحبا جزاکم اللہ**‘‘ بہت خوب آپ نے فرمایا۔ اسی بیخ کنی کے لئے میں نے یہ فتویٰ تیار کیا ہے اور ان کے ساتھ اکل وشرب، مناکحہ، مجانسة۔ ان کی اقتداء سے نماز پڑھنا منع کرتا ہوں۔ ضلع مونگیر میں قادیانیوں کا بڑا زور ہے۔ وہاں بہ ماتحتی قانون وقت یہ فتویٰ جاری کر دیا گیا ہے کہ کوئی ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھے۔ الحمدللہ کہ اس فتوے کے جاری ہوتے ہی بہتیرے مذہب قادیانی سے رک گئے اور بہت لوگ مذہب قادیانی سے تائب ہوئے اور میری غرض بھی اس فتوے سے یہی ہے کہ لوگوں کو مذہب قادیانی سے روکوں۔ ’’**واللہ علی مانقول شھید**‘‘

قولکم...... اس فتوے سے تو امام بخاری کے پیچھے بھی اقتداء جائز نہ ہوگی۔ ان کا مذہب ہے کہ ’’**لفظی بالقراٰن مخلوق**‘‘ ملاحظہ ہو۔ مقدمہ (فتح الباری ص۵۷۹) اور طبقات سبکی (ج۲ ص۱۲)

مولانا! انسانوں کے کلام میں ایسے ہی نقیض ہوتے ہیں۔ آپ براہ راست قرآن وحدیث سے استدلال کریں تو یہ خرابی پیدا نہ ہو۔

اقول...... مولانا! یہ مناقشہ فی المثال ہے۔ باایںہمہ میرے لئے مفید ہی ہے۔ وہ یہ کہ ’’**لفظی بالقراٰن مخلوق**‘‘ ایسا مسئلہ ہے جس کے قائل کے کفر اور اسلام میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے۔ امام بخاری ان کے قائل ہیں۔ باایںہمہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جن کی تحقیق میں یہ قول کفر ہے۔ اس کے قائل کو کافر مکفر قرار دے کر اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں مانتے ہیں اور ترک تعلقات اسلامی کا حکم فرماتے ہیں اور آپ نے تو مسئلہ اقتداء وامامت کو بہت بے حد ارزاں کر دیا ہے۔ جس میں مقتدی کا سخت خسارہ ہے۔

قولکم...... غنیۃ روایت کے لحاظ سے ملتزم الصحۃ نہیں ہے۔ اس لئے تاوقتیکہ یہ روایت بطریق محدثین صحیح ثابت نہ ہو۔ استدلال اس سے نہیں ہوسکتا۔

اقول...... صرف صاحب غنیۃ ہی نے اس حدیث کو نہیں نقل کیا ہے۔ بلکہ استاد الہند شاہ ولی اللہ

صاحب محدث دہلوی بھی اس کو ’’ازالۃ الخفاء‘‘ میں لائے ہیں اور مولانا برہان الدین حلبی نے بھی ’’سیرۃ حلبیہ‘‘ میں نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور محدثین نے بھی اپنی تالیفات میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ باایں ہمہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ میرا استدلال تو آیات قرآنی وحدیث صحیح سے ہے۔ جن کو میں نے مفصل تحریر سابق میں لکھا ہے اور روایات کتب غیر متلزم الصحۃ واقوال علماء بطور شواہد کے منقول ہیں۔ ’’وما انا بمتفرد فی ہذا الباب واللّٰہ اعلم بالصدق والصواب والیہ المرجع والمآب انا العبد الا واہ السید محمد عبداللّٰہ الافضل فوری العظیم آبادی‘‘ تعلیم یافتہ مدرسہ اصلاح المسلمین بانکی پور پٹنہ المرقوم مورخہ ۱۶؍شوال ۱۳۳۰ھ

تقریظات علمائے نامی وفضلائے گرامی

’’للّٰہ در المجیب، حیث اجاب فاجا دوحل عقود شکوک ابی الوفا بانملۃ التحقیق ولتدقیق الذی لا یزید علیہ من سعی. واراد وانا العبد المذنب عبدالسلام عفی عنہ‘‘

’’لقد حقق المجیب وہو فی ذالک مصیب، اقر بذلک، عبدالحکیم الصادق فوری عفا اللّٰہ عنہ‘‘ مورخہ ۳۰؍شوال ۱۳۳۰ھ

الجواب صحیح: فیاض الدین عفی عنہ

ماشاء اللہ مجیب عزیز نے خوب ہی فیصلہ کن جواب دیا ہے اور مسئلہ اقتداء کی اچھی تحقیق کی ہے جس سے یہ امر کنصف النہار ہویدا ہوگیا کہ مرزائی وغیرہ۔ مدعیان نبوت کے پیچھے کسی حالت میں نماز درست نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین بنایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین‘‘ اور احادیث صحیح میں وارد ہے: ’’انا خاتم النّبیین‘‘ اور ’’لا نبی بعدی‘‘ پس جو آپ ﷺ کو خاتم النّبیین نہ مانے اس نے اس آیہ شریفہ کو نہیں مانا اور ایک آیۃ کا منکر تمام قرآن کا منکر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض‘‘ پس قادیانی بوجہ دعویٰ نبوت کافر ہوا اور نیز اللہ پاک نے فرمایا ہے: ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ‘‘ قادیانی نے افتراء علی اللہ بھی کیا کہ اپنے کو پیغمبر بنایا اور جھوٹی وحی کا دعویٰ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو اظلم الناس فرمایا۔ جو موافق اکثر اصطلاح قرآنی کے مرادف کفر کا ہے۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت اوروحی کا دعویٰ کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے اسلام کو رد فرمایا اور قبول نہیں کیا۔ پس جو حکم مسیلمہ کذاب پر آپ ﷺ کے خلفاء نے فرمایا بعینہ وہی حکم اس پر بھی صادق آتا ہے۔’’ واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب وانا الفقر الحقیر الراجی عفو ربہ الشکور ابوالحسنات محمد عبدالغفور الدانا فوری العظیم اٰبادی الواعظ الاسلام مدرسۃ اصلاح المسلمین‘‘ پٹنہ عظیم آباد عفی عنہ

’’لقد صح الجواب بلا ارتیاب فلایرتاب فی ھذا الجواب واقول والحق اقول ان فی ھذا القدر کفایۃ لاھل النصفۃ والمداریۃ وانا عبد ربی الباری، علی نعمت الفلواری عصمتی ربی من النقمہ انہ ولی العصمۃ فقط‘‘

جوشخص بعد حضرت رسول اللہ ﷺ کے نبوت کا مدعی ہو وہ دجال ومرتد ہے۔ جہاں تک کہ میں نے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی کتابیں دیکھی ہیں۔ اس سے صاف یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ حقیقت میں ختم نبوت کے قائل نہیں۔ پس ایسے ملحدین کے پیچھے نماز ہرگز صحیح نہیں نہ اس قوم کی مناکحت درست ہے۔ محمد سلیمان القادری الحسنی الفلواروی

’’لقد صدق الذی اجاب بھذا الجواب الصواب وقال صوابا وانی علی ذلک لمن الشھدین کتبہ عبدالعزیز داؤد نگری ثم الامجھری مدرس خانقاہ مجیبی پھلواری‘‘

صحیح الجواب: سید تبارک حسین امجھری

’’من اجاب فقد اصاب من غیر نکیر واشتباہ وانا العاجز الا واہ، محمد عبداللہ الدوستی البھاری تجاوز عنہ وعفاعنہ‘‘

صحیح الجواب: ابوالمحاسن عبدالرحمٰن المولوی الاعظمی

’’الجواب صحیح والمجیب بخیح. انا العاجز محمد المدعو بالانصاری صین عن کل مالا یرضاہ الباری‘‘ (مچھلی شہری)

یہ مسئلہ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے کہ کسی اہل علم کو شبہ ہو۔ عبدالعزیز رحیم آبادی۔

الجواب صحیح والمجیب بخیح: عبدالتواب الغزنوی ثم العلی گڑھی

الجواب صحیح: سید ابوالحسن عفی عنہ دہلوی...... جواب صحیح ہے ضیاء الرحمٰن عفی عنہ (عمر پوری)

’’لاشک فی ان الفرقة المرزایه لایومن بایٰة الختم وقد قال اللّٰہ تعالیٰ (وخاتم النّبیین) واجمع العلماء کلهم ان لاتاویل فی الاٰیة ومن لم یؤمن بایٰة من اٰیات اللّٰہ فقد کفر وارتد عن الاسلام ومن ارتد فلیس له صلوٰة مقبولة لنفسه فکیف (صلی بالمسلمین فقط)‘‘ محمد عین الحق عفی عنہ

خاتم الطبع

ہزار ہزار شکر ہے خدائے پاک وبرتر کا جس نے ہماری ہدایت کے لئے ایسا پیغمبر خاتم النّبیین ﷺ بھیجا جس نے ہم کو شاہ راہ ہدایت پر لگا کر ہمیشہ کے لئے کسی دوسرے نبی کی آمد وہدایت سے بے نیاز کر دیا اور خود اپنے کلام پاک میں ’’**اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**‘‘ سرفراز فرمادیا۔ آج کل ایسے زمانے میں جب کہ اسلام پر ہر طرف سے نرغہ ہو رہا ہے۔ بعض مدعیان اسلام نے دین میں رخنہ ڈالنے کی غرض سے طرح طرح کے فتنے اٹھا رکھے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک فرقہ گمراہ نے اپنے تئیں احمدی کے لقب سے ملقب کر کے محمدی ملت کے زمرہ سے نکل کر اپنی من گھڑت نبی غلام احمد قادیانی کو (جس نے ہواوہوس ووسوسۂ شیطانی سے اس باطل دعویٰ کا ادعا کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا) نبی تشریعی اور اپنا پیشوا قرار دے رکھا ہے اور جن کی چکنی چپڑی باتیں ودغابازی وجعلسازی سے بعض سیدھے مسلمان ان کے دام فریب میں پھنس گئے ہیں۔ ان کے اس دعوے باطل کے جوابات اکثر پرچوں اور اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے برابر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بالفعل عالم المعی فاضل لوذی جناب سید محمد عبداللہ صاحب افضل پوری دام فیوضہ نے قادیانیوں کے رسالہ النبوۃ فی خیر الامۃ کے رد میں رسالہ فیض مقالہ موسوم بہ الخلافۃ فی خیر الامۃ میں تحریر فرمایا ہے۔ مع تنقیح امامت قادیانی وابطال امامت قادیانی جو قبل مطبع اسلامی کانپور میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ مطبع قیومی واقع کانپور میں باہتمام حاجی قمرالدین صاحب مالک مطبع بماہ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ نہایت صفائی وصحت سے طبع ہو کر نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ خدا سے امید ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو گمراہی سے بچائے۔ **واللّٰہ الهادی وهو المهتدی والسلام علیٰ من تبع الهدیٰ!**

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مضامین ختم نبوت

مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۱۱	سلام (شہدائے ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء)	۱
۵۱۲	(۱) سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختم نبوت	۲
۵۱۸	(۲) مولانا عبیداللہ سندھی اور مسئلہ نزول مسیح علیہ السلام	۳
۵۲۰	شرحِ سطعات کی عبارت	۴
۵۲۱	(۳) مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت (مرزا کی تحریروں کے آئینے میں)	۵
۵۲۲	مرزا قادیانی کی مرحلہ وار نبوت	۶
۵۲۵	انبیاء علیہم السلام کی توہین اور امت مسلمہ کو گالی	۷
۵۲۷	مرزائیوں سے چند سوالات	۸
۵۲۷	مسلمان بھائیوں سے گزارش	۹
۵۲۹	(۴) مرزائیت کا ماضی و حال	۱۰
۵۳۱	مرزا قادیانی اور اس کے خاندان کے اعترافات	۱۱
۵۳۲	مرزا قادیانی، برطانوی سامراج کا سیاسی جاسوس	۱۲
۵۳۸	(۵) ’’ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی‘‘	۱۳
۵۴۰	(۶) ’’......اور مارشل لا نافذ کر دیا گیا!‘‘	۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام

(شہدائے ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء)

مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ

سلام اُن پر کہ میرِ کارواں تھے
سلام اُن پر کہ پیرِ عارفاں تھے
سلام اُن پر نبی کے عاشقاں تھے
سلام اُن پر قتیلِ فاسقاں تھے
سلام اُن پر عدوِ کاذباں تھے
سلام اُن پر کہ حق کے پاسباں تھے
سلام اُن پر کہ وہ برقِ تپاں تھے
سلام اُن پر کہ وہ شعلہ فشاں تھے
سلام اُن پر شہادت جن کی منزل
سلام اُن پر جو مر کے جاوداں تھے
سلام اُن پر کہ وہ جانِ جہاں تھے
سلام اُن پر شہادت میں جہاں تھے
سلام اُن پر جو قاتلِ اعظم * کے مقابل
سلام اُن پر نہتے ناتواں تھے

(ڈائرثانی جنرل اعظم خان)

(۱)

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختم نبوت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً (الاعراف:۱۵۸)‘‘

اے انسانو! تحقیق بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لیے۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور ﷺ سے کہلوایا کہ وہ اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ کے سکھائے ہوئے لفظوں کو دہرایا اور تمام انسانوں کو مخاطب بنایا ۔وہ انسان جو عہدِ رسالت مآب میں زندہ تھے یا عہدِ رسول مبین کے بعد پیدا ہوئے یا ازمنہ وسطیٰ میں صفحۂ ارضی پر اپنے اعمال کی چھاپ چھوڑ گئے یا قیامت تک آنے والے انسان جو اپنی عملی زندگی کے نشانات کتابِ ارضی میں ثبت کریں گے، وہ سرخ وسفید ہوں، کالے ہوں یا گندمی، عرب ہوں یا عجمی سبھی اس خطاب کے مخاطب ہیں۔ یہ خطاب رسولِ زمان ومکان کی قید سے آزاد اور قومیت و وطنیت سے بھی ماوراء ومنزہ ہے۔

اور وہ انسان بھی جو کسی نسبت کے مقید ہیں یعنی یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی، زرتشتی، بدھسٹ، بالمیکی، ہندو، مظاہر پرست، نجوم وکواکب پرست، اصنام پرست، اشخاص پرست، اور وہ مخلوق بھی جسے عہدِ جدید کی تحقیقات انسان کہے۔ برفانی انسان (اگر وہ انسان ہے) سب اور اس کائنات میں جہاں کہیں بھی زمینوں، آسمانوں میں انسان نام کی کوئی مخلوق دریافت ہو وہ سب اس خطابِ عام میں شامل ومخاطب ہیں اور محمد ﷺ کا یہ خطاب قیامت تک اس فضاء بسیط میں گونج رہا ہے۔ جدید تحقیقات نے اب یہ بات ثابت کردی ہے کہ ماضیٔ قریب وبعید کی تمام آوازیں فضاء میں موجود ہیں اور محفوظ کی جاسکتی ہیں۔ اس حوالہ سے بھی یہ صدائے اعلانِ رسالت ہر لحہ وہر آن صوتِ رسول ﷺ کی آفاقی لہروں سے فضا میں ارتعاش پیدا کررہی ہے اور بار بار یہ اعلان اپنی پکار، اپنی نوعی اور معنوی دعوت کی طرف متوجہ کررہا ہے کہ اے زمین وآسمان میں بسنے والے انسانو! اے تمام زمانوں کے انسانو! اے تمام مکانوں کے انسانو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت کریمہ کا اعلان عام ہی حضور ﷺ کی ختمِ نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے کہ جب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت تمام زمانوں اور مکانوں کے انسانوں کے لئے ہے اور ایسا کوئی زمانہ ہے نہ ایسی کوئی جگہ ہے جہاں جناب رسالت پناہ ﷺ کی نبوت ورسالت اور

عصمت وامامت کا علم نہ لہرایا گیا ہو اور جہاں یہ اعلانِ رسالت براہِ راست یا بالواسطہ نہ پہنچا دیا گیا ہو اب کسی زمانہ و کسی جگہ میں کوئی نبی پیدا ہوگا تو کیوں؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟ وہ آ کر کیا کرے گا؟ کیا سنائے گا؟ کیا سکھائے گا؟ کس کا تزکیہ کرے گا؟ کسے حکمت سکھائے گا؟ کیا وہ حضور ﷺ کے اعلانِ رسالت سے بڑھ کر کوئی نیا اعلان کرے گا؟ یا وہ اس اعلان کے مساوی رتبہ پا کر اعلان کرے گا؟ یا وہ اس سے کمتر درجہ پر فائز ہو کر اعلان کرے گا؟ ظاہر ہے حضور ﷺ سے ماضی میں کوئی نہ بڑھ سکا، آپ کے عہدِ خیر و برکت میں کوئی برابر نہ ہو سکا۔ کسی کا چراغ نہ جل سکا، برابر ہونا اور چراغ جلانا تو بڑی بات ہے۔ اس پورے عہد میں کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔ بہتوں نے سر توڑ کوشش کی۔ لسانی، جسمانی اور مادی توانائیوں سے لیس ہو کر بیسیوں مدمقابل ہوئے مگر ''فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ'' (سورۃ الفیل) وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنا دیئے گئے اور جو آپ سے رتبہ میں چھوٹے تھے وہ سب کے سب اللہ نے ماضی میں نبوت و رسالت کے ابتدائی و ارتقائی مراحل میں بھیج دیئے۔ وہ آئے اور صرف اپنی قوموں کو سنوارنے کے لیے آئے اور ان سب سچوں نے (علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) نے اپنی اپنی نبوت و رسالت کی راجدھانی میں ادائیگی فرض میں ان کمالاتِ فائقہ کا مظاہرہ کیا اور ایسی مضبوط و قوی جدوجہد فرمائی اور ایثار و قربانی کے ایسے نقوش جریدۂ عالم پہ ثبت کیے کہ انسانی مزاجوں کی ارضِ ناہموار ایک بہت بڑے آنے والے کے لیے ہموار کر دی اور ان تمام انبیاء صادقین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے اپنے عہد میں اس سب سے عظیم و بزرگ آنے والے کی بشارتیں بانٹیں، حُسنِ مستقبل کی خوش خبری دی۔

''يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصّف:٦)''

میرے بعد (اب) جس نے آنا ہے ان کا نام نامی ہے احمد (ﷺ)

جب پوری انسانیت کو ایک کے انتظار میں سنوارا سجایا اور وہ آنے والے محمد رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ جو سب سے اعلیٰ تھے۔ جو نبوت و رسالت کے ارتقاء و کمال کی انتہاء تھے۔ اب اگر کسی نے آنا ہے تو آپ ﷺ سے بڑھ چڑھ کر آئے۔ اب جو آپ سے کم تر درجہ کا پیدا ہو تو عروج سے زوال کی طرف آنے والی بات ہے اور عظمت سے پستی کی طرف آنے کا تصور بھی کونین کی ہلاکت کے مترادف ہے۔ چہ جائیکہ سب چھوٹوں سے بھی چھوٹا، نہیں چھوٹا ہی نہیں حقیر اور صرف حقیر نہیں حقیر ترین ہمیں اپنی حقیر ترین شخصیت کی طرف بلائے۔ اس امت کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہو سکتی ہے اور حضور ﷺ کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو حضور ﷺ کی امت میں شمولیت کو فخر سمجھیں اور اپنے امتیوں کو حضور کی اتباع میں دیکھ کر فرحت و انبساط کا اظہار

کریں اور ایک حقیر ترین شخص، حضور ﷺ کی امت گرامی کو اپنی اتباع کی طرف پکارے۔ بغاوت اور کسے کہتے ہیں یہی تو بغاوت ہے۔ نبوت ورسالت محمد کی، عباء ختمِ نبوت محمد کی، امت محمد ﷺ کی اور اطاعت مرزا قادیانی کی! (لعنة الله عليه وعلىٰ آلهٖ واعوانهٖ وانصارهٖ)

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

کیا اب انسان اس چھوٹے، کھوٹے اور جھوٹے موٹے کے پیغامِ نافرجام کے منتظر ہیں؟ جب حضور ﷺ کی نبوت ...... قیامت تک، آپ ﷺ کی رسالت...... قیامت تک، آپ ﷺ کی امامت...... قیامت تک، آپ ﷺ کی امت...... (وہ تمام انسان جو قیامت تک آئیں گے) قیامت تک' تو مسٹر گاما قادیانی کس نسل کے لئے ہے؟ اور کس زمانے کے لئے ہے؟ اور وہ بحیثیت مجدد، مہدی، خلیفہ وامام اور بحیثیت نبی کیا کرے گا آکر؟ کیا دین میں کوئی کمی ہے جسے وہ آکر پورا کرے گا؟ کیا نبوت میں کوئی نقص تھا جس کی اس نے تکمیل کرنی ہے؟ کیا انسان دینِ اسلام اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیر ہو چکے ہیں؟ (معاذ اللہ) جو گاما ان کی پیاس بجھائے گا:

حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

اب تو جو بھی اس وادی میں قدم رکھے گا ذلیل ورسوا ہوگا۔ منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھر قرآن حکیم میں جس طرح حضور ﷺ کی بعثت وآمد کا ذکر سابقہ نبیوں نے فرمایا۔ اگر حضور ﷺ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت ورسالت باقی رہنا ہوتا تو یقیناً قرآن کریم میں حضور ﷺ کی زبانی اس کی تفصیل بیان ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ ابھی نبوت تکمیل کے مراحل میں ہے اور ابھی یہ اپنے عروج، کمالِ ارتقاء، اور منتہاء مقصود تک نہیں پہنچی۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت ورسالت کو ارتقاء کی تمام گھاٹیوں، منزلوں اور مرحلوں سے گزار کر عروج وکمال کی انتہاء تک پہنچا کے یہ سلسلہ مکمل کر دیا۔

”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ (المائدہ:۳)“

آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

یعنی دونوں چیزیں اپنے کمال پر پہنچ چکی ہیں ان میں کوئی کمی، نقص، عیب، ضعف وکمزوری یا نارسائی کی کوئی بات نہیں رہی۔ نبوت ورسالت اور پیام نبوت ورسالت دونوں اللہ کی طرف سے ہدایت کے لیے بے مثال وباکمال ہیں۔ اب نہ تو کوئی پیام باقی ہے جو نازل کیے جانے کے قابل ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جو نبوت کا اہل ہے اور امام الانبیاء وخاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے

بڑے بلیغ پیرائے میں یہ اعلان کرنے کو فرمایا۔ چنانچہ آقا کریم ﷺ نے یہ اعلان فرمایا:

’’مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِن رِّجَالِکُم وَلٰکِنْ رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:۴۰)‘‘

محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے (یا نبیوں پر مہر)

اللہ پاک نے اس آیتِ کریمہ میں حقیقتِ باطنی کو الفاظ کے ظاہری جسم میں منتقل فرمادیا کہ میرے حبیب محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ نبوت نے اپنے تمام مراحل کا عبوری سفر کر کے اپنی منزل پالی ہے اور یہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچی ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد کون ہے جو اس منزل سے نکلے اور کون ہے جو عظمتوں کی بلندی کے بعد ذلتوں کی پستی میں اترے۔

بعض لوگ مرزا قادیانی کی ابلیسی تاویلات کو پیش کرتے ہیں اور اس کے ماننے والے موذی بھی لباسِ تاویل میں ملبوس اور دھوکہ وفریب میں مصروف نظر آتے ہیں وہ اس آیتِ کریمہ کے مضمون میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے تو چار لڑکے تھے اور تم کہتے ہو کہ حضور ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔

حالانکہ جواب قرآن کے الفاظ میں موجود ہے مِن رِجَالِکُم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بچوں کے باپ کی نفی نہیں فرمائی۔ مرد کی نسبت نفی ہے۔ ظاہر ہے حضور علیہ السلام چار بچوں کے والد ماجد تو تھے جو بچپن میں ہی موت نے آلیے اور وہ مرد نہ بن سکے۔ مرد تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بنے اور ظاہر ہے وہ بیٹے نہیں (چچازاد) بھائی تھے۔ زید اور اسامہ رضی اللہ عنہما یہ سب امتی اور غلام ہی تو تھے، صلبی اولاد نہ تھے۔ اور اگر کوئی اس پر اصرار کرے کہ علی، زید، اسامہ یا کوئی اور اولاد ہی تھے تو قرآن کریم نے اس کی نفی فرمادی۔

’’وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَ کُمْ اَبْنَائَکُمْ ذَالِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ (الاحزاب:۴)‘‘

تم جنھیں منھ سے بیٹا کہہ کے پکارو وہ تمہارے بیٹے نہیں بلکہ یہ تو صرف منہ کی بات ہے

ویسے عظمت ورحمتِ نبوت کی عمومیت کے اعتبار سے تو آپ ساری امت کے مرد وزن کے والدِ ماجد ہیں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا ہونے والی نسلِ آدم اولادِ رسولِ مقبول ﷺ ہے (عظمۃً) یہ بھی ایک مفہوم ہے حضور ﷺ کے اس ارشادِ عالی کا۔ ’’اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (مشکوٰۃ:ص۵۱۱)‘‘

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''اِنِّی اُبَاھِیکُمُ الْاُمَم (کنزالعمال ج۶ ص۲۳۲)''

''بے شک تحقیق میں تمہاری اکثریت پر دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔''

مرزائیوں کا نامعقول اور تلبیسی عمل یہ بھی ہے کہ جو مسلمان دینی تعلیم کی نعمت سے محروم ہیں۔ زبان وبیان، لغت اور گرائمر تک سے قطعاً ناآشنا ہیں گو جدید تعلیم یافتہ ہیں اِنھیں لفظ ''خَاتِمْ'' کے لغوی معنیٰ میں الجھا کر چت کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس صدی کے ہمارے اسلاف امام المحد ثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، امیر المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی، (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور دیگر بزرگان ملت ورہنمایانِ امت محمد یہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) نے اس موضوع پر اس قدر علمی خدمت کی ہے کہ عام اردو پڑھنے والا مسلمان بھی اگر تھوڑی سی توجہ کرے تو یہ مشکل نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

(۱)......لفظ ''خَاتِم'' اگر زبر اور زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہیں نگینہ اور مہر جس پر نام یا عبارت کندہ کرائی جائے۔

(۲)......''خاتِمَ'' زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ انگوٹھی بھی ہے۔

(۳)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو آخرالقوم' قوم کا آخری فرد بھی اس کا معنیٰ ہے۔

(۴)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی کو بھی کہتے ہیں۔

(۵)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی گدی کے نیچے کا گڑھا ہے۔

(لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس، منتہی الادب وغیرہ دیکھئے)

اب مرزائی بتائیں ان پانچوں معنوں میں سے کون سا معنی حضور ﷺ کے لیے استعمال کرنا وہ پسند کرتے ہیں، ان معنوں میں سے کوئی معنی باعتبارِ فصاحت وبلاغت، اور زبان وبیان کے قواعد وضوابط کی رو سے ادبِ جاہلی سے لے کر آج تک کوئی ایک شعر، ایک جملہ، ایک قاعدہ وضابطہ بیان کریں جس سے کسی عام انسان کو ان مذکورہ بالا معنوں سے منسوب کیا گیا ہو چہ جائیکہ ان معنوں سے انبیاء کے امام محمد رسول اللہ ﷺ کو پکارا، لکھا اور پڑھا جائے۔ میرا تو خیال ہے کہ عربی زبان کی بلاغتوں اور نزاکتوں کے شناسا کفار بھی یہ حماقت کبھی نہ کریں جو مرزا قادیانی نے کی۔

لیجئے اب لفظ ''خاتم'' کے وہ معنی بھی ملاحظہ فرمائیں جو حضور ﷺ کی عظمت ومَجدُ کے مناسب ہیں اور عقل وشعور کو جلا بخشتے ہیں۔

(۱)......لفظ ''خاتِم'' کو اگر زیر سے پڑھا جائے تو یہ اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا اور اگر

(۲)......لفظ ''خاتَم'' کو زبر سے پڑھا جائے تو اس کے معنیٰ ہیں مہر

زبان کو اہلِ زبان ہی جانتے ہیں اور اہلِ علم و عقل، ماہرینِ اَلسنہ کی بات کو ہی وزن دیتے ہیں۔ اہلِ عرب نے لغتِ عرب کی جس طرح چھان پھٹک کی ہے وہ پوری کائنات میں منفرد ہے اور ماہرینِ لسانِ عرب، عجمیوں نے بھی اس زبان کی جس قدر خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن انھوں نے بھی عربی زبان کے ملحوظات اہلِ عرب کے جمع کیے ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے عربی زبان کے لغوی معنیٰ یا مناسبتی معنیٰ خود مرتب کیے ہوں۔

آیتِ محوّلہ بالا میں خاتم النّبیین میں لفظ ''خاتِم'' کی تا کو اگر زیر سے پڑھیں تو معنی یوں ہوں گے:

''وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں''

اور اگر ''خاتَم'' کی تاء کو زبر سے پڑھیں خاتَم النّبیین تو معنی یوں ہوں گے:

''وہ نبیوں پر مہر ہیں۔''

ان دونوں معنوں میں نبوت ختم ہونے کی حقیقت اجاگر ہوتی ہے۔ اجراء نبوت کا فراڈ واضح نہیں ہوتا۔ مرزائیوں نے اس لفظ کے معنیٰ بدلنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور دنیا جہان کے قاعدوں، ضابطوں کو توڑ تاڑ کے لفظِ ''خاتَم'' (زبر کے ساتھ) کا معنی کیا ہے افضل یعنی خاتَم النّبیین کے معنی ہیں ''تمام نبیوں سے افضل ہیں۔'' (احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۵ء قادیان، ص ۴۹۷)

جس کے لیے انھوں نے صرف ونحو کے قواعد، یا لغتِ عرب، یا بلاغت و معانی کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں دیا بلکہ اپنی خود ساختہ فریب کاریوں کو لسانِ عرب پر تھوپ کر معنیٰ تیار کر لیے۔ زبان عربوں کی، قرآن عربی میں اور قاعدہ وقانون مرزا قادیانی کا؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حالانکہ لغتِ عرب کی سابقہ تشریحات کے علاوہ قرآنِ کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں فن تجوید کی قانونی پابندیاں پوری امت نے تسلیم کی ہیں۔ اور وہ قراء گرامی رحمھم اللہ پوری امت سابقہ و موجودہ کے ہاں غیر متنازعہ شخصیتیں ہیں انہوں نے اس کی تلاوت کی دو روائتیں بیان کی ہیں۔

لفظ ''خاتم'' کی تاء کو صرف دو قاریوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ دو بزرگ ہیں:

(۱) حضرت حسن (۲) حضرت عاصم (رحمۃ اللہ علیہما)

باقی تمام قراء کرام ورش، قالون، دوری، کسائی کے ہاں ’’خاتَم‘‘ تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اکثریت کے ہاں خاتَم مختار ہے اور یوں لغوی اور تجویدی تحقیق کے اعتبار سے آیتِ مذکورہ میں خاتم النّبیین کے وہی دو معنیٰ ہو سکتے ہیں جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کے مفسرین رحمہم اللہ نے بھی یہی معنیٰ کیے ہیں۔ مرزائی پوری امت کے اعاظم وعوام سب کے معتقدات، تحقیقات اور علمی وقانونی ضابطوں کے خلاف اپنی پوتھی اور بھاشن کو ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ یہ کہاں کی علمیت وشرافت ہے؟

سیدھی بات ہے جس طرح مرزا قادیانی نے امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوتِ صادقہ کی اپوزیشن عیسائیوں کے ساتھ الحاق کر کے نبوتِ کاذبہ کی داغ بیل ڈالی۔ اسی طرح اس کے پیروکاروں نے ایک بہت بڑے دجل اور جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے نئی لغت اور اس کے لیے نئے قواعد وضع کر لیے:

ایں کار از تو آید و خبثاء چنیں کنند

(’’نقیب ختم نبوت‘‘ ملتان۔ فروری، مارچ ۱۹۸۸ء)

(۲)

مولانا عبیداللہ سندھی اور مسئلہ نزول مسیح علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ نے اپنی زندگی اور اپنے خودساختہ مناصب کے لیے جہاں قرآن وحدیث میں تحریف، تغیّر وتبدل کیا وہاں ہم عصر علماء یا اسلاف کی عبارتوں کو بھی اپنے حق میں اسی ’’فنِ تحریف‘‘ سے خوب استعمال کیا۔ مرزا جی کی جسمانی اور روحانی نسل نے بھی حق رفاقت ادا کرتے ہوئے یہی وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے اور ہمارے اسلاف کی عبارتوں کو حذف ومسخ کر کے لوگوں کو قائل کرتے رہتے ہیں کہ جناب فلاں نے ایسے لکھا ہے تو اگر مرزا قادیانی نے اس طرح لکھ دیا تو کیا عذاب آ گیا اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی مذموم کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی امت کے دیگر علماء کی طرح ایک مصلح ہے اور ان کا یہ وطیرہ خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات، رفع اور نزول کے بارے میں بہت اذیت ناک ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزائی اس کارروائی کے لیے دین نہ جاننے والوں پر شب خون مارتے ہیں اور وہ نادان جھٹ سجدے میں گر جاتے ہیں پھر احرار کے پاس بھاگے بھاگے آتے ہیں کہ مارے گئے جی ایک مرزائی نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے، کوئی آدمی دیں، میں نے بہت سے آنے

والوں کو جواب دیا کہ جس آدمی کی آپ کو تلاش اور ضرورت ہے وہ آدمی آپ کے اندر ہے اسے جگالیں، بیدار و ہوشیار کریں، مرزائی بھاگ جائے گا۔ اس دور کے معاشی حیوانوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ وہ دنیا کے پیچھے یوں بھاگ رہے ہیں کہ کسی اور کی تو کیا انہیں اپنی بھی ہوش نہیں ہوتی۔ بس انہیں تو آٹھ دس گھنٹے کام کرنے کے بعد شام کو تجوری بھری ہوئی ملنی چاہیے۔ اس کے لیے وہ کبھی ہمارے پاس نہیں آتے اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں باقی کائنات سے بری طرح غافل ہیں۔ گزشتہ کئی برس سے مجھے مرزائیوں کے بعض گروؤں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ گفتگو بھی ہوئی ان میں سے بعض نے کہا کہ مولانا عبیداللہ سندھی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں مولانا تو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں اور جو شخص نزول کا قائل ہے وہ لازماً اس بات کا بھی قائل ہے کہ سیدنا مسیح مقدس علیہ السلام آسمانوں میں قیامت کے قریب نازل ہوں گے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ قرآن کی تفسیر لکھیں اور ان کی نگاہ سے قیامت وعلاماتِ قیامت کی آیات اوجھل رہ گئی ہوں۔ مولانا کی تفسیر میں ''**وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا واتبعون ۔ھٰذا صراط مستقیم (زخرف:۶۱)**''

اور وہ قیامت کی علامت ہے اس میں مت شک کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے۔

والا مقام پڑھے بغیر مولانا کے ذمہ انکار حیات عیسیٰ تہمت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر نزول کا عقیدہ انہیں آسمانوں میں زندہ ماننے بغیر درست ہی نہیں جو اوپر نہیں وہ نیچے کیسے آئے گا۔ میں چاہتا تھا کہ جن لوگوں کے پاس مولانا کی تفسیر قلمی موجود ہے ان سے مل کر اس مقام کو دیکھا جائے مگر اپنی مصروفیت اور غفلت نے اس چشمۂ صافی تک نہ پہنچنے دیا۔ اپریل ۱۹۸۸ کے اوائل میں مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی[1] جو مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں اور ہمارے دیرینہ کرم فرما۔ وہ تشریف لائے تو میں نے ان سے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی تو مولانا نے شفقت کی اور مولانا سندھی کی شرح سطعات کا جو قلمی نسخہ مولانا محمد صدیق کی لائبریری کی جان ہے۔ اس کا فوٹو سٹیٹ عنایت کیا اور ساتھ ہی مولانا کا رسالہ محمودیہ بھی عنایت کیا۔ ''نزول مسیح'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مولانا کی دونوں کتابوں کی عبارتیں نقل کرتا ہوں قارئین پڑھ کر فیصلہ فرمائیں کہ مولانا سندھیؒ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں یا منکر؟

مرزائی، مرزائی نواز دونوں پڑھیں شاید عقل بینا ہوجائے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی دعوت وارشاد اور دینی انقلاب کی تعیین کے لئے امام کی کتابوں

[1] مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی ۲۰۰۶ء میں انتقال فرما گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

اور عبارتوں کو منتخب کیا اور انہیں میں سے منتخب عبارتوں کو جمع کر کے رسالہ مرتب کیا۔ جس کا نام ’’محمودیہ‘‘ رکھا ان کے شاگرد شیخ بشیر احمد لدھیانوی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ ’’عبیدیہ‘‘ کے نام سے کیا محمودیہ صفحہ نمبر ۲۴، ۲۶ عبیدیہ صفحہ نمبر ۲۵، ۲۷ پر یوں رقم طراز ہیں کہ:

’’قال الامام ولی الله فی التفهيمات الالٰهية فألهمني ربی جل جلاله انک انعکس فيک نور الاسمين الجامعين نور الاسم المصطفوی والاسم العيسویّ عليهما الصلوٰت والتسليمات فعسیٰ ان تکون سادةً لا فق الکمال غاشياً لا قليم القرب فلن يوجد بعدک الّاولک دخل فی تربيتهٖ ظاهراً و باطناً حتی ينزِلَ عيسیٰ عليه السلام‘‘

ترجمہ: ’’امام ولی اللہ دہلوی تفہیمات الٰہیہ ج۲، ص۱۲ میں فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام سمجھایا ہے کہ تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے۔ اسم مصطفوی اور اسم عیسوی علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ تو عن قریب افق کا سردار بن جائے گا اور قربِ الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا۔ تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری اور باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔‘‘

شرحِ سطعات کی عبارت

انسان کو اپنا حال اور مستقبل خود سوچ کر پروگرام بنانا چاہئے ماضی پر فخر کرتے رہنا احمقوں کا کام ہے اور محض مستقبل میں کسی بڑے مصلح کا منتظر رہنا اس سے بھی زیادہ حماقت ہے۔ اوّل تو اس کا یقین نہیں کہ وہ مصلح ہمارے زمانہ میں آئے گا۔ فرض کیجئے وہ ہمارے زمانہ میں آتا ہے تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ صرف فعال طاقتوں کو اپنے ساتھ لے گا، لولے لنگڑے اور قائدین کو تو وہ اپنے پاس تک نہیں آنے دے گا۔ اس قسم کا فکر رکھنے کے ہم دشمن نہیں ہیں کہ ایک مصلح آئے گا۔ اس لیے کہ سنی وشیعہ اس میں مبتلیٰ ہیں اور حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے۔ اس موضوع پر ہم کسی سے جھگڑنا نہیں چاہتے لیکن یہ بات ہم دونوں طاقتوں کو دکھا سکتے ہیں کہ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو فعالیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیں کہ یہ لوگ اس آنے والے مصلح کے باڈی گارڈ اور وزیر اعظم ہو کر کام کریں۔ ایک مذہبی جماعت کے لیے اس کا ماننا ضروری ہے اس لیے ہم اس کی رد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ قوموں میں بلند تخیل پیدا کرنا ایک دن کا کام نہیں

ہے اگر کسی قوم میں بلند تخیل پیدا ہو گیا ہے تو اس میں جو غلطیاں ہوں نکال دینی چاہئیں۔
(شرح سطعات قلمی ص ۲۳،۲۴)

مولانا مرحوم و مغفور نے بڑی وضاحت سے یہ بات فرمائی ہے کہ نہ تو وہ کسی کی حیات کے منکر ہیں نہ کسی کے نزول کے بلکہ بات تو صرف یہ ہے کہ جب تک کوئی آنے والا نہ آئے تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہو اور دعوت و انقلاب کا عمل نبوت چھوڑنے کا گناہ عظیم کرتے رہو۔ زندہ رہنے والی قومیں ایسے مکروہ رویے کو دینی عمل کہیں تو بہت ہی ذلت کی بات ہے۔ مولانا کے ہاں امت محمدیہ کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ عملِ انقلاب کا ترک اور آنے والے کا انتظار ہے، جبکہ حدیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے واضح احکام ہیں کہ کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے لئے ہے جو جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ کنج عافیت میں بیٹھ کر خیرہ چشمی سے تماشا کرنے والوں کے لیے نہیں۔

”والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المح
(العنکبوت:۶۹)“

ترجمہ: زندگی کی کشادہ راہیں انہیں لوگوں کے لئے ہیں جو جہادِ زندگی کے عاملین ہیں۔

مولانا نے اگر خدانخواستہ کہیں ان غافلین کو جھنجوڑنے کے لئے کوئی جملہ کہہ دیا تو اس سے مقصد انکار نہیں بلکہ ایقاظ ہے وہ لوگ جو غفلت شعار ہیں اور کسی آنے والے کے لیے محو انتظار ہیں۔ ان کا علاج وہی الفاظ ہیں جو مولانا نے کہیں کہ دیئے ہوں گے۔ واللہ اعلم!

(”نقیب ختم نبوت“ ملتان۔ جولائی ۱۹۸۸ء)

(۳)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

(مرزا کی تحریروں کے آئینے میں)

مرزا قادیانی کی تحریکِ اجراءِ نبوت اور ارتداد پر اب تک اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اسے پڑھنے کے لیے بھی ایک مدت چاہیے۔ مگر نئے دور کے مرزائی سابقہ مرزائیوں سے کچھ مختلف ہیں۔ انھیں اگر کہا جائے کہ تم مرزائی کیوں ہو؟ تو کہتے ہیں ہم تمہاری طرح مسلمان ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو ریفارمر، مصلح اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے کہ مرزا

قادیانی نے تو نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ امتِ مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور آخر الانبیا ﷺ کے بعد ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے گا' وہ نہ صرف یہ کہ کافر ہے بلکہ مرتد ہے۔ اُس کو نبی ماننے والا بھی کافر مرتد، دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر دنیا میں کہیں بھی خالص دینی حکومت قائم ہو جائے تو اس میں مرتد کی سزا قتل ہو گی، تو مرزائی حضرات یہ سن کر ہنس دیتے ہیں اور مسلمان بھائیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم مسلمان جھوٹ بولتے ہو۔ یہ احرار کے کارکن اور مبلغین احرار بھی جھوٹ بولتے ہیں اور مرزا قادیانی پر دعویٰ نبوت کا الزام و بہتان لگاتے ہیں حالانکہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ بعض مرزائی اس بات پر ''سچے'' ہوتے ہیں کیونکہ انھوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ ان کو تو صرف مرزائیوں کی ''سوشل سروس'' نے متاثر کیا ہوتا ہے کہ وہ مالی مدد کرتے ہیں اور کنواروں اور بے روزگاروں کی نوکری اور شادی تک کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ انھیں سچا مسلمان جانتے اور مانتے ہیں۔ ہر چند کہ بعض نئے نئے پھنسنے والوں کے ساتھ مرزائیوں کا سلوک نہایت اچھا ہوتا ہے مگر وہ انھیں کس سمت لے جانا چاہتے ہیں؟ یہ عام مسلمانوں اور نئے مرزائیوں کو معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے عام مسلمانوں اور مرزائیت کے دامِ ارتداد میں گرفتار ہونے والوں کی اصلاح کے لیے چند سطور لکھی ہیں۔ ہدایت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ دعاء گو ہوں کہ ہادیٔ مطلق ایسے تمام لوگوں کو خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت، رسالت اور ختمِ نبوت پر مضبوط ایمان ویقین عطاء فرمائے اور آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچائے۔ آمین!

مرزائیوں سے جب بھی گفتگو کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ''قرآن وحدیث سے بات کریں۔''

سوال یہ ہے کہ:

قرآن وحدیث تو رسول اکرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔ مرزائیوں کا اس سے کیا تعلق؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تو مسلمانوں سے گفتگو ہو گی لیکن جب مرزائیوں سے گفتگو ہو گی تو مرزا قادیانی کے کلام وتحریر یا شیطان کی طرف سے جو مرزا پر نازل ہوا کے حوالے سے بات ہو گی۔

لیجیے! مرزا قادیانی پر شیطانی الہام کی تاریکی وظلمت کا نظارہ کیجیے!

مرزا قادیانی کی مرحلہ وار نبوت

''ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدَّث (۱) ہو کر آیا ہے اور محدَّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ (۲) گو اس کے لیے نبوتِ تامہ (پوری) نہیں مگر تاہم جزئی طور

پر وہ ایک نبی ہی ہے (۳) کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے۔ (۴) اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ (۵) اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے (۶) اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے (۷) اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجبِ سزا ٹھہرتا ہے۔ (۸) اور نبوت کے معنیٰ بجز اس کے کچھ نہیں کہ امورِ متذکرۂ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

مرزائی حضرات اس عبارت کو ظاہر و باطن کی آنکھیں کھول کر پڑھیں اور خوب غور کرنے کے بعد یہ تجزیہ بھی ملاحظہ کریں:

(۱) پہلے تو مرزا قادیانی نے محدَّث ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲) پھر محدَّث کو نبی کہا (یعنی مرزا نبی ہے)

(۳) پھر علمِ غیب پر اطلاع کا دعویٰ کیا (مرزا عالم الغیب ہے)

(۴) محدَّث کی معلومات کو وحی الٰہی کہا (مرزا کی معلومات اللہ کی وحی ہیں)

(۵) پھر محدَّث کی معلومات کو رسولوں اور نبیوں کی وحی جیسی وحی کہا (مرزا قادیانی پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی آتی ہے)

(۶) پھر محدَّث کو رسولوں اور نبیوں کی طرح مامور من اللہ کہا (مرزا قادیانی مأمور من اللہ ہے بالکل رسولوں کی طرح)

(۷) پھر بعینہٖ انبیاء کی طرح اظہار و اعلان کو واجب قرار دیا (یعنی مرزا قادیانی پر اعلانِ رسالت فرض ہے)

(۸) اور مرزا قادیانی کو محدَّث نبی و رسول نہ ماننے والوں کو سزا کا مستحق قرار دیا۔

اب دوبارہ اس عبارت کو پڑھیں، خوب غور و فکر کریں۔ میں یہ فیصلہ آپ کی دیانت پر چھوڑتا ہوں اور پوچھتا ہوں کیا اس گفتگو میں اور نبوت کے دعویٰ میں کچھ فرق رہ گیا؟ مرزائی حضرات پر حجت پوری کرنے کے لیے ایک اور حوالہ مرزا کی بولیوں میں سے درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

''لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور

نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں! میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدَّث میں تمام اجزاءِ نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ' بالفعل نہیں۔ تو محدَّث بالقوۃ نبی ہے۔'' (حمامتہ البشریٰ ص۹۹)

ملاحظہ کیا جناب آپ نے، مرزا جی کیا کہہ رہے ہیں؟ مرزا جی کہتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ لیجیے ملاحظہ ہو کہ کون جھوٹا ہے:

(۱) ''محدَّث میں نبوت کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں۔''

(محدث میں نبی کی تمام خصوصیات موجود ہوتی ہیں لہٰذا غلام احمد میں نبوت کے سارے اجزاء موجود ہیں)

(۲) ''محدَّث میں تمام اجزاء بالقوۃ ہوتے ہیں بالفعل نہیں''

(۳) ''محدَّث بالقوہ نبی ہوتا ہے''

(چونکہ مرزا قادیانی محدَّث ہے اور محدَّث میں نبوت کے تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی میں تمام اجزاء نبوت موجود ہیں اور محدَّث میں یہ تمام اجزاء بالقوۃ ہوتے ہیں، بالفعل نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالقوۃ اجزاءِ نبوت کا مالک ہے اور چونکہ محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالقوۃ نبی ہے مگر انبیاء اور رسولوں والا عمل نہیں کرسکتا)

یہ بات بہت قابلِ غور وفکر ہے کہ نبوت کا یہ ارتقائی عمل مرزا قادیانی کی بالکل ذاتی کاوش ہے مگر نہایت مکارانہ کاوش۔ پہلے محدَّث، جو نبوت کے بعض جزا پنے اندر رکھتا ہے پھر ایسا محدَّث جس میں نبوت کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں مگر بالقوۃ، بالفعل نہیں ہوتے۔ پھر وہ محدّث ایسا جو نبی تو ہے مگر بالقوۃ نبی ہے صرف اتنی کسر باقی رہ گئی کہ وہ انبیاء کی طرح احکام نہیں نافذ کرتا، یعنی بالفعل نہیں۔ لیجئے وہ حد بھی مرزا قادیانی نے توڑ ڈالی۔ مرزائی حضرات پر تعجب اور افسوس ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو مانتے تو ہیں مگر اپنے پیارے مرزا کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ذرا ان کی اس دماغی حالت کا اندازہ تو لگائیں جس کی تفصیل ان کی تحریروں میں جا بجا بکھری دکھائی دیتی ہے۔ صرف یہی دو عبارتیں نہیں جو مرزا کی خرابیٔ فکر پر گواہ ہیں، ایسی سیکڑوں عبارتیں ہیں جن میں مرزا قادیانی کا یہ متفقہ نقشہ ابھرا ہوا صاف نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کی اچھوتی بانگی۔

پہلے کہا میں محدَّث ہوں، پھر کہا میں جزئی نبی ہوں، پھر کہا مکمل نبی ہوں اور کہا کہ مکمل نبی مگر بالقوہ' بالفعل نہیں......لیکن دیکھئے کتنی ڈھٹائی سے مرزا، مدعی ہے:

''جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اسی قدر ہے کہ میں خدا

تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہی امور کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(خط بنام اخبار عام مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۷)

مرزا قادیانی تو مرتے دم تک نبوت کے دعویٰ پر اڑا رہا مگر مرزائی چلّاتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیا مرزائی سچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ یہ تو ان کے مکروفریب کا سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی بھی ملاحظہ ہو۔ مرزا قادیانی نہ صرف یہ کہ نبی ہونے کا مدعی ہے بلکہ اب وہ رسول ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ یعنی صاحب شریعت بھی ہے۔ تمام امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول کہتے ہی اس کو ہیں جو نئی شریعت لائے۔ اب مرزا قادیانی کی بولی ٹھولی ملاحظہ ہو:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

کیا اب بھی مرزائی یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم مجلس احرار اسلام کے کارکن مرزا قادیانی پر تہمت لگاتے ہیں؟ کیا کوئی کسر باقی رہ گئی ہے اس بات کے ثابت کرنے میں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ صرف نبوت نہیں بلکہ رسالت کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ مرزائیوں کے جال میں پھنسنے والے مسلمانوں اور مرزائیوں کو ہدایت دے اور ان کے لیے ہدایت آسان بنائے۔ (آمین) لیجیے! اب ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو جس میں مرزا قادیانی کو محدَّث، نبی اور رسول نہ ماننے والوں کو ''شیطان'' کہا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین اور امت مسلمہ کو گالی

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ''ہزار نبی'' پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو

لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔“

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

مرزا قادیانی نے ظلم کی حد کردی، شرافت کی تمام حدیں توڑ دیں۔ افسوس، صد ہزار افسوس!

مرزا قادیانی کی سابقہ عبارتوں کو آپنے ملاحظہ کیا ان پر غور و فکر کرنے سے جو نتائج کھل کر سامنے آتے ہیں اور جو تضادات ابھرتے ہیں آپ انصاف کی نظر سے انہیں ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ مرزا قادیانی کس قدر متضاد گفتگو کرتا ہے۔ پہلی بات کہنے کے بعد وہ بھول جاتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور دوسری بات زیادہ کافرانہ اداؤں سے کہہ جاتا ہے

(۱) مرزا قادیانی محدَّث ہے۔

(۲) محدَّث جزئی نبی ہوتا ہے۔

(۳) مرزا قادیانی جزئی نبی ہے۔

(۴) محدَّث میں تمام اجزاء نبوت پائے جاتے ہیں۔

(۵) مرزا قادیانی میں تمام اجزاءِ نبوت پائے جاتے ہیں۔

(۶) میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۷) میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔

(۸) جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

(۹) انسانوں میں سے شیطان مجھے نبی نہیں مانتے۔

(۱۰) محدَّث پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔

(۱۱) مرزا قادیانی پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔

(۱۲) محدَّث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔

(۱۳) مرزا قادیانی بالقوۃ نبی ہے۔

(۱۴) محدَّث مأمور من اللہ ہوتا ہے۔

(۱۵) مرزا قادیانی مأمور من اللہ ہے۔

(۱۶) محدَّث بالفعل نبی نہیں ہوتا۔

(۱۷) مرزا قادیانی بالفعل نبی نہیں ہے۔

(۱۸) محدَّث پر اعلان واظہار، نبی و رسول کی طرح فرض ہوتا ہے۔

(۱۹) مرزا قادیانی پر اپنے وجود کا اظہار نبیوں کی طرح فرض ہے۔

(۲۰) جو محدَّث کو نہ مانے وہ سزا کا مستوجب ہے۔
(۲۱) جو مرزا قادیانی کو نہ مانے وہ سزا کا مستحق ہے۔
(۲۲) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔

کس قدر خوفناک لب ولہجہ ہے اس شخص کا، ایک سانس میں کتنی باتیں کہہ ڈالتا ہے۔ سننے اور پڑھنے والا اگر اللہ کی طرف سے ہدایت پر قائم نہ ہو اور صراطِ مستقیم پر گامزن نہ ہو تو یہ شخص فوری زہر قاتل پلا دیتا ہے اور ایک ہی منہ سے متضاد باتیں کہنے میں بری طرح پھنس جاتا ہے ''میں نبی نہیں، جو مجھے نبی نہیں مانتا، وہ شیطان ہے، جو مجھے نبی کہتا ہے وہ جھوٹا ہے'' آخر یہ کیا گفتگو ہے......؟ کیا یہ معقول اور صحیح الفکر آدمی کی گفتگو ہے......؟ اور کیا یہ نبوت کا دعویدار نہیں......؟

مرزائیوں سے چند سوالات

(۱) حدیث میں ہے امام مہدی زمین کو عدل ومساوات سے ویسے ہی بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وعدوان سے بھری ہوگی۔

اگر مرزا دجال مہدی ہے تو کیا اس کی آمد کے بعد ظلم وجور کم ہوا ہے یا بڑھ گیا ہے؟

(۲) مرزا دجال کہتا ہے وہ مسیح ہے اور مسیح مہدی کے بعد آئیں گے کیا مہدی آچکے ہیں کہ اب مسیح آگیا ہے؟

(۳) عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کلمہ بھی فرمایا ہے جو بدبخت رفع عیسیٰ کے قائل نہیں وہ قرآن پڑھیں ''اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ'' اس آیت کے مصداق حضرت یسوع مسیح بھی ہیں ان کا صعود الی السماء بدن مع الروح کیونکر مستبعد ہے، عقل سے بعید کیسے؟ جب کہ اللہ نے انہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ فرمایا ہے تو روح اللہ اور کلمۃ اللہ دونوں کا رفع ہوگیا۔ روح بھی اور بدن بھی، جو کلمۃ اللہ بھی ہے اور روح اللہ بھی۔

ہم نے اپنی طرف سے اپنی عقل کے مطابق آپ کو سمجھانے کی شرعی حجت پوری کر دی ہے۔ دین پہنچانا اور سمجھانا ہمارے ذمہ ہے، منوانا نہیں۔ مانیں نہ مانیں، سمجھیں نہ سمجھیں، یہ آپ کی مرضی ہے......!

اللہ آپ کو ہدایت عطاء فرمائے۔ (آمین)

مسلمان بھائیوں سے گزارش

مسلمانو! مرزائیوں کے فریب سے بچو۔ دھوکہ اور تاویل ان کے دجل کی بنیاد ہے ان کے دھوکے میں مت آنا۔ ان کی تاویلوں کے جال میں مت پھنسنا۔ ان کا سارا دجل مرزا غلام احمد کو نبی

منوانے کے لیے ہے۔ غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروانے والا ایک شریف آدمی بھی نہیں ہوسکتا۔

سیدنا محمد رسول ﷺ کی خدمت میں نجران کا وفد آیا اور انہوں نے جناب سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے گفتگو کی اور ضد کی تو حضور خاتم النّبیین ﷺ نے عیسائیوں کو سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا:

”اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ“ (الحدیث)

تم نہیں جانتے اللہ زندہ ہے اس کو موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔ (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۱۲۳، تفسیر درمنثور ج۲ ص۳)

اور یہودیوں کو فرمایا!

عن الحسن مرسلا قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. (الحدیث)

تحقیق عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹیں گے۔

(ابن جریر ج۳ ص۲۸۹، درمنثور ج۲ ص۳۶)

”قد خلت من قبلہ الرسل“ کی جو تشریح مرزا قادیانی نے کی ہے وہ اس کی ذاتی ہے جس کا ماننا اُن لوگوں کے لیے ضروری ہے جو مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں۔ مسلمانوں کے لیے مرزا قادیانی کی تاویل کے مقابلے میں حضور اکرم خاتم النّبیین محمد کریم ﷺ کا ارشادِ عالی اہم اور حجت ہے۔

مسلمانو! ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے زمانۂ اقدس تک تو حیات تھے بعد میں کب موت آئی؟

یہ مرزائی دجّال بتائیں۔

بچو! بچو! بچو!

دھوکے بازوں کے دھوکہ سے بچو (”نقیبِ ختم نبوت“ ملتان، مارچ ۱۹۸۹ء)

نوٹ: محسنِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ نے ۱۹۸۷ء میں ”احرار ختم نبوت مشن یوکے“ کی دعوت پر برطانیہ کا دورہ کیا۔ اسی سفر میں آپ نے یہ مضمون قلم بند کیا۔

(۴)

مرزائیت کا ماضی و حال

اسلام ہی مکمل دین ہے اور یہی دینِ حق ہے اور نبوتِ محمدیہ نعمتِ تامہ و کاملہ ہے اور یہی روحِ عصر ہے۔ یہ بات تمام شکوک و شبہات سے مبرّا و منزّہ ہے، اس میں شک و شبہ پیدا کرنے والا اپنی نسبتِ اسلام پر خطِ تنسیخ کھینچتا ہے اور اپنے لیے محبت و رواداری کے تمام دروازے بند کرتا ہے۔

تاریخ اس حقیقت کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں نے اپنی سفلی عقل کی بنیاد پر حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے اس دینِ حق کی رداء ابیض پر اعتراضات کے نجس اور سیاہ چھینٹے ڈالنے کی بار بار سعی ناتمام کی ہے اور ہر موقع پر اتباعِ رسول (ﷺ) کے ابدی نشہ میں سرشار و سرمست داناؤں، خردمندوں اور بصیرتِ بالغہ کے پیکروں نے تشکیک وارتیاب کے مارے لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا اور بہتوں کو ظلمتوں کے بھنور سے نکال کر نور کے جادۂ مستقیم کا راہی بنادیا اور بہت کم ایسے سیاہ باطن تھے جو اپنے گناہوں کے کالے دریا کی طغیانیوں میں گھر کر رہ گئے اور ہزار اعانت کے باوصف جرائم کے تیندوے کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ ایسے ہی سیہ زوروں نے اہلِ اسلام اور ان کی نورانی کاوشوں کو تعصب، جبر، ظلم، جور اور کم سے کم نامناسب رویہ کا نام دیا اور ''گوئبلز'' کی سفلی غلامی میں پروپیگنڈہ کے منفی سہارے سے رہروانِ جادۂ حق کو بدنام کرنے کی مکروہ ریت ڈالی۔ ہمارے عہدِ زبوں میں اہرمن کا یہ اوچھا ہتھکنڈا پہلے تو فرنگی سامراج نے ان اہلِ حق کے خلاف بھرپور استعمال کیا جنھوں نے اس بدیسی کافر کے خلاف جہاد کیا اور اس کے خبیث اقتدار کی طویل رات کو صبح آزادی کی روپہلی کرنوں کو طلوع کر کے ختم کیا۔ فرنگی سامراج نے اپنے بدیسی اور دیسی ایجنٹوں کے ذریعے اہلِ حق پر الزام و دشنام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع کیا کہ ہندوستان میں امتِ مسلمہ مستقل طور پر دو حلقوں میں تقسیم ہوگئی:

(۱) انگریز کے دوست۔

(۲) انگریز کے دشمن۔

فرنگی نے اپنے دوستوں کو خوب نوازا، جاگیریں، عہدے، مناصب، خطاب والقاب اور سماجی و سیاسی تحفظات فراہم کیے اور ان کی ہر مشکل اور آڑے وقت میں یوں مدد کی جیسے وہ ملکۂ وکٹوریہ کے گماشتوں کی مدد کرتے تھے۔ ایک طرف محبتوں، نوازشوں اور عنایتوں کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حق والوں کے خلاف تمام استبدادی حربے استعمال کیے گئے، مارکٹائی، لوہے کی گرم

سلاخوں سے داغنا، راتوں کو جبراً جگانا، کمرے میں پیشاب چھڑک کے اس پر ننگے بدن سلانا، منہ پر گو کے توبرے باندھنا، بھوکا رکھنا، بھوکے کو مارنا' پھر پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، مہربانی کا برتاؤ کرنا اور پھر رات رات بھر جگانا، نیند آنے پر کوڑے برسانا، پیٹ میں ٹھڈے مارنا، نماز کے اوقات میں وضو کے لیے پیشاب والی نالی سے وضو کے لیے مجبور کرنا، سؤر کی چربی والا کھانا کھانے کے لیے مجبور کرنا، نہ کھانے پر مارنا، ڈاڑھی نوچنا، منہ پر تھوکنا، جسم کے نازک حصوں کو زخمی کر کے ان پر مرچیں چھڑکنا، ان کے رونے چیخنے پر قہقہے لگانا اور شراب پینا، ان کی عزت وناموس کو لوٹنا، مجاہدین کے سامنے ان کی گھر والیوں کو برہنہ کرنا، معصوم بچوں کو قتل کرنا، ہفتوں مارنا، اذیتیں دینا، لوہے کی سلاخوں کے تنگ صندوقوں میں تین تین ماہ بند رکھنا، سخت سردی میں برہنہ رکھنا، جائیدادوں کی ضبطی قرقی، بھرے بازار میں داڑھیوں سے پکڑ کر مارنا گھسیٹنا، گھوڑوں سے باندھ کر گھوڑوں کو بھگانا اور ان کی موت کا تماشا کرنا، توپ کے سامنے ایک لائن میں کھڑے کر کے سیکڑوں مجاہدین کو توپ دم کرنا، شہر میں درختوں پر پھانسی دینا اور مہینوں شہداء کی لاشوں کو لٹکائے رکھنا۔

جہادِ اسلام میں شریک ہونے کے جرم پر تعزیریں تھیں اور یہ ان لوگوں کا ''کردار'' ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہتے تھے۔ مسلمانوں کو غیر مہذب اور اپنے آپ کو مہذب قوم کہتے تھے۔ یہ تھی وہ تہذیبِ فرنگ جس کا ناقوس بجانے میں نام نہاد مسلمان فرنگی سے بھی سبقت لے گئے اور اہلِ حق کو ہمیشہ غیر مہذب ہونے کا طعنہ دیا۔

ہندوستان میں فرنگی جس طرح دبے پاؤں داخل ہوا وہ مکاری وچالبازی کی منفرد مثال ہے۔ ۱۶۰۱ء، ۱۶۰۸ اور ۱۶۱۵ء میں بڑی آہستگی سے تجارت کے بہروپ میں درآنے والا فرنگی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کے جسدِ ملی اور جسدِ وطن کو یوں لوٹتا رہا جیسے ہفتوں کے بھوکے درندے ہرن کے معصوم بچے پر جھپٹتے، چیرتے، پھاڑتے اور بھنبھوڑتے ہیں۔

ماڈرن سولائزیشن کے ان بھیڑیوں نے جو وحشیانہ سلوک دینِ حق اور اہلِ حق سے کیا۔ اس کے باوجود ہندوستانی اقتدار پرستوں نے اس سولائزیشن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ فرنگی کو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لیے ٹول کا کام دیا۔ فرنگی کے اِنھی دوستوں اور ٹوڈیوں میں مرزا قادیانی کا خاندان بھی ایک منفرد ومحبوب خاندان تھا۔ اس خاندان نے انگریز حکمرانوں کا استقبال امداد وتعاون کس قدر کیا۔ کیا کیا خدمت کی، کس کس ڈھب سے کی۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی تحریریں، اعترافِ خدمتِ فرنگ کا تمغۂ خدمتِ فرنگ اپنے سینۂ کمینہ پر لٹکائے حاضرِ خدمت ہیں۔

مرزا قادیانی اوراس کے خاندان کے اعترافات

(۱) ’’میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ’’مفسدہ‘‘ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگ جو جوان بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد دی تھی۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۸، خزائن ج۱۲ ص۲۷۰)

(۲) ’’سب سے پہلے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکارِ دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰؍اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ قادیان کیسے سرکارِ انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں اضافت اور خیر خواہی اور مدد دہیٔ سرکارِ دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح ہمیشہ وہ ہوا خواہِ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۴۹)

(۳) ’’یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکارِ انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدماتِ گزشتہ کے لحاظ سے سرکارِ دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

چوتھا حوالہ دیکھئے اور خدمتِ فرنگ کا سیاہ سورج طلوع ہوتا بھی دیکھئے کہ مرزا قادیانی

نے اس موضوع پر کتنی سچی بات کہی ہے:

(۴) ’’میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنادیا ہے:

اوّل: والدمرحوم کے اثر نے

دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

سوم: خداتعالیٰ کے الہام نے

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرِ سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔‘‘

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر۳ص ج، خزائن ج۱۵ص ۴۹۱)

یہ تو تھے مرزا قادیانی اوراس کے خاندانی اعترافات۔ لیجیے اب مرزا قادیانی کی ایک خفیہ سرکاری مہم کا کچا چٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی، برطانوی سامراج کا سیاسی جاسوس

(۵) ’’چونکہ قرینِ مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے اندر رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہوکر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ادارے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گرنمنٹ کی پولٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو اِن شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیوں کہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اوراسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولٹیکل راز کی

طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۲۲۷)

ہندوستان پر فرنگی سامراج کے غاصبانہ تسلط کے بعد مرزا قادیانی برٹش انڈیا میں برطانوی سامراج کا سیاسی گماشتہ تھا۔ وہ جہاں دین میں نقب زنی میں ماہر تھا وہاں سیاسی طور پر بھی اپنا ایک رول ادا کرتا تھا جو مندرجہ بالا عبارت سے آشکارا ہے کہ مرزا قادیانی ان مسلمان مجاہدین کی جاسوسی بھی کیا کرتا تھا جو برطانوی سامراج کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ مرزا قادیانی نے اس عبارت میں ان مجاہدینِ اسلام کو نافہم، باغی، ناحق شناس، باغیانہ سرشت والے، شریر لوگ، مفسدہ پرداز، نادان اور جاہل تک کہا۔ مسلمان جہاد میں مصروف تھے اور مرزا قادیانی انھیں گالیاں دینے میں مصروف اور جاسوسی کا ''فرض'' ادا کرتا رہا۔ مرزائی اور لبرل لوگ آنکھیں کھول کر مرزا کی عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ ان مجاہدین کی فہرستیں تیار کر کے مرزا قادیانی حکومت برطانیہ کو مہیا کرتا رہا اور وہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اپنی جوانیوں کی بہار کو خزاں آشنا کرتے رہے اور مرزا قادیانی یوں ''اجرِ رسالت'' حاصل کرتا رہا اور اقتدارِ فرنگ کی داد دیتا رہا۔ مرزا قادیانی اس قدر عیار و دجّال ہے جس کا وزن کرنا بہت مشکل امر ہے۔ وہ ایک ماہر رہزن ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اپنی تمام برائیوں، بدکاریوں اور حرام خوریوں کو بڑی چابک دستی سے ''حسنِ عمل'' کا لبادہ پہناتا ہے اور اپنے دامِ مکر و فریب کے گرفتار شدگان کو حواس باختہ کر کے قائل کرتا ہے کہ مرزا کے تمام اعمالِ بد اعمالِ حسنہ ہیں۔ پہلے مرزا خود اپنی قباحتوں کا معترف ہوتا ہے پھر برٹش ایمپائر کے سرکاری حوالوں سے اپنے برٹش ایجنٹ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

یہ سب کچھ جو قارئین نے ملاحظہ کیا اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں اس قسم کی گفتگو جا بجا بکھری ہوئی ملے گی کہ:......

(۱) مرزا قادیانی کا خاندان انگریزوں کا وفادار و غلام تھا۔

(۲) خود مرزا قادیانی نے اپنے بزرگوں کی موت کے بعد برٹش ایمپائر سے تعلقات کی تجدید کی اور گوشۂ گمنامی سے نکلنے کے لیے درمیانی راستہ تلاش کیا۔

(۳) مرزا قادیانی نے قعرِ گمنامی سے بامِ شہرت تک کون کون سی منزلیں طے کیں اور کیا کیا

روپ دھارے وضاحت وصراحت سے اس کے اپنے اعترافات ہیں کہ اس نے دربارِ فرنگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے:

الف: مجاہدین کی جاسوسی کی

ب: جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے

ج: فرنگی کی اطاعت کے لیے قرآن وسنت کے مضامین غطر بود کیے

د: فرنگی کو اولوالامر، اللہ کی رحمت اور محسن گورنمنٹ ثابت کرنے کے لیے ۲۴ کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کیے۔

(۴) مرزا قادیانی نے اس کارِ بد کے لیے سترہ سال صرف کیے اور ان کتابوں کو عین اِنھیں دنوں میں ہندوستان میں بکثرت شائع کیا جب مسلمان مختلف علاقوں میں اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

(۵) ہندوستان کے مسلمانوں کے جہاد کے اثرات مشرقِ وسطیٰ پر بھی مرتب ہوئے اور عرب مسلمان فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی اخلاقی حمایت کرتے تھے۔ اس اخلاقی اعانت کو زائل کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے عرب ممالک میں اپنی کتابیں بھجوائیں تاکہ وہاں بھی فرنگی کی اطاعت ومحبت پیدا ہو اور ہندی مسلمانوں کی اعانت روک دی جائے۔

(۶) اس عملِ بد کی نشر واشاعت میں ہندوستان کے وہ رؤسا اور جاگیردار جو ۱۸۵۷ء میں غداریوں کے عوض میں جاگیردار بنائے گئے تھے۔ مرزا قادیانی کی اس موومنٹ میں شانہ بشانہ نظر آتے ہیں۔ چند نام ملاحظہ کریں، ایسے لوگوں کی فہرست مرزا قادیانی نے خود شائع کی ہے جن کی تعداد تین سو سولہ ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲ تا ۳۰)

چند نام جو لطافتوں سے مبرا ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

(۲) مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الٰہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب دار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔

(۳) مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلع دار رئیس کلانور

(۴) سید محمد احسن صاحب وائسریکل باڈی گارڈ رئیس امروہہ
(۵) راجہ پائندہ خاں رئیس داراپور ضلع جہلم
(۶) میاں سراج دین رئیس کوٹ سراج دین ضلع گوجرانوالہ
(۷) سردار محمد باقر خاں قزلباش کان گڑھ
(۸) راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ
(۹) میاں معراج دین از خاندان میاں محمد سلطان رئیسِ اعظم لاہور (غالباً یہ معراج دین صاحب سر فضل حسین کے بزرگ ہیں جنھوں نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل میں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ نامزد کرایا)
(۱۰) مفتی محمد صادق رئیس بھیرہ
(۱۱) راجہ عطاء اللہ رئیس باڑی پور کشمیر
(۱۲) سید حسام الدین رئیس سیالکوٹ
(۱۳) منشی حبیب الرحمٰن رئیس کپورتھلہ

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں یا ضلع دار، تحصیل دار، مجسٹریٹ یا فرنگیوں کے پرائیویٹ نوکر اور اعلیٰ فرنگی حکام کے دوست، خدمت گزار، ٹاؤٹ اور ٹوڈی...... جو:

الف: مرزا قادیانی کی مالی اعانت کرتے
ب: مرزا قادیانی کو سرکاری خفیہ مراسم میں آگے بڑھنے میں مدد دیتے
ج: مرزا قادیانی کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچاتے
د: مرزا قادیانیکے مخالفین کو حکام کے ذریعے مرعوب و ہراساں کرتے اور انھیں دھمکیاں دے کر مرزا کی مخالفت سے روکتے، ان پر سی آئی ڈی کے گماشتے چھوڑے جاتے جو ان کی نقل وحرکت کی سخت نگرانی کرتے اور ان کے دینی وانقلابی عملِ خیر کو فرنگی دشمنی کا نام دے کر قید وبند کی وادی میں دھکیل دیتے۔

(۷) مرزا قادیانی، اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے مُربی حکیم نور الدین نے اس فارمولے پر عمل کیا کہ سرکار فرنگی کی دہلیز پر جبہ سائی نہ چھوڑی جائے۔ حکومتِ برطانیہ کی خوب مدح سرائی کی جائے اور اپنے مخالفوں کے خلاف برطانوی حکومت

کے کان بھرے جائیں، جائز و ناجائز رپورٹیں بہم پہنچا کر انھیں زیر کیا جائے اور حکومت سے مفادات حاصل کیے جائیں۔

اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس شخص نے بھی مال و دولت کی دنیاءِ دُوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا ہے۔ اس کا روٹ ہی مجرمانہ ہے۔ حکمرانوں کے بوٹ پالش کرو اور قربِ سلطان حاصل کرو اور اس قرب کی گھاٹی میں جب بھی خلوت میسر آئے اپنوں کے لیے مناصب مانگے جائیں اور مخالفوں کے لیے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کا بندوبست کیا جائے۔ پنجاب کے تمام رؤساء اور جاگیرداروں کا سیاسی قد کاٹھ اسی رویےّ کا مرہونِ منت ہے اور ان کا ماضی، حال اور مستقبل اسی روش، وطیرہ اور حکمتِ عملی پر منحصر ہے۔ یہ لوگ جبینِ نیاز جھکائے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتے اور ان کی اسی قدرِ مشترک کی وجہ سے ان میں باہمی بہت سی اقدار کا اشتراک ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ازدواجی مراسم بھی اسی ''رشتہ'' کی بنیاد پر قائم ہو جاتے ہیں جس میں قومیت اور کفو کا قرآنی حکم بھی مضمحل ہو کر بکھر بکھر جاتا ہے۔

اسی رویہ، روش، وطیرہ اور قدرِ مشترک کے سہارے مرزا قادیانی کے نظریات و افکار ہندوستان کے بعض وڈیروں میں پھیلے۔ انھوں نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اس کے عوامی ابلاغ کی راہ ہموار کی۔ آج بھی جو لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہ یا تو سیاسی طور پر خچر صفت ہیں یا نو دولتیے اور یا پھر ۱۸۵۷ء کے جاگیرداروں، نوابوں اور رئیسوں کی باقیاتِ سیئات ہیں جو یونیورسٹیوں کے ارتیابی و تشکیکی راستوں سے ہوتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی بلندیوں پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور پاکستان کو شیرِ مادر سمجھتے ہیں اور اس کی تمام دولت کو سرمایہ داروں کے آوارہ چھوکروں کی طرح برباد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں یہی لبرل مسلمان مرزائیت کا خام مال ہیں۔ اس کا مشاہدہ اندرونِ ملک تو تھا ہی۔ لیکن میں نے اپنے برطانیہ کے دو اسفار میں بھی اسی حالت کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بھی مرزائیوں کا ہدف یہی مخلوق ہے اور طریقۂ واردات بھی بالکل وہی ہے جو پاکستان میں ہے یا جو متحدہ ہندوستان میں تھا کیوں کہ مرزا قادیانی نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بھی یہی تھا۔ لہٰذا مرزائیوں کے اعتقادی اجزا میں یہ بات شامل ہے کہ:......

(۱) حکمرانوں کی چاپلوسی کی جائے اور تملق میں سب سے بڑھ کر کمال دکھایا جائے

(۲) پولیس اور اعلیٰ افسران سے روابط بڑھائے جائیں، ان کی دعوتیں کی جائیں، انھیں اپنے ویجی ٹیبل اخلاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

(۳) لبرل مسلمانوں کو اور سیاسی آوارہ گردوں کو ان کے مذاق کے مطابق مجلسیں مہیا کی جائیں اور مضبوط دینی ذہن رکھنے والے افراد پر پھبتیاں کسنے میں موافقت کی جائے اور اس طرح ایک کو آپریٹو ماحول پیدا کر کے مرزائیت کا نخچیر بنایا جائے۔

برطانیہ میں کیمبرج یونیورسٹی ہال میں مرزائیوں نے ایک اجتماع کیا جس کا موضوع تھا ''بانیانِ مذاہب اور ان کا تعارف''۔اس میں مسلمانوں کی نمائندگی خود سنبھال لی۔اللہ تعالیٰ نے ہم احرار کارکنوں کو بھی موقع دیا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔وہاں صورتِ حال یہ تھی کہ برطانوی پولیس کے ایک درجن سے زائد افراد وہاں موجود تھے اور ان کا انسپکٹر سول ڈریس میں ایک طرف گربہ مسکین بنا کھڑا تھا۔جب ہم میٹنگ ہال میں داخل ہونے لگے تو پولیس نے ہمیں روک لیا۔ہم نے اپنے مؤقف کو مضبوطی سے اس کے سامنے رکھا کہ جب میٹنگ اوپن ہے تو پھر ہمیں جانے سے کیوں روکا جارہا ہے۔یہ بات ان کی عقل میں آ گئی اور ہم اندر چلے گئے۔جب قادیانی عطاء المجیب تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو میں بھی سامعین کے درمیان اپنی کرسی پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں آیت خاتم النّبیین کی تلاوت شروع کر دی۔میں نے اسے مسلمانوں کی نمائندگی سے منع کر دیا اور جلسہ برخواست ہو گیا۔

دوسرا واقعہ بھی برطانیہ کے شہر ہڈرس فیلڈ میں مجلس احرار کی ختمِ نبوت کانفرنس کا ہے کہ پولیس کے دو نمائندے ہمارے میٹنگ ہال میں آئے اور انھوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ منتظمین سے پوچھا کہ سنا ہے تم لوگ یہاں حکومتِ برطانیہ کے خلاف جلوس نکال کر کوئی ہلڑ بازی کرنا چاہتے ہو۔ان کی خوب تسلی کرائی کہ ہمارا تو مشن ہی صرف تبلیغِ ختمِ نبوت ہے برطانیہ کے سیاسی نشیب و فراز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ تو چلے گئے۔جب ہم نے تحقیق کے لیے مقامی ساتھیوں سے گزارش کی تو عقدہ یہ کھلا کہ ہڈرس فیلڈ کے مرزائیوں نے فون کیے اور درخواست دے کر پولیس کو ہمارے خلاف اکسایا۔بعد میں پولیس نے ہمارے تبلیغی عمل میں مداخلت پر بھرپور معذرت کی۔اس ساری گفتگو کا حاصل و مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جہاں سے ابتداء کی تھی مرزائی آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں کہ:......

(۱) ہر حکمران کی خوشامد کی جائے اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

(۲) مخالفین کو پریشان کر کے مرعوب کیا جائے۔

پاکستان کے اربابِ اختیار، سول اور اعلیٰ فوجی افسر، پولیس، سیاست دان اور لبرل مسلمان ہوش کی آنکھ کھولیں اور ہم خدامِ ختمِ نبوت کے راستہ میں رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔۱۹۵۳ء میں مجلس

احرار اسلام کی دعوت پر تمام مکاتبِ فکر کی برپا کردہ تحریک مقدس تحفظِ ختم نبوت میں ہزاروں مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ سے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور امتناعِ قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے اعلانِ عام کے باوجود بہت سے سرکاری و سیاسی ملازمین، مسلمانوں کے مقابلے میں مرزائیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں، انھیں مظلوم کہتے ہیں اور تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے۔ سیاستدان اور لبرلزان سے گھل مل کر رہتے ہیں، رشتے ناتے کرتے ہیں اور ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں جو قادیانیوں کی بزدل مکار، مکروہ اور جعلی خلافت کی سازشوں کی ظاہری کامیابی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔

اس ماحول میں مسلمانوں اور خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے مشن کا کام کرنے والے خدام اور مبلغین پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

(۱) عقیدۂ ختم نبوت کی قرآن وحدیث کی روشنی میں تبلیغ و دعوت

(۲) عوام اور خواص کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کرنا

یہ ایک اہم فریضہ ہے۔ آیئے! اس فریضے کی ادائیگی کے لیے مجلس احرار اسلام کی خالص دینی، دعوتی اور اصلاحی جدوجہد میں شریک ہوکر اللہ تعالیٰ اور اُس کے آخری نبی ورسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل کریں۔ (’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ ملتان، مارچ، اپریل ۱۹۸۸ء)

(۵)

’’ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی‘‘

یار! تم مرزائیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہو، کیا یہ بھی کوئی کام ہے؟

طاہر! تم چھے ماہ بعد ربوے جاتے ہو واپسی پر نہ جانے تمہیں ربوائی بخار ہو جاتا ہے۔ تم بے کار باتیں کرنے لگ جاتے ہو۔ وہ وہ اول فول بکتے ہو کہ خدا کی پناہ۔ میں تمہاری سنگت و ہمسائیگی سے تنگ آچکا ہوں۔

چودھری صاحب آپ خفا نہ ہوں۔ یہ جمہوریت کا دور ہے۔ مجھے بھی تو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے۔ پھر وہی بات۔ میں نے بھی کبھی تمہاری مذہبی شخصیتوں کو کچھ کہا۔ تم کو اپنی مذہبی رائے کے اظہار کا تو مکمل حق ہے مگر ہمارے مذہبی زعماء کے حق میں ہرزہ سرائی کا بھی کیا جمہوریت تمہیں حق دیتی ہے؟

نہیں جناب جمہوریت اس کا حق تو نہیں دیتی۔

پھر تم میری پسندیدہ شخصیات کو برا بھلا کہہ کر مجھ سے کس رواداری کی توقع رکھتے ہو؟ ۲۷ برس ہوگئے تمہیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔ تمہارا ہمارا گھر بھی ایک ہی محلے میں ہے۔ میں نے رواداری کے جذبے کے ماتحت ہی تمہارا بیسیوں دفعہ تحفظ کیا۔ ورنہ محلے کے نوجوان تمہارا مردہ بھی ذلیل کردیتے۔ تم نے پچھلے دنوں ایک اور کمینی حرکت کی۔ میرے ہی بچوں کو سیروتفریح کے بہانے تم پہلے ربوے لے گئے۔ جہاں تم نے مرزا طاہر کا ہفتہ وار ڈرامہ دکھایا۔ پھر اس کی بہت ہی وڈیو کیسٹیں دکھائیں پھر تم نے وہاں سے ایک ''چگی داڑھی والے فریبی'' کو ساتھ لے کر اپنا ہم سفر بنایا جو بطورِ خاص تربیت کے لیے چپکارہا۔ تم مری گئے تو مرزائی (قادیانی) کے گھر میں رہے۔ مغرب کے بعد تم میرے بچوں کو اپنے دارالذکر میں لے گئے اور اپنے ''ویجی ٹیبل مذہب'' کی تبلیغ کرتے رہے۔ تم سوات اور کاغان ویلی میں گھومے پھرے مگر تم نے ان بچوں کی نگرانی یوں کی جیسے اسرائیلی فلسطینی مسلمانوں کی کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے تم نے یہ کارِخیر بھی یہودیوں سے سیکھا ہے۔ اب میرے بڑے لڑکے نے اللہ کے فضل ورحمت سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم اے انگلش پاس کیا ہے تو تم نے اسے باہر بھجوانے کا جھانسہ دیا اور اسے ۲۵ ہزار ماہانہ کا لالچ دیا اور کہا کہ معمولی بات ہے۔ ایک کام ہمارا بھی کردو کہ مرزائیت کی ''سنہری، وروپہلی'' گلی میں سے ہوکر گزرجاؤ اور ہمارا فارم پُر کردو...... جس میں غلام احمد قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک سب کی اطاعت کا وعدہ لیا جاتا ہے۔ (تب مرزائیوں کا پیشوا مرزا طاہر زندہ تھا)

تم نے میرے بیٹے کی اطاعت وغلامی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے توڑ کر ایسے گندے، غلیظ، زناکار لوگوں سے وابستہ کرانے کی ناپاک حرکت کی۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم نے اس بات کی لاج بھی نہ رکھی کہ میں تمہارا محسن ہوں۔ تم نے محسن کشی کی۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری منگیتر کو ''الہام'' کی خوشخبری کے ذریعہ مسٹر ناصر لے اڑا تھا اور تم روتے ہوئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے پوری ایمانداری سے تمہاری مدد نہیں خدمت کی۔ صرف انسانیت کے حوالے سے۔

چودھری صاحب مجھے معاف کردیں۔ آپ تو سیریس ہوگئے ہیں، جانے بھی دیں۔ چودھری صاحب۔

پلیز اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ بھی ان معاملات میں مذہبی ذہن رکھتے ہیں۔

طاہر! نام تو تمہارا طاہر ہے مگر کام تمہارا نجاست پھیلانا ہے۔ تمہارے اندر کی نجاست تمہاری زبان پر آگئی کہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں۔ الحمدللہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں ورنہ

سینتالیس برسوں میں تو میری لٹیا ہی ڈوب گئی ہوتی۔ میری بیوی بچے ہم سب کے سب تمہارے ہم زبان ہو گئے ہوتے۔ واقعتاً تم منافق ہو۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے تمہارے متعلق ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہم نے بلاوجہ اس کی مخالفت کی وہ تمہیں منافق سمجھتا تھا۔ اسی لیے اس نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا۔ تم سینتالیس برس تک میرے ہمسایہ میں رہ کر میری انسانیت پروری و ہمدردی کے باوجود اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں لا سکے تو تم نے مجھے ہی مذہبی غیرت سے محروم سمجھ لیا تھا جو میری اولاد پر واردا تیا بن کر شب خون مارنے کی ٹھانی۔ تم سچے کافر ہو، اس میں کوئی شک نہیں۔ تمہاری اس واردات کے بعد مجھے اس بات کا یقین آ گیا ہے کہ تم اپنے کفر میں بہت مضبوط اور مرزائیت کا گند پھیلانے کے لیے تمہیں جو بھی روپ دھارنا پڑے۔ تم دھار لیتے ہو، تم بہروپیئے ہو اور میں دوبارہ کہتا ہوں بھٹو سچا تھا۔ تم سوالائزڈ منافق ہو...... میں آج کے بعد تمہیں منافق کہوں گا اور تمہیں محلے سے ویسے ہی نکالوں گا جیسے حضور ﷺ نے منافقوں کو نام لے کر مسجد نبوی سے نکالا تھا۔ سنو! مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور میرے محسن بھی ہیں اور میرے رہنما بھی۔ میرے زعیم ہیں میرے پسندیدہ شخص ہیں۔ آج تم نے ان کے خلاف بک بک کی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ تم ان کی پیش گوئی کے مصداق ہو۔ انھوں نے سچ فرمایا تھا:

آج بادِ صبا خبر لائی ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی

(''نقیب ختم نبوت'' اکتوبر ۱۹۹۴ء)

(۶)

''......اور مارشل لا نافذ کر دیا گیا!''

مرحوم استاد دامنؔ نے کہا تھا:

ساڈے دیس وچ موجاں ای موجاں جدّھر ویکھو فوجاں ای فوجاں

استاد کا اشارہ ''ضیاء الحقی مارشل لا'' کی طرف تھا۔ اس سے پہلے وہ ایوب خانی اور یحییٰ خانی مارشل لاؤں کا ذکر بھی...... ''جی او میریا ڈھول سپاہیا!'' کہہ کے کر چکے تھے۔ اس لیے مارشل لا کا ذکر جب بھی آتا ہے، ہمیں موجیں مارتی ہوئی فوجیں، بندے مارتے ہوئے ڈھول سپاہی، جھک مارتے ہوئے سیاست دان اور بہت کچھ...... یاد آ جاتا ہے۔ ہمیں پاکستان کا پہلا مارشل لا یاد آ جاتا ہے۔ ۱۹۵۳ء کے خونیں ایام یاد آتے ہیں۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان، جنرل اعظم خان، خواجہ ناظم الدین اور میاں ممتاز دولتانہ یاد آتے ہیں۔ ''خبریں'' کی ایک اشاعتِ خاص (۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء) میں، ڈاکٹر صفدر

محمود کی طویل تحریر...... ’’اور مارشل لا نافذ کردیا گیا‘‘ شائع ہوئی تو ہمیں یہ سب کچھ بہت یاد آیا۔ڈاکٹر صاحب نے لکھا تھا کہ......

’’۲۵/مارچ ۱۹۵۳ء کو میاں ممتاز دولتانہ اوران کی کابینہ مستعفی ہوگئی جس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک وجہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ تھی جس نے خواجہ ناظم الدین اور میاں ممتاز دولتانہ کے مابین اختلافات کی خلیج کو وسیع تر کردیا تھا۔دوسری وجہ قادیانیوں کے خلاف تحریک تھی جسے عام طور پر ’’ختم نبوت تحریک‘‘ کہا جاتا ہے،اس تحریک نے پنجاب میں امن وامان کو بالکل ختم کردیا تھا۔اس کا اعصابی مرکز لاہور تھا۔اور صوبائی دارالحکومت میں حالات پر قابو پانے کے لیے ۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لا نافذ کردیا گیا، جو مئی تک جاری رہا۔یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ میاں ممتاز دولتانہ نے اس تحریک کا رُخ مرکزی حکومت کی طرف موڑنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی پاداش میں انہیں نہ صرف اپنے منصب کی قیمت ادا کرنی پڑی بلکہ اس سے خواجہ ناظم الدین کی برطرفی کی راہ بھی ہموار ہوگئی۔

اینٹی احمدیہ مومنٹ یاختم نبوت تحریک کے نتیجے کے طور پر مارشل لا کا لگنا بھی ایک طرح سے مسلم لیگ کی کمزوری کی علامت تھی کیونکہ اگر مسلم لیگ صحیح معنوں میں ایک عوامی اور منظّم جماعت ہوتی تو صورتحال کو اس قدر بگڑنے نہ دیا جاتا کہ سول انتظامیہ بے بس ہوجاتی اور فوج کو نظم ونسق سنبھالنا پڑتا۔دراصل ختم نبوت تحریک علماء نے شروع کی جو سمجھتے تھے کہ احمدی مُرتد ہیں۔وہ ظفر اللہ خان اور دوسرے احمدی افسران کے بڑھتے ہوئے اثر کو ناپسند کرتے تھے۔یہ تحریک کئی ماہ جاری رہی اور تقریباً ہر روز پانچ دس ہزار افراد سڑکوں پر احتجاج کرتے ،سرکاری املاک کو آگ لگاتے اور تھانوں پر حملے کرتے ۔۶/مارچ ۱۹۵۳ء کے دن کئی دکانوں کو آگ لگادی گئی اور لاہور کے اندرون شہر میں صورتحال نازک ہوگئی۔جب تحریک اپنے عروج پر تھی تو دولتانہ صاحب نے بیان دے دیا کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ظفر اللہ کو ڈسمس کردیا جائے، چنانچہ اسی دن مارشل لا نافذ کردیا گیا۔اس طرح پاکستان بننے کے بعد پہلی دفعہ فوج سیاست میں ملوث ہوئی۔

’’پاکستان میں جمہوری عمل کی بنیادوں پر یہ پہلی کاری ضرب تھی۔‘‘

ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، وہ اخذ وترتیب کا کمال تو ہوسکتا ہے، مشاہدہ اور بیانِ واقعہ نہیں۔تحریک مقدس، تحفظ ختم نبوت کو ’’اینٹی احمدیہ مومنٹ‘‘ یا ’’احرار احمدی نزاع‘‘ کہنے والوں نے ہمیشہ اسی یک طرفہ نقطۂ نظر کی ترجمانی کی ہے جسے تاریخ ہمیشہ کے لیے غلط ثابت کرچکی ہے۔۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ کرنے والے گردن زدنی تھے اور ۱۹۷۴ء میں سرفراز وظفر

یاب؟ کاش، پوچھو کہ مدّعا کیا ہے؟

تحریک تحفظ ختم نبوت کو ممتاز دولتانہ کی سازش اور ساز باز کہنا کوئی ''اچھوتی بانگی'' نہیں ہے۔ یہ مرزائیوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ ورنہ یہ عجیب ''سازش'' تھی جو ناظم الدین کے ساتھ ساتھ دولتانہ کو بھی لے ڈوبی۔ حقیقت یہ ہے کہ سازش تو لیاقت علی خان کے قتل سے شروع ہو چکی تھی۔ ناظم الدین کا وزیراعظم بنایا جانا بھی اسی سازش کا حصہ تھا۔ کیونکہ موصوف کے وزیراعظم بنتے ہی...... ایک طرف تو:

(۱) تیل کے مسئلے پر ایران اور نہر سویز کے مسئلے پر مصر کی حمایت کی پالیسی ترک کر دی گئی۔ برطانیہ بہادر کی خوشنودی کی خاطر!

(۲) امریکہ نے پاکستان کو امریکی گندم کی درآمد کے لیے ڈیڑھ کروڑ ڈالر کا قرض دینے کی پیش کش کر دی......

اور دوسری طرف

(۱) مشرقی پاکستان میں قومی زبان کے مسئلہ پر، پُرتشدد تحریک شروع ہو گئی۔

(۲) کراچی میں طلباء ایجی ٹیشن کے ہنگامے شروع ہوئے اور پولیس کی فائرنگ سے ایک ہی دن میں سات طلباء ہلاک ہوئے۔

(۳) سندھ میں صوبائی مسلم لیگ کے صدر ایوب کھوڑو نے وزیراعظم کے خلاف بغاوت کر دی۔

(۴) پنجاب کے وزیراعلیٰ دولتانہ نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کی مخالفت کی تو صوبے کی لیڈرشپ اور رائے عامہ کا ملاًان کی تائید میں تھی۔

(۵) قادیانیوں کی تبلیغی، تنظیمی اور سیاسی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئیں۔ بلوچستان کو مرزائی ریاست بنانے کی ''بشارت'' عام تھی۔ مرزائیوں نے وزیرخارجہ چودھری سر ظفر اللہ کی زیرسرپرستی ملکی اداروں میں اسی قدر اثر ونفوذ حاصل کر لیا جتنا آج امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔

کیا یہ سب دولتانہ کی سازش تھی؟ دولتانہ نے تو تحریک ختم نبوت کو تشدد سے کچلنا چاہا، لیکن آگ اور بھڑک اٹھی۔ راج سنگھاسن ڈولنے لگا تو وہ محتاط ہو گئے۔ بعد میں جب مارشل لا لگایا گیا تو وہ بھی لیگی مرکز کے ایماء پر لگایا گیا تھا، نہ کہ فوج کی خواہش اور دولتانہ کی کوشش سے! فوجیوں کو تو یہ معلوم نہیں تھا کہ تحریک چلانے والے انڈیا کے حق میں ہیں یا پاکستان کو بچانے کے

لیے موومنٹ چلارہے ہیں۔ وہ تو یہ کہ کر گولی چلاتے تھے کہ ’’غدّ ارو! کمینو! پاکستان دشمنو! جب ان مارشل لائی افراد کو حقیقت حال کا علم ہوا تو انھوں نے گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ پھر پنجاب پولیس اور مرزائی افسروں نے مل کر گولیاں برسائیں اور جی بھر کے ناموس رسالت کے پروانوں کو بھونا۔ اور یہ سب کچھ مسلم لیگی جاگیرداروں نے کیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں خواجہ ناظم الدین کی ’’وزارتِ عظمیٰ‘‘ کیا کر رہی تھی؟ ۱۱/اگست ۱۹۵۲ء سے ۲۶/فروری ۱۹۵۳ء تک، خواجہ صاحب سے تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کی مسلسل ملاقاتیں رہیں۔ خواجہ کی تان اسی بات پر آ کر ٹوٹتی رہی کہ......

> ’’میں جانتا ہوں کہ اگر مجلس عمل کے مطالبات مان لوں تو سارے پاکستان میں پاپولر ہو جاؤں گا مگر مشکل یہ ہے کہ امریکہ سے جو معاملات طے ہوئے ہیں وہ خراب ہو جائیں گے۔ ظفر اللہ کو ہٹادوں تو گندم کا ایک دانہ نہیں ملے گا۔ تم لوگ میری مشکلات کو نہیں جانتے......‘‘

لیکن خواجہ کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا جو ظفر اللہ خاں آج اتنا مؤثر ہو گیا ہے وہ کل کو کیا کچھ نہ کر گزرے گا؟ ...... نتیجہ یہ نکلا کہ تحریک زور پکڑ گئی۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب ’’مارشل لا سے مارشل لا تک‘‘ کے مصنف سید نور احمد مرحوم (سابق ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ پنجاب) کے بقول

’’گورنر جنرل کے لیے فیصلہ کن قدم اٹھانے کا وقت آ گیا تھا۔ لیکن انھوں نے ایک مہینے کے قریب انتظار کیا اور خواجہ ناظم الدین کو اس بات کی مہلت دی کہ وہ چند سیاسی فیصلے اپنی قلم سے کر جائیں۔ فیصلے یہ تھے۔

(۱) دولتانہ سے کہا گیا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ اور صوبائی مسلم لیگ کی صدارت بھی خالی کر دیں۔

(۲) ان کی جگہ مشرقی پاکستان کے گورنر ملک فیروز خان نون کو پنجاب کا وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔

(۳) ملک فیروز خان نون کی جگہ مشرقی پاکستان کی گورنری پر چودھری خلیق الزماں کو فائز کر دیا گیا۔

(۴) ان فیصلوں کی کامیابی کی ضمانت کے طور پر دولتانہ سے یہ بھی کہا گیا وہ پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے سامنے خود تجویز پیش کر کے اپنے جانشین کو پارٹی لیڈر منتخب کرائیں۔ اور پھر طویل عرصے کے لیے پاکستان سے باہر چلے جائیں۔ دولتانہ کو لاہور میں مارشل لاء کا ڈنڈا نظر آتا تھا۔ انھوں نے تمام احکام کی تعمیل کر دی۔ اور اپنے

بال بچوں کو لے کر یورپ کی سیر کو چلے گئے۔“ (ص ۴۰۹،۴۱۰)

دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین کی باہمی چپقلش اور آویزش کا جو نزلہ مسلم لیگ پر گرا‘ اس آویزش وسازش کا زیادہ اثرِ بد مسلمانوں کے عقائد پر پڑا۔ کیونکہ مسلم لیگی بزرجمہر بنیادی طور پر سیکولر اور لبرل تھے۔ اس لیے عقائد کو قربان کرنا ان کے لیے بہت آسان تھا اور انھوں نے اسلامی عقائد قربان کر کے ہی مرزائیوں کو اقتدار کی ڈوری تھمادی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب میں مرزائیوں نے اپنے اقتدار کے لیے مسلم لیگی سورماؤں کو اسی ڈوری سے نچایا۔ لوگوں نے اس نچانے والے کو بھی دیکھا اور ناچنے والوں کو بھی! مجلس احرار اسلام اس تماشے کو برداشت نہ کر سکی اور پاکستان کی تباہی و ویرانی کو کھلی آنکھوں نہ سہہ سکی تو اس نے آل پارٹیز کنونشن بلایا۔ اس کنونشن میں مرکزی حکومت کے سامنے مسلمانوں کے متفقہ چار مطالبات رکھے گئے کہ:

(۱) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے الگ کیا جائے۔

(۴) ربوہ کی زمین پر مہاجروں کو آباد کیا جائے۔

مطالبات تسلیم نہ کئے جانے کی صورت میں تحریک چلائی گئی اور اس کی بنیاد انہی مطالبات پر رکھی گئی اور اس تحریک کا نام ”تحریک تحفظ ختم نبوت“ رکھا گیا۔ مسلم لیگی گوسفندوں نے اور مرزائی جتھہ بندوں نے اس مقدس تحریک کو ”اینٹی احمدیہ موومنٹ“ کہا جو کہ ڈاکٹر صفدر محمود نے بھی لکھنا پسند کیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے احرار کا نام لیتے ہوئے یوں قلم چھپالیا۔ جیسے ہندو پتنیاں اپنے دھرم پتی کا نام لیتے ہوئے جھینپ جاتی ہیں۔ پھر انھوں نے لکھا ہے کہ ”علماء سمجھتے تھے کہ احمدی مرتد ہیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات لکھنے والا ابھی تک بندۂ بیگانہ ہے۔ ورنہ غلامانِ محمد ﷺ تو تمام کے تمام مرزائیوں کو مرتد ہی سمجھتے ہیں۔ ”غیر مرتد“ تو انہیں وہ مسلم لیگی ہی سمجھتے ہیں جن کے دروازے آج بھی ان کے لیے کھلے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان مرتدوں کو احمدی لکھا ہے حالانکہ تمام مسلمان انہیں ”مرزائی اور قادیانی“ کہتے اور لکھتے ہیں اور یہی ان کا آئینی نام اور شناخت ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب سے ایک ہی گزارش ہے کہ خدا را تاریخ میں ”اجتہاد“ نہ فرمائیں۔ اگر انھوں نے (ر) جسٹس جاوید اقبال کے ”اجتہادات“ سے متاثر ہو کر اجتہاد فرمانا شروع کر دیا تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہوگی۔ البتہ وہ اگر علامہ اقبال کے شبابِ فکر کی روشنی میں کوئی رائے قائم کرنا پسند کریں تو بہت مناسب ہے۔! (”روزنامہ خبریں“ لاہور، ۱۰/۱۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوت

مُرتب

مُناظرِ ختمِ نبوت

حضرت مولانا **اللہ وسایا** صاحب حفظہ اللہ

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com